بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَلۡاَنۡبِیَاءُ اَحۡیَاءٌ فِیۡ قُبُوۡرِھِمۡ یُصَلُّوۡنَ
ماہنامہ راہِ ہدایت کا خصوصی شمارہ بنام
عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم نمبر
مدیر
مولانا خیر الامین قاسمی حفظہ اللہ
نائب مدیر
خادم اہلسنت طاہر گل دیوبندی عفی عنہ
ناشر
نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور

عقیدہ ختم نبوت زندہ باد یااللہ مدد عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ باد

حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ
سلطان المحققین حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ

راہِ ہدایت

بیاد

امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ
قائد اہلسنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ
ترجمان علماء دیوبند حضرت مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ
مناظر اسلام حضرت مولانا حبیب اللہ ڈیروی رحمۃ اللہ علیہ
مناظر اسلام حضرت مولانا محمد اسماعیل محمدی رحمۃ اللہ علیہ

زیرسرپرستی

متکلم اسلام حضرت مولانا سجاد الحجابی دامت برکاتہم
مناظر اسلام حضرت مولانا محمود عالم صفدر اوکاڑوی مدظلہ
حضرت مولانا مفتی محمد ندیم محمودی الحنفی صاحب حفظہ اللہ
محقق اہل سنت حضرت مولانا مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ
مناظر اسلام مولانا مفتی نجیب اللہ عمر صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

مجلس مشاورت

حضرت مولانا مفتی محمد وقاص رفیع حفظہ اللہ
حضرت مولانا مفتی محمد طلحہ صاحب حفظہ اللہ
حضرت مولانا محمد محسن طارق الماتریدی حفظہ اللہ
حضرت مولانا عبد الرحمٰن عابد صاحب حفظہ اللہ
حضرت مولانا ثناء اللہ صفدر صاحب حفظہ اللہ

مدیراعلی

حضرت مولانا خیر الامین قاسمی حفظہ اللہ

نائب مدیر

طاہر گل دیوبندی عفی عنہ

فہرست مضامین مجلّہ راہِ ہدایت شمارہ نمبر 34 "مسئلہ حیات النبی ﷺ نمبر"

مولانا خیر الامین قاسمی صاحب حفظہ اللہ

عقیدہ حیات النبی ﷺ

الحمدللّٰہ وکفی وسلام علی عبادہ اللذین الصطفی امابعد !

عقائد دو قسم کے ہیں:

1. عقائد قطعیہ
2. عقائد ظنیہ

مشہور فقیہ و مورخ علامہ ابن خلدون (المتوفی 808ھ) علم کلام کی تعریف لکھتے ہوئے فرماتے ہیں

"هو علم يتضمن الحجج عن العقائد الايمانية باالادلة القطعيه والرد على المبتدعة المنحرفين فى الاعتقادات عن مذاهب السلف واهل السنة"

(تاریخ ابن خلدون 1:458)

یعنی علم کلام وہ علم ہے جس میں عقلی دلائل کے زریعے ایمانی عقائد کا دفاع کیا جاتا ہے اور اہل السنت، اسلاف کے عقیدے سے انحراف کرنے والے اہل بدعت کا دلائل سے رد کیا جاتا ہے۔

علم کلام کی اس تعریف میں ابن خلدون نے عقائد قطعیہ اور عقائد ظنیہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ عقائد کو دو اقسام کی طرف منقسم کرنا علامہ خلخالی اور عبد العزیز پرھاڑوی رحمہ اللہ سے بھی ثابت ہے۔ بہر حال عقیدہ حیات النبی ؐعقائد ظنیہ میں سے ہے یعنی اس انکار یا باطل تاویل پر بندہ کافر نہیں ہوتا البتہ اہل السنت سے خارج ہوتا ہے۔ حیات النبی ؐکا عقیدہ مذاہب اربعہ میں متفق علیہ عقیدہ ہے اور بقول امام اہل سنت شیخ سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کہ عنایت اللہ شاہ گجراتی سے پہلے اس عقیدے کا کوئی حامل شخص نہیں گزرا ہے۔

مماتی بھی بظاہر کہتے ہیں کہ ہم حیات کے قائل ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ دھوکہ بھی کرتے ہیں۔ اس لیے مابہ النزاع کو سمجھنا چاہیے۔

فریقین کے ہاں درجہ ذیل چیزیں مسلم ہیں۔

1) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر موت واقع ہوئی ہے۔اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ لہذا ایسے آیات یا احادیث پڑھنا جس سے موت ثابت ہوتا ہوں یہ وقت کا ضیاع ہے اور تحصیل حاصل ہے۔

2) نبی کریمؐ حیات بعد الوفات حیات برزخیہ ہے یہ بھی مسلم بین الفریقین ہے۔کوئی بھی فریق حیات برزخی کا انکاری نہیں۔

3) روح یا روحانی حیات بھی فریقین کے ہاں مسلم ہے۔

اب نقطہ اختلاف کیا ہے ؟ وہ ہے روضہ مطہرہ میں جسد اطہر مبارک کا حیات ہونا بتعلق روح۔اس کے مماتی منکر ہیں۔اور ہمارا ادعوی ہے کہ اہلسنت میں سے کوئی شخص بھی اس نظریئے کا نہیں گزرا ہے۔یہ نظریہ کہ روضہ مطہرہ میں جسد اطہر فایز الحیات نہیں یہ خالص میڈِان گجرات یا میڈِان پنج پیر نظریہ ہے۔

چونکہ فریقین اپنے آپ کو دیوبندی کہتے ہیں اور یہ اصول طے ہیں کہ عقیدہ یا نظریہ منسوب الیہ کی عبارات سے پیش کرنا ہوتا ہے۔اس لیے بجائے قرآن وحدیث کے اکابر دیوبند کے عبارات پر اس مضمون میں اکتفاء کرتا ہوں کیونکہ اس مسئلہ پر ہمارے اکابر نے بہت کچھ لکھا ہے جس میں قرآن وحدیث کے دلائل مذکور ہیں۔

میں اکابر دیوبند کی عبارات اس لیے ذکر کرتا ہوں کہ مولانا محمد طاہر پنج پیری مرحوم کا بھی یہی انداز استدلال تھا۔وہ جب کسی ایسے شخص سے بحث کرتا کسی مسئلہ پر جو اپنے آپ کو دیوبندی کہتا تو وہ بجائے دیگر اکابر کے ،اکابر دیوبند کو پیش کرتا اور یہی کہتا کہ یہ ہمارے اساتذہ ہے۔لیکن اب مولانا طاہر پنج پیری مرحوم کے اس طرز استدلال سے پنج پیری صدفی صد انکاری ہے۔

میاں محمد الیاس مماتی لکھتے ہیں:

”مولانا بحث ومباحثہ اور مجلس مناظرہ میں بڑی حکمت اور دانشمندی کے ساتھ فریق ثانی کو ایک مشترکہ ثالث پر لے آتے اور وہیں سے اپنا موقف اور پنے دلائل شروع کرتے۔اور اپنی بات مکمل کرکے فریق ثانی سے منوا کر لکھوا بھی لیتے۔“

مولانا سعید اللہ موضع کالو خان نے ایک مناظرے کا حال اس طرح لکھا ہے۔

"کالو خان میں حضرت شیخ کی آمد پر مناظرہ طے پا گیا اور فریقین ہمارے محلہ بازید خیل

کی مسجد میں جمع ہوئے، طے پایا کہ تمام متنازعہ امور پر بحث ہوگی۔ فریق ثانی کی طرف سے جامع مسجد کے خطیب مولانا عبد القیوم مناظر مقرر ہوئے، شیخ نے خطیب صاحب سے پوچھا کہ آپ نے کہاں سے تعلیم حاصل کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ فاضل دیوبند ہوں۔ شیخ نے فرمایا۔ الحمدللہ پھر تو ہمارا فیصلہ آسان ہوگیا۔ ہم دونوں دیوبندی ہیں اور ہمارے اکابر علمائے دیوبند ہمارے ثالث ہونگے۔ کیوں خطیب صاحب؟ آپ علمائے دیوبند کے فتاویٰ تسلیم کریں گے ناں! خطیب صاحب نے کہا کیوں نہیں وہ ہمارے استاد ہیں۔

سب سے پہلے حیلہ اسقاط پر بحث ہوئی۔ خطیب صاحب نے شامی کا حوالہ دیا۔ شیخ نے فرمایا کہ علامہ شامی، حضرت گنگوہی کے ہم عصر ہیں اور حضرت گنگوہی ہمارے استاد ہیں اور استاد کا حق فائق ہوتا ہے۔ آپ نے فتاوی رشیدیہ نکال کر جرگہ کے سردار کے ہاتھ میں پکڑا دی اور کہا پڑھو۔ اس نے پڑھ کر سنایا کہ حیلہ اسقاط چند مولویوں کا زینہ ہے اور بدعت ہے۔ خطیب صاحب نے تسلیم کر لیا کہ اس کو سب بدعت کہتے ہیں۔ اسی طرح ایک ایک مسئلہ پر بحث ہوئی۔"

(مولانا محمد طاہر اور انکی قرآنی تحریک 182)

ہم بھی کہتے ہیں کہ مماتیوں اپنے بزرگ مولانا طاہر صاحب کی طرح اکابر دیوبند کو اپنا ثالث مانو اور عقیدہ حیات النبی ؐ کو اکابر دیوبند کی عبارات کی روشنی میں مان لوں اور خطیب صاحب کی طرح اعتقادی بدعت سے توبہ کرلو۔

اکابرین دیوبند اور حیات النبی ﷺ

1)حجۃ الااسلام مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (المتوفی 1297ھ)

"انبیاء کرام علیہم السلام کو انہیں اجسام دنیوی کے تعلق کے اعتبار سے زندہ سمجھتاہوں۔"

(لطایف قاسمیہ صفحہ 3)

2)امام ربانی حضرت مولنا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ (المتوفی 1322ھ)

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں، ونبی اللہ حی یرزق ،اس مضمون

حیات کو مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ نے اپنے رسالہ آب حیات میں بما لامزید علیہ ثابت کیا ہے۔

(ھدایۃ الشیعہ 49)

3) شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ (المتوفی 1339ھ)

"انہم اتفقوا علی حیاتہ ﷺ بل حیاۃ الانبیاء علیہم السلام متفق علیہا لاخلاف لاحد فیہ"

(انوار محمود شرح سنن ابی داود جلد اول ص 610)

حضرات محدثین اس بات پر متفق ہیں کہ آنحضرت ﷺ زندہ ہیں بلکہ تمام انبیاء کرام کی حیات اتفاقی مسئلہ ہے اس بارے میں کسی ایک محدث کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

4) حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ (المتوفی 1346ھ)

"ان نبی اللہ حی فی قبرہ کماان الانبیاء احیاء فی قبورھم"

(بذل المجہود 2/117 باب التشہد)

اللہ کے نبی ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں جیسے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

5) خاتم المحدثین علامہ انور شاہ کشمیری رح (المتوفی 1352ھ)

"یرید بقولہ [الانبیاء احیاء] مجموع الاشخاص لا الارواح فقط"

(تحیۃ الاسلام حاشیہ عقیدۃ الاسلام 119)

یعنی انبیاء کرام ارواح وبدن کے مجموعے کے ساتھ زندہ ہیں۔ فقط ارواح زندہ نہیں۔

6) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (المتوفی 1362ھ)

"وقد حرم اللہ جسدہ علی الارض واحیاہ فی قبرہ کسایرالانبیاء علیہم الصلوۃ السلام"

(بوادر النوادر 451)

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ؐ کے جسد کو زمین پر حرام فرمایا ہے اور آپ ؐ کو قبر میں زندہ رکھا ہے جس طرح سارے انبیاء علیہم السلام کو زندہ رکھا ہے۔

بیسوں اکابرین کے عبارات اس پر موجود ہے۔اسی پر اکتفاء کرتا ہوں اور مضمون کے آخر میں امام اہل سنت شیخ سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہ کا ایک ملفوظ گرامی لکھتا ہوں حضرت اقدس رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

" بلاخوف تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ تقریباً1374ھ تک اہل السنت والجماعت کا کوئی فرد ، کسی بھی فقہی مسلک سے وابستہ ،دنیا کے کسی خطہ میں اس کا قایل نہیں رہا کہ آنحضرت ؐ کی روح مبارک کا جسم اطہر سے قبر شریف میں کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور آپ عند القبر صلوۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے، کسی اسلامی کتاب میں، عام اس سے کہ وہ کتاب حدیث وتفسیر کی ہو یا شرح حدیث اور فقہ کی، علم کلام کی ہو یا علم وتصوف وسلوک کی، سیرت کی ہو یا تاریخ کی، کہیں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر نہیں کہ آپ کی روح مبارک کا جسم اطہر سے کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور یہ کہ آپ عند القبور صلوۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے۔"

(تسکین الصدور290)

مفتی محمد افضال صاحب حفظہ اللہ

عقیدہ حیات النبی ﷺ کی اہمیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرک اور کفر کے بعد جس گناہ پر سب سے زیادہ عذاب ہو گا وہ عقیدہ کی گمراہی ہے۔ اسلام میں دخول کے بعد مسلمان کیلئے اعمال سے پہلے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے عقائد کو گمراہ عقائد سے محفوظ رکھے، اگر ایک مسلمان کا عقیدہ ہی ٹھیک نہیں تو اسکے اعمال کا کیا فائدہ، اسی وجہ سے علمائے حق مسلمانوں کو گمراہ لوگوں کے عقائد سے محفوظ رکھنے کیلئے غلط عقائد کا ذکر اور انکی قباحت بیانات اور کتب اور دروس میں ذکر فرماتے رہتے ہیں، اور یہ علماء کرام کا فریضہ بھی ہے، جیسے اعمال کی اصلاح، وضو، نماز، معاملات، معاشرت کا بیان کرنا ضروری ہے اس سے کئی گناہ زیادہ عقائد کا بیان ضروری ہے، کیونکہ عقائد کی اہمیت زیادہ ہے لہذا علماء کرام کا یہ فرض ہے کہ اھل السنہ والجماعۃ کے عقائد کو بیان فرمائیں، جو لوگ ان عقائد کے منکر ہیں، انکی نشاندھی فرمائیں، انکی باطل تاویلات کو ذکر فرمائیں، تاکہ عوام الناس گمراہ لوگوں کے فتنہ سے اپنے عقائد کو محفوظ رکھ سکیں۔

بارگاہ رسالت سے علماء کرام کو جو ذمہ داری دی گئی ہے وہ یہ ہے:

عن ابراھیم بن عبد الرحمن العذری قال قال رسول اللہ ﷺ :یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ ینفی عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاھلین ۔مشکوۃ المصابیح ،کتاب العلم ۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس علم کو بعد میں آنے والے ہر طبقہ کے صاحب تقوی لوگ حاصل کرینگے وہ اس علم سے غلو کرنے والوں کی تحریف، جھوٹے لوگوں کی جعل سازی اور جہلاء کی تاویل کی نفی کرینگے۔

عقائد کے بیان کے بارے میں علماء کرام کے مختلف گروہ ہیں:

1. بعض تو عقائد کے ذکر کو ہی فضول سمجھتے ہیں، انکی زبان سے بھول کر کبھی نکل جائے کسی عقیدہ کا ذکر تو اس پر بھی توبہ کرتے ہیں، اور جو لوگ یہ کام کرتے ہیں انکی فضول نگاہ میں وہ متشدد اور فرقہ پرست شمار ہوتے

ہیں، اور پھر ان میں سے بعض صرف چند مخصوص اعمال کے ذکر ہی کو بڑی سعادت سمجھتے ہیں، بعض صرف معاملات کی صفائی پر زیادہ زور دیتے ہیں۔

2. بعض کسی خاص عقیدہ کے ذکر کو اھمیت دیتے ہیں جیسے ختم نبوت، شان صحابہ وغیرہ اور باقی عقائد کے ذکر کو نہیں کرتے۔
3. تیسرا گروہ وہ ہے جو کسی خاص عقیدہ کے بیان کو فضول سمجھتے ہیں، جیسے عقیدہ حیات النبی ﷺ کو۔
4. چوتھا گروہ وہ ہے جو ہمیشہ ہی مماتیوں کے خلاف بیان وغیرہ کرتا رہتا ہے اور باقی گمراہ فرقوں کے خلاف کام کرنے کو کوئی زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔

صحیح طریقہ یہ ہے کہ جہاں جس عقیدہ کی ضرورت ہو اسی کو بیان کرنا چاہئے اور جتنا ضرورت ہو اتنا بیان کرنا چاہئے۔ خصوصاً شیعہ کے عقائد پر رد کرنا عمومی طور پر علماء نے ترک کر دیا ہے اور صرف سپاہ صحابہ والوں کے ساتھ اس کام کو خاص سمجھ لیا ہے حالانکہ تمام گمراہ فرق میں اس فرقے کا کفر اور ضلالت بڑھا ہوا ہے اور ہر سال بیسیوں لوگ شیعہ ہو جاتے ہیں، اور یہ فرقہ ایسا ہے کہ اسلام کے ہر فرعی اور اصولی مسئلہ میں اسکا تقریبا اختلاف ہے، کلمہ، قران، اذان، توحید و رسالت نبوت ہر چیز میں اسلام کا مخالف ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ عالمی فتنہ ہے اور اس فتنہ کے پاس حکومتی طاقت اور زور ہے اور اسلامی ممالک میں انکا اثر و رسوخ ہے۔

الغرض ایک عالم کی مثال محافظ اور پہرہ دار کی ہوتی ہے اگر ایک گھر کے چار چوکیدار ہیں چاروں اطراف کیلئے تو یہ آپس میں تقسیم کار کے طور پر مختلف جانب کی تقسیم کرکے اپنے اپنے حصہ کی حفاظت کرینگے لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ دوسری جانب کی اس پر ذمہ داری نہیں بلکہ سب پر سارے گھر کی ذمہ داری ہے لیکن سہولت کیلئے تقسیم کرلی ہے اگر کسی جانب دشمن کا حملہ ہو گا تو سب کو اسی جانب اپنی توجہ کرنا ہو گی۔

اسی طرح ہر عالم پر پورے دین کی حفاظت ہے سہولت کیلئے مختلف عقائد کی حفاظت کی ذمہ داری کو تقسیم کرلیا گیا ہے لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ باقی عقائد کی اہمیت نہیں، یا انکی حفاظت ضروری نہیں۔ بلکہ دوسرے عالم کا ہر اک کو شکر گزار اہونا چاہئے کہ ہماری ذمہ داری وہ سنبھال رہا ہے، نہ اسکی مخالفت کرکے اپنی عاقبت خراب کرے۔

عقیدہ حیات النبی ﷺ و سماع النبی ﷺ بھی عقائد اسلامیہ میں سے ایک بنیادی عقیدہ ہے، اس پر امت

کا اجماع ہے اور یہ تواتر سے ثابت ہے، اس عقیدہ کے منکرین کو ماہرین شریعت نے گمراہ اور بدعتی قرار دیا ہے اور اس پر بدعتی کے احکامات نافذ فرمائے ہیں۔ مودودی، غیر مقلد، بریلوی گمراہ فرق کی طرح یہ بھی ایک گمراہ فرقہ ہے۔ چونکہ یہ فرقہ اپنے نفاق کی کی وجہ سے اپنے اصلی عقائد کو چھپاتا ہے اور مبہم اقوال واقرار کے ذریعہ بعض علماء کرام کو اس بات کا قائل کرلیتا ہے کہ ہمارا تو کوئی الگ مسلک نہیں صرف عبارات کا لفظی چکر ہے، یا یہ بات ذہن میں ڈال دیتے ہیں کہ حیاتی طبقہ سختی کرتا ہے اور متشدد ہے ہم اعتدال پر ہیں۔ اشاعت کے اصلی عقائد اور حقیقت میں نے اپنی کتاب "بولتے حقائق" میں واضح کردی ہے۔

ہمارے بعض علماء کا اس فرقہ کی کتب کا مطالعہ اور اس کے عقائد کی تحقیق نہیں ہوتی یا تو موروثی سستی کی وجہ سے یا دین کے باقی کاموں میں مصروفیات کی وجہ سے تو یہ علماء اس فرقہ کی باتوں میں آکر مختلف قسم سے غصہ سے بھرے بعض اوقات درد بھرے ریمارکس دیتے ہیں، جن سے اس عقیدہ کی اہمیت کی کمی ظاہر ہوتی ہے، اور لگتا ایسے ہے کہ یہ عقیدہ حیات وسماع نعوذ باللہ فضول ہیں ان کا ماننا نہ ماننا کوئی معتد بہ شئ نہیں اور لوگوں کے اذہان میں شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہیں۔

ان اوراق میں ان ہی متاثرین علماء کے اس عقیدہ کے بارے میں غلط ملفوظات کا جائزہ لیا گیا ہے شرعی دلائل کی روشنی میں۔

متاثرین کے ملفوظات:

1۔ عقیدہ حیات وسماع کی کوئی ضرورت نہیں۔

2۔ اپنا وقت کسی اور مقصودی کام میں لگاؤ۔

3۔ اس عقیدہ کی قبر میں پوچھ نہ ہوگی۔

4۔ اس عقیدہ کے بیان کرنے والے فسادی ہیں۔

5۔ کفار اسلام کے خلاف سازشوں میں لگے ہیں اور تم حیات ممات کو لئے بیٹھے ہو۔

قارئین کرام تفصیل سے پہلے یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ جب کسی عالم کی زبان سے مذکورہ اقوال میں سے کوئی یا انکی مثل کوئی ملفوظ صادر ہو سمجھ جائیں کہ یہ متاثرین میں سے ہیں اور ان کو اس فرقہ کے عقائد کی تحقیق نہیں، اور اگر ممکن ہو تو ان سے دریافت فرمائیں کہ آپ نے مماتیوں کتنی کتب کا مطالعہ فرمایا ہے، جواب نفی کی

صورت میں ہی ملے گا۔ جب اس فرقہ کا کی کتب مطالعہ ہی نہیں کیا تو اس فرقہ کے بارے میں غیر معتبر ہیں اور کسی بھی مسئلہ میں معتبر ہی کی رائے قابل اعتبار ہوتی ہے، یہی عقل اور نقل کا تقاضا ہے۔ لہذا ایسے علماء کرام کی رائے کا کوئی اعتبار ہی نہیں کیونکہ انکے اقوال کسی معتبر بنیاد پر نہیں بلکہ اوہام وظنون پر مبنی ہیں وان الظن لا يغنى من الحق شيئا۔

مذکورہ متاثرین علماء کرام کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ عقیدہ حیات وسماع امت کا اجماعی اور اتفاقی عقیدہ ہے اور ضروریات اہل سنت میں سے ہے، اتنے بنیادی اور مضبوط دلائل سے ثابت عقیدہ کے ساتھ اس طرح کی بے رخی اور عدم اعتناء کا معاملہ بڑا جرم ہے۔ اگر ایک اجماع اور متواتر عقیدہ کی یہ حیثیت ہے تو فروعی اعمال کا کیا حال ہو گا، کیا یہ ملحدین کیلئے شریعت کے انکار کا راستہ ہموار نہیں ہو رہا کہ جب اتنے دلائل سے مؤید اجماعی عقیدہ متواترہ کی کوئی اہمیت نہیں نہ اس کا بیان کرنا ضروری ہے تو پھر باقی شریعت کے اعمال کا کیا اعتبار ہے پھر تو ملحدین ہر عمل کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کیا اسکی قبر میں پوچھ ہو گی، یہود و نصاری اسلام کے خلاف سازشوں میں لگے ہیں اور تم ان اعمال فرعیہ کو لے کر بیٹھے ہو۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

ذیل میں ان بدعی جملوں کی حقیقت واضح کی جاتی ہے۔

1۔ اس عقیدہ کے بیان کی ضرورت نہیں

اسلام دو چیزوں کا مجموعہ ہے، عقائد اور اعمال کا۔ عقائد کو ماننا تو ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے، اور اعمال کیلیے شریعت میں شرائط مقرر ہیں جس میں وہ شرائط موجود ہو گی اسی پر یہ اعمال ضروری ہونگے، مثلاً زکوۃ فقیر پر نہیں، جمعہ دیہات میں نہیں، وغیرہ لیکن ایسا کوئی عقیدہ نہیں جو شہری کیلئے ماننا ضروری ہو اور دیہاتی کیلئے اسکا ماننا ضروری نہ ہو۔

معلوم ہوا کہ کسی فرعی عمل کے بارے میں تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ مسئلہ اس علاقے میں ضرورت نہیں کیونکہ اس علاقہ کے لوگوں کیلئے یہ مسئلہ نہیں لیکن کسی عقیدہ کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا۔

مثلاً ان علاقوں میں تکافل، بینکنگ وغیرہ کہ مسائل کی ضرورت نہیں، دیہات میں یہ مسائل پیش نہیں آتے لیکن کراچی وغیرہ بڑے شہروں میں یہ مسائل موجود ہیں انکی وہاں ضرورت ہے، لوگ ان میں مبتلا ہیں، علماء کرام اسکی وضاحت فرماتے رہتے ہیں اور اس پر کتب بھی تصنیف کرتے ہیں، اس پر اگر کوئی عالم کہے:

"شکر ہے ہمارے ہاں یہ مسائل نہیں، کراچی میں تو اسمیں کوب گرم جوشی دکھائی جاتی ہے، حرام حلال کا مسئلہ بنایا ہوا ہے، اس پر کتابیں لکھی جارہی ہیں، یہ فضول ہے اسکی ضرورت نہیں"

ظاہر ہے کہ یہ بات غیر مناسب ہے۔

عقیدہ حیات وسماع کا بیان ضروری ہونے کی وجوہات درجہ ذیل ہیں:

1--- یہ ایک اجماعی، متواتر عقیدہ ہے۔

2--- منکرین نے اس عقیدہ میں باطل تاویلات کی ہیں اور غلط اس مسئلہ کو بیان کرتے ہیں اسلئے ضروری ہے کہ اہل حق اس مسئلہ کی صحیح تفصیل بیان فرمائیں۔

منکرین حیات نے مستقل تصانیف اس عقیدہ پر لکھی ہیں، اور انکا نام بھی حیات النبی ﷺ ہے اور وہ کہتے بھی ہیں کہ ہم اس عقیدہ کے قائل ہیں، لیکن اسکی جو تشریح کی ہے وہ غلط ہے، اہل سنت کی بیان کردہ تشریح کو وہ بریلوی مذہب کہتے ہیں اور کبھی تو ان کو یہ شرک بھی دکھائی دیتی ہے، اسی وجہ سے وہ اہل حق کو مشرک اور بدعتی بھی کہتے ہیں، لہذا ضروری ہے کہ اس مسئلہ کی صحیح وضاحت لوگوں کے سامنے آئے۔

3--- اس عقیدہ کے ساتھ بہت سارے بڑے بڑے اعمال وعقائد کا تعلق ہے جیسے استشفاع من النبی ﷺ، عرض سلام، رد سلام، ارضی قبر، شد رحال، عرض اعمال، ثواب قبر، نبی روح اور جسم دونوں کا نام ہے، سماع موتی، اعمال فی القبور، ابلاغ سلام وغیرہ۔ لہذا ان تمام اعمال وعقائد سے دستبردار ہونا پڑے گا۔

2۔ اپنا وقت کسی مقصودی کام میں لگاؤ

یہ کہنے والوں کے مقصودی کام الگ الگ ہیں، اکثر مراد صرف، نحو، عبارت کی تصحیح، فضول قیل قال مراد ہوتا ہے یا پھر جدید فقہی مسائل مراد ہوتے ہیں۔

یہ بات اکثر وہ لوگ کہتے ہیں جو اس مسئلہ کی پوری حقیقت نہیں جانتے بلکہ بندہ تو یہ کہتا ہے کہ وہ اپنا عقیدہ پوری طرح بیان نہیں کرسکتے اور نہ ہی کسی کو مطمئن کرسکتے ہیں۔ جب تک مماتی فرقہ کی آٹھ دس کتابیں اس مسئلہ کے بارے میں نہ پڑھ لیں یہ مسئلہ پوری طرح واضح نہیں ہوتا، پھر یہ علماء مماتی فرقہ کی منافقت میں آجاتے ہیں جب انکو وہ اپنی کچھ ادھوری عبارات کھاتے ہیں جن میں برزخی کا ذکر ہوتا ہے تو پھر یہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ بھی تو قائل ہیں۔

جب تک علماء اس عقیدہ کو مقصود نہ بنائیں گے اس عقیدہ سے جاہل ہی رہیں گے اور پھر انکی زبان پر جاری ہو گا" اس عقیدہ پر اجمالی ایمان کافی ہے تفصیل میں پڑھنے کی ضرورت نہیں "یا" قران وحدیث سے جو حیات وسماع ثابت ہے انکا ماننا ضروری ہے"۔

عجیب بات یہ ہے کہ اس پندرہویں صدی میں بھی کیا معلوم نہیں ہو سکا کہ قرآن وحدیث سے کونسی حیات وسماع ثابت ہے۔یہ تو بڑی خطرناک بات ہے کہ جب اتنے اہم ،متواتر ،اجماعی عقیدہ کے بارے میں ابھی تک تحقیق نہ ہو سکی تو کیا دین اسلام کے دامن پر دھبہ نہیں اور کیا علماء اسلام کی سستی نہیں کہ ابھی تک اپنے اجماعی عقیدہ کی بھی تحقیق نہ کر سکے۔

تشابہات کا بھی متکلمین متاخرین نے عوام کو گمراہی سے بچانے کیلئے ظنی معنی بیان فرمایا ہے۔کیا یہ عقیدہ تشابہات سے بھی بڑھ کر ہے کہ اسکی تفاصیل بیان نہ کی جائیں۔

یہ کتنی محرومی کی بات ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ جیسے مسلم امام کے مذہب کے خلاف ہر دن اردو عربی کی شروحات کی ورق گردانی کی جائے،اور انکو طلباء کے سامنے بیان کیا جائے،حالانکہ اگر کوئی شافعی بن جائے تو کچھ نقصان نہیں،شوافع بھی اہل سنت ہیں،کافیہ، قطبی،شرح تہذیب کی فضول قیل قال میں اپنا اور طلباء کا وقت ضائع کیا جائے،لیکن جو گمراہ فرقہ موجود ہے اور لوگوں کو گمراہ بھی کرتا ہے،اہل سنت کی مسلم شخصیات کی توہین و تذلیل کرتا رہتا ہے انکے خلاف بات کرنے اور کام کرنے کو غیر مقصودی سمجھا جائے۔

ایک عالم کیلئے کتنی شرم کی بات ہے کہ الكلمة لفظ وضع لمعنى مفرد کی ابحاث تو یاد ہو، منصرف وغیر منصرف کی بھی خوب تحقیق ہو لیکن جب علم غیب،حیات،برزخ،قبر کی تفصیلات کا وقت آئے تو اجمالی ایمان کو کافی سمجھ لیا جائے،اور جب طالبعلم ان عقائد کے بارے میں سوال کرے تو اپنی جہالت کو یہ کہہ کر چھپا لیا جائے کہ ابھی ان باتوں کا وقت نہیں،یا پھر ایسا بلا سند جواب دیا جائے جو عجائب گھر کی زینت بننے کے علاوہ کسی دوسری جگہ کیلئے موزوں ہی نہ ہو،یا پھر کسی دوسرے کا حوالہ دیا جائے کہ اس سے پوچھو۔اللہ تعالی سمجھ نصیب فرمائے۔

3۔اسکی قبر میں پوچھ نہ ہو گی

اس بات کا ظاہری مطلب یہی ہے کہ عقیدہ حیات کی قبر میں پوچھ نہ ہو گی،یہ صغری ہو گیا اور کبری ہو گا،

جسکی قبر میں پوچھ نہ ہو اسمیں پڑنے کی ضرورت نہیں۔

اس قیاس کا صغریٰ اور کبریٰ دونوں غلط ہیں۔

صغریٰ کی غلطی:

اس سوال سے اجمالی سوال مراد ہے یا تفصیلی، اگر اجمالی مراد ہے تو اسکی نفی غلط ہے کیونکہ مادینک سے اسلام مراد ہے اور اسمیں سارے اعمال وعقائد آ گئے۔

اگر تفصیلی نفی مراد ہے تو یہ غیب کا دعوی ہے اس پر کوئی دلیل موجود نہیں۔ تین سوال مشہور ہیں وہ اکثری ہیں، یہ مطلب نہیں کہ اور کسی عقیدہ یا عمل کا سوال ہی نہ ہو گا، بلکہ بعض مردوں سے ان تین کا بھی سوال نہ ہو گا جیسا کہ کتب میں اس کی صراحت ہے، اور بعض سے ان تین کے علاوہ کا بھی سوال ہو گا۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ شرح الصدور میں فرماتے ہیں:

قال القرطبی :اختلفت الاحادیث فی کیفیة السوال والجواب ،وذلک بسبب الاشخاص ایضا فمنهم من یسال عن بعض اعتقاداته ،ومنهم من یسال عن کلها ۔قال : ویحتمل ان یکون الاقتصار علی البعض من بعض الرواة واتی به غیره تاما۔قلت : هذ االثانی هو الصواب لاتفاق اکثر الاحادیث علیه۔

(صفحہ 141)

اس سے معلوم ہوا کہ صرف تین سوالوں کا مفروضہ ہی غلط ہے بلکہ مختلف گناہوں کے بارے میں سوال ہو گا۔

کتاب الروح میں علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے ایک واقعہ ذکر فرمایا ہے۔

قد ذکر الطحاوی عن ابن مسعود رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال امر بعبد من عباد الله ان یضرب فی قبره مائة جلدة فلم یزل یسال الله ویدعوه حتی صارت واحدة فامتلاء قبره علیه نارا فلما ارتفع عنه افاق فقال : علام جلدتمونی ؟فقالوا : انک صلیت صلاة بغیر

طهور ومررت على مظلوم فلم تنصره۔

(صفحہ 76)

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ نے احوال القبور میں ایک لمبا واقعہ نقل فرمایا ہے جس میں یہ بھی ہے کہ اس مردہ سے سوال ہوا:

الست الزائر اصهارک فی ثوبین ممصرین تسحبهما کبرا۔

(صفحہ 37)

اسی طرح عذاب برزخ والی حدیث میں بھی مختلف گناہوں پر سزا کا ذکر ہے معلوم ہوا کہ صرف تین ہی سوال نہیں ہوتے بلکہ اور بھی سوال ہوتے ہیں۔

جب اعمال کا سوال ہو رہا ہے تو عقیدہ کے سوال کی نفی کیسے ہو سکتی ہے بلکہ اگر اس کو دیکھا جائے کہ اس مسلمہ عقیدہ کی اہمیت ایک شخص کم کر رہا ہے اور فروعی مسائل کو تختہ مشق اور اپنی توجہ کا محور بنایا ہوا ہے تو غالب گمان ہے کہ اس سے اسکا قبر میں سوال ہو کہ میرے نبی کی حیات کے بیان کو تو فضول سمجھتا تھا اور باقی مسائل میں زیادہ شوق رکھتا تھا۔

کبریٰ کی غلطی:

اگر مراد یہ ہے کہ قبر میں صرف تین سوال ہونگے اور اس عقیدہ کا سوال نہ ہو گا۔ اس کا بطلان ظاہر ہے کہ پھر ان تمام اعمال وعقائد کی فہرست مہیا کرنی چاہئے جنکا قبر میں سوال ہو گا تاکہ صرف ان ہی کی تیاری اور تفصیل کی جائے اور باقی کو ترک کر دیا جائے۔

ان مصلحین کی اس بات سے تو ملحدین کو بہترین ہتھیار مل جائے گا دین کے ختم کرنے کا کہ وہ کہہ دینگے فضول اور بے فضول کا معیار قبر میں سوال ہونا نہ ہونا ہے تو کیا پھر یہ مصلحین تمام اعمال وعقائد کے بارے میں قبر کا سوال ثابت کر دینگے۔

لہذا یہ اصول ہی غلط ہے کہ جس کے بارے میں قبر میں سوال ہو تو وہ فضول ہے بلکہ جب دین کا جزو اور عقیدہ ہے تو اس سے بڑی ضروری ہونے کیلئے اور کیا دلیل چاہئے۔

4۔اس عقیدہ کے بیان کرنے والے فسادی ہیں

یہ کتنی واضح البطلان اور افسوسناک بات ہے کہ ایک شرعی عقیدہ کا بیان کرنے فسادی کے لقب سے ملقب ہوتا ہے، اگر اس بات کا یہ مطلب ہے کہ مماتی اس عقیدہ کو نہیں مانتے لہذا اگر اس کو بیان کرت گا تو اختلاف اور جھگڑا ہو گا تو یہ بھی غلط بات ہے، اتفاق کی دو قسمیں ہیں محمود اور مذموم۔ اگر کسی دینی مسئلہ یا عقیدہ کو چھپایا جائے تاکہ اتفاق باقی رہے تو یہ مذموم ہے۔ جیساکہ کفار نے آپ علیہ السلام کو اسلام کی دعوت دی تھی اس شرط پر کہ توحید کو چھوڑ دیں لیکن آپ نے اس اتفاق کو رد کر دیا کہ یہ مذموم تھا۔

مماتی حضرات توحید کی آڑ میں اولیاء اللہ کی بے ادبی کرتے ہیں، سماع کے عقیدہ کو شرک قرار دیتے ہیں ،بعض حیاتی علماء کو مرتد قرار دیتے ہیں تو کیا ان حالات میں اتفاق کے حصول کیلئے خاموشی اختیار کرنی چاہئے یا اھل حق کے دفاع کا فریضہ انجام دینا چاہئے۔لہذا ان تمام غیر فطری امور کو برداشت کر کے اتفاق کو برقرار رکھنا یہ اتفاق مذموم ہی ہے نہ کہ محمود۔

تصویر کے جواز وعدم جواز، تکافل کی تفصیل، اسلامی بینکاری ان تمام مسائل میں اتفاق کا گیت نہیں سنایا جاتا صرف مسئلہ حیات کے وقت ہی یہ الہام ہوتا ہے۔ ورنہ پھر یہ بھی تو کہا جاسکتا ہے کہ تصویر کے جواز وعدم جواز کی بحث، تکافل اور اسلامی بینکاری کے مسائل چھیڑنے والے فسادی ہیں کیونکہ اس سے اھل سنت کے درمیان اختلاف پیدا ہوتا ہے۔

حق تو یہ ہے کہ جو اس مسئلہ کے بیان کو فساد کہتے ہیں وہ فسادی ہیں کیونکہ اس طرح کی باتوں سے مماتیوں کو موقع ملتا ہے وہ اپنا عقیدہ پھیلاتے ہیں، اور یہی تو فساد ہے، الا انهم هم السفهاء ولكن لا يعلمون ۔

5۔یہود و نصاری اسلام کے خلاف سازشوں میں مشغول ہیں اور تم حیات، ممات میں لگے ہو

یہ کہنے والوں سے سب سے پہلے تو یہ سوال ہے کہ آپ تو حیات ممات میں نہیں لگے ہوئے پھر تم نے یہود ونصاری کی کتنی سازشوں کو ناکام بنایا ہے۔ یہ کہاں کی عقل ہے کہ اگر وہ سازشوں میں لگے ہیں تو ہم دین کا دفاع ،تفصیل اور توضیح ترک کر دیں۔ اگر وہ مٹانا چاہتے ہیں تو انکے مٹانے کا تو یہی طریقہ ہے کہ ایسے لوگ پیدا کر لئے جائیں جو دین کے مسلمات میں شبہات پیدا کر کے اسکو کھوکھلا کر دیں۔ لہذا کسی بھی اسلامی عقیدہ کا منکر یا اسکی باطل تاویل کرنے والا ہی تو یہود و نصاری کا کام کر رہا ہے کہ جزو دین کو ختم کر رہا ہے تو اس بدعتی کے خلاف کام کرنا

یہی تو یہود و نصاری کو کوششوں کو ناکام بنانا ہے۔

معلوم ہوا کہ باطل فرقوں کے خلاف کام نہ کرنے والے یہود و نصاری کے معین بن رہے ہیں کیونکہ جب ان فرقوں کے خلاف کام نہ ہو گا تو دین کی اصل صورت آہستہ آہستہ باقی نہ رہے گی۔ غور فرمائیں اگر غامدی کو بھی چھوڑ دیا جائے، مودودی، غلام احمد پرویز، مماتیوں، سلفیوں، سیفیوں کو بھی چھوڑ دیا جائے تو پھر دین کا جو نقشہ سامنے آئے گا کیا اسے اسلام کہا جا سکتا ہے، تو پھر کیا یہود نصاری کامیاب نہ ہو جائیں گے، یہ مشورہ دینے والے ریچھ کی سی دوستی ادا کر رہے ہیں۔

کیا اس جاپانی اصول کی کچھ حدود اور شرائط بھی ہیں یا نہیں، اور کس حد تک اسکو استعمال کیا جا سکتا ہے، کیا علم عقائد و نظریات بھی اسکے ماتحت آتے ہیں یا نہ، کیا کافیہ، شرح تہذیب، اور بخاری و مسلم کے تراجم کی ابحاث اسی اصول کے تحت ترک کی جاسکتی ہیں، یا یہ اصول صرف مماتیوں کے دفاع کیلئے ہی استعمال ہوتا ہے۔

اللہ تعالی ہم سب کو دین اسلام کو صحیح طور پر سمجھنے اور پھر اس کو لوگوں تک پہچانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین۔

==========

مفتی محمد نعیم بزاز صاحب عفی عنہ

دفاع حیاۃ النبی ﷺ ہمارا فرض منصبی

امام الانبیاء شافع الشفعاء محمد مصطفی احمد مجتبیٰ خاتم الرسل والانبیاء سرور کائنات نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرنا امت مسلمہ پر فرض ہے۔ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے اس امت پر کتنے احسانات فرمائے ہیں کسی فرد بشر پر مخفی نہیں۔ ان احسانات کا تقاضہ ہے کہ ہم ہر لمحہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند مضبوطی کے ساتھ آپ کی ہر ایک ادا کی حفاظت کر کے مخالف کا تعاقب کر کے اپنے لیے شفاعت کو واجب کریں۔

حیات النبی ﷺ صحابہ سے ثابت خیر القرون سے لیکر عہد حاضر کے علماء اہل السنت والجماعت کے عقائد متفقہ میں داخل ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی موت صرف یہ ہے کہ وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہوگئے کہ ہم ان کو دیکھ نہیں سکتے اگرچہ وہ زندہ موجود ہیں جیسے ملائکہ نے کو باوجود زندہ ہونے کے ہم دیکھ نہیں سکتے۔ حالیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے جو عالمی علمی تحقیقی کارنامہ عقیدہ حیات النبی سے متعلق سرانجام دیا ہے رہتی دنیا تک اس کی نظیر پیش کرنا صرف مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔

دنیا میں ذرائع وابلاغ کے دو طریقے رائج ہیں۔

تقریر: جس کا فائدہ عارضی، وقتی، محدود ہوتا ہے۔

تحریر: جس کا فائدہ دائمی لامحدود ہوتا ہے۔

محافظین ختم نبوت کے شہسواروں نے عقیدہ حیات النبی ﷺ سے متعلق لکھی جانے والی تمام تر مکتوبات کو یکجا کر کے امت مسلمہ پر احسان عظیم فرمایا ہے فجزاھم اللہ عنا وعن ھذا الدین احسن الجزاء۔

تمام صحابہ، تابعین، تبع تابعین، جمہور فقہاء، محدثین، مفسرین، اولیاء، صلحاء، اتقیاء، ازکیاء، اہل السنّۃ والجماعۃ اہل حق علمائے دیوبند نے عقیدہ حیات النبی ﷺ سے متعلق جو گراں قدر ارشادات فرمودات اور کتب کثیرہ تصنیف کیں ہیں وہ علمی تحقیقات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ہمیں اپنے اکابر علمائے دیوبند کی تحقیق پر مکمل اعتماد اور بھروسہ ہے لہذا اہم برملا بغیر کسی تردد کے کہتے ہیں کہ ہمارا وہی عقیدہ ہے جو اکابر و اسلاف علمائے دیوبند کا تھا۔

شیخ الاسلام برھان الدین ابی الحسن علی بن ابی بکر الفرغانی المرغینانی اپنی مایہ ناز شہرہ آفاق کتاب ہدایہ جلد ا صفحہ ۱۹۲ پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق فرماتے ہیں۔

"وھو الیوم کما وضع"

یعنی جسد اطہر اسی طرح تر وتازہ سلامت ومحفوظ ہے جس طرح دنیوی زندگی میں تھا ہمارا شعور فانی ہے اور فانی شعور فانی حیات کیلئے عطا کیا گیا ہے اور انبیاء کو موت کے بعد جو حیات عطا کی گئی وہ باقی حیات ہے اور یہ فانی شعور باقی رہنے والی حیات کا ادراک نہیں کر سکتا۔

راقم الحروف تھی مفتی محمد نعیم بزاز عفی عنہ

یکی از خدام شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان رحمہ اللہ

مفتی محمد زبیر الرحمٰن صاحب حفظہ اللہ

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلح کرنے کی کوششیں

اللہ تعالیٰ نے علمائے دیوبند کو بڑی قبولیت عطاء فرمائی ہے جس میں کلیدی کردار اکابرین دیوبند کا ہے۔ جنہوں نے اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ اس دینِ حنیف کی آبیاری کی۔ علمائے دیوبند نے نونہالانِ قوم کو جس طرح مغربی فکر و تہذیب کی یلغار سے محفوظ رکھنے کی تگ و دو کری۔ تو دوسری طرف انہوں نے ان کو اسلامی تعلیمات واحکام سے آراستہ کیا۔ اسی طرح انہوں نے امت مسلمہ کو علمی وفکری اعتبار سے نئے نئے مسائل میں الجھانے والے لوگوں سے آگاہ کیا۔ تاکہ امت مسلمہ بدعات، رسومات وخرافات اور نت نئے افکار واجتہادات سے محفوظ رہے اور یہ بات بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ گردش زمانے کے ساتھ نئے نئے فتنے ابھر کر سامنے آتے ہیں۔ جس کا اول وہلہ میں عام طور پر عوام الناس کا طبقہ ہدف ہوتا ہے۔ ایسے نازک وقت میں مخلص علمائے کرام میدان عمل میں اتر کر ان فتنوں کا تعاقب کرتے ہیں۔ چنانچہ سن 1956ء میں جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کے رہنما مولانا سید عنایت اللہ شاہ گجراتی نے جامعہ خیر المدارس ملتان کے سالانہ جلسہ کے موقع پر اس "مسئلہ عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کا انکار بیان کیا۔ جس پر اسی وقت حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ نے شاہ صاحب کے نظریہ کی تردید کرتے ہوئے علمائے دیوبند کے مسلک کو دلائل کے ساتھ واضح کر کے بیان کر دیا۔ اور شاہ صاحب کی موجودگی میں ہی فرمایا کہ "اکابر دیوبند کا نظریہ یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اپنی قبور مبارکہ میں زندہ ہیں اسی جسم عنصری کے ساتھ۔ اور عند القبر پڑھے جانے والے صلوۃ وسلام کو سنتے ہیں اور اس کا جواب دیتے ہیں"۔ اس کے بعد جامعہ خیر المدارس ہی میں اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے اجلاس منعقد ہوا، لیکن صلح نہ ہو سکی۔ پھر کچھ عرصے کے بعد مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نے 19 جون سن 1960ء کو صلح کرانے کی کوشش کی۔ لیکن وہ بھی عوام الناس کی اجتماع کی وجہ سے ناکام ہو گئی۔ اس کے بعد سن 1961ء میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا احتشام الحق صاحب رحمہ اللہ کے توسط سے صلح کرانے کی کوشش کی گئی لیکن وہ بھی ناکام ہو گئی۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو التحقیق المتین فی حیات النبی الامین. ص:31 سے ص:36 تک)

اس کے بعد ایک ایسی شورش برپا ہوئی کہ اس کی خبریں دار العلوم دیوبند بھی پہنچ گئی۔ حسن اتفاق سے 26 اپریل سن 1962ء کو حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ المتوفی 1403ء[جو 1343ھ میں دار العلوم دیوبند کے قائم مقام مہتمم مقرر کیے گئے، پھر 1348ھ میں باضابطہ مہتمم ہوئے،1400ھ تک اس عہدے پر فائز رہے] پاکستان تشریف لائے۔ اس دوران آپ نے اس مسئلہ کو حل کرنے کی انتھک کوشش کی۔ بالآخر 22جون 1962ء یوم جمعہ کو فریقین سے ایک قدر مشترک عبارت پر دستخط لئے گئے۔ اس یاداشت کا متن بلفظہ حسب ذیل ہے:

"عامۂ مسلمین کو فتنۂ نزاع وجدال سے بچانے کے لیے مناسب ہوگا کہ مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے کے ہر دو فریق کے ذمہ دار حضرات عبارت ذیل پر دستخط فرمائیں. یہ (عنوان) مسئلہ کا قدر مشترک ہوگا، ضرورت پڑنے پر اسی کو عوام کے سامنے پیش کردیا جائے گا، تفصیلات پر زور نہ دیا جائے، عبارت حسب ذیل ہے:

"وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بہ تعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ وسلام سنتے ہیں"

احقر: محمد طیب

وارد حال راولپنڈی 22جون 1962ء

اس تحریر پر حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ، مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ، قاضی نور محمد رحمہ اللہ، اور مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ نے دستخط کئے، لیکن مولانا سید عنایت اللہ شاہ گجراتی موقع پر موجود نہ تھے، اس تحریر پر اس کا دستخط نہیں ہوا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ خطبات حکیم الاسلام جلد 223،222/8، مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق نزاع کا خاتمہ. ط: بیت السلام پبلشر، کراچی پاکستان.

مذکورہ فیصلہ کے متعلق میاں محمد الیاس نے حیات شیخ القرآن میں لکھا کہ مولانا غلام اللہ خان صاحب نے اس عبارت (فیصلہ راولپنڈی) سے رجوع کرلیا تھا۔ اس لیے کہ مولانا کے نزدیک یہ عقائد ضروریہ میں سے نہ تھا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو حیات شیخ القرآن. ص: 283. ط: اشاعت اکیڈمی پشاور.

اسی طرح مذکورہ فیصلہ پر شیخ الحدیث مولانا عبد السلام رحمہ اللہ نے تقریباً 84 علمائے کرام کی تائیدی دستخط لے کر شائع کیا۔ لیکن بعد میں ان کے ایک خاص شاگرد مولانا قاری چن محمد صاحب نے اس کی وضاحت پیش کی کہ

”اس فیصلہ میں سماع درود شریف عند القبر سے مراد سماع خرق للعادۃ ہے ہمیشہ نہیں۔
اور کہا کہ یہی عقیدہ ہمارے استاد کا تھا۔“

(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ مکتوب سلیم. ص: 100. مذاکرہ بہبودی. ط: اتحاد اہل السنت والجماعت پاکستان)

نیلوی صاحب نے مذکورہ فیصلہ کے بارے میں لکھا کہ

"اس فیصلہ کی بنیاد بننے والی روایت کی تحقیق ہو جانے کے بعد بھی اس فیصلہ کو درست کہنے والوں میں رفض کی بو آتی ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔

(مکتوب سلیم. ط: 61. ط: اتحاد اہل السنت والجماعت پاکستان)

عطاء اللہ بندیالوی صاحب نے مذکورہ فیصلہ کو منسوخ ثابت کرنے کی سعی کی ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ مسلک شیخ القرآن. ص: 12 سے لیکر ص: 21 تک.

اسی طرح بندیالوی صاحب نے مسلک شیخ القرآن میں ایک تاریخی فیصلہ نقل کیا ہے جو کہ ۲ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ کو ملتان میں ہوا تھا۔ اس کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

"ہمارے شیخ مولانا حسین علی رحمہ اللہ اور ان سے تعلق رکھنے والے جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کے تمام علماء اور مشائخ کا کتاب وسنت اور ارشادات سلف اور اقوال ائمہ متقدمین حنفیہ کی روشنی میں اپنا مسلک یہ ہے کہ سماع صلوۃ وسلام عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت نہیں۔"

اس فیصلہ کو تمام اکابرین اور معتبر علماء (مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ، قاضی شمس الدین رحمہ اللہ، مولانا عبد الغنی جاجروی رحمہ اللہ، مولانا سجاد بخاری رحمہ اللہ، مولانا عبد الرزاق رحمہ اللہ، قاضی عصمت اللہ رحمہ اللہ، مولانا حسین شاہ نیلوی رحمہ اللہ، مولانا حکیم

نور احمد یزدانی رحمہ اللہ ،) کے دستخطوں سے ماہنامہ تعلیم القرآن بابت ماہ اکتوبر 1984ء کو شائع

کیا گیا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ مسلک شیخ القرآن. ص:39. ط:حسینیہ سرگودھا

[مستفاد: بولتے حقائق]

اس سے معلوم ہوا کہ اشاعتی حضرات فیصلہ راولپنڈی کو ماننے کے لیے بالکل آمادہ نہیں ہیں۔

ماضی قریب میں ایک اور کوشش صلح کرنے کے لیے کی گئی۔ جس کے روح رواں جناب مفتی علی الرحمن فاروقی صاحب کراچی کے ہیں۔ انہوں نے ایک فتوی بنام " حیات انبیاء علیہم السلام اور جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے متعلق مفصل، مدلل فتوی" موصوف نے مذکورہ فتوی میں تقریباً وہی کچھ جمع کیا ہے جو پہلے سے اشاعت کے کتابوں میں مذکور ہے اور جن کے جوابات بھی اکابرین دیوبند کی طرف سے پیش کئے جا چکے ہیں۔ باقی جن عبارات سے انہیں لگا کہ اشاعتی حضرات جسد عنصری کے ساتھ تعلق روح کے قائل ہیں تو اس کی وضاحت ہمارے برادر مکرم مفتی افضال صاحب حفظہ اللہ (غورغشتی اٹک) نے اپنی کتاب " بولتے حقائق" میں کی ہے۔ تفصیل کے لیے "بولتے حقائق" ملاحظہ ہو۔ (یہ رسالہ "مجلہ راہِ ہدایت میں قسط وار شائع ہو رہا ہے۔ مدیر)

جامعہ فاروقیہ کراچی کے سابق مہتمم اور وفاق المدارس العربیہ کے سابق صدر شیخ سلیم اللہ خان رحمہ اللہ نے ۱۴۳۳ھ میں موجودہ اشاعت التوحید والسنۃ کے بارے میں ایک استفتاء دار العلوم دیوبند الہند بھیجا اور دوسرا استفتاء دار الافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاھی مراد آباد بھیجا۔ اس کے جواب میں دار الافتاء دار العلوم دیوبند الہند کی طرف سے جو جواب آیا اس کا مختصر اقتباس ملاحظہ ہو۔

" اشاعت التوحید والسنۃ کے سب نظریات جو حوالے کے ساتھ ذکر کئے ہیں (یعنی عقیدہ حیات انبیاء علیہم السلام، عقیدہ سماع صلوۃ وسلام قبر کے پاس، عقیدہ استشفاع، توسل، وغیرہ) اکابر دیوبند اہل السنہ والجماعت کے مسلک کے خلاف ہیں۔"

اسی فتوی پر مہتمم دار العلوم دیوبند ابو القاسم نعمانی غفرلہ اور مفتی سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری کے بھی دستخط ہیں۔ دار الافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد سے بھی تقریباً اسی طرح کا فتویٰ جاری ہوا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو فتاویٰ قاسمیہ. ۲۸۶/ ۲. تا ۲۹۰

قارئین کرام جیسا کہ ماقبل کے تحریرات سے واضح ہوا کہ اشاعتی حضرات اکابرین دیوبند کثر ھم اللہ سوادھم کے ساتھ "عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم" میں اتفاق کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ بلکہ ان کا انکار طرح طرح سے کیا جاتا ہے۔ جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان حضرات کا اکابرین دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

مرتب مفتی محمد زبیر الرحمن عفی اللہ عنہ

١٦ / شعبان / ١٤٤٦

١٥ / فروری / ٢٠٢٥

بروز ہفتہ. بوقت 12:57

محمد حذیفہ راحکوٹی صاحب حفظہ اللہ

عقیدہ حیات النبی ﷺ کے حوالے سے محل نزاع کی تعیین اور مماتیوں کے دھوکے

اکثر ایسے دوست احباب سے (جو "فتنہ مماتیت" اور اس کی تلبیسات سے واقف نہیں ہیں) یہ سننے کو ملتا ہے کہ:

"اجی! یہ تم مولویوں نے کیا حیات ممات کا جھگڑا لگایا ہوا ہے، ہم نے تو بہت سے مماتی مولویوں سے بھی سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم "حیات النبی ﷺ" کے قائل ہیں اور ہم "برزخی حیات" مانتے ہیں اور وہ (حیاتی) "دنیوی حیات" مانتے ہیں، اور ہم پر یہ الزام ہے کہ ہم "حیات النبی ﷺ" کے منکر ہیں"

جب مماتی مولوی بھی "حیات النبی ﷺ" کے قائل ہیں تو آخر تم ان لوگوں کو "مماتی" کیوں کہتے ہو؟ اور جھگڑا کس بات پر ہے؟، تو ایسے تمام دوستوں کیلئے درج ذیل سطور رقم کی جارہی ہے، اسے غور سے ملاحظہ فرمائیں، ان شاء اللہ مسئلہ کھل کر سامنے آجائے گا۔

اہل السنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام دنیا میں موت آنے کے بعد عالم برزخ / قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی ارواح مقدسہ کا ان کے اجسام مطہرہ کے ساتھ قوی تعلق ہے اور اسی حیات کی وجہ سے یہ مقدس ہستیاں زائرین کے سلام کو سنتی ہیں اور جواب بھی دیتی ہیں اور اپنی اپنی قبور مبارکہ میں اعمال طاعت بطور تلذذ بجالاتی ہیں، اس عقیدے کا پوری اسلامی تاریخ میں کوئی مسلمان بھی منکر نہیں ہے سوائے مماتی ٹولے کے اور سب سے پہلے اسی ٹولے نے اس اجماعی عقیدے کے انکار کی بنیاد ڈالی اور اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے آج تک اسے اپنے اس انکار پر اصرار ہے۔

جیسا کہ آپ کے علم میں آچکا کہ یہ عقیدہ اجماعی عقیدہ ہے تو اس کا انکار کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا اسلئے ہر گمراہ فرقے کی طرح اس ٹولے کا بھی طریقہ واردات بھی اسی طرح رہا اور ہے کہ یہ ٹولہ اپنے اس "انکار" کو واضح الفاظ میں بیان نہیں کرتا بلکہ الفاظ کی ہیر پھیر سے کام لے کر عوام کو دھوکا دیتا ہے اور اس ٹولے کے افراد یہ کہتے ہوئے آپ کو ملیں گے کہ:

"اجی! ہم "حیات النبی ﷺ" کے منکر تھوڑی ہیں ہم تو "حیات" مانتے ہیں لیکن ہم

"حیات برزخی" مانتے ہیں، ہم "اعلی علیین" میں حیات مانتے ہیں، ہم "روحانی حیات" مانتے ہیں وغیرہ وغیرہ"

حالانکہ ان الفاظ سے ان کا مقصد اپنے عقیدے کو چھپانا ہوتا ہے نہ کہ اپنے عقیدے کو بیان کرنا، کیونکہ مذکورہ بالا تمام الفاظ کے اندر یہ لوگ کبھی بھی محل نزاع یعنی "انبیاء علیہم السلام کی ارواح مبارکہ کا ان کے اجسام مبارکہ کے ساتھ قوی تعلق" کی تصریح نہیں کرتے بلکہ ان الفاظ کے پردے میں اسی محل نزاع کی تعیین سے کتراتے ہیں چنانچہ علامہ خالد محمود صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"نہایت افسوس ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات عنصری جسمانی کے انکار کو "حیات برزخی" کے مبہم اقرار میں لپیٹنے کی کوشش کی جاتی ہے، حالانکہ حیات کی کوئی قسم برزخی نہیں، حیات برزخیہ میں علاقہ نوعیت کا نہیں، ظرفیت کا ہے اور "حیات برزخی" سے مراد "حیات فی البرزخ" ہے نہ یہ کہ حیات کی اپنی کوئی قسم برزخی ہے، نہ یہ مطلب ہے کہ آپ کو عالم برزخ میں حیات جسمانی حاصل نہیں۔

پس جن بزرگوں نے حیات برزخی کی تصریح کی ہے اُن کی مراد روضہ منورہ کی حیات عنصری جسمانی کا انکار ہر گز نہیں، اسی طرح جنہوں نے حیات روحانی کے الفاظ استعمال کئے ان کا منشاء یہی تھا کہ باعتبار تعلق بالرزق وہ روحانی حیات ہے، نہ یہ کہ حیات کی کوئی اپنی قسم روحانی بھی ہے، اندریں صورت حیات روحانی یا حیات برزخی کے قول سے قبر شریف کی حیات جسمانی کا انکار ہرگز لازم نہیں آتا۔

خلاصۃ المرام یہ کہ آنحضرت ﷺ کی حیات ثانیہ کی ان جہات (برزخی، روحانی، معنوی) میں کوئی اختلاف نہیں، انہیں خواہ مخواہ محل بحث بنانا اصل موضوع الجھانے کے سوا اور کوئی حقیقت نہیں رکھتا، اصل موضوع تحقیق صرف حیات جسمانی ہے اور وہی محل نزاع بنی ہوئی ہے۔"

(مقام حیات جلد ا صفحہ ۳۲۵،۳۲۶)

مذکورہ بالا اقتباس سے معلوم ہوا کہ مماتیوں سے ہمارا اصل اختلاف ہی "حیات جسمانی" کے حوالے سے ہے کہ آیا انبیاء علیہم السلام کے اجسام مبارکہ ارواح مبارکہ کے تعلق سے زندہ ہیں یا نہیں؟ لیکن دنیائے مماتیت

کے اندر ان کا کوئی بڑے سے بڑا مولوی بھی آپ کو نہیں ملے گا جو دو اور دو چار کی طرح اپنے عقیدے کو واضح لکھ دے اور اس بات کی واضح تصریح کر دے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام مبارکہ ارواح مبارکہ کے تعلق سے زندہ ہیں کیونکہ اگر یہ تسلیم کر لیا گیا تو مماتیت کی پوری عمارت ہی زمین بوس ہو جائے گی چنانچہ ان لوگوں نے اپنی تلبیس کو چھپانے کیلئے الفاظ کے ہیر پھیر اور شرعی اصطلاحات میں قادیانیوں کی طرح تحریف کرنے کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا اور ناواقف عوام سے اپنی اصلیت چھپانے لگے، لیکن اللہ تعالی جزائے خیر دے ہمارے اکابر رحمہم اللہ کو کہ انہوں نے اپنی تصنیفات کے اندر مماتیت کے ان دھوکوں کو بھی واشگاف الفاظ میں بیان کیا اور ان کے دجل و تلبیس کا پردہ چاک کیا، چنانچہ حضرت مولانا نور محمد تونسوی صاحب رحمہ اللہ نے ایک مستقل رسالہ ہی مماتیت کی ان تلبیسات کا پردہ چاک کرنے کیلئے لکھا، اس کا ایک اقتباس جو ہمارے موضوع سے متعلق ہے وہ پیش خدمت ہے، چنانچہ حضرت تونسوی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"منکرین حیات قبر ایک چال یہ بھی چلتے ہیں کہ علماء اہل السنت والجماعت کے عقیدہ حیات قبر پر اعتراض بازی کرتے ہیں کہ یہ عقیدہ فلاں فلاں آیت قرآنیہ کے خلاف ہے، مسلک احناف کے خلاف ہے علماء دیوبند کے مسلک کے خلاف ہے وغیرہ وغیرہ لیکن اپنا عقیدہ صاف اور کھلے لفظوں میں بیان نہیں کرتے بلکہ چھپانے کی کوشش کرتے ہیں اگر ظاہر کرنا پڑے تو مجمل الفاظ پر گزارا کرتے ہیں اور عقیدے کو واضح نہیں کرتے، مثلاً کہیں گے ہم حیات برزخیہ کے قائل ہیں، ہم حیات روحانی کے قائل ہیں، ہم جنت میں زندہ مانتے ہیں، ہم برزخ میں زندہ مانتے ہیں، ہم آسمانوں میں اور رفیق اعلیٰ میں زندہ مانتے ہیں ہم اوپر مانتے ہیں اور اعلیٰ اور ارفع اور اکرم و اجمل حیات مانتے ہیں وغیرہ وغیرہ، حالانکہ یہ سب لفاظی ہی لفاظی ہے، ان رنگین اور مجمل الفاظ کے پردے میں یہ لوگ دنیا والے جسد کی نفی کرتے ہیں اور اس کو حیات سے محروم کرتے ہیں، لہٰذا ان سے سوال کیا جائے کہ تم اپنی حیات برزخیہ کی وضاحت کرو کس جسد کے ساتھ حیات مانتے ہو؟، دنیا والے کے ساتھ یا مثالی کے ساتھ؟، اور پھر مثالی کا لفظ قرآن سے دکھاؤ اس کی تخلیق کا ذکر قرآن مجید سے دکھاؤ جیسا کہ جسد خاکی کی تخلیق بالتفصیل قرآن مجید میں موجود ہے اور جو عقیدہ بھی رکھتے ہو اس کو کھل کر بیان کرو، صاف لفظوں میں بیان کرو پھر

وہ آیت لکھو جس سے وہ تمہارا عقیدہ ثابت ہو، دیدہ باید! دوسروں سے نص قطعی کا مطالبہ کرنے والوں کے پاس اپنے عقیدے کے مطابق کسی قسم کی دلیل نہیں ہے۔

(منکرین حیات قبر کی خوفناک چالیں صفحہ ۳۰)

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہو چکا کہ مماتی کس طرح حیلے بہانوں سے اپنے عقیدے کو چھپاتے ہیں اور ان سے ہمارا اصل وبنیادی اختلاف کس چیز کے اندر ہے؟، اسلئے ہمیں چاہیے کہ ہمارا جب بھی کسی مماتی سے سامنا ہو تو ہمارے سامنے ان کی تلبیسات بھی ہوں کہ یہ لوگ کس طرح الفاظ کے ہیر پھیر سے کام لیتے ہیں اور شرعی اصطلاحات کو بگاڑتے ہیں اور اپنے من مانے مطالب اس میں گھسیڑتے ہیں، موقع کی مناسبت سے یہاں ایک مفید بات بھی عرض کرتا چلوں کہ ان سے گفتگو کرنے کا ایک آسان طریقہ یہ بھی ہے کہ ان سے پہلے "حیات" کا معنی متعین کرایا جائے کہ آخر "حیات" کہتے کس کو ہیں؟، جب "حیات" کا معنی متعین ہو جائے گا تو مسئلہ خود بخود کھل کر سامنے آجائے گا چنانچہ علامہ خالد محمود صاحب رحمہ اللہ "حیات" کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"زندہ اسے ہی کہتے ہیں جس کے بدن میں حیات ہو، خواہ دخول روح سے، خواہ اتصال روح سے، فقط روح کے زندہ ہونے سے کسی کو زندہ نہیں کہا جاتا، اس لئے کہ روح تو ہوتی ہی زندہ ہے، خواہ مسلمان کی ہو یا کافر کی، روح جہاں بھی ہو گی زندہ ہی ہو گی، پس کسی بھی شخصیت کے زندہ ہونے یا نہ ہونے کا معیار جسم ہے اور یہی زندگی کا محل ہے، جس کے بدن میں حیات ہو وہ زندہ ہے اور جس کی روح یا حیات اس کے بدن سے منقطع ہو وہ زندہ نہیں اور نہ اسے کوئی زندہ سمجھتا ہے"

(مقام حیات جلد ا صفحہ ۳۲۳)

اس اقتباس سے بھی بڑی وضاحت سے معلوم ہوا کہ "حیات" کا محل دراصل جسم ہے اگر مماتی "حیات" کا محل جسم کو مان لیتا ہے تو پھر وہ مماتی ہی نہیں رہے گا اور مماتیت کا جنازہ نکل جائے گا لیکن چونکہ مماتی ٹولہ ضدی اور ہٹ دھرم ہے اسلئے وہ زہر کا ڈرم تو پی لے گا لیکن اختلاف کو ختم کرنے کیلئے اس بات کو تسلیم نہیں کرے گا، خلاصہ المرام یہ ہے کہ مماتیت سے ہمارا اصل اختلاف "حیات جسمانی" کے حوالے سے ہے کہ آیا انبیاء علیہم السلام موت کے بعد عالم برزخ میں روح کے جسد عنصری کے ساتھ تعلق کی بناء پر زندہ ہیں یا نہیں اور اس پر جو مسئلہ متفرع ہوتا ہے یعنی زائرین کے صلوۃ وسلام کو سننا یہ مسئلہ صحیح اور ثابت ہے یا نہیں؟، بس! اس طرح جب آپ

مذکورہ بالا تنقیحات کو ذہن میں رکھ کر اس مسئلہ پر غور کریں گے تو ان شاء اللہ آپ پر مماتیت کا دجل و فریب کھلتا چلا جائے گا، مزید تفصیلات کیلئے امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ کی مایہ ناز کتاب "تسکین الصدور"، بحر العلوم حضرت علامہ خالد محمود صاحب رحمہ اللہ کی "مقام حیات" اور حضرت مولانا نور محمد تونسوی صاحب رحمہ اللہ کی جملہ کتب کا بالاستیعاب مطالعہ کریں ان شاء اللہ اس مسئلہ کی اہمیت اور حقیقت اور فتنہ مماتیت کی سنگینی آپ کے سامنے روز روشن سے زیادہ روشن ہو جائے گی۔

یہاں ایک اور مفید اور اہم بات بھی مماتی ٹولے کے بارے میں عرض کر دوں کہ یہ ٹولہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام مبارکہ کے ساتھ ان کی ارواح مبارکہ کے تعلق کے انکار کی بناء پر جس طرح "منکر حیات النبی ﷺ" ہے اسی طرح یہ ٹولہ عام اموات کے اجسام یا اجسام کے ذرات کے ساتھ ثواب و عذاب قبر کیلئے روح کے تعلق کا بھی منکر ہے اور اس تعلق کے بغیر ہی ثواب و عذاب قبر کا قائل ہے تو چونکہ یہ مسئلہ بھی جمہور اہل السنت والجماعت کے اجماعی مسلک کے خلاف ہے، چنانچہ اس مسئلے پر تین اکابر کی تصریحات بالترتیب پیش کی جاتی ہیں:

۱: امام اہل اسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ "عقیدہ ثواب و عذاب قبر" کے بارے میں مختلف مسالک اور دلائل ذکر کرنے اور ان کا مفصل محاکمہ کرنے کے بعد آخر میں فیصلہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> "قارئین کرام! آپ اس مفصل اور مدلل باحوالہ بحث سے بخوبی یہ معلوم کر چکے ہیں کہ قبر میں نکیرین سے سوال کے وقت اور اسی طرح قبر کی راحت و عذاب کے سلسلہ میں جمہور فقہاء اور متکلمین کے نزدیک روح کا بدنِ مادی اور عنصری سے باقاعدہ تعلق، اتصال اور ربط ہوتا ہے اگرچہ اس کے اجزاء ریزہ ریزہ اور ذرہ ذرہ ہو کر بکھر جائیں اور بقول علامہ آلوسی رحمہ اللہ ایک جزو مشرق میں دوسری مغرب میں چلی جائے، اور روح کا بدن سے یہ اتصال علم، ادراک اور شعور کی حد تک ہی محدود رہتا ہے، جسم میں تدبیر اور نشو نما سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا جیسا کہ دنیا میں ہوتا تھا اور سابق پیش کردہ حوالے اس کا واضح اور بیّن ثبوت ہے بشرطیکہ کوئی حکم ربانی کی اتباع کرنا چاہے۔"

(تسکین الصدور صفحہ ۱۵۶)

۲: اسی طرح علامہ خالد محمود صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

> "عذاب قبر کا مسئلہ اہل السنّۃ کے اساسی عقائد میں سے ہے، کتب حدیث اور عقائد کی

کتابوں میں اس کے باب بندھے ہیں جمہور اہل سنت اس میں روح وبدن دونوں کے الم و راحت کا عقیدہ رکھتے ہیں، کوئی عود روح نہ بھی مانے، تعلق روح مان لے عذاب و راحت دونوں پر جانے تو وہ ہمارے ہاں منکرین عذاب قبر میں سے نہیں ہے، بدن یک جانہ ہو، ذرات منتشرہ میں منقسم ہو اور ان پر ایک باریک رابطے سے عذاب اترنا مانے تو اسے بھی منکرین عذاب قبر میں سے نہ جانا جائے، بدن کا یکجا ہونا ہمارے ہاں اس کیلئے شرط نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ ان تمام کیفیات کو اصل بدن سے بالکل لاتعلق کر دیں اور سارا عذاب کسی اور بدن پر ڈال دیں تو پھر آپ ہی فیصلہ کریں کہ انہیں اہل سنت میں شمار ہونے کا کیا حق باقی رہ گیا ہے، ہم کہیں گے تو شکایت ہو گی، محض ضد و عناد سے معتزلہ، کرامیہ، شیعہ اور ظاہریہ کے دامنوں میں پناہ لینا اور قرآن و حدیث کے مقابلے میں صوفیوں کے مشاہدات سے تمسک کرنا سخت ناعاقبت اندیشی ہے"

(مقام حیات جلد ا صفحہ ۳۱۴)

۳: اسی طرح حضرت مولانا نور محمد تونسوی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تمام انبیائے کرام کو خصوصی اور امتیازی حیات، قبر میں حاصل ہے ویسے الحیات بعد الوفات تمام موتیٰ کو حاصل ہے جس کی وجہ سے قبر کا حساب لیا جاتا ہے اور ثواب و عقاب ہوتا ہے لیکن درجات کا تفاوت یقینی اور حتمی ہے اسی پر قرآن و حدیث ناطق ہیں اور اسی پر اجماع امت ہے، یاد رہے کہ عذاب قبر حیاتِ قبر کو لازم ہے"

(مجموعہ سوالات وجوابات صفحہ ۹۴)

مذکورہ بالا اقتباسات سے یہ بات بالکل صراحت سے معلوم ہو رہی ہے کہ جمہور اہل السنت والجماعت کا یہی منصور و مختار مسلک ہے کہ ثواب و عذاب قبر، روح کے تعلق کے ساتھ ہوتا ہے چاہے مسلمان کو ہو یا کافر کو اور یہ بات بھی معلوم ہو چکی کہ مماتی ٹولہ عام اموات کیلئے بھی روح کے تعلق کے ساتھ ثواب و عذاب قبر کا قائل نہیں ہے لہذا یہ ٹولہ جس طرح عقیدہ "حیات النبی ﷺ" کا منکر ہے اسی طرح یہ ٹولہ حقیقتاً ثواب و عذاب قبر کا بھی منکر ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مسلک اہل السنت والجماعت پر زندہ رکھے اور اسی پر موت دے (آمین)

طاہر گل دیوبندی

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے چند ضروری تعبیرات

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے سب سے پہلے اس بات کو سمجھیں کہ جو شخص بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر (جو مدینہ منورہ کے روضہ مبارک میں موجود ہے) کے لئے مخفی (برزخی) حیات مانتا ہے وہ تعبیر جو بھی اختیار کرے قائل حیات کہلائے گا کیونکہ اس کا اختلاف صرف نام اور تعبیر میں ہے حیات میں نہیں۔ اور یہ اختلاف حقیقی نہیں ہے بلکہ لفظی اختلاف ہے جس کی کوئی خاص حیثیت نہیں لہذا اس کو باعث نزاع بنانا درست نہیں ہے۔

اب ہم چند تعبیرات اور ان کے تعریفات درج کرتے ہیں کیونکہ عموماً انہی تعبیرات کو بنیاد بنا کر مماتی حضرات عامۃ الناس کو دھوکہ دیتے ہیں۔

حیات برزخی: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عالم دنیا میں موت آئی ہے اور دنیا کے اعتبار سے آپؐ وفات پا چکے ہیں۔ چنانچہ امام اہلسنتؒ نے تسکین الصدور میں باب لگایا ہے:

"حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی وفات ایک قطعی امر ہے"

اس کے نیچے حضرت فرماتے ہیں:

> اللہ تعالی نے اپنے جاندار مخلوق کیلئے جو محکم اور اٹل فیصلہ صادر فرمایا ہے وہ یہ کہ کل نفس ذائقة الموت (پارہ نمبر ۴ سورۃ آل عمران) ہر نفس موت چکھنے والا ہے۔ اور اس ضابطہ سے کوئی مستثنیٰ نہیں نہ پیغمبر اور نہ شہید اور نہ کوئی اور جلد ہو یا بدیر ہر ایک پر موت وارد ہو کر رہے گی۔"

(تسکین الصدور صفحہ ۲۱۱)

اب جو حیات انہیں قبر شریف میں حاصل ہے یہ چونکہ عالم کے اعتبار سے برزخ میں حاصل ہے اسی لئے اسے حیات برزخیہ کہتے ہیں۔ مماتی حضرات کے نزدیک برزخی زندگی صرف روح یا روح اور جسم مثالی کو حاصل ہوتی ہے اسی لئے انہیں اکابر کی کتابوں میں جہاں حیات برزخیہ کا لفظ ملتا ہے تو اس سے قبر شریف کی جسمانی زندگی کی

نفی سمجھ لیتے ہیں حالانکہ یہ ان کی غلط فہمی ہے قبر کی جسمانی زندگی کا انکار مولوی عنایت اللہ شاہ گجراتی سے پہلے کسی نے بھی نہیں کیا ہے اس بدعت کی ابتداء شاہ صاحب گجراتی سے ہوئی ہے۔ چنانچہ امام اہل سنت شیخ سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ نے منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسکین الصدور میں تاریخی چیلنج دیا ہے جس کا صحیح جواب ان شاء اللہ مماتی حضرات تاقیامت نہیں دے سکتے۔ چنانچہ حضرت شیخ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"عدم تعلق کا کوئی بھی قائل نہیں رہا:

بلاخوفِ تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ تقریباً ۱۳۷۳ھ تک اہل السنّت والجماعت کا کوئی فرد کسی بھی فقہی مسلک سے وابستہ دنا کے کسی حصے میں اس کا قائل نہیں رہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اور اسی طرح دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی روح مبارک کا جسم اطہر سے قبر شریف میں کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور آپؐ عند القبر صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے کسی اسلامی کتاب میں عام اس سے کہ وہ کتاب تفسیر وحدیث کی ہو یا شرح حدیث اور فقہ کی، علم کلام کی ہو یا علم تصوف وسلوک کی، سیرت کی ہو یا تاریخ کی، کہیں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر نہیں کہ آپ کی روح مبارک کا جسم اطہر سے کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور یہ کہ آپ عند القبر صلوٰۃ وسلام کی سماع نہیں فرماتے من ادعی خلافه فعليه البيان ولا يمكنه ان شاءالله تعالىٰ الى يوم البعث والجزاء والميزان۔"

(تسکین الصدور صفحہ ۲۹۰)

شبہ: ہو سکتا ہے کہ یہاں کوئی اعتراض کرے کہ آپ نے لکھا ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو قبر میں جو حیات حاصل ہے یہ عالم کے اعتبار سے برزخ ہے جبکہ المہند علی المفند میں لا برزخیة لکھا گیا ہے۔

جواب: المہند علی المفند کی مکمل عبارت اس طرح ہے:

"﴿لا برزخية كما هي حاصلة لسائر المومنين بل لجميع الناس﴾

یعنی ایسی برزخی نہیں جو تمام مسلمانوں بلکہ سب لوگوں کو حاصل ہے"

یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برزخی حیات کو دوسرے لوگوں سے ممتاز کرنا مقصود ہے نہ کہ برزخی ہونے سے انکار چنانچہ آگے چل کر اسی المہند علی المفند ہی میں برزخی حیات کی تصریح موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

﴿فثبت بهذا ان حياته دنيوية برزخية لكونها فی عالم البرزخ﴾ پس اس سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیوی برزخی ہے کیونکہ عالم برزخ میں ہے۔"

حیات دنیوی: سب سے زیادہ دھوکہ مماتی حضرات اس تعبیر کو لے کر دیتے ہیں۔ آپ اس مناظرہ میں بھی پڑھیں گے کہ جب بھی مناظر اسلام حضرت مولانا مفتی محمد ندیم محمودی صاحب حفظہ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیات پر دلیل دیتے تو مماتی مناظر اپنی ٹرن میں یہی جواب دیتے کہ آپ کے کتابوں میں لکھا ہے کہ حیات دنیوی اور جسمانی ہے لہذا اس دلیل کا آپ کے دعویٰ اور عقیدہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حالانکہ اس دلیل میں قبر کی حیات اور اسی طرح جسد عنصری کا ذکر ہوتا لیکن مماتی مناظر یہی جواب دیتا کہ آپ حیات دنیوی کے قائل ہیں لہذا یہ دلیل آپ پیش نہیں کرسکتے۔ دراصل حیات دنیوی کے دو مطلب ہوسکتے ہیں!

ا: دنیا کی ظاہری حیات یعنی کہ نبیؐ پر ابھی موت ہی نہیں آئی ہو۔

۲: دنیامیں موت آنے کے بعد چونکہ قبر میں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسی دنیاوالے جسم مبارک کو حیات عطا کی گئی ہے لہذا دنیاوالے جسم کو زندہ ہونے کے اعتبار سے اس حیات کو حیات دنیوی کہتے ہیں۔

اب مماتی حضرات کیا کرتے ہیں؟ یہ حضرات حیات دنیوی کا پہلا مطلب (دنیا کی ظاہری حیات یعنی کہ نبیؐ پر ابھی موت ہی نہیں آئی ہو) لے کر اہل السنت والجماعت پر اعتراضات شروع کر دیتے ہیں کہ آپ وفات کے منکر ہیں اور پھر بجائے اس کے کہ اہل السنت والجماعت کے کسی معتبر کتاب کا حوالہ اپنی تائید (موت کی نفی) میں پیش کرے قرآن مجید کے آیتیں پڑھنا شروع کر دیتے ہیں کہ فلاں فلاں آیت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر موت آئے گی اور آپ دنیوی حیات مان کر موت کا انکار کر رہے ہیں۔

حالانکہ علماء اہل السنت والجماعت نے اپنی کتابوں میں بارہا وضاحت کی ہے کہ ہمارا مقصد صرف یہی ہے کہ جسد عنصری جو دنیا میں ہوتا ہے اسی کو حیات حاصل ہے۔ مثلاً اگر آپ المہند علی المفند کی عبارت کو لے لیں (جس پر مماتی حضرات سب سے زیادہ اعتراض کرتے ہیں) تو وہاں حیات دنیوی کا لفظ استعمال کرنے کے بعد دلیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے اور آگے لکھتے ہیں:

"﴿فان الصلوة تستدعی جسد حيا﴾ کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔"

اب دیکھیں یہاں حیات دنیوی کا مطلب یہی لیا ہے کہ جسم کو حیات حاصل ہے۔اور حیات دنیوی کا یہی مطلب امام اہل السنت والجماعت شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ نے تسکین الصدور صفحہ نمبر ۲۸۰ پر بیان کیا ہے۔چنانچہ حضرت لکھتے ہیں:

"حضرات علماء دیوبند جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات جسمانی اور حیات دنیوی کا لفظ بولیں گے تو اس سے یہی مراد ہوگی۔کہ آپ کی روح کا بدن دنیا سے تعلق ہے نہ یہ کہ تمام احکام میں یہ حیات دنیوی ہے۔"

امام اہل سنتؒ نے حاشیہ میں فاتح بریلویت حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ کا حوالہ بھی ماہنامہ تعلیم القرآن کے حوالے سے نقل کیا ہے چنانچہ حضرت نعمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس کا مطلب تو صرف یہ ہے کہ وہ حیات دنیا کی سی ہے یعنی مع الجسد ہے صرف برزخی روحانی نہیں۔"

(حاشیہ ماہنامہ تعلیم القرآن نومبر و دسمبر ۱۹۵۹ء صفحہ ۳۶)

اسی طرح مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب نور اللہ مرقدہ اپنی لاجواب کتاب (جس پر مہتمم دار العلوم دیوبند حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی صاحب رحمہ اللہ کی تقریظ بھی موجود ہے یعنی)"مقام حیات" کے صفحہ نمبر ۲۲۸ پر لکھتے ہیں:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو دنیویہ صرف اس پہلو سے کہتے ہیں کہ یہ دنیا والے جسد اطہر سے ہے۔"

مزید بھی کئی کتابوں کے حوالہ جات ہیں لیکن یہ تینوں کتابیں اس موضوع پر بنیادی حیثیت رکھتی ہیں اسی لئے انہی کتابوں سے وضاحت نقل کی گئی۔اب ان حوالہ جات کے بعد بھی اگر کوئی مماتی حیات دنیوی کا پہلا مطلب لے کر اہل السنت والجماعت پر اعتراض کرتا ہے تو یہ صرف بددیانتی ہوگی اور کچھ نہیں۔

شبہ نمبر۱: بعض علماء اہل السنت والجماعت کی کتابوں میں انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے حیات دنیوی کی نفی موجود ہے۔اگر حیات دنیوی کا یہی مطلب ہے جو آپ نے المہند علی المفند، تسکین الصدور، ماہنامہ تعلیم القرآن اور مقام

حیات سے بیان کیا تو یہ سب علماء (جو حیات دنیوی کی نفی کرتے ہیں) جسد اطہر کے لئے حیات کے منکر ہوئے لہذا یہ عقیدہ اہل السنت والجماعت کا اجماعی اور متفقہ عقیدہ نہیں رہا بلکہ اختلافی مسئلہ بن گیا۔

جواب: ہم اوپر وضاحت کی ہے کہ حیات دنیوی کے دو (۲) مطلب ہو سکتے ہیں اور پہلا مطلب ہم نے یہ بیان کیا تھا کہ دنیا کی ظاہری حیات یعنی کہ نبیؑ پر ابھی موت ہی نہیں آئی ہو۔ اسی لیے جن حضرات نے اپنی کتابوں میں حیات دنیوی کی نفی ہے وہاں پہلا مطلب یعنی دنیا کی ظاہری زندگی کی نفی مراد ہے نہ کہ قبر کی برزخی زندگی کی نفی جو جسد اطہر کو حاصل ہے لہذا اس بات کو سمجھیں اور خلط مبحث سے کام نہ لیں۔ چنانچہ امام اہل سنت شیخ سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> "علماء کرام جہاں دنیا کی زندگی (حیات دنیوی۔ مرتب) کی نفی کرتے ہیں تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ دنیوی کھانے اور پینے کی حاجت وہاں نہیں ہوتی نہ یہ کہ روح کا جسم سے تعلق اور اتصال اور اس کی وجہ سے ادراک و شعور اور قوت سماع نہیں ہوتی کیونکہ یہ امور تو بہر حال ثابت ہے اور ان کا انکار نرا مکابرہ اور سینہ زوری ہے۔"
>
> (تسکین الصدور صفحہ ۲۷۱)

شبہ نمبر ۲: جب حیات دنیوی کے دو مطلب ہیں تو پھر آپ ان ذو معنی الفاظ پر اصرار کیوں کرتے ہیں جن سے کم از کم شبہ تو پیدا ہو سکتا ہے۔

جواب: پہلی بات یہ ہے کہ ہم حیات دنیوی کے الفاظ پر اصرار نہیں کرتے بلکہ ان کے مراد پر اصرار کرتے ہیں چنانچہ ہم نے اوپر وضاحت کی ہے:

> "جو شخص بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر (جو مدینہ منورہ کے روضہ مبارک میں موجود ہے) کے لئے مخفی (برزخی) حیات مانتا ہے وہ تعبیر جو بھی اختیار کرے قائل حیات کہلائے گا کیونکہ اس کا اختلاف صرف نام اور تعبیر میں ہے حیات میں نہیں۔ اور یہ اختلاف حقیقی نہیں ہے بلکہ لفظی اختلاف ہے جس کی کوئی خاص حیثیت نہیں لہذا اس کو باعث نزاع بنانا درست نہیں ہے۔"

رہی یہ بات کہ شبہ تو پھر بھی ہو سکتا ہے تو جواب یہ ہے جن حضرات کی عبارات میں حیات دنیوی کے انکار

کے الفاظ ملتے ہیں ان علماء کی دیگر عبارات میں باقاعدہ حیات فی القبر کی تصریحات موجود ہیں جن سے شبہات رفع ہو جاتے ہیں لہذا آپ صرف شبہات سے کام نہ چلائیں۔ پھر ان علماء کرام میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنھوں مطلق حیات دنیوی کی نفی نہیں کی ہے بلکہ حیات دنیوی ظاہری کی نفی کی ہے جس سے شبہات دفع ہو جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک فتویٰ دیا تھا جن میں یہ الفاظ موجود تھے ملاحظہ فرمائیں:

”حیات دنیوی ظاہری کا تو دنیا میں کوئی بھی قائل نہیں، قرآن کی اتنی صریح مخالفت کون کر سکتا ہے، جو بھی قائل ہیں حیات برزخی کے قائل ہیں۔“

(تعلیم القرآن شمارہ بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۷۸ھ صفحہ ۳۸ بحوالہ حیات انبیاء کرام مؤلفہ مفتی سید عبد الشکور ترمذی صاحب صفحہ ۵۱)

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے بعد میں اس فتویٰ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ:

”میرے سابقہ فتویٰ سے حیات جسمانی کے انکار پر سند پکڑنا صریح ظلم اور میرے کلام کی تحریف ہے۔“

(بحوالہ ہدایۃ الحیران فی جواھر القرآن)

خود امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ نے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر متعدد کتابیں لکھی ہیں اور اہل السنت والجماعت کی طرف سے بھرپور وکالت کرتے ہوئے اس موضوع کا حق ادا کر دیا ہے فجزاہ اللہ احسن الجزاء، لیکن ان سب کے باوجود حضرت تسکین الصدور میں فرماتے ہیں:

”لیکن یہ حیات دنیوی ظاہری نہیں کہ ہر ایک کو محسوس ہو سکے۔“

(تسکین الصدور صفحہ ۲۷۴)

اس سے بھی معلوم ہوا کہ جو حضرات حیات دنیوی ظاہری کی نفی کرتے ہیں ان کی مراد قبر کی جسمانی زندگی کی نفی ہر گز نہیں ہوتی۔ یہ مماتی حضرات کی خام خیالی ہے۔

حیات جسمانی: وفات کے بعد قبر کی یہ زندگی فقط روح کو حاصل نہیں ہوتی بلکہ روح کا باقاعدہ جسم کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ اور اسی جسم کے ساتھ متعلق ہونے کی وجہ سے اس حیات کو حیات جسمانی بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ المہند علی

المفند اور تسکین الصدور کے حوالے سے اوپر بیان کیا گیا ہے کہ یہ حیات جسد اطہر کو حاصل ہوتا ہے۔

حیات روحانی: عالم برزخ میں حیات کے اثرات مثلاً راحت و تکلیف، لذت والم، ثواب و عذاب اور خوشی و غمی اولاً اور اصالۃً روح پر ظاہر ہوتے ہیں پھر روح کے واسطے سے جسم عنصری پر ظاہر ہوتے ہیں، پس روح کے اسی اولیت و اصلیت کی وجہ سے اس حیات کو حیات روحانی کہتے ہیں۔ حیات روحانی کہنے سے حیات جسمانی کی نفی نہیں ہوتی۔ کیوں اہل السنت والجماعت روح کے بقا کے بھی قائل ہیں اور جسم کے ساتھ اس کے تعلق حیات کے بھی قائل ہیں۔

حیات حسی: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف میں جو حیات حاصل ہے یہ نبی علیہ السلام کے حق میں حسی ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو محسوس فرماتے ہیں۔ حیات حسی کا یہ مطلب ہمارے نزدیک قطعاً نہیں کہ دنیا والے لوگ اس حیات کو محسوس کرتے ہیں۔ اہل دنیا کے لیے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"﴿ولاكن لا تشعرون﴾ لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں ہے۔"

امام اہلسنت رحؒ تسکین الصدور میں فرماتے ہیں:

"ہمارے نزدیک یہی مراد متعین ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو قبر میں جو حیات حاصل ہے وہ خود ان کے حق میں حسی ہے بایں طور کہ وہ اپنے جسم مبارک کے تمام اعضاء شریفہ میں حیات کے آثار محسوس کرتے ہیں۔۔۔ گو اہل دنیا کو اس کا احساس و شعور نہ ہو سکے"

(صفحہ ۲۸۵)

آگے فرماتے ہیں:

"حسی کا یہ معنی نہیں ہوگا کہ اس جہان والے اس حیات اور اس کے آثار کو محسوس کر سکتے ہیں اور اگر اس حیات حسی سے مراد یہ ہو کہ اہل دنیا اس حیات کو محسوس کر سکیں تو خرق عادت کے طور پر اگر کسی ثقہ سے یہ ثابت ہو تو اس میں بھی شرعاً کوئی استبعاد نہیں کیونکہ خوارق عادات کے لیے کوئی ضابطہ نہیں ہوتا اور عام حالات سے وہ ماوراء ہی ہوتے ہیں علامہ آلوسی الحنفیؒ کا حوالہ پہلے عرض کر دیا گیا ہے کہ وہ اہل دنیا کے لیے اس کو حسی تسلیم نہیں کرتے، اور اس تحقیق میں ہم بھی

علامہ آلوسیؒ کے ساتھ ہیں۔"

(صفحہ ۲۸۶)

حیات اخروی: مماتی حضرات کو جب اکابر کی کتابوں میں حیات اخروی کا لفظ نظر آجاتا ہے تو فوراً اس سے قبر کی جسمانی حیات کی نفی سمجھ لیتے ہیں حالانکہ ایسا قطعاً نہیں۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایات میں آتا ہے:

"حضرت عثمانؓ سے روایت ہے (کہ ان کا حال یہ تھا) کہ جب وہ کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو بہت روتے، یہاں تک کہ آنسوؤں سے ان کی ڈاڑھی تر ہو جاتی، ان سے پوچھا گیا (یہ کیا بات ہے) کہ آپ جنت و دوزخ کو یاد کرتے ہیں تو نہیں روتے اور قبر کی وجہ سے اس قدر روتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا، کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ: قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے، پس اگر بندہ اس سے نجات پا گیا، تو آگے کی منزلیں اس سے زیادہ آسان ہیں، اور اگر قبر کی منزل سے بندہ نجات نہ پا سکا، تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے اور زیادہ سخت اور کٹھن ہیں۔ نیز رسول اللہ ﷺ یہ بھی فرماتے تھے، کہ: نہیں دیکھا میں نے کوئی منظر مگر یہ کہ قبر کا منظر اس سے زیادہ خوفناک اور شدید ہے۔

(ترمذی، ابن ماجہ بحوالہ معارف الحدیث)

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد مبارک مذکور ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے اسی لئے اس میں میت کی حیات کو آخرت کی پہلی منزل سے متعلق ہونے کی وجہ سے اخروی حیات کہتے ہیں۔

حیات حقیقی اور حیات کاملہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قبر شریف میں جو حیات حاصل ہے وہ دنیا کے ظاہری حیات سے کامل بلکہ دنیا کے مقابلے میں بہت اعلیٰ، افضل و اکمل ہے۔ اور اسی کمال حیات کی وجہ سے اسے حقیقی اور کامل حیات کہتے ہیں۔

حافظ محمد ثاقب حنفی الماتریدی صاحب حفظہ اللہ

مسألة حياة النبي ﷺ عند المتكلمين

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له. وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله، صلى الله عليه وسلم وعلى آله وأصحابه أجمعين.

حیات النبی ﷺ بلکہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وشہداءِ کرام کی حیات کا عقیدہ نصوصِ شرعیہ اور اجماع سے ثابت ہے، باتفاقِ علماءِ اہلِ سنت والجماعت خاص کر اکابرین علمائے دیوبند اس کو جماعتِ دیوبندیہ کے لیے معیار قرار دیتے ہیں، اور اس کے خلاف منکرینِ حیات النبی والانبیاء والشہداء کو مبتدع اور اہلِ سنت والجماعت سے خارج قرار دیتے ہیں، ان منکرینِ حیات النبی ﷺ کی اقتدا اور امامت کو مکروہِ تحریمی فرماتے ہیں۔

حیات النبی ﷺ بلکہ حیات انبیاء علیہم السلام اور شہداء تو نصوصِ قرآنی، احادیث اور آثار کثیرہ سے ثابت ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور شہداء کی ارواح کا تعلق وربط اپنے اجساد عنصریہ کے ساتھ حیات دنیویہ کی طرح ہے، بلکہ اس سے بھی قوی تر ہے، فرق یہ ہے کہ دنیوی حیات کو ہم محسوس کرتے ہیں، اور بعد از وفات حیات کو ہم محسوس نہیں کرپاتے، لیکن نصوص وروایات سے جب معلوم ہو گیا ہے کہ وہ زندہ اور حیات ہیں، اگرچہ ہم محسوس نہیں کرتے، لہٰذا اس پر ایمان وعقیدہ ضروری اور واجب ہے۔

اسی حیات النبی اور حیاتِ انبیاء کے حوالے سے "حیاۃ النبی" کا مسئلہ اتنا اہم ہے کہ ان کی حیات شہداء اور دوسرے مؤمنین کی حیات کے مقابلہ میں جداگانہ حیثیت رکھتی ہے، چنانچہ بعض احکامِ شرعیہ میں وہ شہداء اور دوسرے مؤمنین سے بھی ممتاز ہیں۔

1: مثلاً: انبیاء کی وفات کے بعد ان کی جائیداد میں وراثت جاری نہیں ہوتی، ان کے اموال وارثوں میں تقسیم نہیں کیے جاتے۔

2: انبیاء علیہم السلام کی وفات کے بعد ازواجِ مطہرات سے کسی ایمان دار کا نکاح درست نہیں، جب کہ

شہداء اور بعض دوسرے مؤمنین بھی حیات ہوتے ہیں، مگر شہداء اور دوسرے ایمان داروں کی ازواج سے عدت کے بعد دوسرے مسلمانوں کا نکاح درست ہے، ان کے مال میں وراثت بھی جاری ہوتی ہے۔

3: انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو مٹی نہ کھا سکتی ہے، نہ فنا کر سکتی ہے، وہ اجسامِ دنیویہ کے ساتھ قبر میں محفوظ اور زندہ ہوتے ہیں، یہی تمام علمائے اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ، اور جماعت علمائے دیوبند کا بھی عقیدہ ہے۔

"حیات النبی ﷺ کتاب اللہ اور سنت رسول کی روشنی میں"

واضح رہے کہ وفات کے بعد، عالمِ برزخ میں حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودیگر انبیاء علیہم السلام کی حیات کا ثبوت "ادلۂ اربعہ" سے ملتا ہے، یہاں بطورِ نمونہ چند نصوصِ قرآنی اور احادیثِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پیش خدمت ہیں:

1: اللہ تعالیٰ کا فرمان

"وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رُّسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِن دُونِ الرَّحْمَٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ"[الزخرف:45]

آیت مذکورہ کی تفسیر میں مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ: اس آیت سے حیاتِ انبیاء علیہم السلام ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"يستدل بهذه الاية على حياة الأنبياء..." الخ

(مشكلات القرآن، ص: ٢٣٤، الدر المنثور، ج: ٦، ص: ١٦، روح المعانی، ج: ٢٥، ص: ٨، مجموعة رسائل الكشميري،مشكلات القرآن للإمام الشيخ أنورشاه الكشميري، [الزخرف:٤٥](٤/٣٧٧) ط:إداراة القرآن والعلوم الإسلامية كراچی۔ ١٤١٦ھ-١٩٩٦م)

2: اللہ تعالیٰ کا فرمان

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُن فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَائِهِ..الآية۔

[الم السجدة:23]

اس آیت کی تفسیر میں شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

”معراج کی رات میں ان سے ملے تھے اور بھی کئی بار، آپ ﷺ اس وقت حیات تھے ، آپ کی ملاقات جسدِ عنصریہ سے ہوئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے تھے، آپ سے ملاقات جو ہوئی وہ بھی جسدِ عنصری کے ساتھ ہوئی، اس لیے "مِنۡ لِّقَآئِہٖ" فرمایا" من لقاء روحه" نہیں فرمایا تو ملاقات ”صراحت النص“ سے ثابت ہے اور حیاۃ الانبیاء ”اقتضاء النص“ سے ثابت ہے۔ اصول میں دونوں کو حجت مانا گیا ہے۔"

3: اللہ تعالیٰ کا فرمان

یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ. (سورۃ الحجرات آیت 2)

اس آیت کی تفسیر میں مولانا محمد مالک کاندھلوی (م 1409ھ) فرماتے ہیں:

”احادیث میں ہے کہ ایک مرتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد میں دو شخصوں کی آواز سنی تو ان کو تنبیہ فرمائی اور پوچھا کہ تم لوگ کہاں کے ہو معلوم ہوا کہ یہ اہل طائف ہیں تو فرمایا اگر یہاں مدینے کے باشندے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا (افسوس کی بات ہے) تم اپنی آوازیں بلند کر رہے ہو مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس حدیث سے علماء امت نے یہ حکم اخذ فرمایا ہے کہ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام آپ کی حیات مبارکہ میں تھا اسی طرح کا احترام و توقیر اب بھی لازم ہے کیوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں حی (زندہ) ہیں۔“

(معارف القرآن تکملہ ج:7ص:487)

”احادیث مبارکہ“

1: روى الامام الحافظ ابو يعلى الموصلى حدثنا أبو الجهم الأزرق بن علي حدثنا يحيى بن أبي بكير حدثنا المستلم بن سعيد عن الحجاج عن ثابت البناني : عن أنس بن مالك : قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : (الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون)

(مسند ابی یعلیٰ ج:6ص:147، رقم الحدیث 3425، تاریخ اصبہان ج:2ص:44، مجمع

الزاوئد ج:8 ص:386، فیض القدیر ج:3 ص:239، حاشیہ ابن حجر مکی ص:481 حیاة الانبیاء بیہقی ص؛70۔72۔74، شفاء السقام ص:391)

2:وقال أبو الشيخ في كتاب الصلاة على النبي حدثنا عبد الرحمن بن أحمد الأعرج حدثنا الحسن بن الصباح حدثنا أبو معاوية حدثنا الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله من صلى علي عند قبري سمعته ومن صلى علي من بعيد أعلمته.

(جلاء الافہام ص54 مشکوۃ باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم وفضلها، تحریرات حدیث ص330)

3:حدثنا هداب بن خالد وشيبان بن فروخ قالا حدثنا حماد بن سلمة عن ثابت البناني وسليمان التيمي عن أنس بن مالك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أتيت وفي رواية هداب مررت على موسى ليلة أسري بي عند الكثيب الأحمر وهو قائم يصلي في قبره.

(صحیح مسلم ج:2 ص:268،باب من فضائل موسیٰ)

"متکلمین اہلِ سنت والجماعت (اشاعرہ اور ماتریدیہ) کا عقیدہ"

۱۔علم الکلام کے مشہور امام علامہ توربشتی صاحب "کتاب المعتمد فی المعتقد" میں فرماتے ہیں۔

الانبياء۔۔۔۔۔هم احياء في قبورهم يصلون ۔۔۔۔و اول همه پیغمبر ما برخیز داز گور۔۔۔دانستن ایں ہمه که یاد کردیم مہم است

۲۔امام ابو منصور الشافعی البغدادی اکابر ائمہ اہلسنت میں سے ہیں۔ آپ کی کتاب اصول الدین عقائد میں سند کا درجہ رکھتی ہے۔ ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں آپ کا مرتبہ امامت تسلیم کیا ہے آپ کا عقیدہ کیا تھا؟ مولانا ظفر احمد عثمانی اعلاء السنن میں لکھتے ہیں:

قال الاستاذ ابو منصور البغدادى قال المتكلمون المحققون من

اصحابنا ان نبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم حیّ بعد وفاتہ

ترجمہ۔امام ابو المنصور بغدادی نے فرمایا ہے ہمارے اصحاب محققین متکلمین کا یہی فیصلہ ہے کہ حضور اکرم صلی الہ علیہ وسلم اپنی وفات شریفہ کے بعد پھر زندہ ہیں۔

۳۔علامہ الحسن بن عبد المحسن المشہور ابو عذبہ رحمہ اللہ اپنی کتاب ”الروضۃالبھیۃ فیما بین الاشاعرہ و الماتریدیۃ“میں فرماتے ہیں۔

عندھم محمدﷺ حیّ فی قبرہ

ترجمہ۔اشاعرہ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہے۔

۴۔مولانا خلیل احمد سہارنپوری صاحب "المہند علی المفند" میں فرماتے ہیں۔

”ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ یہ برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ انباء الاذکیا بحیوۃ الانبیاء میں تصریح کیا ہے کہ علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام و شہدا کی قبر میں حیات ایسی ہے کہ جیسی دنیا میں تھی اور موسےٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے اور اس معنی کو برزخی بھی کہ عالم برزخ میں حاصل ہے۔“

۵۔قال الإمام البيهقي في «الاعتقاد»

والأنبياء عليهم الصلاة والسلام بعدما قبضوا ردت إليهم أرواحهم فهم أحياء عند ربهم كالشهداء، وقد رأى نبيناﷺ جماعة منهم ليلة المعراج وأمر بالصلاة والسلام عليه وأخبر وخبره صدق أن صلاتنا معروضة عليه وأن سلامنا يبلغه وأن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء.

ترجمہ۔"انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام جب وفات پا گئے تو ان کی روحیں ان کی طرف لوٹا دی گئیں، پس وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں، جیسے شہداء زندہ ہوتے ہیں۔ ہمارے نبی ﷺ نے معراج کی رات ان میں سے کئی انبیاء کو دیکھا۔ ہمیں ان پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے، اور نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے، اور آپ کی خبر سچی ہے، کہ ہماری نمازیں ان پر پیش کی جاتی ہیں اور ہمارا اسلام انہیں پہنچایا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجساد کو کھائے۔"

۵۔علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب "مقام حیات" میں فرماتے ہیں۔

"اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ جب ہر جسد مدفون کو اپنے اپنے مقام کے مطابق کسی نہ کس طرح کی حیات جسدی حاصل ہوتی ہے تو انحضرت ص کو اپنے روضے اطہر میں بہت قوی قسم کی حیات جسمانی کیوں حاصل نہیں، انبیائے کرام کے اجساد دنیوی کا تحفظ بھی اسی لیے ہے کہ ان پر نہایت قوی قسم کی حیات جسمانی مرتب ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام جس طرح انتہائی طور پر اعلیٰ ہے، اُسی طرح روضہ اطہر میں آپ کی حیات بھی اپنی رفعت و شان میں نقطہ انتہا پر ہے روح اقدس کا جسد اطہر کے ساتھ ایسا قوی تعلق ہے کہ آپ تلذذا نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور روضہ منورہ پر عرض کئے گئے صلوۃ وسلام کو بھی سنتے ہیں۔"

مفتی رب نواز حفظہ اللہ، مدیر اعلیٰ مجلہ ''الفتحیہ'' احمد پور شرقیہ

عقیدہ ''حیات الانبیاء'' محدثین کی نظر میں

احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ (الحدیث)

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو میری قبر پہ درود پڑھے گا، میں اسے سنوں گا اور جو دُور سے درود بھیجے گا وہ مجھے پہنچا دیا جائے گا۔ (الحدیث) حدیث میں یوں بھی ہے: کوئی بھی بندہ مجھ پہ سلام کرتا ہے، تو اللہ مجھ پر میری روح کو لوٹا دیتے ہیں حتی کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (الحدیث)

ان حدیثوں کو تلقی بالقبول حاصل ہے یعنی امت نے انہی کے مطابق نظریہ اپنایا ہے۔ تعامل امت کے سے ہٹ کر اگر سندوں کو دیکھا تو باعتبار سند بھی صحیح ہیں۔ ان کی صحت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی کتاب ''تسکین الصدور'' میں دیکھ سکتے ہیں۔ اور غیر مقلدین کے متعدد علماء نے ان حدیثوں کی صحت کا اعتراف کیا اور انہی کے مطابق عقیدہ بھی اختیار کیا۔ حوالہ جات بندہ نے ایک مستقل مضمون میں جمع کر دیئے ہیں۔ اور کچھ حوالے بندہ کی کتاب ''فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع'' میں بھی منقول ہیں۔

لیکن اُن کا ایک گروہ عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کا منکر ہے۔ پھر مزید یہ کہ اُن کے بعض افراد نے اس عظیم الشان عقیدہ کو بریلوی اور مرزائی عقیدہ کا نام دیا ہے۔

چنانچہ پروفیسر طالب الرحمن غیر مقلد لکھتے ہیں:

> ''بریلویوں اور تبلیغیوں میں یہ قدرِ مشترک ہے کہ دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں زندہ سمجھتے ہیں۔''
>
> (تبلیغی جماعت، تاریخ وعقائد صفحہ ۱۷۳)

مولانا داود ارشد غیر مقلد لکھتے ہیں:

> ''دیوبندی مکتبِ فکر میں حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تقلید سے آیا ہے۔''

(تحفہ حنفیہ صفحہ ۲۱۰، ملنے کا پتہ: نعمانی کتب خانہ لاہور، تاریخ اشاعت: اپریل/۲۰۰۶ء)

الجواب:

طالب الرحمن کا عقیدہ حیات الانبیاء کو بریلوی کا عقیدہ کا نام دینا اور داود ارشد کا اس پر مرزائی عقیدہ کا لیبل لگانا کئی وجوہ سے سراسر غلط ہے۔ ایک تو اس لئے کہ یہ عقیدہ حدیثوں سے ثابت ہے، دوسرا: بریلویت اور قادیانیت کی پیدائش سے صدیوں پہلے یہ عقیدہ اہلِ سنت میں مسلّم و مقبول چلا آیا ہے۔ تیسرا یہ کہ جن محدثین کے ساتھ غیر مقلدین عقیدت کا دعوی کیا کرتے ہیں وہ بھی عقیدہ حیات الانبیاء کے قائل تھے اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس عنوان سے مستقل رسالہ بھی تحریر کیا تھا۔ اس مضمون میں عقیدہ حیات الانبیاء کے اثبات میں محدثین کرام کی عبارت نقل کرتے ہیں مگر اس سے پہلے کچھ تمہیدی باتیں ملاحظہ فرمالیں۔

(۱)...... غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ محدثین کسی کے مقلد نہ تھے۔

شیخ زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ثقہ و صحیح العقیدہ محدثین میں سے کسی ایک کا بھی مقلد ہونا ثابت نہیں ہے۔"

(علمی مقالات: ۱/۴۸۴)

علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

"ایک محدث بھی مقلد نہیں تھا۔"

(اوکاڑوی کا تعاقب صفحہ ۵۲)

درج ذیل غیر مقلدین نے بھی اس طرح کی بات لکھی کہ محدثین تقلید نہیں کرتے تھے۔

علامہ وحید الزمان۔ (رفع العجاجۃ عن سنن ابن ماجۃ: ۱/۳۶)

ابو الاشبال شاغف۔ (مقالاتِ شاغف صفحہ ۱۸۷)

شیخ یحیٰ عارفی۔ (تحفۂ احناف صفحہ ۳۵۴)

(۲)...... غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ محدثین کی فقاہت معیاری تھی، انہوں نے قرآن وحدیث سے مسائل لئے ہیں۔

مولانا عبد الجبار کھنڈیلوی غیر مقلد اپنے مضمون "محدثین اور فقہاء کی فقاہت پر ایک طائرانہ نظر" میں لکھتے ہیں:

”مضمون ھذا سے کالشمس فی النھار ثابت ہو گیا کہ محدثین رحمہم اللہ فقیہ امت تھے اور ان کی فقاہت قرآن و حدیث و آثار صحابہ پر مبنی تھی۔“

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲۰/ اکتوبر،۱۹۶۱ء صفحہ ۸)

مولانا عبد القادر حصاروی غیر مقلد نے ”اقسام فقہ“ عنوان قائم کر کے لکھا:

”یہ بات یاد رہے کہ فقہ دو قسم کی ہے ایک وہ جو محدثین نے کتاب و سنت سے مسائل استنباط کئے اور اصول سے فروع کا استخراج کیا، یہ تو عین حق ہے۔“

(اصلی اہل سنت کی پہچان صفحہ ۹۹، ناشر: مکتبہ اصحاب الحدیث اردو بازار لاہور، سن طباعت: فروری/ ۲۰۰۲ء)

(۳)...... غیر مقلدین نے یوں بھی کہا کہ محدثین کرام نے خالص اسلام پیش کیا۔

مولانا داود راز غیر مقلد لکھتے ہیں:

”مسلک محدثین بحمد ہ تعالی... خالص اسلام کی ترجمانی کرتا ہے۔“

(شرح بخاری اردو مترجم: ۱/ ۲۲۵)

شیخ زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”محدثین کی حیثیت دینِ اسلام کے پاسبانوں کی ہے۔“

(فاتحہ خلف الامام صفحہ ۱۲۱، مکتبہ اسلامیہ، اشاعت: ۲۰۰۷ء)

محدثین کرام کی بابت غیر مقلدین کے مذکورہ بالا خیالات معلوم کر لینے کے بعد اَب ذِکر کرتے ہیں وہ عبارات جن میں محدثین عظام نے عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کا اثبات کیا ہے وباللہ التوفیق۔

امام بیہقی رحمہ اللہ کا مسلک

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” ان اللہ جل ثناہ رد الی الانبیاء ارواحھم فھم احیاء عند ربھم کالشھداء الخ۔

(حیات الانبیاء صفحہ ۱۴، وفاء الفاء ۲/ ۴۰۶، زرقانی شرح مواہب: ۵/ ۳۳۲)

ترجمہ: بے شک اللہ جل ثناءہ نے انبیاء کی ارواح ان کی طرف لوٹا دیتے ہیں۔ سو وہ اپنے رب کے ہاں شہیدوں کی طرح زندہ ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”وقد افرد البیہقی جزء فی حیاۃ الانبیاء فی قبورھم واو رد فیہ عدۃ احادیث یؤیدہ ھذا......وقال فی دلائل النبوۃ الانبیاء احیاء عند ربھم کالشھداء وقال فی کتاب الاعتقاد والانبیاء بعد ماقبضوا ردت الیھم ارواحھم فھم احیاء عند ربھم کالشھداء ۔ امام بیہقیؒ نے انبیاء کی حیات فی القبور کے بارے میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے، اس میں متعدد حدیثیں ذِکر کی ہیں جن سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ انبیاء کے اجساد (جسم) قبروں میں ہوتے ہیں اور زندہ ہوتے ہیں۔ نیز امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں فرمایا کہ انبیاء زندہ یں اپنے رب کے ہاں مقرب ہیں شہداء کی مثل، اور کتاب الاعتقاد میں کہا ہے کہ انبیاء کی روحیں قبض ہونے کے بعد ان کی طرف لوٹا دی جاتی ہیں، پس وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں مقرب ہاں شہداء کی طرح۔

(التلخیص الجبیر: ۲/۲۹۳، بحوالہ تحقیق عقیدہ حیاتِ انبیاء: ۲/۲۱۱)

فائدہ: حیات الانبیاء” امام بیہقی رحمہ اللہ کا مستقل ایک رسالہ ہے۔ قاضی شوکانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”انہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حی فی قبرہ بعد موتہ کما فی حدیث الانبیاء احیاء فی قبورھم وقدصححہ البیہقی والف فی ذلک جزء ۔

(نیل الاوطار: ۵/۱۰۱، طبع مصر)

ترجمہ: آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور بیہقیؒ نے اس کی تصحیح کی ہے اور اس مسئلہ میں انہوں نے ایک رسالہ بھی لکھا ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ کا مسلک

شیخ زبیر علی زئی غیر مقلد نے لکھا:

"حافظ ذہبی (متوفی : ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:وھوحی فی لحده مثله فی البرزخ۔ اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی قبر میں برزخی طور پر زندہ ہیں۔(سیر اعلام النبلاء :۱۶۱/۹) پھر وہ یہ فلسفہ لکھتے ہیں کہ یہ زندگی نہ تو ہر لحاظ سے دنیاوی ہے اور نہ ہر لحاظ سے جنتی ہے بلکہ اصحابِ کہف کی زندگی سے مشابہ ہے۔(ایضاً ص ۱۶۱) حالاں کہ اصحابِ کہف دنیاوی زندہ تھے۔"

(توضیح الاحکام:۱/۱۶۸)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا مسلک

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (وفات:۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

"ان حياته صلى الله عليه وسلم فى القبر لا يعقبها موت بل يستمر حيا والانبياء احياء فى قبورهم ۔

(فتح الباری:۷/۲۲)

ترجمہ: آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں زندگی ایسی ہے جس پر پھر موت وارد نہیں ہوگی بلکہ ہمیشہ زندہ رہیں گے کیوں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ حیات انبیاء علیہم السلام پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" واذا ثبت انهم احياء ممن حيث النقل فانه يقويه من حيث النظر كون الشهداء احياء بنص القرآن والانبياء افضل من الشهداء۔

(فتح الباری:۶/۳۷۹)

ترجمہ: اور جب نقل کے لحاظ سے ان کا زندہ ہونا ثابت ہے تو دلیل عقلی اور قیاس بھی اس کی تائید کرتا ہے وہ یہ کہ شہداء نص قرآن کی رُو سے زندہ ہیں اور حضرات انبیاء کرام علیہم

السلام تو شہداء سے اعلی اور افضل ہیں (تو بطریق اولیٰ ان کو حیات حاصل ہو گی)
شیخ زبیر علی زئی غیر مقلد نے لکھا:

"حافظ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں: لانه بعد موته وان كان حيا فهى حياة اخروية لا تشبه الحياة الدنيا والله اعلم، بے شک آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی وفات کے بعد اگرچہ زندہ ہیں لیکن یہ اخروی زندگی ہے جو دنیا زندگی کے مشابہ نہیں واللہ اعلم۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۳۴۹، تحت: ح ۴۰۴۲) معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں لیکن آپ کی زندگی اُخروی و برزخی ہے، دنیاوی نہیں ہے۔"

(توضیح الاحکام: ۱/۱۶۸)

ابو الشیخ کے طریق سے حدیث نبوی منقول ہے:

"من صلى عند قبرى سمعته۔" جس نے میری قبر کے پاس درود پڑھا تو میں اسے خود سنتا ہوں۔

(جلاء الافہام صفحہ ۱۹، تالیف: حافظ ابن قیم رحمہ اللہ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابو الشیخ والی اس سند کے متعلق لکھا:
"بسند جید۔" یعنی اس کی سند عمدہ ہے۔

(فتح الباری: ۶/ ۳۵۲)

حضرت مولانا منیر احمد منور دام ظلہ لکھتے ہیں:

"ابن حجرؒ نے "المطالب العالية" میں درج ذیل تین ابواب قائم کئے ہیں: ۱۔ باب حياته فى قبره، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیات کا بیان۔ اور اس کے تحت سیدنا عیسی علیہ السلام کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر آنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب دینے والی حدیث ذِکر کی ہے۔ (ج: ۱۵، ص: ۵۸۵) ۲۔ باب حیاۃ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، انبیاء علیہم السلام کی حیات کا بیان۔ اس کے تحت حضرت انسؓ کی مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نمازیں پڑھتے

ہیں۔(ج:۱۴،ص:۲۲۶)۳۔باب فتنة القبر و عذاب القبر ....."

(تحقیق عقیدہ حیات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام :۲/۲۰۵،ناشر: ادارہ اشاعت الخیر ملتان ، اشاعت:جون/۲۰۲۲ء)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ان الانبیاء احیاء عند اللہ وان کانوا فی صورۃ الاموات بالنسبة الی اھل الدنیا ۔بلاشبہ انبیاء اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اگرچہ وہ دنیاوالوں کے اعتبار سے صورۃ مردہ ہیں۔

(فتح الباری:۶/۴۴۴،بحوالہ تحقیق عقیدہ حیاتِ انبیاء:۲/۲۰۷)

حافظ صاحب مزید لکھتے ہیں:

" ان الانبیاء افضل من الشهداء والشهداء احیاء عند ربهم فکذلک الانبیاء فلا یبعد ان یصلوا و یحجوا ویتقربوا الی اللہ بما استطاعوا ما دامت الدنیا وھی دار تکلیف باقیة ۔انبیاء شہداء سے افضل ہیں اور شہداء اپنے رب کے پاس زندہ ہیں ، اسی طرح انبیاء بھی زندہ ہیں تو بعید نہیں کہ وہ نماز پڑھیں، حج کریں۔اور جب تک دنیا دار التکلیف باقی ہے جس قدر وہ طاقت رکھتے ہیں قیامت سے پہلے عبادات کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کریں۔

(فتح الباری:۶/۴۸۷،بحوالہ تحقیق عقیدہ حیاتِ انبیاء:۲/۲۰۷)

حافظ صاحب نے لکھا:

"یجوز لروحه اتصال بجسده فی الارض فذلک یتمکن من الصلوۃ وروحه مستقرۃ فی السماء ۔یہ جائز ہے کہ موسی علیہ السلام کی روح کا زمین میں مدفون جسم کے ساتھ اتصال ہو اواسی اتصال کی وجہ سے اپنے جسد (جسم) کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پر قدرت ہوئی،جب کہ روح آسمانوں پر اعلی علیین میں قرار پذیر تھی۔

(فتح الباری:۷/۲۱۲،بحوالہ تحقیق عقیدہ حیاتِ انبیاء:۲/۲۰۹)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ "شافعی المسلک" محدث ہیں مگر متعدد غیر مقلدین نے انہیں "غیر مقلد" قرار دیا۔

چنانچہ حافظ عبد السلام بن محمد بھٹوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"حافظ ابن حجر کسی امام کے مقلد ہر گز نہیں تھے اور امام شافعی کی طرف ان کی نسبت اس مکتبِ فکر کے شاگرد ہونے کی وجہ سے ہے، کسی کے مقلد ہونے کی وجہ سے نہیں۔"

(فتح السلام بشرح صحیح البخاری الامام :۵۵/۳)

شیخ زبیر علی زئی غیر مقلد نے بھی حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کو "غیر مقلد" کہا ہے۔(اوکاڑوی کا تعاقب صفحہ ۵۴)

امام سخاوی رحمہ اللہ کا مسلک

امام شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوی رحمہ اللہ (وفات:۹۰۲ھ) لکھتے ہیں:

"نحن نؤمن و نصدق بانه صلی الله علیه وسلم حی یرزق فی قبره وان جسده الشریف لا تاکله الارض والاجماع علی هذا۔

(القول البدیع صفحہ ۱۲۵، طبع الہ آباد)

ترجمہ: ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کو رزق ملتا ہے اور آپ کے جسدِ اطہر کو زمین نہیں کھا سکتی اور اسی پر اجماع منعقد ہے۔

حدیثِ نبوی ہے:

"من صلی عند قبری سمعته۔" "جس نے میری قبر کے پاس درود پڑھا تو میں اسے خود سنتا ہوں۔

امام سخاوی رحمہ اللہ اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

"وسندہ جید۔" "اس کی سند عمدہ ہے۔

(القول البدیع صفحہ ۱۱۶)

امام سخاوی رحمہ اللہ نے لکھا:

"یؤخذ من هذه الاحادیث انه صلی الله علیه وسلم حی علی الدوام وذلک انه محال عادة ان یخلو الوجود کله من واحد یسلم

عليه فى ليل و نهار۔" ان احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائمی حیات کے ساتھ زندہ ہیں، کیوں کہ عادۃً یہ محال ہے کہ رات دن کوئی گھڑی سلام سے خالی ہو۔

(القول البديع فى الصلوة على الحبيب الشفيع صفحہ ۱۷۱، بحوالہ تحقیق عقیدہ حیاتِ انبیاء: ۲/ ۲۴۱)

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کا مسلک

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (وفات: ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:

"حياة النبى صلى الله عليه وسلم فى قبره هو وسائر الانبياء معلومة عندنا علما قطعيا لما قام عندنا من الادلة فى ذلك و تواترت به الاخبار الدالة على ذلك اه

(انباہ الاذکیا صفحہ ۲ طبع حیدر آباد دکن، و فتاوی امام سیوطیؒ ۲/ ۱۴۷، طبع مصر)

ترجمہ: آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی قبر میں اور اسی طرح دیگر حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات ہمارے نزدیک قطعی طور پر ثابت ہے کیوں کہ اس پر ہمارے نزدیک دلائل قائم ہیں اور تواتر کے ساتھ اخبار موجود ہیں جو اس پر دلالت کرتے ہیں۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"المراد بالروح هنا النطق مجازا فكانه قال عليه السلام الا رد الله الى نطقى وهوحى على الدوام لكن لا يلزم من حياته نطقه فالله سبحانه يرد عليه النطق عند سلام كل مسلم ۔ یہاں روح سے مراد مجازاً نطق ہے، یعنی اللہ میری طرف میری گویائی لوٹا دیں گے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دائمی طور پر زندہ ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ ہونے کو نطق لازم نہیں، پس ہر سلام کرنے والے کے سلام کے وقت اللہ تعالیٰ آپ پر نطق کو لوٹا دیتے ہیں۔

(الحاوی للفتاوي: ۲/ ۱۸۳، بحوالہ تحقیق عقیدہ حیاتِ انبیاء: ۲/ ۲۵۰)

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے یوں بھی لکھا:

”ان عیسی علیه السلام اذا نزل یجتمع بالنبی صلی اللہ علیه وسلم فی الارض فلا مانع من ان یاخذعنه ما احتاج الیه من احکام شریعته ۔بلاشبہ سیدنا عیسی علیہ السلام جب زمین پر اتریں گے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی قبر پہ حاضر ہوں گے۔پس اس میں کوئی روکاوٹ نہیں کہ ضروری احکامِ شریعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست حاصل کریں۔

(الحاوی:۲/۱۹۷،بحوالہ تحقیق عقیدہ حیاتِ انبیاء:۲/۲۵۱)

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”قال الشیخ بدر الدین بن الصاحب فی مؤلف له فی حیاة الانبیاء هذا صریح فی اثبات الحیاة لموسی فی قبره فانه وصف بالصلوة وانه قائم ومثل ذلک لا یوصف به الروح وانما یوصف به الجسد وفی تخصیصه بالقبر دلیل علی هذا فانه لوکان من اوصاف الروح لم یحتج لتخصیصه بالقبر۔(شیخ بدر الدین بن الصاحب (م:۷۸۸ھ) کی حیاتِ انبیاء پر ایک مستقل تالیف ہے،اس میں وہ قبر میں موسی علیہ السلام کے نماز پڑھنے والی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات میں صریح ہے کہ قبر میں موسی علیہ السلام کی حیات ثابت ہے، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز اور قیام کے ساتھ متصف کیاہے اور یہ صفات روح کی نہیں بلکہ جسم کی ہیں،اور قبر کے ساتھ تخصیص کرنا بھی اس کی دلیل ہے۔ کیوں کہ یہ چیزیں روح کے اوصاف میں سے ہوتیں تو قبر کے ساتھ ان کو خاص کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

(حاشیة السیوطی علی سنن النسائی :۳/۲۱۳،بحوالہ تحقیق عقیدہ حیاتِ انبیاء: ۲/۲۵۲)

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے باب قائم کیا:

"باب حیاته صلی الله علیه وسلم فی قبره وصلاته فیه وتوکیل ملک بقبره یبلغه السلام علیه ورده علی من سلم علیه۔ اس باب میں اس بات کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں اور آپ کی قبر پر ایک فرشتہ مقرر ہے جو آپ پر پڑھا ہوا سلام آپ تک پہنچا دیتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کرنے والے کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

(الخصائص الکبری:۲/۴۸۹،بحوالہ تحقیق عقیدہ حیاتِ انبیاء:۲/۲۵۳)

امام سیوطی رحمہ اللہ "شافعی" معروف ہیں مگر غیر مقلدین نے انہیں اپنا "غیر مقلد" لکھا ہوا ہے۔

(الحدیث شمارہ:۹۰صفحہ ۲۵،۱۴،۳۰)

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے حیات الانبیاء کی حدیثوں کی متواتر کہا ہے۔ اور غیر مقلدین نے اعتراف کیا کہ متواتر چیز سند کی محتاج نہیں ہوتی۔

شیخ زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"مشہور و متواتر نسخہ سند کا محتاج نہیں ہوتا۔

(علمی مقالات:۲/۳۱۹)

شیخ ارشاد الحق اثری غیر مقلد لکھتے ہیں:

"متواتر حدیث کے ہر راوی کی صحتِ اسناد کا تقاضا نہایت درجہ یتیمی علم کا ثبوت ہے۔"

(مقالاتِ اثری:۲/۴۷)

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے رَدروح والی حدیث کی تشریح میں لکھا:

"ان قوله رد الله جملة حالیة وقاعدة العربیه ان جملة الحال اذا وقعت فعلا ماضیا قدرت فیها قد کقوله تعالی جاؤکم حصرت صدورهم ای قد حصرت وکذا هنا تقدر والجملة ماضیة سابقة علی السلام الواقع من کل احد و حتی لیست للتعلیل بل مجرد حرف عطف بمعنی الواو فصار تقدیر الحدیث ما من احد یسلم علی الا قد رد الله علی روحی

قبل ذلک و ارد علیه ۔

(انباہ الاذکیا صفحہ ۱۰)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمودہ ''رد اللّٰہ'' کا جملہ حال ہے اور عربی کا قاعدہ یہ ہے کہ حال جب فعل ماضی ہو تو اس میں حرف قد مقدر ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول جاؤکم حصرت صدورھم میں حرف قد مقدر ہے اور گویا عبارت یوں ہے قد حصرت۔ اور اسی طرح اس مقام پر بھی حرف قد مقدر ہے اور یہ جملہ ہر سلام کہنے والے کے سلام سے بہر حال پہلے اور ماضی میں ہے اور حرف حتی تعلیل کے لئے نہیں، بلکہ محض حرف عطف ہے جو بمعنی واؤ کے ہے اور معنیٰ حدیث یوں ہے کہ کوئی شخص مجھ پر سلام نہیں کہتا مگر اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میری روح اس سے پہلے ہی لوٹا دی ہوتی ہے۔ اور میں اس کے سلام کا جواب لوٹا تا ہوں۔

امام قسطلانی رحمہ اللہ کا مسلک

امام قسطلانی رحمہ اللہ (وفات: ۹۲۳ھ) لکھتے ہیں:

''ان الانبیاء احیاء عند اللہ وان کانوا فی صورۃ الاموات بالنسبة الی اھل الدنیا ۔بلاشبہ انبیاء اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اگرچہ اہلِ دنیا کی طرف نسبت کرتے ہوئے صورت کے اعتبار سے اموات ہیں۔

(ارشاد الساری: ۳/۱۱۸، بحوالہ تحقیق عقیدہ حیاتِ انبیاء صفحہ ۲۶۳)

امام ضیاء الدین مقدسی رحمہ اللہ کا مسلک

امام ضیاء الدین مقدسی رحمہ اللہ نے ''ذکر الانبیاء علیھم السلام فی قبورھم'' باب قائم کیا۔ یعنی انبیاء کرام کا تذکرہ اُن کی قبروں کے بارے میں۔ اس باب کے تحت انہوں نے دو حدیثیں ذِکر کی ہیں۔ ایک سیدنا موسیٰ علیہم السلام کا قبر میں نماز پڑھنا۔ اور دوسرا الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون، کہ انبیاء زندہ ہیں اور اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ ایک حدیث کو دوسری کے لئے شاہد بنایا۔ لکھا:

''شاھدہ حدیث انس الذی تقدم، اس کا شاہد حدیث انس ہے جو گذر چکی۔

(السنن والاحکام: ۳/ ۲۰۰ بحوالہ تحقیق عقیدہ حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام صفحہ ۸۴)

امام بدر الدین بعلی الحنبلی رحمہ اللہ کا مسلک

امام بدر الدین بعلی الحنبلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"الانبیاء احیاء فی قبورھم وقد یصلون۔ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور کبھی نماز بھی پڑھتے ہیں۔

(مختصر الفتاوی المصریة صفحہ ۱۷)

علامہ ابن الہادی رحمہ اللہ کا مسلک

علامہ ابن الہادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وامامن سلم علیه عند قبره فانه یرد علیه وذلک کالسلام علی سائر المؤمنین لیس هو من خصائصه۔"

(الصارم المنکی صفحہ ۱۳۱)

ترجمہ: بہر حال جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قبر کے پاس سلام کہا تو آپ اس کا جواب دیتے ہیں اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ سب مومن سلام کا جواب دیتے ہیں۔ یہ صرف آپ کی خصوصیت نہیں ہے۔

وہ آگے لکھتے ہیں:

"واما من صلی علیه عند قبره فانه یرد علیه ۔"

(الصارم المنکی صفحہ ۱٦۵)

ترجمہ: جو شخص آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قبر کے قریب درود پڑھتا ہے، آپ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

انہوں نے مزید لکھا:

"وَهُوَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمَعُ السَّلَامَ مِنَ الْقَبْرِوَتُبَلِّغُهُ الْمَلَائِكَةُ الصَّلٰوةَ وَالسَّلَامَ مِنَ الْبُعْدِ۔

ترجمہ: آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر پڑھا گیا سلام خود سنتے ہیں اور دُور والا درود فرشتے آپ تک پہنچا دیتے ہیں۔

(الصارم المنکی صفحہ ۲۸۲)

علامہ مناوی رحمہ اللہ کا مسلک

علامہ مناوی رحمہ اللہ (وفات:۱۰۳۱ھ) نے حدیث نبوی"من صلی علی الخ "کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھا:

"من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائبا (ای بعیدا)ابلغته (ای اخبرت به من احد من الملائکة و ذلک لان لروحه تعلقا بدنه الشریف وحرام علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء) ۔"

ترجمہ: جس نے میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھا تو میں خود سنتا ہوں اور جس نے دُور سے پڑھا تو میرے پاس وہ پہنچایا جاتا ہے یعنی کسی فرشتہ کے ذریعہ مجھے اس کی خبر دی جاتی ہے اور یہ اس لئے کہ آپ کی روح مبارک کا آپ کے بدن شریف سے تعلق ہے اور زمین پر پیغمبروں کے جسم حرام کر دیئے گئے ہیں۔

(فیض القدیر:۶/ ۱۷۰، طبع مصر)

حافظ ابن الملقن رحمہ اللہ کا مسلک

حافظ ابن الملقن رحمہ اللہ (وفات:۸۰۴) نے رَدِ روح والی حدیث کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"المراد برد الروح النطق لانه صلی اللّٰه علیه وسلم حی فی قبره روحه لا تفارقه لما صح ان الانبیاء احیاء فی قبورهم ۔

(بحوالہ تحفۃ الذاکرین صفحہ ۲۸ للشوکانی ودلیل الطالب صفحہ ۸۴۳ لنواب صدیق حسن خان)

ترجمہ: رَدِ روح سے مراد نطق ہے کیوں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی روح مبارک آپ سے جدا نہیں ہوتی کیوں کہ صحیح روایت میں آتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

علامہ شہاب الدین الخفاجی رحمہ اللہ کا مسلک

علامہ خفاجی رحمہ اللہ (وفات: ۱۰۶۹ھ) لکھتے ہیں:

"لانه صلى الله تعالى عليه وسلم حى فى قبره يسمع دعاء زائره۔"

(نسیم الریاض: ۳/۳۹۸)

ترجمہ: اس لئے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اپنی زیارت کرنے والے کی دعا کو سنتے ہیں۔

علامہ زرقانی رحمہ اللہ کا مسلک

امام زرقانی رحمہ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھا:

"(ومنها نه حى فى قبره) قال البيهقى لان الانبياء بعد ما قبضوا ردت اليهم ارواحهم فهم احياء عند ربهم كالشهداء ۔ ان خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ بیہقی نے کہا: انبیاء کی وفات کے بعد ان کی طرف روح کو لوٹا دیا جاتا ہے پس وہ اپنے رب کے ہاں شہداء کی طرح زندہ ہیں۔

(شرح زرقانی علی المواهب : ۱/۴۲۴، بحوالہ تحقیق عقیدہ حیاتِ انبیاء صفحہ ۳۴۹)

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مسلک

یہاں دو بزرگوں: حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کا مسلک بھی نقل کرتے ہیں۔ یہ دونوں بزرگ فقہ حنبلی کے پیرو تھے۔ حوالہ جات کے لئے بندہ کی کتاب "مسئلہ تین طلاق پر مدلل و مفصل بحث" دیکھیں۔ اس میں الگ سے ایک باب میں ان دونوں حضرات کے متعلق بحث مذکور ہے۔ مگر غیر مقلدین کے بہت سے مصنفین نے انہیں غیر مقلد و اہل حدیث لکھا ہوا ہے۔ بعض نے تو مبالغہ سے کام لیتے ہوئے کہہ دیا کہ سلف و خلف میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔

چنانچہ مولانا اللہ بخش ملتانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ ابن قیم رحمہا اللہ...... یہ دونوں

ایسے اہلِ علم ہیں کہ سلف و خلف میں ان دونوں کی نظیر نہیں۔"

(نظر ثانی احسن الابحاث صفحہ ۱۱)

اور یوں دعوی بھی کیا گیا کہ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی زبان سے وہی نکلتا تھا جو کتاب و سنت کے عین مطابق ہوتا۔

غیر مقلدین کے رسالہ "الاعتصام" میں لکھا ہے:

"امام ابن تیمیہؒ کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح ہمہ گیر ذہانت و فطانت اور وسعت پذیر علم و فکر کی نعمتوں سے نوازا تھا، اسی طرح عمل و کردار اور شہرت و ناموری کی بھی انتہائی بلندیوں تک پہنچادیا تھا۔ وہ وہی بات زبان سے نکالتے تھے جو کتاب و سنت کے عین مطابق ہوتی، اور اس کی اسی کی تعبیر و ترجمانی کو صحیح مانتے تھے جو صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ سلف سے منقول تھی۔"

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۳/ مارچ، ۱۹۶۱ء صفحہ ۴)

غیر مقلدین کے مذکورہ دعوؤں کو پڑھنے کے بعد اَب جانئے کہ عقیدہ حیات الانبیاء کی بابت ان دونوں بزرگوں کا کیا عقیدہ ہے۔

حافظ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض ان تاکل لحوم الانبیاء فاخبر انه یسمع الصلوۃ والسلام من القریب وانه یبلغ ذلک من البعید۔"

(مناسک الحج صفحہ ۸۴، طبع دہلی)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ پیغمبروں کا گوشت کھائے پس آپ نے خبر دی ہے کہ آپ قریب سے صلوۃ و سلام خود سنتے ہیں اور دُور سے آپ کو پہنچایا جاتا ہے۔

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مزید لکھا:

"اِتَّفَقَ الْاَئِمَّةُ عَلٰی اَنَّهُ یُسَلَّمُ عِنْدَ زِیَارَتِهٖ وَعَلٰی صَاحِبِهٖ لِمَا فِی السُّنَنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَا مِنْ رَجُلٍ یُّسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیَّ

رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ وَھُوَ حَدِیْثٌ جَیِّدٌ۔

ترجمہ: اماموں کا اس بات پر اتفاق ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے دونوں ساتھیوں (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) پر زیارت کے وقت سلام کرنا چاہیے کیوں کہ سنن (ابوداود) میں ابوہریرۃ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مجھ پر سلام پیش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح (توجہ) کو لوٹا دیتا ہے یہاں تک میں اس سلام کا جواب دیتا ہوں اور یہ حدیث جید ہے۔" (فتاویٰ ۴/ ۳۶۱)

تنبیہ: روح لوٹانے کا مطلب روح کو متوجہ کرنا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"انہ یستغرق فی امور الملاء الاعلی فاذا سلم علیہ رجع الیہ فھمہ لیجیب من سلم علیہ ۔ (فتح الباری: ۲/ ۳۵۲)

ترجمہ: آپ ملاء اعلیٰ کے معاملات میں مستغرق رہتے ہیں، سو جب بھی کوئی شخص سلام کہتا ہے، آپ کی توجہ اور فہم آپ کی طرف لوٹ آتا ہے تاکہ آپ سلام کہنے والے کے سلام کا جواب دے سکیں۔

علامہ وحید الزمان غیر مقلد نے لکھا:

"ردِ روح سے اس کا متوجہ ہونا مراد ہے۔"

(لغات الحدیث ۲/ ۶۳: ر)

مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد نے "حدیث رد اللہ علی روحی" کے ذیل میں لکھا:

"انتباہ کو یہاں روح لوٹانے سے تعبیر کیا گیا ہے، ورنہ ایسا نہیں ہے کہ آپ کی روح مبارک کو جسم سے بار بار کھینچا اور بار بار لوٹایا جاتا ہے۔"

(مشکوۃ مترجم صفحہ ۲۶۴)

حافظ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وَقَدْ رَوٰی ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَالدَّارَقُطْنِیُّ عَنْہُ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہُ وَمَنْ صَلّٰی عَلٰی نَائِیًا اُبْلِغْتُہُ وَفِیْ اِسْنَادِہٖ لِیْنٌ لٰکِنْ لَہُ شَوَاھِدُ ثَابِتَۃٌ فَاِنَّ اِبْلَاغَ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ عَلَیْہِ مِنَ الْبُعْدِ قَدْ رَوَاہُ اَھْلُ السُّنَنِ مِنْ غَیْرِ وَجْہٍ۔

اور ابن ابی شیبہ اور دار قطنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ جس نے میری قبر کے پاس درود پڑھا میں اسے سنتا ہوں اور جس نے دُور سے پڑھا تو وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے اس کی سند کمزور ہے لیکن اس کے کئی شواہد ثابت ہیں کیوں کہ دُور سے آپ کو صلوۃ وسلام پہنچانے کی روایت متعدد طرُق سے اہل السنن نے بیان کی ہے۔“

(فتاویٰ ابنِ تیمیہ ۳۶۱/۴ وطبع جدید ۱۱۶/۲۷)

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کا مسلک

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”وبعد وفاته استقرت فى الرفيق الاعلى مع ارواح الانبياء و مع هذا فلها اشراف على البدن واشراق و تعلق به بحيث يرد السلام على من سلم عليه وبهذا التعلق رأى موسى قائما يصلى فى قبره الى ان قال كما انه صلى الله عليه وسلم فى ارفع مكان فى الرفيق الاعلى مستقرا هناك وبدنه فى ضريحة غير مفقود واذا سلم عليه المسلم رد الله عليه روحه حتى يرد عليه السلام ولم يفارق الملاء الاعلى ۔“

(زاد المعاد: ۴۹/۲)

ترجمہ: اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی روح مبارک دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح کے ساتھ رفیق اعلیٰ میں مستقر ہے لیکن مع ھذا بدن مبارک پر اس کا پرتَو اور روشنی پڑتی ہے اور اس کا بدن سے تعلق ہے اس انداز سے کہ آپ سلام کہنے والے کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور اسی تعلق کی وجہ سے آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں بحالتِ قیام نماز پڑھتے دیکھا تھا (پھر آگے فرمایا کہ) جس طرح کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رفیق اعلیٰ میں بلند مقام پر فائز ہیں اور آپ کا بدن مبارک قبر شریف میں موجود رہتا ہے جب بھی کوئی سلام کہنے والا آپ سے سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مبارک روح کو آپ لوٹا دیتا ہے۔

دوسرے مقام پر لکھا:

”ھذا مع القطع بان روحه الكريمة فى الرفيق الاعلى فى اعلى عليين مع ارواح الانبياء وقد صح عنه انه رأى موسى قائما يصلى فى قبره ليلة الاسراء ورأه فى السماء السادسة اوالسابعة فالروح كانت هناک ولها اتصال بالبدن فى القبر واشراف عليه و تعلق به بحيث يصلى فى قبره ويرد السلام من سلم عليه وھى فى الرفيق الاعلى و لاتنافى بين الامرين فان شان الارواح غير شأن الابدان۔

(کتاب الروح صفحہ ۵۴)

ترجمہ: یعنی یہ بات قطعی ہے کہ آپ کی روح مبارک اعلی علیین کے اندر رفیقِ اعلیٰ میں دیگر حضرات انبیاء علیہم السلام کے ارواح کے ساتھ ہے اور آپ کی یہ حدیث صحیح ہے کہ آپ نے موسی علیہ السلام کو معراج کی رات ان کی قبر میں بحالتِ قیام نماز پڑھتے دیکھا اور ان کو چھٹے یا ساتویں آسمان پر بھی دیکھا پس روح مبارک تو وہیں ہے لیکن اس کا قبر شریف میں بدن مبارک کے ساتھ اتصال ہے اور اس پر روح کا پرتوَ پڑتا ہے اور اس سے تعلق ہے اس انداز سے کہ وہ قبر میں نماز پڑھتے ہیں اور سلام کہنے والے کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور روح مبارک کا مستقر رفیق اعلیٰ ہی ہے اور ان دونوں باتوں میں کوئی منافاۃ نہیں، اس لئے کہ ارواح کا معاملہ ابدان کے معاملے سے الگ ہے۔

حدیث نبوی ہے:

تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔(ابو داود: جلد ا صفحہ ۱۵۰)

حافظ ابنِ قیم رحمہ اللہ اس حدیث کی بابت فرماتے ہیں:

”وَمَنْ تَاَمَّلَ فِیْ ھٰذَا الْاِسْنَادِ لَمْ یَشُکَّ فِیْ صِحَتِہٖ لِثِقَةِ رُوَاتِہٖ وَشُھْرَتِھِمْ وَقُبُوْلِ الْاَئِمَّةِ حَدِیْثَھُمْ۔ جو شخص بھی اس کی اسناد میں تامل کرے گا تو اس کو اس کی صحت میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کیوں کہ اس کے تمام راوی ثقہ اور مشہور ہیں اور ائمہ کرام نے ان کی حدیثیں قبول کی ہیں۔“

(جلاء الافہام صفحہ ۳۶)

حافظ ابنِ قیم رحمہ اللہ کا نظریہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کرنے والے کو جواب دیا کرتے ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"اِذَا سَلَّمَ عَلَیْہِ الْمُسْلِمُ رَدَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ رُوْحَہٗ حَتّٰی یَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ، جب کوئی سلام کرنے والا اس (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کو سلام کرتا ہے تو اللہ اِن کی روح کو لوٹا دیتے ہیں یہاں تک آپ اس سلام کا جواب دیتے ہیں"

(زادالمعاد۴۹/۲ھکذا فی کتاب الروح صفحہ ۵۴)

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کے نزدیک تو عام مردہ بھی سلام کی آواز سنتا اور جواب دیتا ہے چنانچہ وہ قصیدہ نونیہ میں کہتے ہیں:

"من زار قبر اخ له فاتی ، بتسلیم علیه وهو ذو ایمان

رد الاله علیه حقا روحه ، حتی یرد علیه رد بیان"

(النونیۃ صفحہ ۱۴۵)

ترجمہ: جس بندے نے اپنے کسی مسلمان بھائی کی قبر کی زیارت کی اور سلام پیش کیا، تو اللہ تعالیٰ یقینا اس پر اس کی روح لوٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ (مردہ) واضح طور پر جواب دیتا ہے۔

تنبیہ: اس مضمون میں محدثین کرام کی اکثر عبارتیں حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی کتاب "تسکین الصدور" سے منقول ہیں۔ بعض حوالے بندہ نے خود ہی اصل کتابوں سے نقل کئے ہیں، جب کہ کچھ عبارات دیگر کتب سے نقل کی ہیں، وہاں بحوالہ فلاں لکھ دیا ہے۔

=====

مولانا بلال درویش صاحب حفظہ اللہ

متکلم اسلام شیخ الحدیث مولانا محمد سجاد الحجابی دامت برکاتہم کا ایک فتویٰ اور مفتی فدا محمد ربانی کا مجذوبانہ واویلا

استاد محترم متکلم اسلام کے فتوی کا متن:

متکلم اسلام نے لکھا ہے:

"جو لوگ (یعنی معروف مماتی پنج پیری) رسول اللہ ﷺ کے حیاۃ النبی ﷺ سے منکر ہیں بطرز اہل السنت والجماعت علمائے دیوبند ان کے اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔"

مفتی فدا محمد کا جوابی متن:

"محترم بھائی حافظ نہاد کے ہاتھ سے ایک خط موصول ہوا جو شیخ سجاد الحجابی صاحب کی طرف منصوب ہے (چونکہ اصل جوابی ورقہ میں مفتی فدا محمد صاحب نے یہ لفظ منسوب کے بجائے منصوب لکھا تھا اس لیے یہاں اردو ترجمہ میں بھی برقرار رکھا گیا ہے۔بلال) اس خط میں بہت زیادہ غلو کیا گیا ہے اور اشاعۃ التوحید والسنۃ پر یہ صریح بہتان لگایا گیا ہے کہ وہ حیاۃ النبی ﷺ سے منکر ہیں۔لہذا یہ لوگ قیامت تک کسی ایک بھی مماتی پنج پیری کی کتاب سے اس دعوی کا انکار علی الاطلاق ثابت نہیں کر سکتے۔بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ حضرات خود حیات النبی ﷺ سے منکر ہیں جو قرآن و سنت سے ثابت ہے اور اہل السنت والجماعت کا طرز ہے لہذا یہ لوگ اہل بدعت ہے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔"

فدائی جواب پر مختصر تبصرہ:

قارئین کرام آپ دونوں تحریریں پڑھ کر خود بخود اس بات کا اعتراف کریں گے کہ مفتی فدا محمد کا جواب سوال گندم جواب چنا کے قبیل سے ہے چند معروضات پیش خدمت ہے۔

1: استاد محترم نے اہل سنت والجماعت علمائے دیوبند کے طرز و تفصیل کے ساتھ حیاۃ النبی ﷺ کے منکر کو اہل بدعت میں شمار کر کے ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی لکھا ہے۔اور مفتی فدا محمد نے جواب میں لکھا ہے کہ علی

الاطلاق حیاۃ النبی کا منکر مماتیوں میں کوئی ایک بھی نہیں یہ بہتان صریح ہے۔ ہم مفتی صاحب سے گذارش کرتے ہیں کہ مفتی صاحب جواب لکھنے سے پہلے ذرا تحریر عینک لگا کر پڑھتے تو یہ جذباتی جواب نہ لکھتے جب استاد محترم نے علی الاطلاق انکار کا ذکر ہی نہیں کیا ہے تو جواب میں یہ چیلنج دینا کیا معنی رکھتا ہے۔

متکلم اسلام کے فتویٰ کی تائید خود فدا محمد ربانی سے

مفتی فدا صاحب لکھتے ہیں:

”حقیقت یہ ہے کہ یہ حضرات خود حیات النبی ﷺ سے منکر ہیں جو قرآن و سنت سے ثابت ہے اور اہل السنت والجماعت کا طرز ہے لہذا یہ لوگ اہل بدعت ہے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔“

قارئین کرام جو تحریر وفتویٰ حضرت متکلم اسلام نے لکھا ہے کہ اہل السنت والجماعت علمائے دیوبند کے طرز پر حیاۃ النبی ﷺ کے منکر کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے یہی مفتی صاحب نے بھی غیر شعوری انداز میں لکھا۔ البتہ استاد محترم کی تحریر میں علمائے دیوبند کا لفظ موجود ہے اور مفتی صاحب کی تحریر میں نہیں جس سے صاف اندازہ لگتا ہے کہ مماتی علمائے دیوبند کے ساتھ کتنے مخلص ہے یہ فیصلہ قارئین کرام پر۔

جب یہ بات اتفاقی ہے کہ اہل السنت والجماعت کے طرز سے ہٹ کر حیاۃ النبی ﷺ کا اقرار کرنا بھی انکار کے مترادف ہے اور اس طرز اہل السنت والجماعت کے منکر کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ تو اب ہم اہل السنت والجماعت کے مسلم ائمہ سے حیاۃ النبی ﷺ کے متعلق عبارات نقل کرتے ہیں پھر علمائے دیوبند سے اور پھر مماتیوں سے، اور آخر میں قارئین تمام عبارت بنظر انصاف پڑھنے کے بعد خود فیصلہ کریں گے کہ طرز اہل السنت والجماعت سے منکر کون ہے؟

عبارات ائمہ اہل السنت والجماعت احناف:

علامہ بدر الدین عینی حنفی (المتوفی 855ھ) کہتے ہیں:

فإنهم لايموتون في قبورهم بل هم أحياء

(عمدۃ القاری جلد 11 صفحہ 402 کتاب فضائل الصحابۃ)

ترجمہ: انبیاء کرام اپنے قبور میں مردہ نہیں بلکہ وہ زندہ ہوتے ہیں۔

علامہ ملا علی قاری(م:1014ھ) کہتے ہیں:

المعتقد المعتمد أنه صلى الله عليه وسلم حي في قبره كسائر الأنبياء في قبورهم۔

(شرح الشفاء جلد2 صفحہ 142)

ترجمہ: قابل اعتماد عقیدہ یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہے جس طرح دیگر انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔

علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی(م:1052ھ) کہتے ہیں:

یہ بات یادرکھنی چاہیے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات ایک متفق علیہ (اجماعی) عقیدہ ہے اور (اہل حق میں سے) کسی کا اس میں اختلاف نہیں اور یہ حیات جسمانی دنیوی اور حقیقی ہے کہ محض حیات معنوی وروحانی۔

(اشعۃ اللمعات: جلد1 صفحہ 574)

علامہ شرنبلالی(م:1069ھ) کہتے ہیں:

ومما هو مقرر عند المحققين أنه صلى الله عليه وسلم حي يرزق ممتع بجميع الملاذ والعبادات غير أنه حجب عن أبصار القاصرين عن شريف المقامات ۔

(نور الايضاح صفحہ 430)

ترجمہ: حضرات محققین کے ہاں یہ بات طے شدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ زندہ ہیں، آپ ﷺ کو رزق بھی ملتا ہے اور عبادات سے آپ ﷺ لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ آپ ﷺ (دنیاوالوں کی) نگاہوں سے اوجھل ہیں جو ان مقامات شریفہ تک پہنچنے سے قاصر رہتی ہیں۔

علامہ شامی(م:1252ھ) کہتے ہیں:

لأن الأنبياء عليهم الصلاة والسلام أحياء في قبورهم

(رد المحتار جلد 6 صفحہ 240 کتاب الجھاد)

ترجمہ: کیونکہ انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہوتے ہیں۔

علامہ عابد سندھی حنفی (م:1257ھ) کہتے ہیں:

أما هم (الأنبياء عليهم الصلاة والسلام) فحياتهم لا شك فيها ولا خلاف لأحد من العلماء في ذلك فهو صلى الله عليه وسلم

(رسالہ مدینہ صفحہ 41)

ترجمہ: رہی بات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات کی تو اس میں کوئی شک نہیں اور نہ علما میں سے کسی کو اس میں اختلاف ہے، آپ ﷺ دائمی طور پر زندہ ہیں۔

نواب قطب الدین دہلوی (م:1279ھ) فرماتے ہیں:

چنانچہ یہ مسئلہ بالکل واضح ہے اور اس میں کسی اختلاف کی گنجائش نہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نہیں بالکل دنیا کی طرح حقیقی جسمانی حیات حاصل ہے کہ انہیں حیات معنوی روحانی حاصل ہے۔

(مظاہر حق جدید جلد 2 صفحہ 865)

عبارات اہل السنت والجماعت مالکیہ:

امام مالک رحمہ اللہ کہتے (م:179ھ) ہیں:

نقل عن الإمام مالك أنه كان يكره أن يقول رجل زرت قبر النبي صلى الله عليه وسلم قال ابن رشد من أتباعه إن الكراهةلغلبة الزيار ة في الموتى وهو صلى الله عيله وسلم أحياه الله تعالى حياة تامة ، واستمرت تلك الحيوة ، وهي مستمرة في المستقبل وليس هذا خاصة به صلى الله عليه وسلم بل يشاركه الأنبياء عليهم السلام فهو حي بالحياة الكاملة مع الإستغناء عن الغذا ء الحسي الدنيوي

(وفاء الوفاء جلد 2 صفحہ 1363)

ترجمہ: امام مالک سے منقول ہے کہ وہ اسے ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص یوں کہے کہ میں نے حضور ﷺ کی قبر کی زیارت کی، امام مالک کے مقلدین میں سے ابن رشد اس کی تشریح یہ کرتے ہیں کہ اس ناپسندیدگی کی وجہ یہ ہے کہ زیارت کا لفظ عام طور پر موتی کے متعلق استعمال ہوتا ہے اور حضور ﷺ وفات شریفہ کے بعد اب حیات تامہ سے زندہ ہیں اور یہ حیات آئندہ بھی اسی طرح رہے گی۔ یہ صرف آپ ﷺ کا خاصہ ہی نہیں بلکہ تمام انبیاء اس وصف میں آپ کے ساتھ شریک ہیں پس آپ غذائے حس دنیوی سے استغناء کے باوجود حیات کاملہ سے زندہ ہیں۔

علامہ سمہودی رحمہ اللہ (م:911ھ) کہتے ہیں:

ولا شك في حياته صلى الله عليه وسلم بعد وفاته وكذا سائر الأنبياء عليهم الصلوة والسلام أحياء في قبورهم حياة أكمل من حيوة الشهداء التي أخبر الله تعالى بها في كتابه العزيز

(وفاء الوفاء جلد2 صفحہ 1352)

وفات کے بعد آپ ﷺ کی حیات میں کوئی شک نہیں اور اسی طرح باقی تمام انبیاء علیہم السلام بھی اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی یہ حیات شہدا کی اس حیات سے جس کا ذکر اللہ تعالی نے قرآن کریم میں کیا ہے بڑھ کر ہے۔

ایک دوسرے مقام پر کہتے ہیں:

وأما أدلة حياة الأنبياء فتقضاها حياة الأبدان كحالة الدنيا مع الإسغناء عن الغذاء

(جلد2 صفحہ 1355)

بہر کیف حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات کے دلائل اس کے مقتضی ہیں کہ یہ حیات ابدان کے ساتھ ہو، جیساکہ دنیامیں تھی مگر خوارک سے وہ مستغنی ہیں۔

عبارات اہل السنت والجماعت شافعیہ:

(1)علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ(م:771ھ)فرماتے ہیں

عندنا رسول الله صلى الله عليه وسلم حي يحس وتعرض عليه أعمال الأمة ويبلغ الصلاة والسلام

(طبقات الشافعیہ الكبرى :جلد3صفحہ412)

ہم شافعیہ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ زندہ ہیں، آپ ﷺ میں احساس وشعور موجود ہے، امت کے اعمال بھی آپ ﷺ پر پیش کیے جاتے ہیں اور صلوۃ وسلام بھی پہنچایا جاتا ہے۔

(2)حافظ الحدیث حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ(م:852ھ)کہتے ہیں

أن حياته صلى الله عليه وسلم في القبر لا يعقبها موت بل يستمر حيا والأنبياء أحياء في قبورهم يصلون۔

(فتح الباری جلد7صفحہ38باب قول النبی لو كنت متخذ ا خليلا)

ترجمہ: قبر مبارک میں آپ ﷺ کی زندگی ایسی ہے جس پر موت وارد نہیں ہوگی، بلکہ ﷺ ہمیشہ زندہ رہیں گے کیونکہ انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔

علامہ سخاوی رحمہ اللہ(م:902ھ)کہتے ہیں:

ونحن نؤمن ونصدق بأنه حي يرزق في قبره وأن جسده الشريف لا تاكله الارض والإجماع على هذا ۔

(القول البدیع صفحہ172)

اہل السنت والجماعت حنبلیہ:

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ(م:728ھ)کہتے ہیں:

قال إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياءفأخبر أنه يسمع الصلاة من القريب وأنه يبلغه ذلك من البعيد

(مجموع الفتاوی جلد26صفحہ70)

ترجمہ: اللہ کے نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔ آپ ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ آپ ﷺ قریب سے صلوۃ وسلام خود سنتے ہیں اور دور سے آپ ﷺ کو پہنچایا جاتا ہے۔

علامہ ابن قیم حنبلی رحمہ اللہ (م: 751ھ) کہتے ہیں:

قد صح عن النبي أن الأرض لا تأكل اجساد الأنبياء .. إلى غير ذلك مما يحصل من جملته القطع بأن موت الأنبياء إنما هو راجع إلى أن غيبوا عنا بحيث لا ندركهم وإن كا نوا موجودين ..فإنهم أحياء موجودون ولاتراهم۔

(کتاب الروح صفحہ 42)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ زمین انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو نہیں کھاتی۔۔۔ ایسے دلائل سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ انبیاء کرام کی موت کا معنی یہ ہے کہ وہ ہم سے اس طرح غائب کر دیے گئے ہیں کہ ہم ان کا ادراک نہیں کر سکتے ورنہ وہ تو موجود اور زندہ ہیں اور آپ ان کو دیکھ نہیں سکتے۔

علامہ ابن عقیل حنبلی کہتے ہیں:

قال ابن عقيل من الحنابلة هو صلى الله عليه وسلم حي في قبره يصلي

(الروضة البهية صفحہ 14)

ترجمہ: حنابلہ کے مشہور بزرگ ابن عقیل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔

علمائے دیوبند کی خاص عبارات:

قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ کے فیصلہ کے بعد مسلمہ تحریر:

"وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بہ تعلق روح حیات

حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ ﷺ صلوۃ وسلام سنتے ہیں۔"

علمائے دیوبند کے عبارت بہت زیادہ ہے جو ہمارے اکابر کی مسلمہ کتابوں جیسے تسکین الصدور، مقام حیات، قبر کی زندگی وغیرہ کتب میں تفصیل سے مندرج ہے۔

علمائے دیوبند کا متفقہ اعلان:

"حضور نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے بارے میں اکابر دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں، اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے، اور حیات دنیوی کے مماثل ہے۔ صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلّف نہیں ہیں، لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ اقدس میں جو درود پڑھا جاوے بلا واسطہ سنتے ہیں، اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے، اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی تو مستقل تصنیف حیات انبیاء پر "آب حیات" کے نام سے موجود ہے۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے ارشد خلفاء میں سے ہیں، ان کا رسالہ "المہند علی المفند" بھی اہل انصاف اور اہل بصیرت کے لیے کافی ہے، اب جو اس مسلک کے خلاف دعوی کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔واللہ یقول الحق وهو يهدي السبيل ۔

1: مولانا محمد یوسف بنوریؒ2: مولانا عبد الحق 3: مولانا محمد صادقؒ4: مولانا ظفر احمد عثمانیؒ:5: مولانا شمس الحق افغانیؒ:6: مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ:7: مولانا مفتی محمد حسنؒ:8: مولانا رسول خانؒ:9: مولانا مفتی محمد شفیعؒ:10: مولانا احمد علی لاہوری(ماہنامہ پیام مشرق لاہور جلد 3 شمارہ 4 ربیع الاول 1380ھ بمطابق ستمبر 1960ء)بحوالہ تسکین الصدور صفحہ 37)بحوالہ آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد 1 صفحہ 295)

علمائے دیوبند کے تمام مسلم اکابر کا نظریہ آپ نے ملاحظہ کیا اب نام نہاد اہل توحید کا نظریہ بھی دیکھ لے۔

مماتیوں کا حیات النبی ﷺ سے انکار:

1: مشہور مماتی پنج پیری تلمیذ شیخ القرآن مولانا محمد طاہرؒ جناب شیخ الحدیث علامہ خان بادشاہ کہتے ہیں:

"آنحضرت ﷺ کو روضہ مبارکہ میں زندہ سمجھنا یہ شیعہ کا مسلک ہے۔"

(التنقید الجوہری صفحہ 8 ناشر اشاعت اکیڈمی میگورہ سوات)

2: مولانا عطاء اللہ بندیالوی کہتے ہیں:

"حیاۃ النبی ﷺ اور سماع موتی اور بزرگوں کے وسیلے جیسے موضوعات پر دلائل دے کر الٹا شرک کے کھیت کے دہقان بنے ہوئے ہیں۔"

(شرک کیا ہے صفحہ 4)

3:: یہی موصوف کہتے ہیں:

"امام انبیاء علیہم السلام کے ذمہ یہ جھوٹ لگایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میری قبر پر سلام کہیں گے تو میں جواب دوں گا۔"

(کیا مردے سنتے ہیں ص 37)

4: مزید کہتے ہیں:

"امام الانبیاء قبر منور پر آنے والوں کے سلام کو نہیں سنتے۔"

(کیا مردے سنتے ہیں؟ صفحہ 39)

5: مولوی اللہ بخش کہتے ہیں:

"آنحضرت ﷺ کا درود و سلام عند القبر سننا و جواب دینا یہ قصہ من گھڑت ہے۔"

(دعوۃ الرشاد صفحہ 8 مولف اللہ بخش موید عنایت اللہ گجراتی)

6: ابو مقداد پنج پیری کہتے ہیں:

"قارئین کرام موت کے بعد خواہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات ہے یا شہداء کی حیات ہے عالم برزخ میں اجسام مثالیہ کے ساتھ ہے اور اجسام عنصریہ کے ساتھ حیات اس دنیا میں ہے پھر بروز قیامت ہوگی۔"

آگے لکھتے ہیں:

”قارئین کرام اگر انبیاء کرام اس جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہوتے اور نماز پڑھا کرتے جیسا کہ موصوف اور اس قبیل کے لوگوں کا خیال ہے۔“

(تحقیق الحق مولف ابو مقداد عبد المقدس مقرظین، شیخ طیب طاہری، شیخ سلطان غنی عارف، شیخ غلام حبیب صفحہ 182)

7: یہی مؤلف ایک جگہ بانی دار لعلوم کی عقیدہ حیاۃ النبی پر لاجواب کتاب آب حیات کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتے ہیں

”موصوف اور اس قبیل کے لوگوں کو آب حیات پر بڑا فخر ہے کہ اس میں حیات النبی ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی حیات پر بحث ہے حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نے شیعوں کی تردید کے لیے یہ ایک فرضی عقیدہ اختیار کیا ہے۔“

(حوالہ بالا صفحہ 131)

مزید کہتے ہیں:

”قارئین کرام حضرت نانوتوی کے ساتھ عقیدہ میں کوئی دیوبندی متفق نہیں ہے۔“

(صفحہ 132)

8: مولانا محمد آیاز کہتے ہیں:

”حیات النبی ﷺ شرکیات وبدعات کا بنیادی بیج ہے۔“

(135 سوالات مولوی آیاز ص10)

حیات النبی کے موجودہ منکرین (مماتیوں پنج پیریوں کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم

اختصار کے باعث صرف چند حوالہ جات نقل کرتا ہوں کہ جن اکابر نے مماتیوں کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی لکھا ہے۔

1: تسکین الصدور میں مفتی دار العلوم دیوبند حضرت مولانا مفتی مہدی حسن صاحب ؒ کا فتویٰ مذکور ہے، حضرت کہتے ہیں:

آنحضرت ﷺ اپنے مزار مبارک میں بجسدہ موجود اور حیات ہیں آپ کے مزار پر پاس

کھڑے ہو کر جو سلام کرتا ہے اور درود پڑھتا ہے آپ خود سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں ہمارے کان نہیں کہ ہم سنیں آپ اپنے مزار میں حیات ہیں مزار مبارک کے ساتھ آپ کا خصوصی تعلق بجسدہ وروحہ ہے جو اس کے خلاف کہتا ہے غلط کہتا ہے وہ بدعتی ہے خراب عقیدے والا ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے الخ

فتوی مفتی سید مہدی حسن مفتی دادر العلوم دیوبند

الجواب صحیح جمیل احمد تھانوی،

اجاب المجیب وجاد محمد ضیاء الحق

الجواب صواب محمد رسول خان

(بحوالہ تسکین الصدور ص50)

2: فتاوی بینات (فتاوی جات جامعہ بنوری تاؤن کراچی) میں ہے۔

سوال: ایک عالم یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور ﷺ کو حیات برزخی حاصل ہے، بایں صورت کہ آپ علیہ السلام کا جسد مبارک اپنی قبر میں صحیح سالم پڑا ہے، لیکن یہ جسم میت ہے اس میں حیات نہیں ہے، صرف روح کو حیات حاصل ہے اور روح کا کوئی تعلق جسد انور کے ساتھ نہیں ہے، جو شخص مذکورہ عقیدہ کے خلاف عقیدہ رکھے وہ پکا کافر اور کٹر (ہندو) ہے، اس بات کا اظہار وہ اکثر اپنی تقاریر میں کرتا ہے اب سوال یہ ہے کہ:

س ۱... آیا ایسا عقیدہ رکھنے والے عالم کے ساتھ عقیدت رکھنا جائز ہے؟

س ۲... آیا اس عقیدے کے حامل امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟

س ۳... ایسے عقیدے کے حامل کی تقریر سننا شرعاً جائز ہے یا کہ موجب گناہ؟

س ۴... اس عقیدے کا اعلانیہ رد کرنا چاہئے یا کہ اس میں سکوت اختیار کرنا بہتر ہے؟

جواب:

میرا اور میرے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ روضۂ اطہر میں حیات جسمانی کے ساتھ حیات ہیں اور یہ حیات برزخی ہے، آنحضرت ﷺ درود وسلام پیش کرنے والوں کے سلام کا

جواب دیتے ہیں اور وہ تمام امور جن کی تفصیل للہ ہی کو معلوم ہے، بجالاتے ہیں، آپ ﷺ کی حیات کو "حیات برزخیہ" اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حیات برزخ میں حاصل ہے اور اس حیات کا تعلق روح اور جسد دونوں کے ساتھ ہے، جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ میرے اکابرؒ کے نزدیک گمراہ ہے اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں، اس کی تقریر سننا جائز نہیں اور اس کے ساتھ کسی قسم کا تعلق روا نہیں۔

(فتاویٰ بینات جلد 1 صفحہ 600)

2: یہی فتویٰ شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے آپ کے مسائل اور ان کا حل میں بھی دیا ہے۔
(جلد 1 صفحہ 112)

3: فتاویٰ بینات جلد 1 صفحہ 735 پر بھی یہی فتویٰ مذکورہ ہے۔

4: کتاب النوازل میں مذکور ہے:

سوال (۲۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

ایک شخص جس کا تعلق جماعت اسلامی سے ہے وہ دعویٰ کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روضۂ مبارکہ میں اپنے جسد عنصری کے ساتھ موجود نہیں ہیں، حضرات مفتیان کرام سے گزارش ہے کہ اس مسئلہ کی وضاحت قرآن وحدیث کی روشنی میں فرمائیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام قبر مبارک میں جسد عنصری کے ساتھ موجود ہیں یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ الجواب وباللہ التوفیق:

حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اپنی مبارک قبروں میں جسد عنصری کے ساتھ تشریف فرما ہیں، للہ تعالیٰ نے مٹی پر یہ بات حرام کر دی ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجساد طیبہ کو ختم کرے اور مٹی میں ملائے، صحیح احادیث شریفہ سے یہ بات ثابت ہے؛ لہٰذا کسی مسلمان کے لئے اس کے انکار کی اجازت نہیں ہے۔

(کتاب النوازل جلد 1 صفحہ 180)

5: اسی طرح فتویٰ جامع الفتاویٰ جلد 1 صفحہ 223 پر بھی موجود ہے کہ منکر حیات النبی کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

6: فتاوی فریدیہ جلد 2 صفحہ 263

قارئین کرام ہم نے اہل سنت کا طرز عقیدہ حیات الانبیاء میں آپ کے سامنے رکھ دیا اور علمائے دیوبند کا طرز بھی رکھ دیا کہ وہ عین اہل سنت والجماعت کا طرز ہے اس طرز کے خلاف عقیدہ رکھنے والے پنج پیری مماتیوں کی عبارات بھی درج کی ہیں کہ وہ بالکل اہل سنت کے خلاف ہیں اور ان غلط عقائد کی وجہ سے اکابر نے اپنے فتاوی میں ان منکرین حیات وسماع کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی قرار دیا ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے مفتی فدا محمد ربانی بھی اس پر متفق ہے کہ اہل سنت کے طرز کے خلاف عقیدہ رکھنے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے بالفاظ دیگر مفتی فدا ربانی بھی مماتیوں کے پیچھے نماز مکروہ قرار دے چکے ہے مگر لا شعوری میں۔ اللہ مفتی صاحب کو حق کی طرف اعلانیہ رجوع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کتبہ بلال درویش مردانی

==========

مفتی رب نواز حفظہ اللہ، مدیر اعلی مجلہ ''الفتحیہ'' احمد پور شرقیہ

عقیدہ حیاتِ انبیاء کرام کا اثبات، غیر مقلدین کی زبانی

اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والتسلیمات اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ صدیوں سے یہ عقیدہ امت میں مسلمہ چلا آرہا ہے۔ یہاں تک کہ ایک فرقہ نے انگریز سے اپنا اہلِ حدیث نام الاٹ کرا کر سامنے آیا۔ یہ لوگ خود کو ''اہلِ حدیث'' کہا کرتے ہیں جب کہ اُن کا تعارف ''غیر مقلدین'' کے حوالہ سے بھی ہے۔ اس فرقہ کے اکابر اگرچہ عقیدہ حیات کے قائل تھے اور انہیں یہ تسلیم تھا کہ یہ عقیدہ صحیح و حسن حدیثوں سے ثابت ہے مگر ان کے اصاغر میں اکثر لوگوں نے اس عقیدہ کا انکار کر دیا۔ اور بعض نے تو اسے بریلویوں اور مرزائیوں کا عقیدہ قرار دے چھوڑا۔ مثلاً:

پروفیسر طالب الرحمن غیر مقلد لکھتے ہیں:

> ''بریلویوں اور تبلیغیوں میں یہ قدرِ مشترک ہے کہ دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں زندہ سمجھتے ہیں اور بریلویوں کی طرح ان کا سہارا بھی موضوع (من گھڑت) احادیث ہیں''
>
> (تبلیغی جماعت، تاریخ وعقائد صفحہ ۱۷۳)

مولانا داود ارشد غیر مقلد لکھتے ہیں:

> '' دیوبندی مکتبِ فکر میں حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تقلید سے آیا ہے، یہ تمام تقلیدی آفات ہیں جن سے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔''
>
> (تحفہ حنفیہ صفحہ ۲۱۰، ملنے کا پتہ: نعمانی کتب خانہ لاہور، تاریخ اشاعت: اپریل/۲۰۰۶ء)

طالب الرحمن اور داود ارشد کی یہ عبارات پڑھ لینے کے بعد اَب ان کے اکابر کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔ اور پھر غور کریں کہ کیا یہ صرف بریلویوں اور قادیانیوں کا عقیدہ ہے اور کیا اس عقیدے کی بنیاد موضوع روایات ہیں؟

پہلی حدیث...من صلی علی عند قبری

حافظ ابو الشیخ اصبہانی کے طریق سے مروی حدیث ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ صَلّٰی عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی مِنْ بَعِیْدٍ اُعْلِمْتُہٗ۔"

(جلاء الافہام لحافظ ابن القیم صفحہ ۱۹)

ترجمہ: جس نے میری قبر کے پاس درود پڑھا، میں اسے سنتا ہوں اور جس نے دُور سے پڑھا تو وہ مجھے بتلایا جاتا ہے۔

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد، ابو الشیخ کے طریق والی اسی حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

"اِسْنَادُہٗ جَیِّدٌ"، اس کی سند جید ہے۔"

(دلیل الطالب صفحہ ۸۴۴)

غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی نے لکھا:

"حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرماتے ہیں کہ جو عند القبر درود بھیجتا ہے میں سنتا ہوں اور دُور سے پہنچایا جاتا ہوں۔ چنانچہ مشکوۃ وغیرہ کتب حدیث سے واضح ہوتا ہے۔"

(فتاویٰ نذیریہ ۱/ ۵۲)

فرقہ غرباء اہلِ حدیث کے "مفتی" عبد الستار لکھتے ہیں:

"نبی علیہ السلام کی قبر پر جا کر درود وسلام پڑھا جائے تو آپ سنتے ہیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے"

(فتاویٰ ستاریہ ۴/ ۱۱۷)

غیر مقلدین کے "امام" علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

"پیغمبر اسی دنیاوی جسم کے ساتھ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور جب زندہ ہوئے تو ہر ایک بات کو سمجھ سکتے ہیں اور سُن سکتے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب کوئی میری قبر کے پاس مجھ پر درود بھیجے گا تو میں خود سُن لوں گا او جو دُور سے بھیجے گا تو فرشتے مجھ تک پہنچا دیں گے۔ ان حدیثوں سے صاف یہ نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور قبر

کے پاس درود اور سلام پڑھنا بہ نفس نفیس سنتے ہیں اور اس پر تمام ائمہ اہلِ حدیث کا اتفاق ہے۔"

(رفع العجاجۃ عن سننِ ابن ماجہ ۱/۸۱۴)

مولانا کرم الجلیلی غیر مقلد کا عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں انہوں نے منجملہ دلائل کے ایک دلیل درج ذیل حدیث پیش کی ہے:

"دوسری روایت میں ہے مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُہٗ (بیہقی، مشکوۃ) جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے تو میں اسے سنتا ہوں اور جو شخص مجھ پر دُور سے درود بھیجتا ہے تو وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔"

(صحیفہ اہلِ حدیث یکم محرم ۱۳۸۴ھ صفحہ ۱۸)

مولانا عطاء اللہ حنیف غیر مقلد لکھتے ہیں:

"اِنَّھُمْ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ وَقَدْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُہٗ۔"

ترجمہ: حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے تو میں خود اس کو سنتا ہوں اور جو دُور سے پڑھتا ہے تو وہ مجھے (فرشتوں کے ذریعہ) پہنچایا جاتا ہے۔

(التعلیقات السلفیہ علی سنن النسائی ۱/۲۳۷)

فتاویٰ علمائے حدیث میں لکھا ہے:

"حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نماز پڑھنے کی روایت کا تعلق بھی عالم برزخ سے ہے نہ کہ دنیا سے اور یہ حدیث مسلم میں ہے۔ اور قبر کے پاس درود پڑھنے سے آپ سنتے ہیں۔ اس حدیث کو حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں لکھا ہے: اس کی سند جید ہے مگر اس میں ایک راوی عبد الرحمن بن اعرج ہے جو مجہول الحال ہے مگر درود قبر کے پاس سننے میں بحث نہیں ہے۔"

(فتاویٰ علمائے حدیث:۵/ ۴۲۴،ناشر مکتبہ سعیدیہ خانیوال)

مولانا عبد القہار غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ہاں فرشتے درود نبی علیہ السلام کو پہنچاتے ہیں......جو شخص آپ کی قبر پر جا کر سلام کہتا ہے اس کا سلام آپ خود سنتے ہیں یہاں سے نہیں سنتے کیوں کہ فرشتے پہنچانے کے لئے اللہ نے مقرر فرمائے ہیں۔"

(فتاوی ستاریہ:۴/ ۹۱)

آگے لکھتے ہیں:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر جا کر درود و سلام پڑھا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔"

(فتاویٰ ستاریہ:۴/ ۱۱۷،ناشر مکتبہ ایوب حدیث محل کراچی)

فتاوی میں لکھا ہے:

"نیز ابن ابی شیبہ اور دار قطنی کی روایت میں ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس آکر سلام کرتا ہے، میں اس کو سنتا ہوں اور جو کوئی مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچایا جاتا ہے۔" اس کی اسناد کسی قدر کمزور ہے لیکن دوسرے شواہد سے اس کی تقویت ہوتی ہے کیوں کہ اہلِ سنن نے مختلف اسنادوں سے روایت کیا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو کیوں کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش کیا جائے گا جب کہ آپ ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی ہوں گی۔؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کا گوشت کھانا حرام کر دیا ہوا ہے۔" نسائی وغیرہ میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر کچھ فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو مجھ کو میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔"

(فتاویٰ علمائے حدیث:۵/ ۳۰۶)

فتاویٰ ستاریہ میں ہے:

”ہاں صرف یہ کہنا کہ اگر آپ کی قبر جا کر درود و سلام پڑھا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں۔ بے شک ٹھیک ہے۔“

(فتاویٰ ستاریہ: ۱/۱۵۴)

علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ف: یعنی بعد وفات کے تو وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں، کلام اور سلام سنتے ہیں۔“

(سنن ابی داود مترجم وفوائد صفحہ ۱/۳۹۹، ناشر اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور)

مولانا عبد الغفور امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں:

”کل پیغمبروں کے جسم زمین کے اندر صحیح و سالم ہیں اور روح تو سب کی سلامت رہتی ہے۔ پس آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع جسم صحیح و سالم ہیں اور قبر شریف میں زندہ ہیں، اور جو کوئی قبر کے پاس درود یا سلام بھیجے تو آپ خود سن لیتے ہیں، اگر دُور سے درود بھیجے تو فرشتے آپ تک پہنچا دیتے ہیں، اہلِ حدیث کا یہی اعتقاد ہے، اگرچہ یہ زندگی دنیا کی سی نہیں جس میں کھانے پینے کا احتیاج ہو، اور شوکانی نے اس مسئلہ کو ”نیل الاوطار“ میں بہت عمدہ لکھا ہے۔“

(ترجمہ مشکوۃ: ۱/۴۰۱، باب الجمعۃ)

مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”یہ حدیث ضعیف ہے اس حدیث کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے بھی اپنی مصنف میں روایت کیا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت اس کی تائید کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ سیر کرنے والے فرشتے ہیں وہ مجھ کو میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں اور یہ حدیث فصل دوم میں گزر چکی ہے اور اس باب میں حضرت حسن بن علی کی حدیث بھی ہے جو حسن سند سے بیان کی گئی ہے کہ تم جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر درود بھیجو، تمہارا درود مجھ کو پہنچ جاتا ہے۔ اگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر پڑھا جائے تو آپ خود سن لیتے ہیں اور اگر دُور سے پڑھا جائے تو فرشتے پہنچا دیتے ہیں اور سلام کا جواب بہر حال آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیتے ہیں۔ امت

کی کیا خوش قسمتی ہے کہ آج بھی آپ کے سلام سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ اگر ساری عمر کے سلاموں کا جواب ایک دفعہ بھی مل جائے تو اس پر ساری دنیا قربان کی جاسکتی ہے۔ چہ جائیکہ آپ ہر سلام کا جواب علیحدہ علیحدہ فرمائیں۔فداہ ابی و امی و صلی اللہ علیہ وسلم۔"

(مشکوۃ شریف مترجم:۱/۷۶۴)

مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلدیوں بھی لکھتے ہیں:

" انبیاء علیہم السلام کی قبر میں زندگی ثابت ہے لیکن وہ زندگی دنیا کی طرح نہیں بلکہ برزخی زندگی ہے جو ہر کسی کو حاصل ہے خواہ کافر ہو یا مسلمان، لیکن اس برزخی زندگی میں آپس میں بے حد فرق ہے۔ شہید کی زندگی اور دوسرے مسلمانوں کی زندگی اعلیٰ اور ارفع ہے اور شہید کو کچھ رعایتیں ایسی دی جاتی ہیں جو اوروں کو نہیں ملتیں اور نبیوں کی زندگی ان سے بھی بدرجہا اعلیٰ وارفع ہے اور ان کو بعض ایسی خصوصیتیں دی جاتی ہیں جو شہیدوں کو بھی نہیں ملتیں۔ انبیاء علیہم السلام کے جسم قبر میں محفوظ رہتے ہیں اور روح بھی محفوظ رہتی ہے اور روح کا تعلق جسم سے کامل تر صورت میں ہوتا ہے۔"

(مشکوۃ شریف مترجم:۱/۹۰۱)

مولانا محمد گوندلوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مروی ہے۔ اگر آپ کی قبر کے پاس درود پڑھا جائے و آپ سنتے ہیں۔

(الاصلاح حصہ الول ۹۱، بار اول مطبوعہ حجازی پریس لاہور، اشاعت:۱۰/ محرم ۱۳۶۰ھ)

گوندلوی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

" انبیاء علیہم السلام عالم برزخ میں زندہ ہیں۔ یہ زندگی برزخی ہے، نہ کہ دنیوی۔ انبیاء علیہم السلام برزخ میں زندہ بلکہ سب لوگ زندہ ہیں۔ اسی لئے وہاں تنعیم وتعذیب کی صورت ہے، حدیث الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلاون۔ حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔(فتح الباری) اور علامہ ذہبی نے اس کو منکر قرار دیا ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نماز

پڑھنے کی روایت کا تعلق بھی عالم برزخ سے ہے، نہ کہ دنیا سے۔ اور حدیث مسلم میں ہے۔ اور قبر کے پاس درود پڑھنے سے آپ سنت ہیں۔ اس حدیث کو حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے: اس کی سند جید ہے۔ مگر اس میں ایک راوی عبد الرحمن بن اعرج ہے جو مجہول الحال ہے مگر درود کے قبر کے پاس سننے میں بحث نہیں۔

(فتاوی علمائے حدیث: ۹/۱۲۵، ۱۲۶...... مکتبہ اصحاب الحدیث اردو بازار لاہور، طباعت دوم: جنوری/۲۰۱۱ء)

حکیم ایچ صمصام غیر مقلد اپنے نعتیہ کلام میں کہتے ہیں:

"کہاں جدا السلام علیکم میں نزدیک روضے دے
سنے خود اپنی کنیں سید الابرار ہو چلئے
کیہا جد السلام علیک ایھا النبی میں نے
آوازاں میر یال رب نے نبی دے کنیں پا دتیاں۔"

(گلدستہ صمصام صفحہ ۱۰، ۱۱، ناشر: ملک سنز تاجران کتب کارخانہ بازار فیصل آباد)

دوسری حدیث... "اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ"

حدیث نبوی ہے:

"اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ، انبیاء اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔"

(شفاء السقام صفحہ ۱۳۴، وحیات الانبیاء للبیہقی صفحہ ۱)

قاضی شوکانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"اِنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَیٌّ فِیْ قَبْرِهٖ وَرُوْحُهٗ لَا تُفَارِقُهٗ لِمَا صَحَّ اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِم، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی روح مبارک آپ کے جسم سے جُدا نہیں ہوتی کیوں کہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔"

(تحفۃ الذاکرین شرح حصنِ حصین صفحہ ۲۸)

قاضی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"اِنَّہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیٌّ فِیْ قَبْرِہٖ بَعْدَ مَوْتِہٖ کَمَا فِیْ حَدِیْثٍ: اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِم وَقَدْ صَحَّحَہُ الْبَیْھَقِیُّ وَاَلَّفَ فِیْ ذٰلِکَ جُزْأً، بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم موت کے بعد اپنی قبر میں زندہ ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور بیہقی نے اس حدیث کو صحیح کہا اور اس مسئلہ میں انہوں نے ایک رسالہ بھی لکھا ہے۔

(نیل الاوطار ۱۰۱/۵)

مولانا شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ فِیْ قُبُوْرِھِم اَحْیَاءٌ۔" بے شک انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(عون المعبود ۴۰۶/۱)

مولانا عطاء اللہ حنیف غیر مقلد لکھتے ہیں:

"اِنَّھُمْ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ، بلاشبہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔"

(التعلیقات السلفیۃ علی سنن النسائی ۲۳۷/۱)

غیر مقلدین کے امام علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

"انبیاء تو اپنی قبروں میں احیاء (زندہ) ہیں جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے۔"

(تیسیر الباری شرح بخاری ۵/۸)

شیخ البانی غیر مقلد اس حدیث کی بابت لکھتے ہیں:

"میرا خیال پہلے یہ تھا کہ یہ روایت ضعیف ہے مگر بعد میں جب مسند ابی یعلی اور اخبار اصفھان کو دیکھا تو میرے سامنے واضح ہو گیا کہ "انه اسناد قوی، کہ بے شک اس کی سند قوی ہے۔"

(سلسلة الاحادیث الصحیحة تحت حدیث:۶۲۱)

البانی صاحب نے دوسری جگہ لکھا:

"بل ثبت عنه صلی الله علیه وسلم انه قال : الانبیا ء احیاء فی

قبورهم يصلون اخرجه ابويعلى (٣٤٢٥) باسناد جيد ، وقد خرجته فی﴿الاحاديث الصحيحة﴾[۶۲۲]"

(احکام الجنائز و بدعها صفحہ ۲۷۲،ناشر: مکتبۃ المعارف الریاض)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے آپ نے فرمایا: انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ اس ابویعلی: ۳۴۲۵ نے عمدہ سند کے ساتھ تخریج کیا۔ اور میں نے بھی" الاحادیث الصحیحۃ: ۶۲۲" اس کی تخریج کی ہے۔

البانی نے مزید لکھا:

"صلوة الانبياء فی قبورهم عقيدة صحيحة يجب على المسلم ان يؤمن بها۔"، قبور میں انبیاء علیہم السلام کے نماز پڑھنے کا عقیدہ صحیح ہے، مسلمان پر واجب ہے کہ اس پر ایمان لائے۔

(سلسلة الاحاديث الصحيحة:۸/۱۵۴)

مولانا ارشاد الحق اثری غیر مقلد نے مسند ابویعلی کی تخریج میں لکھا ہے:

" واخرجه البيهقى فى حياة الانبياء من طريق ابى يعلى و ابو نعيم فى اخبار اصفهان ج۲ ص۸۳ واسناده جيد۔

(حاشیہ: مسند ابویعلی: ۳/۳۷۹، مطبوعه دار القبلة للثقافة الاسلامية جده)

شیخ البانی اور اثری کا حوالہ بندہ نے حضرت مولانا حافظ عبد القدوس خان قارن کی کتاب " اظہار الغرور صفحہ ۷۴" سے نقل کئے ہیں۔

تیسری حدیث......رد الله على روحى

حدیث ہے:

جو کوئی شخص مجھ پر سلام کرتا ہے تو اللہ جل شانہ مجھ پر میری روح کو لوٹا دیتے ہیں یہاں تک میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

(ابوداود: ۱/۲۷۹)

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

"قَالَ النَّوَوِیُّ فِی الْاَذْکَارِ اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ وَّقَالَ ابْنُ حَجَرٍ رُوَاتُہٗ ثِقَاتٌ۔"

(دلیل الطالب صفحہ ۸۴۳)

ترجمہ: امام نووی کتاب الاذکار میں لکھتے ہیں کہ اس کی اسناد صحیح ہے اور حافظ ابنِ حجر فرماتے ہیں کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

مولانا صلاح الدین یوسف غیر مقلد لکھتے ہیں:

"محدثین کے نزدیک ردِّ روح والی روایت حسن درجہ کی یعنی قابلِ قبول ہے۔"

(شرح ریاض الصالحین ۲/۳۱۵)

یہ حدیث شیخ سعید بن علی القحطانی کی کتاب "حصن المسلم" میں بھی ہے۔ اس کی تخریج میں شیخ البانی کا فیصلہ نقل کیا گیا ہے:

"حسن۔ سنن ابی داود ، کتاب المناسک ، باب زیارۃ القبور، حدیث:۲۰۴۱۔"

(تخریج حصن المسلم صفحہ ۳۳، ترجمہ شیخ صلاح الدین یوسف، ناشر: المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر)

حصن المسلم کے غیر مقلد حاشیہ نگار لکھتے ہیں:

"روح کا لوٹانا اور سلام کا جواب دینا یہ برزخی معاملات ہیں۔ ان معاملات کا ہم صحیح طور پر ادراک نہیں رکھتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: بل احیاء ولکن لا یشعرون۔ اللہ کے راستے میں شہید کئے جانے والے لوگ در حقیقت زندہ ہیں لیکن ان کی زندگی کا تم شعور نہیں رکھتے۔ لہٰذا ہمیں اس پر ایمان لانا چاہیے اور اس کی کیفیت اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔"

(حاشیہ حصن المسلم صفحہ ۳۳)

غیر مقلدین کے فتاویٰ میں لکھا ہے:

"بایں ہمہ ائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس جا کر صرف یہ کرے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے دونوں خلفاء رضی اللہ عنہم پر درود و

سلام بھیجے، کیوں کہ سنن اربعہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص مجھ پر سلام کہتا ہے اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ یہ ایک جید الاسناد حدیث ہے۔"

(فتاویٰ علمائے حدیث:۵/۳۰۶،۳۰۵)

زبیر علی زئی غیر مقلد اِس حدیث کی تخریج میں لکھتے ہیں:

"حسن،سنن ابی داود ، کتاب المناسک ، باب زیارۃ القبور ح:۲۰۴۱۔اسے عراقی نے جید کہا ہے۔"

(تخریج ریاض الصالحین حدیث:۱۴۰۲)

مولانا صلاح الدین یوسف غیر مقلد، زیرِ بحث حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ ہر سلام بھیجنے والے کو جواب دیتے ہیں لیکن یہ زندگی برزخ کی زندگی ہے جس کی حقیقت کا ہمیں علم نہیں۔"

(شرح ریاض الصالحین ۲/۳۱۶)

یوسف صاحب ہی لکھتے ہیں:

"آپ پر آپ کی روح بھی لوٹائی جاتی ہے اور آپ اس کا جواب مرحمت فرماتے ہیں۔"

(حوالہ مذکورہ صفحہ ۳۱۵)

مولانا کرم الجلیلی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: مَامِنْ اَحَدٍ يُّسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔ (ابو داود، بیہقی، مشکوۃ) اور جو کوئی مجھ پر سلام پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔"

(صحیفہ اہلِ حدیث یکم محرم ۱۳۸۴ھ صفحہ ۱۸)

کرم الجلیلی مزید لکھتے ہیں:

”جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی درود وسلام پڑھتا ہے اس وقت آپ کی روح آپ کے جسد اطہر میں لوٹائی جاتی ہے اور آپ اس کا جواب دیتے ہیں اور پھر اس میں آپ ہی کے لیے تخصیص نہیں ہے بلکہ ہر مؤمن کے ساتھ یہی ہوتا ہے...“

(صحیفہ اہلِ حدیث ۱۶ صفر ۱۳۸۴ھ صفحہ ۲۲)

مزید دیکھئے فتاویٰ ستاریہ ۴/ ۱۳۰، جلیل المناسک صفحہ ۸۲

مولانا عبد السلام بستوی غیر مقلد کے خطبات میں خطبہ: ۲۴ ”فضائلِ درود شریف“ ہے۔ وہ اپنے اس خطبہ میں کہتے ہیں:

”حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے تم میں سے کوئی شخص جو میرے اوپر درود اور سلام بھیجے، لیکن اللہ تعالیٰ میری روح کو میری طرف لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔“

(اسلامی خطبات ۱/ ۲۳۰)

علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں:

”اس حدیث میں یہ اشکال ہوتا ہے کہ دوسری حدیثوں سے ثابت ہے کہ انبیاء اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں پھر روح پھیر دینے سے کیا مراد ہے؟ اس اشکال کو اس طرح رفع کیا گیا ہے کہ گو انبیاءؑ اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں مگر ان کی ارواحِ مقدسہ اپنے پروردگار کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہیں دنیا کی طرف ان کی توجہ نہیں ہے جب کوئی ان کو سلام کرتا ہے اُس وقت اُن کی روح اِدھر متوجہ ہوتی ہے، ردِ روح سے اس کا متوجہ ہونا مراد ہے۔“

(لغات الحدیث ۲/ ۶۳: ر)

غیر مقلدین کے بزرگ مولانا غلام رسول صاحب کی تیار کردہ نعت کا ایک شعر ہے:

رسول اللہ سنے پھر بے وسیلہ ملے اس پر کیا نعمت جلیلہ“

(سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول صفحہ ۱۶۸)

فتاویٰ ستاریہ میں ہے:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایسی ہی ہے جیسی کہ حدیث میں آئی ہے چنانچہ ابن ماجہ میں ابو درداء سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق یہ معنی ہیں زندگی کے کہ انبیاء کا جسم اللہ تعالیٰ نے مٹی پر حرام کر دیا ہے اور ان کو مٹی نہیں کھاتی اور روح ہر ایک کی زندہ ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ انبیاء کی روح اور جسم دونوں صحیح و سالم رہتے ہیں اور اوروں کی صرف روح اور بموجب اس حدیث رد اللہ علی روحی انبیاء علیہم السلام کے جسم میں آتی جاتی ہے۔"

(فتاویٰ ستاریہ: ۱/ ۱۵۴)

مولانا عبید اللہ مبارک پوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

"رد اللہ علی روحی کا مطلب یہ ہے کہ ان رد روحه کانت سابقة عقب دفنه، اللہ تعالیٰ نے دفن کے بعد سلام کنندہ کے سلام کا سے پہلے روح لوٹا دی تھی تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کا جواب دیں۔

(مرعاة: ۳/ ۲۶۹ بحوالہ تحقیق عقیدہ حیاتِ انبیاء صفحہ ۴۵۹، تالیف: حضرت مولانا منیر احمد منور دام ظلہ)

مبارک پوری صاحب نے مزید لکھا:

"وقد استشكل هذا الحديث من جهة اخرى وهو انه يستلزم استغراق الزمان كله فى ذلک لاتصال الصلوة والسلام عليه فى اقطار الارض ممن لا يحصى كثيرة الخ۔ ردِ روح والی حدیث پر ایک اور اشکال ہے کہ اگر ہر سلام کے وقت آپ کی روح مبارک کو لوٹایا جاتا ہے تو روئے زمین پر ہر آن اور ہر لحظہ بے شمار لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صلوۃ وسلام کا تحفہ بھیجتے ہیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ آپ ہر وقت سلام سننے اور جواب دینے میں مشغول و مستغرق رہیں اور روح کا بھی ایک لحظہ میں بار بار لوٹانا لازم آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ احوالِ آخرت کو عقل کے ساتھ نہیں جانا اور سمجھا جا

سکتا،......اس حدیث پر وارد ہونے والے ہر اشکال کا حق اور صحیح جواب یہی ہے، فنؤمن بظاهر الهديث ونصدق به نكل علمه الى الله ورسوله الخ پس ہم اس حدیث کے ظاہر پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے اور اس کا علم اللہ ور سول کی طرف سپرد کرتے ہیں، اہم امورِ برزخ کا امورِ دنیا کے مشاہدات پر قیاس نہیں کرتے کیوں کہ یہ غائبات کا قیاس ہے مشاہدات پر اور یہ انتہائی جہالت، غباوت اور ظلم وضلال ہے۔"

(مرعاۃ:۳/۲۳۷ بحوالہ تحقیق عقیدہ حیاتِ انبیاء صفحہ ۴۶۰)

مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد نے "حدیث رد الله علی روحی "کے ذیل میں لکھا:

"روح کی واپسی کا مطلب کیا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برزخی زندگی بالکل اسی طرح ہے جیسے کوئی آدمی سویا ہو، سونے والا نہ تو کچھ بولتا ہے، نہ سنتا ہے مگر جب بیدار ہو جاتا ہے تو سب کچھ کرتا ہے بالکل اسی طرح جب فرشتے درود کی خبر آں حضرت کے گوش گذار کرتے ہیں تو آپ اسی طرح بیدار ہو جاتے ہیں جیسے سونے والا بیدار ہو جاتا ہے اور اسی انتباہ کو یہاں روح لوٹانے سے تعبیر کیا گیا ہے ورنہ ایسا نہیں ہے کہ آپ کی روح مبارک کو جسم سے بار بار کھینچا اور بار بار لوٹایا جاتا ہے۔"

(مشکوۃ مترجم صفحہ ۲۴۲)

حکیم محمد اشرف سندھو غیر مقلد نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق لکھا:

"رہا درود وسلام کا مسئلہ تو اس کے متعلق یہ مقدس ہستیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے خود اپنے کانوں بارہا سن چکی تھیں کہ شرقاً غرباً وشمالاً وجنوباً جس حصہ ارض وزمین میں کوئی مسلمان (رہتی دنیا تک کا امتی) درود وسلام عرض کرتا ہے یا کرے گا، اللہ تعالیٰ اسی وقت اس کا درود و سلام ہم تک پہنچا دیتے ہیں اور ہم اس درود و سلام کا جواب اسی وقت لوٹا دیتے ہیں۔ نہ صرف یہی بلکہ اللہ تعالیٰ کو درود و سلام کی آواز اس درجہ محبوب ہے کہ اس کی تلاش و سماعت کے لئے فرشتوں کی مخصوص و لا تعداد جماعت مقرر فرما رکھی ہے جو روئے زمین پر ہر آن درود و سلام کی تلاش و جستجو میں رواں دواں چکر کاٹتے پھر رہے ہیں کہ

جہاں کہیں کسی امتی کو درود وسلام کی سعادت سے بہرہ ور ہوتے دیکھیں، فوراً قبر اطہر پر عرض کر دیں۔ چنانچہ احادیث کے الفاظ یہ ہیں: ما من احد یسلم علی الا رد اللّٰہ علی روحی حتی ارد علیه السلام ۔(مشکوۃ باب صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم) ترجمہ: جو مسلمان ہم پر درود وسلام عرض کرتا ہے عین اسی وقت اللہ تعالیٰ من وعن ہم تک پہنچا دیتے ہیں اور ہم درود و سلام عرض کرنے والے کو جواب بھی دے دیتے ہیں ۔" ان للّٰہ الملائکة سیاحین فی الارض یبلغونی امتی السلام (حوالہ مذکورہ) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی مخصوص تعداد اس پر مامور فرمار کھی ہے کہ وہ دن رات درود وسلام پڑھنے والوں کی تلاش میں رواں دواں رہتی ہے۔ جہاں کوئی درود وسلام پڑھنے والا ان کو مل جاتا ہے ،اس کا درود وسلام فوراً ہم تک پہنچا دیتے ہیں۔"

(مقیاس حقیقت صفحہ ۲۷۴، ملنے کا پتہ: دار الاشاعت اشرفیہ سندھو بلو کی ضلع لاہور)

مولانا محمد اعظم غیر مقلد لکھتے ہیں:

"قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مدفن رحمۃ اللعالمین۔ مسجد نبوی میں نماز دوگانہ تحیۃ المسجد پڑھ کر پھر قبر مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہائی ادب اور محبت اور عقیدت سے درود و سلام پڑھے۔ حدیث شریف میں ہے: ما من احد یسلم علی الا رد اللّٰہ علی روحی حتی ارد علیه السلام۔ جب کوئی شخص مجھ پر سلام کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب اسے لوٹا دیتا ہوں۔"

(حج مسنون صفحہ ۵۳، ۵۴......ناشر: مدرسہ تعلیم القرآن جامع مسجد رحمانیہ اہلِ حدیث نزد کیمپ نمبر ۲ فاروق گنج گوجرانوالہ)

یہ حوالہ بندہ نے حضرت مولانا حبیب اللہ ڈیروی رحمہ اللہ کی کتاب "ضرب المہند صفحہ ۱۶۷" سے لیا ہے۔

حافظ ابو یحیٰ نور پوری غیر مقلد نے سنن ابی داود کی حدیث رد اللّٰہ علی روحی کے بابت لکھا:

"اس حدیث کی سند کو حافظ نووی (خلاصۃ الاحکام: ۱/۴۴۱، ح: ۱۴۴۰، شیخ الاسلام ابن تیمیہ (اقتضاء الصراط المستقیم: ص ۳۲۴)، حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (جلاء الافہام: ۱/۵۳)، حافظ

ابن الملقن (تحفۃ المحتاج: ۲/۱۹۰) رحمہم اللہ وغیرہ نے "صحیح" اور حافظ عراقی (تخریج احادیث الاحیاء: ح۱۰۱۳)، حافظ ابن الہادی (الصارم المنکی: ۱/۱۱۴) رحمہم اللہ نے "جید" کہا ہے، نیز حافظ سخاوی (المقاصد الحسنۃ: ۱/۵۸۷)، حافظ عجلونی (کشف الخفاء: ۲/۱۹۴) وغیرہ نے اس حدیث کو "صحیح" قرار دیا ہے۔ مذکورہ حدیث تو واقعی کم اَز کم "حسن" ہے۔"

(روح کی واپسی اور مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۱)

نورپوری صاحب نے اس حدیث کی تشریح میں لکھا:

"قریب سے سلام کہنے والے کو جواب لوٹانے پر نص موجود ہے۔ محدثین وائمہ دین کی تصریحات بھی اس پر شاہد ہیں۔"

(روح کی واپسی اور مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۵)

نورپوری صاحب نے آگے لکھا:

"شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: فهم العلماء منه السلام عند قبره خاصة فلا يدل على البعيد۔ (الرد على البكرى: ۱/۱۰۶)، اس حدیث سے علمائے کرام نے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس سلام (کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کا لوٹایا جانا) سمجھا ہے، یہ حدیث دُور (سے سلام کہنے پر روح کے لوٹائے جانے) پر دلالت نہیں کرتی۔ علامہ ابن الہادی رحمہ اللہ بھی اسے اکثر علمائے کرام کے نزدیک قبر کے پاس محمول کرتے ہیں۔ (الصارم المنكى لابن عبد الهادى: ۱/۱۱۵) قریب سے مراد صرف حجرہ عائشہ ہے، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم دفن ہیں، یہ وجہ ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب کسی سفر سے واپس آتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس جا کر یہ الفاظ کہتے: السلام عليك يا رسول الله، السلام عليك يا ابا بكر، السلام عليك يا ابتاه، اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو، اے ابو بکر! آپ پر سلامتی ہو، اے میرے اباجان! آپ پر سلامتی ہو۔ (فضل الصلوة على النبى للقاضى اسماعيل بن اسحاق: ص۸۱، ۸۲ح:۹۹، السنن الكبرى للبيقهى،

سنده صحيح) معلوم ہوا کہ آپ کی روح لوٹائے جانے کا تعلق صرف اس شخص سے ہے، جو قبر مبارک کے عین قریب جا کر سلام کہے، جیسا کہ علامہ شنقیطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ومجمعون ان ذلک يحصل لمن سلم عليه صلى الله عليه وسلم من قريب......،اس بات پر سب متفق ہیں کہ یہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب لوٹانا) اس شخص کو حاصل ہوتا ہے، جو کہ قریب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہتا ہے۔(اضواء البيان للشنقيطى:۸۳۸/۸) حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ وغیرہ نے بھی اس حدیث کا تعلق اسی شخص سے قائم کیا ہے جو قریب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہتا ہے، دُور سے سلام کہنے والوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں، اس کا جواب تو اللہ تعالیٰ رحمت کی صورت میں لوٹاتا ہے۔(تفسیر ابن کثیر: ۶۲۱/۳) ابو طیب شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: والقول الصحيح ان هذا لمن زاره ، ومن بعد عنه تبلغه الملائكة سلامه ، صحیح بات یہ ہے کہ یہ حدیث اس شخص کے بارے میں ہے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کرے اور جو دُور ہو، فرشتے اس کا سلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں (اور اللہ تعالیٰ رحمت کر کے اس کا جواب دیتا ہے)۔(عون المعبود فی شرح سنن ابی داود:۲۲/۶) ابو الحسن عبید اللہ بن محمد رحمانی مبارک پوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: فان الصحيح ان المراد فی الحديث السلام عليه عند قبره كا فهمه كثير من العلماء ، صحیح بات یہ ہے کہ اس حدیث سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے قریب کہا جانے والا سلام ہے ،جیسا کہ بہت سے علماء کرام نے سمجھا ہے ۔(مرعاة المفاتيح شرح مشكوة المصابیح : ۲۶۳/۳) سب سے واضح بات تو یہ ہے کہ خود امام ابوداود رحمہ اللہ اسے قبر مبارک کی زیارت کے باب میں بیان کر رہے ہیں۔...... احادیث اور محدثین کی صراحت سے ثابت ہو گیا کہ اس حدیث میں جو روح لوٹائے جانے اور جواب لوٹائے کا بیان ہے، اس کا تعلق صرف حجرۂ عائشہ میں کھڑے ہو کر سلام کہنے والے سے ہے۔“

(روح کی واپسی اور مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۷)

چوتھی حدیث......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پیش ہوتا ہے

سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کا پیش ہونا کئی احادیث سے ثابت ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے:"فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْهِ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ، تم جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو کیوں کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔(ابوداود:۱/۱۵۰و اللفظ له ،نسائی ۱/۱۵۴)

مولانا صلاح الدین یوسف غیر مقلد اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

"درود پیش کئے جانے کا مطلب ہے کہ فرشتے آپ تک درود پہنچاتے ہیں جیسا کہ دوسری حدیث میں صراحت ہے"

(شرح ریاض الصالحین ۲/۳۱۵)

علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

"اعمال ان کی امت کے ان پر پیش کئے جاتے ہیں درود شریف سامنے لایا جاتا ہے وہ خوش ہوتے ہیں، دعا کرتے ہیں اگرچہ باقی اہل قبور بھی بربنائے مذہب صحیح اہلِ سنت و جماعت سنتے ہیں مگر یہ سننا ان کا صرف روحانی ہے۔اور انبیاء علیہم السلام کی حیات روحانی اور جسمانی دونوں طرح ہے مگر اس میں اور دنیا کی حیات میں فرق دقیق ہے جس کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا نہ اس کے بیان کی یہاں گنجائش ہے۔"

(سنن ابی داود مترجم و فوائد:۱/۳۹۹،ناشر اکادمی اردو بازار لاہور بحوالہ مضامین پیر جی صفحہ ۱۵)

ابنِ ماجہ میں حدیث ہے:

"اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيَّ اِلَّا عُرِضَتْ صَلٰوتُهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ،

جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ وہ حاضری کا دن ہے اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں، جو کوئی بھی مجھ پر درود پڑھتا اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔"

(سنن ابنِ ماجہ ۱۱۹)

قاضی شوکانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”قَدْ اَخْرَجَ ابْنُ مَاجَۃَ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ، امام ابنِ ماجہ نے جید سند کے ساتھ اس کی تخریج کی ہے“

(نیل الاوطار ۳/۲۶۴)

مولانا شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ یعنی اس کی سند جید ہے۔“

(عون المعبود ۱/۴۰۵)

علامہ البانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر کثرت سے درود بھیجو کیوں کہ بے شک اللہ نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جب میری امت میں سے کوئی شخص مجھ پر درود پڑھے گا تو یہ فرشتہ مجھے کہے گا: اے محمد فلاں شخص کے فلاں بیٹے نے اس وقت آپ پر درود بھیجا ہے۔

(السلسلة الاحاديث الصحيحة ۴/۴۳ حدیث: ۱۵۳۰ بحوالہ فضائل درود وسلام صفحہ ۲۰)

درود پہنچائے جانے کی حدیث میاں نذیر حسین دہلوی صاحب نے بھی مشکوۃ کے حوالے سے درج کی ہے اور اس سے استدلال بھی کیا ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ۱/۶۰)

حصن المسلم میں حدیث ہے:

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو روئے زمین پر چلتے پھرتے ہیں، وہ میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔“

اس کی تخریج میں مذکور ہے:

”صحيح ۔ سنن نسائی ، کتا ب السهو ،باب السلام على النبى صلى الله عليه وسلم ،حديث:۱۲۸۲۔“

(حصن المسلم صفحہ ۳۲)

اس طرح حصن المسلم میں ہے:

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: تم جہاں کہیں بھی ہو، تمہارا درود مجھے پہنچ جاتا ہے۔“

اس کی تخریج میں لکھا ہے:

”صحیح۔ سنن ابی داود ، کتاب المناسک ، باب زیارة القبور ، حدیث:۲۰۴۲۔“

(تخریج حصن المسلم صفحہ ۳۲)

حصن المسلم کے ناشر حماد امین چاؤلہ لکھتے ہیں:

”اہم ترین اور منفرد یہ کام کیا گیا کہ صحیحین کے علاوہ تمام احادیث پر محدث عصر امام محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کا حکم ذِکر کر دیا گیا ہے۔ سنن اربعہ کی حدیث کا حکم امام البانی کے ان کتب پر لگائے گئے حکم ہی سے نقل کیا گیا ہے۔“

(عرض ناشر حصن المسلم مترجم صفحہ ۱۶، ترجمہ شیخ صلاح الدین یوسف)

ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر کثرت سے درود بھیجو کیوں کہ بے شک اللہ نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے، جب میری اُمت میں سے کوئی شخص مجھ پر درود پڑھے گا تو یہ فرشتہ مجھے کہے گا: اے محمد! فلاں شخص کے فلاں بیٹے نے اس وقت آپ پر درود بھیجا ہے۔

(السلسلة الصحیحة:۴/۴۳ح:۱۵۳۰)

شیخ البانی غیر مقلد اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

”فالحدیث بهذا الشاهد وغیره مما فی معناه حسن ان شاء الله تعالی۔ پس اس شاہد اور اسے کے علاوہ معنوی شاہد سے یہ ان شاء اللہ تعالیٰ ”حسن“ ہے۔“

(السلسلة الصحیحة:۴/۴۵، بحوالہ توضیح الاحکام :۱/۱۳۰، اشاعت: اکتوبر ۲۰۰۹ء، تالیف: شیخ زبیر علی زئی)

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

”اقول مثال ذالک ان الملک یقول مثلا ان صدیق بن حسن یصلی

يصلى عليک ويسلم وان ولده فلاں بن فلاں يصوں و يسلمون عليک اللهم ارزقنا وتقبل ما وصل علينا ۔"

(نزل الابرار صفحہ ۱۶۲)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ اس کی مثال یوں ہے کہ فرشتہ کہے کہ صدیق بن حسن آپ پر صلوۃ وسلام عرض کر رہا ہے اور اس کا بیٹا فلان بن فلاں بھی آپ پر درود وسلام بھیج رہا ہے اے اللہ میں درود کہنا نصیب کر اور ہم سے قبول فرما اور ہم پر رحمت نازل فرما۔

حکیم محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد "فرشتے درود پہنچاتے ہیں" عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

"حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ان لله ملائكة سياحين فى الارض يبلغونى من امتى السلام۔ تحقیق اللہ کے کتنے فرشتے ہیں پھرنے والے زمین میں پہنچاتے ہیں مجھ کو میری امت کی طرف سے سلام۔(مشکوۃ شریف) معلوم ہوا کہ جو متبع سنت ہو، شمع رسالت کا پروانہ بڑی محبت اور خلوص سے حضورؐ پر سلام پیش کرتا ہے۔ فرشتے اس کو لے جا کر حضورؐ کے پاس پہنچا دیتے ہیں اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ فرشتے اس کا نام بھی لیتے ہیں مثال کے طور پر فرشتے حاضر ہو کر یوں عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ! عاجز مسکین محمد صادق بن شمس سیالکوٹ سے يقرئک السلام ۔ خدمت اقدس میں سلام عرض کرتا ہے۔السلام عليک ايها النبى ورحمة الله وبركاته ۔ اللهم صلى على محمد و على آل محمد كما تحب وترضى۔"

(جمال مصطفی صفحہ ۲۰۷)

اس کا عکس حضرت مولانا حبیب اللہ ڈیروی رحمہ اللہ کی کتاب "ضرب المهند" صفحہ ۱۶۲ پہ دیکھ سکتے ہیں۔

حديث:فنبى الله حى يرزق

سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اكثروا الصلوة على يوم الجمعة فانه مشهود تشهده الملائكة وان احدا لن يصلى على الا عرضت على صلوته حتى يفرغ منها قال

قلت :و بعد الموت قال ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق۔"

(سنن ابن ماجۃ صفحہ۱۱۹)

ترجمہ: جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو کیوں کہ وہ دن حاضری کا دن ہے، اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں مجھ پر کوئی شخص درود نہیں پڑھتا مگر اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے حتی کہ وہ اس سے فارغ ہو۔ میں نے کہا وفات کے بعد بھی پیش کیا جائے گا؟ فرمایا کہ ہاں وفات کے بعد بھی پیش کیا جائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام طیبہ کو کھائے۔ سو اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہے اس کو رزق ملتا ہے۔

قاضی شوکانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"وقد اخرج ابن ماجۃ باسناد جید ۔" امام ابن ماجہ نے جید سند کے ساتھ اس کی تخریج کی ہے۔

(نیل الاوطار:۳/ ۲۶۴)

مولانا شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"باسناد جید" اس کی سند جید اور کھری ہے۔

(عون المعبود:۱/ ۴۰۵)

علامہ وحید الزمان کی زبانی عقیدہ حیاۃ الانبیاء کا اِثبات

علامہ وحید الزمان غیر مقلدین کے ہاں " امام اہلِ حدیث " مانے جاتے ہیں، جیسا کہ رئیس محمد ندوی غیر مقلد نے انہیں بار بار اسی منصب سے یاد کیا ہے۔ اُن کی کتاب "سلفی تحقیقی جائزہ صفحہ ۹۴۵ وغیرہ" دیکھئے!۔ علامہ صاحب کو عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبتاً وافر شغف تھا۔ اس موضوع کی بابت اُن کے کچھ حوالے اُوپر مذکور ہو چکے، مزید یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

"حدیث کی حرمت اور عظمت وفات کے بعد بھی ویسی ہی ہے جیسے دنیاوی حیات میں

تھی، کیوں کہ آپؐ قبر شریف (میں) زندہ اور آپؐ کا جسم مبارک صحیح و سلامت ہے اور سلام سنتے ہیں، سلام کرنے والے کا اور درود سنتے ہیں، درود پڑھنے والے کا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔"

(رفع العجاجة عن سنن ابن ماجة :۳۸۶/۱)

علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

"اہلِ سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور جو کوئی قبر شریف کے پاس درود یا سلام پڑھے تو آپؐ خود سن لیتے ہیں اور جو کوئی اور مقاموں اور دُور دراز ملکوں میں درود و سلام پڑھے تو اللہ جل جلالہ کے فرشتے آپؐ کو پہنچا دیتے ہیں یہ مضمون بعینہ ایک حدیث میں وارد ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت مقدمہ جہاں چاہے وہاں تشریف فرما سکتی ہے۔ اور اولیائے کرام اور عرفائے عالی مقام کو اس قسم کی ملاقاتیں آپؐ سے عالم بیداری میں ہوئی ہیں اور کیا عجب ہے کہ بعض خاص بندوں کو نماز میں بھی ایسا حضور ہوتا ہو کہ سلام کے وقت نداء اپنے ظاہری معنوں میں درست ہو جاتی ہو۔"

(رفع العجاجة عن سنن ابنِ ماجة:۱/ ۴۵۲)

علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

"آں حضرتؐ مع جسم صحیح اور سالم ہیں اور قبر شریف میں زندہ ہیں اور جو کوئی قبر کے پاس درود بھیجے یا سلام کرے تو آپؐ خود سن لیتے ہیں۔ اگر دُور سے درود بھیجے تو فرشتے آپؐ تک پہنچا دیتے ہیں۔ اہلِ حدیث کا یہی اعتقاد ہے اگرچہ یہ زندگی دنیا کی سی زندگی نہیں، جس میں کھانے اور پینے کی احتیاج ہو لیکن جو باتیں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیاوی حیات کی حالت میں عرض کر سکتے تھے وہ اَب بھی کر سکتے ہیں۔ اور جو فیوض اور برکات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوتے تھے، وہ اَب بھی ہوتے ہیں کمال نحوست اور شامت ہے اس شخص کی جو حج کو جاوے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف نہ ہو۔

ان نلت یا ریح الصبا یوم الی دار الحرم

بلغ سلامی روضۃ فیھا النبی المحترم“

(رفع العجاجۃ عن سنن ابنِ ماجۃ:۱/ ۵۳۸)

عربی شعر کا ترجمہ: اے بادِ صبا! اگر تو دار حرم پہنچ جائے، تو اس روضہ میں میرا سلام پہنچا دینا جہاں نبی محترم ہیں موجود ہیں۔

علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

”بعض نے کہا کہ آپ کی وفات کے بعد آپ ؐ کے ساتھ توسل جائز نہیں ہے کیوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ؐ کی وفات کے بعد توسل کیا آپ ؐ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفات بھی اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں تو جیسے توسل پہلے جائز تھا، اب بھی جائز ہو گا۔“

(رفع العجاجۃ عن سنن ابنِ ماجۃ:۱/ ۶۸۴)

علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

”آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں پس آپ ؐ کی قبر شریف کے پاس اور اسی طرح دوسرے اولیاء اور عرفاء کی قبور پر نداء کے ساتھ سلام کرنا درست ہے، جیسے السلام علیک یا رسول اللہ، کیوں کہ آپ کی حیات میں بھی آپ کے پاس نداء کرنا درست تھا۔ حاصل یہ کہ جو دنیاوی حیات میں آپ سے درخواست کر سکتے تھے جیسے اللہ کی درگاہ میں دعا کرنے کی، نظر، توجہ کرنے کی، شفاعت کرنے کی۔ یہ درخواستیں اَب بھی کر سکتے ہیں۔“

(رفع العجاجۃ عن سنن ابنِ ماجۃ:۱/ ۶۸۵)

وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

”جب میں ۱۳۳۱ میں مدینہ طیبہ جانے لگا، اس زمانہ میں کھانے کے بعد خوشبودار تمبا کو حقہ پیا کیا کرتا تھا، مگر چلتے وقت میں نے خیال کیا کہ آں حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مزار مبارک پر اکثر جانا ہو گا، اور شائد حقہ کی بُو آپ کو ناگوار ہو، اس لئے میں نے بمبئی پہنچتے ہی حُقہ

پینا یک قلم چھوڑ دیا۔“

(حیات وحید الزمان صفحہ ۴۷)

علامہ صاحب نے لکھا:

”حق یہ ہے کہ اگر کوئی قبر شریف (کے) پاس یوں کہے: السلام علیک یارسول اللہ تب تو جائز ہے کیوں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور زائر [زیارت کرنے والے (ناقل)] کا کلام سنتے ہیں۔“

(تیسیر الباری:۸/۱۷۹)

مزید لکھا:

”پیغمبروں کے اجسام بھی مردہ نہیں، وہ جسم سمیت اپنی قبروں میں زندہ رہتے ہیں جیسے دوسری حدیث سے ثابت ہے۔“

(تیسیر الباری:۸/۲۷۳)

کچھ مزید حوالے

امیر صنعانی محمد بن اسماعیل (وفات:۱۱۸۲ھ) لکھتے ہیں:

”اقول : الذی وردت بہ الاخبار حیاۃ الانبیاء علیھم السلام فی قبورھم ۔ “میں کہتا ہوں کہ جس چیز پر احادیث وارد ہیں وہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔

(الانصاف فی حقیقۃ الاولیاء ومالھم من الکرامات والالطاف صفحہ ۷۷، بحوالہ تحقیق عقیدہ حیاتِ انبیاء صفحہ ۳۶۵)

ابوالحسنات مولانا محمد بن عبد اللہ بن نورالدین الفنجابی غیر مقلد ہیں:

” وانہ حی فی قبرہ ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء وقد ذھب جماعۃ من المحققین الی ان رسول صلی اللہ علیہ وسلم حی بعد وفاتہ وانہ یسر بطاعات امتہ مع ان مطلق الادراک

كالعلم والسماع ثابت لسائر الموتى وورد النص فى كتاب الله فى حق الشهداء وانهم احياء يرزقون وان الحيوة فيهم متعلقة بالجسد فكيف بالانبياء والمرسلين وعند مسلم عن النبى صلى الله عليه وسلم قال مررت بموسى ليلة اسرى عند الكثيب الاحمر وهو قائم يصلى فى قبره۔

(عون الودود شرح ابو داود:۱/۱۰۵بحوالہ ضرب المهند على القول المسند صفحہ ۱۳۷)

ترجمہ: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ ابنیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھا سکے اور محققین کی ایک جماعت کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفات کے زندہ ہیں اور اپنی امت کو نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام سڑتے گلتے نہیں۔ باوجودیکہ مطلق ادراک جیسے جاننا اور سنا تمام مردوں کے لئے ثابت ہے اور شہیدوں کے بارے میں قرآن مجید میں موجود ہے کہ وہ زندہ ہیں ان کو رزق دیا جاتا ہے اور ان کی حیات جسمانی ہے پس کس طرح انبیاء اور رسولوں ے لئے حیاتِ جسمانی ثابت نہ ہو جن کا مقام بہت بلند ہے (یعنی ان کے لئے تو یقینا ثابت ہے) اور صحیح مسلم میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میں موسی علیہ السلام کے پاس معراج والی رات میں سرخ ریت کے ٹیلے کے پاس سے گزرا تو وہ قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

اقبال کیلانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں برزخی زندگی کے اعتبار سے زندہ ہیں جو کہ شہدء کی نسبت زیادہ کامل زندگی ہے۔“

(حج وعمرہ کے مسائل صفحہ ۳۲، حدیث پبلی کیشنز لاہور)

مولانا بشیر سہسوانی غیر مقلد (وفات:۱۳۲۶ھ) لکھتے ہیں:

”انه انا متفقون على انه صلى الله عليه وسلم حى فى قبره يعلم

بزائرہ ۔"ہم اس عقیدہ پر متفق ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اپنی زیارت کرنے والے کو جانتے ہیں۔ (صیانۃ الانسان صفحہ ۲۶۳ بحوالہ تحقیق عقیدہ حیاتِ انبیاء صفحہ ۴۲۹)

مولانا عبید اللہ مبارک پوری غیر مقلد نے امام زرقانی رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھا:

"ویکثر من الصلوة والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحضرتہ الشریفة حیث یسمعه ویرد علیه بان یقف بمکان قریب منه، ویرفع صوته الی حد لو کان حیا مخاطبا لسمعه عادة ۔

قبر شریف پر حاضر ہو کر کثرت سے درود و سلام پیش کرے اور ایسے طور پر کہ آپ اس کو سنیں اور جواب عنایت فرمائیں، اس کی صورت یہ ہے کہ زندگی میں عادۃً جتنے فاصلہ اور جتنی اونچی آواز سے آپ سنتے تھے، وفات کے بعد بھی اتنے فاصلہ اور اتنی اونچی آواز سے درود و سلام پیش کرے تاکہ آپ سنیں اور سلام کا جواب دیں۔

(مرعاۃ: ۳/ ۲۶۹، بحوالہ تحقیق عقیدہ حیاتِ انبیاء صفحہ ۴۵۸)

شیخ عبدالمحسن العباد غیر مقلد لکھتے ہیں:

"فالرسول صلی اللہ علیه وسلم حی فی قبره حیاة برزخیة اکمل من حیاة الشهداء التی اخبر اللہ عنها فی القرآن ۔"(شرح سنن ابی داود للعباد، درس نمبر: ۲۳۴، بحوالہ تحقیق عقیدہ حیاتِ انبیاء صفحہ ۴۹۹)

مولوی رحیم بخش غیر مقلد لکھتے ہیں:

"محققین کی جماعت کا یہی مسلک ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرقد میں زندہ ہیں، اور ایسی حیات کے قائل ہیں کہ امت کی اطاعت کی خبر پا کر خوش ہوتے ہیں۔"

(اسلام کی چودھویں کی کتاب صفحہ ۴۵)

ترجمہ: پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں حیات برزخی کے ساتھ زندہ ہیں جو اُس شہدء کی حیات سے زیادہ کامل ہے جس کے متعلق اللہ نے خبر دی ہے۔

بریلوی کون ہیں اور مرزا قادیانی کون تھا؟

مضمون کی ابتداء میں پروفیسر طالب الرحمن غیر مقلد کی کتاب "تبلیغی جماعت، تاریخ وعقائد صفحہ ۱۷۳" کا حوالہ منقول ہے کہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ بریلوی عقیدہ ہے اور وہاں بحوالہ تحفہ حنفیہ صفحہ ۲۱۰ مولانا داود ارشد غیر مقلد کا الزام بھی منقول ہے کہ عقیدہ حیاۃ الانبیاء مرزا غلام احمد قادیانی کا مخصوص عقیدہ ہے۔

ہم نے اللہ کے فضل سے عقیدہ حیات الانبیاء کے اثبات میں غیر مقلد علماء کے حوالہ جات نقل کر دیئے ہیں جس میں ایک تو یہ اعتراف ہے کہ یہ پیارا عقیدہ حدیثوں سے ثابت ہے اور وہ حدیثیں سنداً صحیح وحسن ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ خود غیر مقلد اکابر بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ مزید یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پیش کرنے والے کا سلام سنتے ہیں اور اس کا جواب بھی دیتے ہیں۔

مولانا داود ارشد نے عقیدہ حیات الانبیاء کو قادیانیوں کا اور طالب الرحمن نے اسے بریلویوں کا عقیدہ باور کرایا ہے۔ اس سے ایک تو ان کی جسارت معلوم ہوئی جو عقیدہ حدیثوں سے ثابت ہے اسے انہوں نے بریلوی اور قادیانی عقیدہ کا نام دیا۔ دوسرا یہ کہ اگر ان کی بات تسلیم کرلی جائے تو یہ الزام عائد ہے کہ ان کے اکابر نے بریلویوں اور قادیانی کی پیروی میں اس عقیدہ کو اختیار کیا ہے۔

یہاں یہ بھی جان لینا چاہیے کہ بریلوی اور مرزا قادیانی کون ہیں؟ مقلد یا غیر مقلد؟ اللہ نے توفیق دی تو اس پر تفصیلی گفتگو کسی مستقل رسالے میں کروں گا، سردست ایک ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

شیخ زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"رضاخانی بریلوی مذہب کے بنیادی عقائد مثلاً علمِ غیب، حاضر ناظر اور الاستعانة والاستغاثه بالانبیاء والاولیاء وغیرہ عقائد امام ابوحنیفہ بلکہ قاضی ابو یوسف اور ابنِ فرقد وغیرھما سے بھی ثابت نہیں لہذا یہ لوگ حنفی مذہب سے بغاوت کر کے عقائد میں غیر مقلد بن جاتے ہیں"

(علمی مقالات ۴۰۶/۴)

مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو بریلوی حنفی ظاہر کرتے تھے لیکن حقیقت میں وہ

حنفی بھی نہ تھے، اہلِ حدیث تو کیا ہوتے۔ البتہ غیر مقلد ہو سکتے ہیں، کیوں کہ وہ نہ تو فقہ حنفی کے پابند تھے، نہ وہ صحابہ اور تابعین، ائمہ سلف کی روش پر چلنا پسند کرتے ہیں، تنقید حدیث کے متعلق وہ ائمہ حدیث کی بجائے اپنی ذات کو معیار سمجھتے ہیں، اس لئے وہ ترکِ تقلید کے باوجود اہلِ حدیث نہیں ہیں۔"

(تحریک آزادیٔ فکر صفحہ ۱۸۸)

غیر مقلدین کے ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ بریلوی اپنے مخصوص عقائد و رسومات میں غیر مقلد ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی بھی اپنے امتیازی نظریات میں تارک تقلید یعنی غیر مقلد تھا۔

مولانا ثناء اللہ صفدر صاحب حفظہ اللہ

مسئلہ "اعادہ روح فی القبر" میں مماتیوں کا آپریشن

آج کا یہ اہم درس تین مباحث پر مشتمل ہو گا۔

- مبحث اول: اعادہ روح فی القبر کے متعلق ایک مختصر تمہید
- مبحث دوم: اعادہ روح کے متعلق مماتیوں کی کتب سے چند حوالہ جات
- مبحث سوم: اعادہ روح کے متعلق اھل سنت والجماعت کا صحیح منہج

مبحث اول:

عصر حاضر کے معتزلہ فرقہ مماتیہ قبر میں اعادہ روح کے منکر ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ عذاب قبر کی صحیح صورت کے قائل نہیں ہیں۔ اِسی لئے عامۃ الناس میں یہ غلط پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ "قبر میں اعادہ روح قرآن کے خلاف ہے" اور یہ بھی کہتے ہیں کہ "قرآن میں ہے کہ! ایک دفعہ جب روح جسم سے نکل جاتی ہے تو دوبارہ جسم میں واپس نہیں آتی۔

دراصل اعادہ روح کا انکار ایک اہم عقیدے کے انکار کو مستلزم ہے اور وہ ہے "عذاب قبر کا انکار" اور اِس بات میں کوئی شک ہی نہیں کہ مماتی حضرات اعادہ روح کا انکار اِسی لئے کرتے ہیں تاکہ جسد عنصری یعنی دنیوی جسم کیلئے قبر میں عذاب کو نہ ماننا پڑے، کیونکہ عذاب قبر کو تو تب مانا جاسکتا ہے جب آپ قبر میں میت کے اندر روح کو مان لیں۔ ظاہر ہے جسم کے اندر روح ہو تو انسان منکر نکیر کو قبر میں سوالات کا جواب دے سکتا ہے اِسی طرح قبر میں میت کو عذاب وثواب تب محسوس ہوتا ہے جب میت کے اندر روح موجود ہوں۔

اور یہ میں مماتی حضرات پہ افتراء نہیں کر رہا ہوں بلکہ انکی کتب موجود ہیں جس میں صاف لکھا ہوا ہے کہ عذاب وثواب زمینی قبر میں نہیں ہے۔ جسد عنصری کو عذاب وثواب نہیں ہوتا۔ اعادہ روح تا قیامت نہیں۔ بلکہ بعض مماتی حضرات اِس زمینی قبر کو شرعی قبر ہی نہیں مانتے۔

مبحث دوم:

آئیں انکے گھر سے چند تصریحات ملاحظہ فرمائیں۔

فرقہ مماتیہ کے مشہور عالم مولانا حسین نیلوی صاحب لکھتے ہیں:

اِس جسد عنصری میں بعد از دفن دوبارہ روح کا آنا اور میت کا قبر میں زندہ ہو جانا یہ کوئی مسئلہ نہیں۔

(نداء حق، ص،225،ج1)

حالانکہ یہ تو حدیث سے ثابت ہے کہ ہر مردے سے تین سوالات کئے جاتے ہیں۔

(1) تیرا رب کون ہے؟

(2) تیرا نبی کون ہے؟

(3) تیرا دین کیا ہے؟

ظاہر ہے اِن سوالات کا جواب وہ میت دے سکتا ہے جس میں روح یعنی زندگی کے آثار موجود ہوں جبکہ علامہ نیلوی صاحب لکھتے ہیں کہ میت کا قبر میں زندہ ہو جانا یہ کوئی مسئلہ نہیں۔

اِسی طرح عقیدۃ الامت کے مصنف جناب شہاب الدین صاحب لکھتے ہیں:

قبر وہ ہے جہاں روح کو عذاب وثواب ہوتا ہے وہی شرعی قبر ہے اور وہی روح کا ٹھکانہ ہے۔

(عقیدۃ الامت، ص،31)

دیکھئے: جناب نے صراحتاً اِس زمینی قبر کو شرعی قبر ماننے سے انکار کر دیا۔ ہمیں حیرانگی ہوتی ہے کہ آخر یہ لوگ اِس غیر شرعی زمینی قبر میں اپنے مردوں کو کیوں دفن کرتے ہیں؟ بلکہ ایک جگہ صاف دنیوی جسم یعنی جسد عنصری کیلئے اِس زمینی قبر میں عذابِ قبر کا انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اِس جسم عنصری کو عذاب نہیں ہوتا اور نہ ہی اِس قبر میں عذاب ہوتا ہے۔۔۔۔ عذاب وثواب روح کو ہوتا ہے جو اِس جسم میں نہیں ہوتی۔

(عقیدۃ الامت، ص525)

اور عقائد علماء اسلام کے مصنف لکھتے ہیں کہ عذاب وثواب والی یہ زمینی قبر نہیں۔

(عقائد علمائے اسلام، ص163)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

عذاب قبر کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تفصیلات بتائی ہیں ان میں سے کوئی امر بھی اِس قبر میں نہیں پایا جاتا۔

(عقائد علمائے اسلام، ص134)

مبحث سوم:

اعادہ روح کے متعلق تمام امت کے علمائے اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ جس مردہ انسان کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے۔۔۔اور جو مردہ قبر میں دفن نہ کیا جائے تو اِسکے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور ہر مردے سے تین سوالات کئے جاتے ہیں!

(1) تیرا رب کون ہے؟

(2) تیرا نبی کون ہے؟

(3) تیرا دین کیا ہے؟

تو قبر میں سوالات کے وقت مردہ انسان کی طرف روح کا اعادہ ہوتا ہے اور اِس اعادہ کی حقیقت اور کیفیت صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ انسانوں سے قبر کی یہ کاروائی مستور رکھی جاتی ہے۔ اِسی لئے قبر کی کاروائی کو برزخ کی کاروائی بھی کہتے ہیں۔ یہ اعادہ روح قرآن کریم سے اشارتاً اور احادیث سے صراحتاً ثابت ہے۔

یاد رہے ہم دلائل اعادہ روح کے متعلق پیش کرینگے کیونکہ یہ مستلزم ہے اثبات عذابِ قبر کو جیسے اعادہ روح کا انکار مستلزم تھا انکار عذاب قبر کو۔ بالکل اِسی طرح اسکی اثبات بھی عذاب قبر کے اثبات کو مستلزم ہے۔

آتے ہیں دلائل کی طرف:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث میں جو کہ ابوداؤد طیالسی، مشکوۃ شریف، تفسیر ابن کثیر، ابن ابی شیبہ، ابوداؤد سجستانی، تفسیر ابن جریر، مسند احمد اور مستدرک حاکم میں مروی ہے۔ ابوداؤد شریف کے الفاظ یہ ہیں (وتعاد روحه فی جسده) اور ابوداؤد طیالسی کے الفاظ یہ ہیں (فیرد الی الارض تعاد روحه فی جسده) اعادہ روح کی اِس حدیث کو محدثین کے جم غفیر نے صحیح اور متواتر قرار دیا ہے۔ مثلاً امام حاکم علامہ ذہبی، حافظ ابن حجر عسقلانی، حافظ نور الدین الھیثمی، امام بیہقی، ابن تیمیہ، ابن قیم۔ امام قرطبی

اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہم اللہ نے اِس حدیث کی تصحیح اور توثیق کی ہے۔ اور علماء اسلام نے اِس حدیث کو عذاب قبر کے سلسلے میں اہل سنت کا مستدل قرار دیا ہے چنانچہ امام الائمہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(وَاِعَادَۃُ الرُّوحِ اِلَی العَبدِفِی قَبرِہٖ حَق) یعنی قبر میں بندے کی طرف اعادہ روح حق ہے۔

(الفقہ الاکبر مع شرح ملا علی قاری، ص100)

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

قال الشیخ الاسلام (الاحادیث الصحیحة متواترة علی اعادة روح الی البدن وقت السوال)

یعنی شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ احادیث صحیحہ متواترہ دلالت کرتی ہے کہ نکیرین کے سوالات کے وقت بدن کی طرف روح کا اعادہ ہوتا ہے۔

(کتاب الروح، ص27)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

(وخالفهم الجمهور فقالوا تعاد الروح الی الجسد او بعضه کما ثبت فی الحدیث)

ترجمہ (بعض لوگ کہتے ہیں کہ قبر کا سوال صرف روح سے ہوگا اور بعض کہتے ہیں صرف جسد سے ہوگا لیکن) جمہور علماء اسلام نے ان دونوں کی مخالفت کی ہے اور فرمایا ہے کہ کلُ یا بعض جسد کی طرف اعادہ روح ہوتا ہے جس طرح کہ حدیث سے ثابت ہے۔

(فتح الباری، ص301)

اسی طرح علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں؛

ان حدیث ابن عمر علی ان مخاطبة اهل القلیب کانت وقت المسألة و وقتها وقت اعادة الروح الي الجسد یعنی حضرت ابن عمرؓ کی حدیث قلیب بدر اِس بات پر محمول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل قلیب سے کلام کرنا قبر کے سوال کے وقت تھا اور اِسی وقت جسد کی طرف اعادہ روح ہوتا ہے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ص،293،ج8)

اور ایک مقام پر لکھتے ہیں:

لان دعوی اعادۃ الروح الی الجسد قبل الدفن یحتاج الی دلیل

ترجمہ: قبر میں تو اعادہ روح قطعی اور یقینی ہے۔ لیکن دفن سے پہلے اعادہ روح دلیل کا محتاج ہے۔

(عمدۃ القاری، ص125،ج8)

اِسی طرح امام المحدثین مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ لکھتے ہیں!

ثم السوال عندی یکون بالجسد مع الروح کما اشار الیه صاحب الهدایة فی الایمان

ترجمہ۔ پھر سوال قبر میرے نزدیک روح اور جسد کے مجموعہ سے ہوتا ہے۔ جس طرح کہ صاحب ہدایہ نے "کتاب ایمان" میں اِس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(فیض الباری، ص185،ج1)

اِسی طرح شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتھم العالیہ لکھتے ہیں:

مذهب جمهور اهل السنة وانه تعاد الروح الی الجسد او الی بعضه عندالسوال او العذاب کما ثبت فی الحدیث

یعنی جمہور اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ سوال قبر اور عذاب قبر کے وقت روح کا کل یا بعض جسد کی طرف اعادہ ہوتا ہے۔

(تکملہ فتح الملهم،ص230)

سلطان المحدثین مُلا علی قاری اللہ لکھتے ہیں۔

واعلم ان اهل الحق اتفقوا علی ان لله تعالی یخلق فی المیت نوعِ حیاۃ فی القبر قدر ما یتألم او یتلذذ

یعنی جان لیں کہ تمام اہل حق نے اِس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قبر کے اندر میت

میں ایک خاص قسم کی حیات پیدا فرما دیتے ہیں۔ اتنی کہ وہ رنج وراحت کو محسوس کرے۔

(شرح فقہ اکبر ص101)

ظاہر ہے رنج وراحت میت تب محسوس کر سکتا ہے جب اُس کے اندر روح موجود ہو۔ روح نہ ہو تو کچھ بھی محسوس نہ ہو گا۔

اِسی طرح تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''وکذا انعقد الاجماع علی عذاب القبر علی الروح والجسد جمیعا''

یعنی اِسی طرح اجماع منعقد ہوا ہے کے عذاب قبر روح اور جسد دونوں پر ہوتا ہے۔

(تفسیر مظہری، ص77، ج9)

دلائل کا اجمالی جائزہ

یاد رہے کہ مماتی اور کیپٹن عثمانی کے چیلے یہ کہتے ہیں کہ قبر میں اعادہ روح قرآن کے خلاف ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ قرآن میں ہے کہ: ایک دفعہ جب روح جسم سے نکل جاتی ہے تو وہ دوبارہ جسم میں واپس نہیں آتی۔ حالانکہ ایسی باتیں قرآن میں بالکل نہیں ہیں۔ اور جو آیات استدلال میں پیش کرتے ہیں اُن کا خلاصہ یہ ہے کہ جب آدمی ایک دفعہ عالم دنیا سے رخصت ہو جائے تو دوبارہ اِس دنیا میں واپس نہیں آتا۔ سنتُ اللہ اور قانون خداوندی یہی ہے۔ البتہ خرق عادت کے طور پر کئی مردے مر کر بھی عالم دنیا میں واپس آئے ہیں۔ بہر حال سنۃ اللہ وہی ہے کہ مُردے دوبارہ دنیا میں واپس نہیں آتے۔

الغرض قانون یہ ہے کہ اعادہ انسان الی الدنیا ممنوع ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ روح جسم میں ایسے طریقے سے واپس آئے کہ آدمی دُنیا والی پہلی حالت پر واپس آجائے لیکن قبر میں اعادہ روح ایسے طریقے سے ہوتا ہے کہ مُردہ انسان وہی عالم قبر وبرزخ میں رہے گا، دُنیا والی پہلی حالت پر واپس نہیں آئے گا۔ بلکہ اعادہ روح کے باوجود مردہ انسان نہ دُنیا میں واپس آئیگا اور نہ ہی دُنیا والی پہلی حالت پر واپس آئے گا۔ اور ایسا اعادہ روح کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ اور یہی جمہور علمائے اسلام کا عقیدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح عقیدے پہ جینے اور مرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔

مفتی رب نواز حفظہ اللہ، مدیر اعلیٰ مجلہ "الفتحیہ" احمد پور شرقیہ

عقیدہ حیات الانبیاء کے اثبات میں

سہ ماہی "قافلہ حق" سرگودھا میں شائع کردہ فتوے

علمائے دیوبند کا متفقہ عقیدہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پہ درود پڑھا جائے تو اسے آپ سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔ اس عنوان پہ لکھی گئی کتابوں میں علمائے دیوبند کے فتاوی جات منقول ہیں اور عام کتب کے اقتباسات بھی بلکہ سوانحی خاکوں میں بھی یہ عقیدہ درج ہے۔ کسی دَور میں حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کی زیر ادارت سہ ماہی رسالہ "قافلہ حق" اُن کے مرکز ۸۷ جنوبی سرگودھا سے شائع ہوا کرتا تھا۔ اس کے آخری صفحہ اندرون سرورق پہ ہر بار کسی دیوبندی عالم کا فتوی شامل ہوتا۔ عموماً بزرگ کے اپنے قلمی الفاظ کا عکس دیا جاتا تھا۔ اس دَور میں میں بھی "قافلہ حق" کا قاری اور مضمون نگار تھا۔ "قافلہ حق" رسالے کا پورا ریکارڈ میرے پاس نہیں، البتہ کچھ شمارے موجود ہیں۔ ان شماروں سے عقیدۃ حیات الانبیاء کے اثبات میں علمائے دیوبند کے فتاوی یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔ میری معلومات کے مطابق ان فتاوی کو پہلے کسی نے یکجا جمع نہیں کیا۔ اس لئے مناسب ہے کہ افادۂ عام کے لئے انہیں ایک جگہ اکٹھا کر دیا جائے۔ وباللہ التوفیق۔

عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کا اثبات تو ان سب فتاوی میں ہے اور اکثر میں اس عقیدے کے منکر کا حکم بھی درج ہے۔ فتوی سے پہلے مفتی کا مختصراً تعارف بھی "قافلہ حق" کے ادارہ سے کرایا گیا۔ بندہ پہلے تعارف نقل کرے گا، پھر فتوی ان شاء اللہ۔

حضرت مولانا علاء الدین صاحب کا فتوی

حضرت کا تعارف یوں لکھا ہوا ہے:

> "عالم با عمل، نمونہ اسلاف، فضیلۃ الشیخ حضرت اقدس مولانا علاء الدین صاحب دامت برکاتہم العالیہ تلمیذ رشید شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ، فاضل دار العلوم دیوبند (۱۹۳۸ء)، مدیر اعلیٰ / شیخ الحدیث دار العلوم نعمانیہ صالحیہ ڈیرہ اسماعیل خاں پاکستان۔"

اس تعارف کے بعد حضرت کا درج ذیل فتویٰ منقول ہے:

”میرا اور میرے اکابر حضرات علماء اہلِ سنت والجماعت دیوبند کثر اللہ جماعیہم کا متفقہ اور اجماعی عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اپنے روضہ اقدس میں روح مبارک کے تعلق کے ساتھ زندہ ہیں۔ اور قبر مبارک پر پڑھنے جانے والے درود و سلام کو علی الدوام بغیر کسی واسطہ کے سنتے ہیں اور جواب مرحمت فرماتے ہیں۔ اور دُور سے پڑھا جانے والا دروود و سلام بذریعہ ملائکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا جاتا ہے۔ اس حیات کو حیات دنیوی اور حیاتِ برزخی بھی کہا جاتا ہے۔ دُنیوی بایں معنٰی کہ روح مبارک کا تعلق دنیوی جسمِ اطہر کے ساتھ اور برزخی بایں معنٰی کہ عالَمِ برزخ (قبر) میں یہ حیات ہے۔ جو شخص اس عقیدہ کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے، نہ تو وہ دیوبندی کہلانے کا مستحق ہے اور نہ ہی اہلِ سنت والجماعت کے ساتھ اس کا کوئی تعلق ہے بلکہ وہ بدعتی ہے، اس کی اقتداء میں نماز جائز نہیں ہے۔ نیز اہلِ محلہ پر لازم ہے کہ ایسے امام کو معزول کر کے اس کی جگہ صحیح العقیدہ امام مقرر کیا جائے۔ علاء الدین غفرلہ۔ مؤرخہ: ۱۵/ربیع الاول ۱۴۲۹ھ...... ۲۴/مارچ ۲۰۰۸ء۔“

(سہ ماہی قافلہ حق سرگودھا...... ربیع الثانی، جمادی الاول، جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ)

حضرت مولانا محمد یوسف خان پلندری کا فتویٰ

حضرت کا تعارف یوں درج ہے:

”نمونہ اسلاف، ولی کامل، استاذ العلماء، فاضل دار العلوم دیوبند حضرت اقدس مولانا محمد یوسف خان صاحب...... شیخ الحدیث جامعہ دار العلوم الاسلامیۃ تعلیم القرآن پلندری آزاد کشمیر۔“

اس تعارف کے بعد اُن کا فتویٰ درج کیا گیا:

”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں اپنی قبر مبارک میں بتعلق روح دنیوی جسدِ اطہر کے ساتھ زندہ ہیں اور قبر مبارک پر پڑھے جانے والے صلوٰۃ و سلام کی خود سماعت فرماتے ہیں اور دُور سے پڑھے جانے والے صلوٰۃ و سلام کو ملائکہ کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ یہ عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ کا اجماعی و اتفاقی عقیدہ ہے

اور جو شخص اس عقیدہ کو نہیں مانتا، وہ اہل السنۃ و الجماعۃ سے خارج، بدعتی اور گمراہ ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدہ پر قائم رکھے۔ آمین بحرمۃ النبی الامین۔ الاحقر محمد یوسف۔"

(سہ ماہی قافلہ حق سرگودھا......رجب المرجب، شعبان المعظم، رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ)

جامعۃ الرشید کراچی کے مفتیوں کا فتوی

فتوی سے پہلے تعارف درج ہے:

"پاکستان کی عظیم دینی یونیورسٹی جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی دار الافتاء والارشاد سے اُمت کے اجماعی عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں شائع ہونے والا فتوی۔"

فتوی کے الفاظ یہ ہیں:

"حضرات انبیاء علیہم السلام اور حضرات شہداء رحمہم اللہ کی برزخی حیات کے بارے میں جمہور اہل السنۃ والجماعۃ بشمول اکابر علماء دیوبند کثر اللہ سوادھم کا متفقہ مسلک یہ ہے کہ یہ حضرات قبروں میں جسد عنصری (دنیاوی) مدفون کے ساتھ حیات ہیں یعنی ان حضرات کی حیات برزخی محض اور خالص روحانی نہیں بلکہ دنیاوی حیات کی طرح جسمانی اور حقیقی حیات ہے۔ جو شخص اس عقیدے کا منکر ہے، وہ بدعتی ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، ایسے شخص کو قطعاً امام نہ بنایا جائے۔ اگر کسی مسجد میں ایسا شخص امامت کے منصب پر فائز ہے تو انتظامیہ پر لازم ہے کہ اسے معزول کرکے صحیح العقیدہ امام کا تقرر کرے اور عوام پر لازم ہے کہ وہ اس سلسلے میں انتظامیہ سے تعاون کریں۔ اللہ ہم سب کو عدل و اعتدال کی راہ اختیار کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔ دار الافتاء والارشاد کراچی۔ جمادی الاول ۱۴۲۸ھ۔ الجواب صحیح محمد عفا اللہ عنہ ......الجواب صحیح ابولبابہ شاہ منصور۔"

(سہ ماہی قافلہ حق سرگودھا......شوال، ذیقعدہ، ذی الحج ۱۴۲۹ھ)

یہاں درج ذیل "نوٹ" بھی ہے:

"نوٹ: مذکورہ بالا فتوی ایک تفصیلی فتویٰ (جو بارہ صفحات پر مشتمل ہے) سے تلخیص کیا

گیا ہے۔ تفصیلی فتویٰ دفتر ''قافلہ حق'' کے پتہ سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔''

حضرت مولانا ابو بکر غازی پوری رحمہ اللہ کا فتویٰ

فتویٰ سے پہلے تعارف کرایا گیا:

''عالمِ اسلام کے مایہ ناز محقق، مصنف، مفکر اسلام، حضرت مولانا ابو بکر غازی پوری صاحب......کا مسئلہ حیات انبیاء علیہم السلام کے متعلق فتویٰ۔''

فتویٰ یہ ہے:

''بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد دنیوی کے ساتھ زمینی قبر مبارک میں روح مبارک کے تعلق کے ساتھ زندہ ہونا اور جسد مبارک کا محفوظ ہونا اور قبر مبارک پر پڑھے جانے والے صلوٰۃ وسلام کا بغیر واسطہ کے علی الدوام سننا اور دُور سے پڑھے جانے والے صلوٰۃ وسلام کا ملائکہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنا اُمت مسلمہ اہل السنۃ والجماعۃ کا اجماعی عقیدہ ہے۔ اور جو شخص اس عقیدہ کا انکار کرتا ہے، وہ اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج، بدعتی اور گمراہ ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ محمد ابو بکر غازی پوری......۸/ جنوری ۲۰۰۷ء۔''

(سہ ماہی قافلہ حق سر گودھا......رجب، شعبان، رمضان المبارک ۱۴۲۸ء)

حضرت مولانا محمد شوکت قاسمی صاحب کا فتویٰ

''بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیعلق روح مبارک اپنے روضہ اقدس میں حیات ہیں اور اس طرح اہل سنت والجماعت کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اسے سنتے اور اس کا جواب بھی دیتے ہیں۔ یہ اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے۔ اس کا منکر اہل سنت سے خارج ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ کتبہ محمد شوکت قاسمی خادم تدریس الحدیث بجامعۃ القدسیات الاسلامیۃ بدیوبند سہارن پور یوپی، ۱۶/ شعبان ۱۴۰۳ھ۔''

(قافلہ حق سر گودھا......اپریل، مئی، جون ۲۰۱۱ء)

حضرت مولانا مفتی حمید اللہ جان صاحب کا فتویٰ

فتویٰ سے پہلے ادارہ کی طرف سے یہ عبارت درج ہے:

”یادگار اسلاف، ولی کامل، استاذ العلماء حضرت اقدس مولانا مفتی حمید اللہ جان صاحب ......، رئیس دار الافتاء والارشاد جامعہ اشرفیہ لاہور کا مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فتویٰ۔“

پھر فتویٰ منقول ہے:

”الجواب باسم الملک الوہاب۔ اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ اقدس میں حیات ہیں۔ الانبیاء احیاء فی قبورھم۔(رسائل ابن عابدین ۲/۲۰۲) ومما ھو مقرر عند المحققین انہ صلی اللہ علیہ وسلم حی یرزق ممتع بجمیع اللذات والعبادات غیر انہ حجب عن ابصار القاصرین عن شریف المقامات۔(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۷۴۶)اس طرح اہل سنت والجماعت کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اس کو سنتے ہیں اور اس کا جواب بھی دیتے ہیں۔عن ابی ھریرة (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا ابلغته۔ رواہ البیھقی فی شعب الایمان۔(مشکوۃ المصابیح ۱/۸۸)ینبغی لمن قصد زیارة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یکثر الصلوة علیہ فانہ یسمعھا وتبلیغ الیه۔ (حاشیة الطحطاوی صفحہ ۷۴۶)لہٰذا جو شخص مذکورہ عقائد کا منکر ہے، وہ مبتدع ہے۔ اور اس کے پیچھے فرض نماز یا تراویح پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔واما الفاسق فقد عدلوا کراھة تقدیمه نانه یھتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمة وقد وجب علیھم اہانته شرعا ولا یخفی انه اذا کان اعم من غیرہ لا تزول بالعلة فانه لایؤمن ان یصلی بھم بغیر طھارة فھو کالمبتدع تکرہ امامته

بكل حال بل فی شرح المنية على ان الكراهة تقديمه كراهة تحريم۔
(ردالمحتار:۱/۴۱۴) کتبہ فصیح الدین وزیرستانی دارالافتاء والارشاد لاہور۔ ذی قعدہ ۱۴۲۷ھ۔
الجواب صحیح حمید اللہ خان عفی عنہ۔"
(سہ ماہی قافلہ حق سرگودھا......ربیع الثانی، جمادی الاول، جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ)

حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب کا فتویٰ

فتویٰ سے پہلے بطور تعارف لکھا ہے:

"عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ولی کامل، شیخ طریقت حضرت اقدس صوفی محمد سرور زیدہ مجدہ کا فتویٰ۔"

پھر فتویٰ درج ہے:

"عقیدہ حیات النبی علیہ السلام۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں دنیوی جسد اطہر کے ساتھ بتعلق روح زندہ ہیں۔ اور قبر مبارک پر پڑھے جانے والے صلوٰۃ وسلام خود سماعت فرماتے ہیں۔ اور دُور سے پڑھے جانے والے صلوٰۃ وسلام کو فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ مندرجہ بالا عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ کا اجماعی واتفاقی عقیدہ ہے۔ اس کا منکر اہل السنۃ والجماعۃ (دیوبند) سے خارج، اور گمراہ ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔ میرے خلفاء میں جن کا مماتی ہونا ثابت ہے، وہ میرا خلیفہ نہیں ہے۔ گذشتہ دِنوں ایک مماتی خلیفہ نے تحریری توبہ لکھ دی اور ایک نے جھوٹ بولا کہ میں مماتی نہیں ہوں۔ جب مجھے بعض حضرات نے ان کے مماتی ہونے کے ٹھوس ثبوت پیش کئے تو میں نے ان کی خلافت وبیعت ختم کر دی ہے۔ (نام لینا مناسب نہیں ہے) محمد سرور، مدرس بتدریس البخاری جامعہ اشرفیہ لاہور۔ ۱۱،۱۱،۰۹۔"

(سہ ماہی قافلہ حق سرگودھا...... جنوری، فروری، مارچ ۲۰۱۰ء)

حضرت مولانا عبد الحفیظ مکی صاحب کا فتویٰ

تعارفی کلمات یوں درج ہیں:

”فضیلۃ الشیخ پیر طریقت مولانا عبد الحفیظ مکی......مکہ مکرمہ، خلیفہ مجاز شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کا حیات النبیؐ کے بارے میں فتویٰ۔“

اس کے بعد فتویٰ درج ہے:

”بسم اللہ الرحمن الرحیم، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد دنیوی کے ساتھ زمینی قبر مبارک میں روح مبارک کے تعلق کے ساتھ زندہ ہونا اور جسد مبارک کا محفوظ ہونا اور قبر مبارک پر پڑھے جانے والے صلوٰۃ وسلام کا بغیر واسطہ کے علی الدوام سننا اور دُور سے پڑھے جانے والے صلوٰۃ وسلام کا ملائکہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنا اُمت مسلمہ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے اور جو شخص اس عقیدہ کا انکار کرتا ہے، وہ اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج، بدعتی اور گمراہ ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ میرے علم کے مطابق انکارِ حیات کا فتنہ صرف پاکستان میں ہے اور اس کی طرف منسوب بعض افراد اپنے آپ کو ہمارے اکابر اہل السنۃ والجماعۃ علماء و اولیاء دیوبند کی طرف منسوب کرتے ہیں جو قطعاً جھوٹ، دجل وفریب ہے۔ ہمارے تمام اکابر کا اجماعی، متفقہ عقیدہ وہی ہے جو اُوپر مذکور ہے۔ وصلی اللہ علی سید الرسل و خاتم الانبیاء سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ واصحابہ وازواجہ واتباعہ اجمعین وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔ عبد الحفیظ المکی۔“

(سہ ماہی قافلہ حق سرگودھا...... شوال، ذی قعدہ، ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ)

حضرت مولانا عبد الستار تونسوی رحمہ اللہ کا فتویٰ

تعارفی کلمات یہ ہیں:

”عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مناظرِ اسلام، وکیل صحابہ، ولی کامل، استاذ العلماء حضرت مولانا عبد الستار تونسوی......کا فتویٰ۔“

فتویٰ یہ ہے:

”اہل السنۃ والجماعۃ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبورِ مبارکہ میں دنیوی ابدان کے ساتھ بتعلق روح زندہ ہیں۔ عند القبر پڑھے جانے والے صلوٰۃ وسلام کو خود

سنتے ہیں اور دُور سے پڑھے جانے والے صلوٰۃ وسلام کو فرشتے پہنچاتے ہیں۔ اس عقیدے کا منکر اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج، بدعتی اور معتزلی اور گمراہ ہے۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی، واجب الاعادہ ہے۔ محمد عبد الستار تونسوی عفا اللہ عنہ۔ ۱۲ جولائی ۲۰۰۹ء، حال مقیم جامعہ قاسمیہ رحمن پورہ لاہور۔''

(سہ ماہی قافلہ حق شوال سرگودھا......ذی قعدہ، ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ)

حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی دام ظلہ کا فتوی

فتوی سے پہلے ادارہ کی طرف سے یہ عبارت ہے:

''عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کا فتوی۔''

حضرت کا فتوی یہ ہے:

''عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام، بسم اللہ الرحمن الرحیم جو شخص سماع اور حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہو، اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر وہ شخص قرآن وحدیث سے سماع اور حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جتنی بات ثابت ہے، اس کا انکار کرتا ہے تو ایسا شخص ''اہل السنۃ والجماعۃ'' سے خارج ہے۔ ایسے شخص کو اپنے اختیار سے امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ حررہ محمد زبیر مدنی، دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی، ۸، ۷، ۱۴۳۰...... الجواب صحیح، جواب درست ہے۔ بندہ محمد تقی عثمانی فتوی: ۱۱۴۶/۴۲۔''

(سہ ماہی قافلہ حق سرگودھا......اکتوبر، نومبر، دسمبر ۲۰۱۰ء)

حضرت مولانا عبد الحق صاحب کا فتوی

ادارہ کی طرف سے تعارفی الفاظ ملاحظہ ہوں:

''یادگارِ اسلاف، ولی کامل، استاذ العلماء، فاضل دار العلوم دیوبند (۱۹۴۰ء، بمطابق ۱۳۶۱ھ) حضرت اقدس مولانا عبد الخالق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ظفروال ضلع نارووال کا مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فتوی۔''

فتویٰ یہ ہے:

”باسمہ سبحانہ و تعالی حامدا و مصلیا و مسلما۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں جمہور اُمت کا عقیدہ یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبور مقدسہ میں حیات ہیں اور ان کے مقدس ومطہر ابدان بعینہا محفوظ ہیں۔ اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مثل ہے۔ بجز اس کے کہ وہ احکام شرعیہ کے مکلف نہیں ہیں لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضۂ اقدس میں جو درود پڑھا جائے بلاواسطہ سنتے ہیں۔ اور یہی جمہور محدثین، متکلمین اور اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے اور خصوصاً اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں جو اہلِ انصاف اور اہلِ بصیرت کے لئے کافی وشافی ہیں، لہٰذا جس شخص کا عقیدہ جمہور امت کے عقیدہ کے خلاف ہو تو وہ اہل سنت والجماعت اور اکابر علماء دیوبند کے مسلک سے خارج ہے اور ایسے شخص کو اپنے اختیار سے امام مقرر کرنا درست نہیں ہے کیوں کہ ایسے عقیدہ کے حامل شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور ایسے عقیدہ کے حامل شخص پر لازم ہے کہ وہ اپنا عقیدہ جمہور امت کے عقیدے کے موافق کرے۔ اللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔ عبد الحق فاضل دیوبند ظفر وال ضلع نارووال، ۱۴/مارچ ۲۰۰۸ء ......۵/ربیع الاول ۱۴۲۹ھ۔“

(سہ ماہی قافلہ حق سرگودھا...... محرم، صفر، ربیع الاول ۱۴۳۰ھ)

مفتی رب نواز حفظہ اللہ، احمد پور شرقیہ

اِعادۂ روح صحیح حدیث سے ثابت ہے

(غیر مقلدین کے حوالہ جات)

مولانا ارشد کمال کی عبارت

مولانا ارشد کمال غیر مقلد نے حیاتِ قبر کے متعلق مسند احمد:۴/۲۸۸، رقم:۱۸۷۳۳" سے حدیث نقل کی۔ جس میں درج ذیل الفاظ بھی ہیں:

"فتعاد روحه فی جسده، پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے۔"

(المسند فی عذاب القبر صفحہ ۱۴۷، مکتبہ اسلامیہ، اشاعت: فروری/۲۰۰۹ء)

کمال صاحب نے مذکورہ حدیث نقل کرنے کے بعد لکھا:

"اس حدیث کے متعلق امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے، کیوں کہ منہال بن عمرو اور ابو عمر زاذان الکندی سے ان دونوں نے احتجاج پکڑا ہے، اور اس حدیث میں اہلِ سنت کے لئے بے شمار فوائد بھی موجود ہیں جب کہ اہلِ بدعت کے عقائد کے قلع قمع کے لئے بھی ثبوت موجود ہیں۔ اور بخاری و مسلم کی شرطوں پر اس کے دیگر شواہد بھی موجود ہیں جن کے ذریعے اس کی صحت پر دلیل لی جا سکتی ہے۔ (مستدرک: ۱/۳۰) امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث مشہور اور مستفیض ہے۔ حفاظ حدیث کی ایک جماعت نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ہمیں حدیث کا کوئی ایسا امام معلوم نہیں جس نے اس میں طعن کیا ہو، بلکہ اسے ائمہ حدیث اپنی اپنی کتب میں لائے ہیں اور اسے قبول کر کے عذاب و ثواب قبر، منکر و نکیر کے سوالات، روحوں کے قبض ہونے، اسے اللہ تعالیٰ کی طرف لے جائے جانے اور پھر قبر میں واپس لوٹانے کے سلسلے میں دین کی بنیادوں میں سے ایک بنیاد قرار دیا ہے۔ (کتاب الروح: ۶۵) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ (شعب الایمان: ۱/۶۱۲) ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: یہ عظیم حدیث صحیح سند والی

ہے۔ اسے ثقہ راویوں کی ایک جماعت نے اعمش سے روایت کیا ہے۔(عذاب قبر:۳۹)امام ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ سند متصل بھی ہے اور مشہور بھی ہے، اسے سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے ائمہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔(کتاب الایمان:۵۷)امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی بھی صحیح کے ہیں۔[مجمع الزوائد :۳/۵۰)امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وھوحدیث، له طرق کثیرة، یہ حدیث صحیح ہے، اس کے بے شمار طرق ہیں۔(التذکرة:۱۱۶)علامہ ابن ابی العز حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تمام اہلِ سنت اس حدیث کے قائل ہیں۔(شرح عقیدہ الطحاویة :۳۱۸)ان ائمہ محدثین کے علاوہ الشیخ البانی، الشیخ شعیب الارناؤط، الشیخ محمد عوامہ ، الشیخ عبد الرزاق المہدی، الشیخ حمزہ احمد الزین، اور دیگر محققین نے اس حدیث کو بالکل صحیح قرار دیا ہے۔ حافظ زبیر علی زئی...... فرماتے ہیں کہ اس حدیث پر بعض منکرین حدیث کا جرح کرنا یا اسے قرآن مجید کے خلاف قرار دے کر رَد کرنا مردود ہے۔"

(المسند فی عذاب القبر صفحہ ۱۴۹ تا ۱۵۱، مکتبہ اسلامیہ، اشاعت: فروری/۲۰۰۹ء)

کمال صاحب آگے لکھتے ہیں:

"جیسا کہ سطور بالا میں بیان ہو چکا ہے کہ حدیث براء بن عازب صحیح اور اپنے مفہوم میں بالکل صریح ہے، اسے اہلِ سنت کے قدیم و جدید تقریباً تمام علماء نے صحیح قرار دیا ہے سوائے علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کے، جن سے اس میں سہو ہوا جس کی بناء پر وہ اسے ضعیف سمجھ بیٹھے لیکن امام ابن قیم رحمۃ اللہ نے کتاب الروح میں ان کا خوب تعاقب کیا اور فرمایا کہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ موقف علم سے دُوری پر مبنی ہے اور اس حدیث کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں۔"

(المسند فی عذاب القبر صفحہ ۱۵۲، مکتبہ اسلامیہ، اشاعت: فروری/۲۰۰۹ء)

شیخ غلام مصطفی ظہیر کی تحریر

شیخ غلام مصطفی غیر مقلد "قبر میں روح کا لوٹنا" عنوان قائم کر کے لکھا:

”اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے کہ سوال وجواب کے وقت روح قبر میں لوٹ آتی ہے۔ اس کے بعد اپنے مقام پر چلی جاتی ہے۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان سائر الاحادیث الصحیحة المتواترة تدل علی عود الروح الی البدن۔ (قبر میں) روح بدن میں لوٹ آتی ہے، اس پر کئی متواتر صحیح احادیث دلالت کناں ہیں۔ (مجموع الفتاوی :۴۴۶/۵) سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثم تعاد فیه الروح ، پھر اس بدن میں روح لوٹا دی جاتی ہے۔ (مسند الامام احمد: ۲۸۷/۴ ، سنن ابی داود : ۴۷۵۳، ۴۷۵۴، وسنده صحیح) حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں: حاصل کلام یہ ہے کہ اہلِ سنت کا مذہب یہ ہے کہ عذاب قبر ثابت ہے، جیسا کہ ہم نے ذِکر کر دیا ہے، لیکن خوارج، اکثر معتزلہ اور بعض مرجیہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ اہل سنت کے نزدیک اسی جسم میں یا جسم کے کسی حصے میں روح لوٹائی جاتی ہے، پھر اسے عذاب دیا جاتا ہے۔ اس بارے میں ایک گروہ نے مخالفت کی ہے، ان کا کہنا ہے: عذاب کے لئے روح نہیں لوٹائی جاتی۔ ہمارے اصحاب نے جواب دیا کہ یہ بات فاسد ہے، کیوں کہ تکلیف اور احساس زندہ کو ہوتا ہے۔ ہمارے اصحاب کہتے ہیں: میت کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا یا درندے کا کھا جانا یا مچھلیوں کا لقمہ بن جانا عذابِ قبر کے لئے مانع نہیں ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ اسے محشر کے لئے جمع کر لے، اللہ اس پر قادر بھی ہے، اس طرح اس کے ایک جزیا زیادہ اجزا میں زندگی ڈال سکتا ہے، اگرچہ اسے درندے یا مچھلی نے نگل لیا ہو۔ اگر کوئی کہے کہ ہم میت کو قبر میں اسی حالت پر دیکھتے ہیں، تو اس سے سوال وجواب اسے بٹھایا جانا اور لوہے کے ہتھوڑوں سے مارا جانا، یہ سب کیسے ہوتا ہے؟ نیز اس کے جسم پر کوئی نشان بھی ظاہر نہیں ہوتا۔ تو جواب یہ ہے کہ یہ سب ناممکن نہیں ہے، بلکہ اس کی مثال ہماری دنیا کی زندگی میں بھی ہے کہ سویا ہوا شخص لذت، تکالیف محسوس کرتا ہے، لیکن (پاس بیٹھے) ہمیں اس کا کچھ احساس نہیں ہوتا۔ اسی طرح ایک بیدار آدمی کچھ سن کر یا کچھ سوچ کر لذت یا تکلیف محسوس کرتا ہے، لیکن پاس بیٹھے شخص کو اس کا احساس نہیں ہوتا۔ اسی طرح جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کے پاس آتے تھے، وحی کی خبر دیتے تھے، لیکن پاس حاضر صحابہ کو اس کا علم تک نہ ہوتا تھا، یہ تمام باتیں بالکل واضح ہیں۔" (شرح النووی :۲۰۱/۱۷)......آخرت کی زندگی کی کیفیت اللہ ہی جانتا ہے۔ اس کے بارے میں شریعت نے جو خبر دی ہے، اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ برزخی زندگی میں روح اور جسم کا ایک تعلق ہوتا ہے، جس بنا پر دونوں پر جزا و سزا کا اثر ہوتا ہے۔"

(موت، برزخ اور قبر میں اعادۂ روح صفحہ ۱۳، ۱۴)

صحیفہ اہلِ حدیث کے مندرجات

صحیفہ میں ایک مضمون "اثباتِ اعادہ روح" قسط وار شائع ہوا۔ یہ مضمون شیخ عاصم بن عبد اللہ آل معمر القریوتی کا ہے، اس کا ترجمہ ارشد حسن ثاقب نے کیا ہے۔ اس مضمون کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"ہم گزشتہ صفحات میں یہ بھی ثابت کر چکے ہیں کہ اِعادہ روح کا عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے اور کوئی دوسرے مسلک کا آدمی ان سے اس عقیدہ میں متفق ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ اعتقاد ہی سرے سے غلط ہے۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی یکم و۱۶/ ذوالحجہ /۱۴۰۱ھ صفحہ ۲۹)

"اثبات اعادۂ روح"، مضمون میں لکھا ہے:

"اہل سنت والجماعت نکیرین کے سوال وجواب کے وقت جسد میت میں دوبارہ روح ڈالنے کے عقیدے پر مکمل یقین رکھتے ہیں اور یہ اس اِعادۂ روح سے اس کو جو برزخی حیات ملتی ہے (جو اس دنیا سے یکسر مختلف اور ہمارے اِدراک سے بالا ہے) اس پر ان کا ایمان ہے اور یہ عقیدہ قرآن سے کسی بھی صورت متعارض یا متصادم نہیں ہے۔ ہم ڈاکٹر صاحب اور ان کے اتباع سے ہمدردانہ گذارش کرتے ہیں کہ وہ اس مسئلہ پر نظر ثانی کر کے حق مان لیں اور کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت شدہ مسائل میں اختلاف کر کے اپنی آخرت اور وحدتِ امت کے لیے نقصان کا سامان نہ کریں۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی یکم و۱۶/ ذوالحجہ /۱۴۰۱ھ صفحہ ۲۹)

اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد جسم میں روح کا لوٹایا جانا کتاب و سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔لہذا جو اِس کا انکاری ہے وہ کتاب و سنت اور اجماع کا انکاری ہو گا۔ دوسری بات یہ بھی ثابت ہوئی جب مرنے کے بعد جسم میں اعادہ روح ہوتا ہے تو یقیناً قبر والوں کو ایک زندگی حاصل ہے۔اور وہ زندگی بھی روح مع الجسد ہوئی۔

مولانا محب شاہ راشدی کا اقتباس

مولانا محب شاہ راشدی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”قبر میں سوال و جواب کے لئے روح کے اعادہ کا عقیدہ صحیح حدیث جو صحیح مسلم و امام احمد کے مسند وغیرہ میں صحیح سندوں سے ثابت ہے، لہٰذا یہ عقیدہ شرک کیسا؟اور یہ عقیدہ قرآن کریم کی کسی آیت کے خلاف نہیں ... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جمہور سلف صالحین کا یہی عقیدہ ہے اس سے انکار یا تو معتزلہ نے کیا ہے یا آج کل کے کچھ ملحد یا مدعی اجتہاد۔اللہ تعالیٰ گمراہی سے پناہ میں رکھے۔آمین“

(مقالاتِ راشدیہ:۱/۴۱۳)

شیخ زبیر علی زئی کا عقیدہ

شیخ زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”صحیح حدیث میں آیا ہے کہ فَيُعَادُ رُوْحُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ پھر اس(میت) کے جسم میں روح لوٹائی جاتی ہے۔مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۳۸۱“

(علمی مقالات ۲/۳۸)

شیخ ابو یحیٰ نور پوری کا اعتراف

شیخ ابو یحیٰ نور پوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

”قبر کے عذاب اور اس کی نعمتوں کے بارے میں سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی مشہور طویل حدیث (سنن ابی داود :۴۷۵۳، المستدرک للحاکم :۱/۹۵، وسندہ حسن)میں ہے کہ (قبر میں سوال وجواب کے وقت ہر) مردے کی روح اس کے

جسم لوٹائی جائے گی۔“

(روح کی واپسی اور مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۸)

اعادہ روح والی حدیث کی سند پر اعتراضات کا جائزہ

کچھ لوگوں نے اعادۂ روح والی حدیث کی سند پر اعتراض کرتے ہوئے اس کے دو راویوں: منہال بن عمرو اور ابو عمر زاذان الکندی الکوفی پر جرح کی ہے۔ ذیل میں اس جرح کا جواب ملاحظہ ہو۔

منہال بن عمرو کی تعدیل

مولانا ارشد کمال غیر مقلد لکھتے ہیں:

”بعض لوگ اس روایت کو منہال بن عمرو اور زاذان رحمۃ اللہ علیہما پر جرح کرتے ہوئے اسے ضعیف قرار دیتے ہیں، لہٰذا مناسب ہے کہ ان سطور میں ان مذکورہ راویوں پر ہونے والی جرح کا جائزہ پیش کیا جائے۔ منہال بن عمرو الاسدی الکوفی رحمۃ اللہ علیہ: آپ کا تعلق تابعین کی جماعت سے ہے۔ صحیح بخاری اور سنن اربعہ کے راوی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح کی کتاب ”احادیث الانبیاء ، البیوع ، الذبائح والصید اور کتاب التعبیر “میں آپ سے روایات لی ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی روایت کو حسن صحیح جب کہ امام ذہبی، حاکم اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے آپ کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ امام یحی بن معین، العجلی، ابن شاہین اور نسائی رحمۃ اللہ علیہم نے آپ ثقہ قرار دیا ہے۔[سنن ترمذی، رقم:۲۰۶، مستدرک حاکم:۱/۴۰، عذاب قبر، رقم:۲۸، الجرح والتعدیل : ۸/۳۵۷، تہذیب التہذیب:۱۰/۲۸۴، ۲۸۵،تہذیب الکمال : ۷/۲۳۹، میزان الاعتدال:۴/۱۹۲] جب کہ امام دار قطنی اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہما نے صدوق کہا ہے۔ امام ابن حبان، ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہما وغیرہ نے اپنی اپنی صحیح میں آپ سے روایات اَخذ کی ہیں۔[صحیح ابن حبان، رقم:۲۹۶۷، صحیح ابن خزیمۃ ، رقم:۲۸۳۰]معلوم ہوا کہ منہال بن عمرو ثقہ وصدوق راوی ہیں، اس لئے آپ کی روایات صحیح یا کم اَز کم حسن لذاتہ ضرور ہیں۔ آپ پر سب سے بڑا الزام وہ ہے جسے امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں (شعبہ)

منہال بن عمرو کے گھر کے پاس آیا تو وہاں سے میں نے باجے (ساز) کی آواز سنی تو میں واپس چلا گیا او راس سے پوچھا تک نہیں۔[الضعفاء للعقیلی : ۲۳۷/۴،تہذیب الکمال : ۲۳۹/۷ تہذیب التہذیب: ۲۸۵/۱۰] جہاں تک اس جرح کا تک تعلق ہے تو یہ جرح صحیح نہیں۔کیوں کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اس جرح کے متعلق فرماتے ہیں......اس قسم کی جرح سے راوی پر طعن ثابت نہیں کر سکتی۔[میزان الاعتدال: ۱۹۲/۴] حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ یہ اعتراض درست ہے، تاہم یقین کر لیجئے کہ اس سے منہال پر جرح ثابت نہیں کی جاسکتی۔[ھدی الساری مقدمہ فتح الباری ،ص:۶۲۸] دوسری بات یہ کہ وہب بن جریر کو شعبہ نے جب یہ بیان کیا تو انہوں نے فوراً کہا: فھلا سالئتہ ؟عسی کان لا یعلم۔ آپ نے منہال سے پوچھا کیوں نہیں؟ ممکن ہے کہ انہیں اس کا علم ہی نہ ہو۔ [تہذیب التہذیب :۲۶۵/۱۰، الضعفاء للعقیلی : ۲۳۷/۴، تہذیب الکمال :۲۳۹/۷]یعنی ہو سکتا ہے کہ منہال گھر پر نہ ہو جس کی بنا پر اسے اس کا علم ہی نہ ہو سکا۔حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس الزام کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں......منہال پر یہ الزام درست نہیں اس وجہ سے ان پر جرح کرنا سراسر زیادتی ہے اور یقین کر لو کہ منہال بن عمرو کو ابن معین اور عجلی وغیرہ نے ثقہ کہا ہے۔[تہذیب التہذیب: ۲۸۵/۱۰] اس کے علاوہ باقی جو چھوٹی موٹی غیر حقیقی جرحیں آپ کی طرف منسوب ہیں ان کے مردود اور باطل ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ حجۃ الاسلام ، آیۃ من آیات اللہ، امام الدنیا فی فقہ الحدیث، امیر المؤمنین فی الحدیث محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق تالیف"الجامع الصحیح"المعروف صحیح البخاری میں آپ سے کئی روایات لی ہیں۔ اگر آپ کے متعلق اس قسم کی باتیں جو بیان کی جاتی ہے، وہ سب درست ہوتیں تو کبھی بھی امام موصوف آپ کی مرویات کو اپنی صحیح میں جگہ نہ دیتے۔لہذا حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: تکلم فیہ بلاحجۃ کہ منہال پر دلیل کے بغیر جرح کی گئی ہے۔[ھدی الساری ،ص:۶۵۳] دکتور بشار عواد رقم طراز ہیں: بلکہ آپ ثقہ ہیں بلاشبہ ائمہ کرام مثلاً ابن معین، نسائی اور عجلی وغیرہ نے

آپ کو ثقہ کہا ہے، ابن حبان نے کتاب الثقات میں آپ کا ذِکر کیا ہے اور آپ کے متعلق حقیقی جرح بالکل ثابت نہیں۔[تحریر تقریب التہذیب:۴۲۱/۳]مزید فرماتے ہیں: جرح کے متعلق بعض چیزیں جو آپ کی طرف منسوب ہیں وہ کمزور راوی کی وجہ سے درست نہیں۔"

(المسند فی عذاب القبر صفحہ ۱۵۴، ۱۵۳، مکتبہ اسلامیہ، اشاعت: فروری/ ۲۰۰۹ء)

شیخ زبیر علی زئی غیر مقلد نے منہال کی بابت محدثین سے توثیق نقل کرنے کے بعد لکھا:

"اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ جمہور محدثین کے نزدیک منہال ثقہ وصدوق تھے، لہٰذا ان کی یہ روایت صحیح یاحسن لذاته ہے۔ ان کی بیان کردہ حدیث کی تائید والی روایتیں بھی ہیں مثلاً: سنن ابن ماجہ (كتاب الزهد باب ذِكر الموت والاستعداد له(ح: ۴۲۶۲)والی حدیث"ثم تصير الى القبر "یعنی پھر قبر میں روح چلی جاتی ہے۔ اس کی سند بالکل صحیح ہے:[" حدثنا ابو بكر بن ابن ابى شيبيه حدثنا شبابة عن ابن ذئب عن محمد بن عمرو بن عطاء عن سعيد بن يسار عن ابى هريرة" الخ]اس سند میں نہ زاذان ہیں اور نہ منہال بن عمرو، اسے البوصيرى (زوائد) المنذرى (الترغيب والترهيب ۳۷۰/۴) اور ابن القیم (الروح) نے صحیح کہا ہے۔ تعدیلِ زاذان میں......متابعت والی دو روایتیں گزر چکی ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے میرے بھائی محترم مولانا ابو جابر عبد اللہ دامانوی کی کتاب"الدين الخالص "حصہ اول پڑھ لیں۔"

(توضیح الاحکام: ۵۶۰/۱)

ابو عمر زاذان الکندی الکوفی کی تعدیل

مولانا ارشد کمال غیر مقلد لکھتے ہیں:

"آپ بھی ثقہ تابعین میں سے ہیں۔ بہت سے صحابہ کرام سے حدیث کا سماع کیا۔ صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں۔ امام ابن حبان اور ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہا نے بھی اپنی صحیح میں آپ کی مرویات کو جگہ دی ہے۔ امام یحی بن معین، عجلی، ابن شاہین، ابن سعد، منذری اور خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہم نے آپ کو ثقہ، جب کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ثقہ وصادق کہا

ہے۔[تہذیب التہذیب :۲۶۹/۳،سیر اعلام النبلاء :۲۸۰/۴]امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نےلیس به بأسا اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے صدوق کہا ہے۔[التقریب، ص: ۱۰۵] ابن عدی آپ کی مرویات کے متعلق لا بأس بھا فرماتے ہیں ۔ [الکامل : ۹۱۰۱/۳]امام ترمذی، بیہقی، قرطبی، حاکم، ذہبی، ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ آپ کی مرویات پر حسن یا صحیح کا حکم لگاتے ہیں۔[ترمذی:رقم:۱۸۶۷، شعب الایمان:۶۱۲/۱، مستدرک:۳۰/۱، نیز دیکھیں التذکرۃ اور کتاب الروح]معلوم ہوا کہ حضرات محدثین کی ایک جماعت نے آپ کو ثقہ اور آپ کی مرویات کو حسن یا صحیح قرار دیا ہے۔ جرح کے متعلق آپ پر سب سے بڑا الزام شیعیت کا ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صدوق، یرسل وفیہ شیعة یعنی آپ سچے انسان ہیں، مرسل روایت بھی بیان کرتے ہیں اور آپ میں شیعیت بھی ہے۔[تقریب:۱۰۵]یاد رہے کہ مرسل روایات بیان کرنا کوئی جرم نہیں۔ کئی ثقہ راویوں نے مرسل روایات بیان کی ہیں بلکہ امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ کی ایک باقاعدہ کتاب "المراسیل" کے نام سے معروف ہے۔ اور جہاں تک شیعیت والی بات کا تعلق ہے تو متقدمین میں اس لفظ کا اطلاق اس شخص پر کیا جاتا تھا جو تفضیل علی رضی اللہ عنه علی الصحابة[سیدنا علی کو دیگر صحابہ کرام پر برتری دینا اور افضل سمجھنا]کا قائل ہوتا...... اس کے علاوہ زاذان کے متعلق امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول: یخطئ کثیرا(وہ بہت زیادہ غلطیاں کرتا تھا)بہت بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ اگر امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واقعی زاذان بہت زیادہ غلطیاں کرنے والا تھا تو پھر اسے کتاب الثقات میں کیوں ذِکر کیا؟ ظاہر ہے کہ جو شخص بہت زیادہ غلطیاں کرنے والا ہو وہ ثقہ تو نہیں ہو سکتا اور جو ثقہ نہیں اسے کتاب الثقات میں ذِکر کرنا چہ معنی دارد؟ معلوم ہوا کہ امام ابن حبان کا زاذان کو یخطئُ کثیرا کہنا اور پھر انہیں کتاب الثقات میں ذِکر کرنا دونوں متناقض ہیں اور اہلِ علم جانتے ہیں کہ امام موصوف کے اگر دو اقوال میں تعارض اور تناقض واقع

ہو جائے تو دونوں ساقط ہو جاتے ہیں۔ مختصر یہ کہ زاذان ثقہ وصدوق اور صحیح الحدیث ہیں، آپ پر ہر قسم کی جرح بے بنیاد اور من گھڑت ہونے کی بنا پر مردود ہے۔ علامہ ناصر الدین الالبانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے متعلق [سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة :۲/ ۳۳۳] لکھتے ہیں: زاذان کو کبار ائمہ کی اس اکثریت نے ثقہ قرار دیا ہے کہ جن پر جرح و تعدیل کے باب میں اعتماد کیا جاتا ہے اور ان ائمہ فحول میں سے تجھے صرف امام یحی بن معین ہی کافی ہیں جنہوں نے آپ کے متعلق فرمایا کہ زاذان ایسے ثقہ ہیں جن جیسے ثقہ لوگوں کے بارے میں سوال ہی نہیں کیا جاسکتا۔ امام ابن سعد، ابن عدی، عجلی اور خطیب بغدادی جیسے محدثین نے بھی آپ کو ثقہ قرار دیا ہے۔ ایسے ہی امام ابن حبان نے بھی ثقہ کہا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے یخطی کثیرا (بہت زیادہ غلطیاں کرنے والے تھے) بھی کہا ہے۔ میں (البانی) کہتا ہوں کہ ان کی یہ بات منفرد اور ان کے اپنے ہی قول کے خلاف ہے کیوں کہ اگر وہ بہت زیادہ غلطیاں کرنے والے تھے تو ثقہ کیسے ہو سکتے ہیں؟ اور شاید ابن حبان کے اس قول پر اعتماد کرتے ہوئے ابو احمد الحاکم نے بھی کہہ دیا کہ وہ محدثین کے نزدیک پختہ نہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ ان دو کے سوا کسی اور نے بھی ان پر کلام کیا اور یہ کلام بھی مردود ہے کیوں کہ اس دعوی کی کوئی دلیل ہی موجود نہیں بلکہ اس کے برخلاف بہت سے محدثین نے آپ کی توثیق بیان کی ہے اور مزید برآں امام مسلم نے ان سے روایت کیا ہے اور علامہ ذہبی نے ان کے ترجمے کے شروع میں اس بات کا اشارہ کیا ہے کہ ان کی حدیث صحیح ہے اور حافظ ابن حجر نے تقریب میں انہیں صدوق کہا ہے۔"

(المسند فی عذاب القبر صفحہ ۱۵۵تا۱۵۹، مکتبہ اسلامیہ، اشاعت: فروری/ ۲۰۰۹ء)

شیخ زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"خلاصہ یہ ہے کہ زاذان پر منکرینِ عذاب القبر کی نقل کردہ تمام جرحیں باطل و مردود ہیں اور زاذان ابو عمر ثقہ و صحیح الحدیث تھے۔ والحمد للہ۔ المستدرک للحاکم (۱/ ۳۹) میں مختصر روایت میں ابو اسحاق السبیعی نے زاذان کی متابعت کر رکھی ہے، براء بن

عازت رضی اللہ عنہ سے اسے عدی بن ثابت بھی بیان کرتے ہیں۔(کتاب الروح ص٦٦)
اس کا راوی عیسی بن المسیب جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔ خلاصۃ التحقیق: زاذان ابو عمر رحمہ اللہ ثقہ و صحیح الحدیث اور اُن پر ڈاکٹر مسعود عثمانی وغیرہ کی جرح مردود ہے۔ والحمدللہ۔"

(توضیح الاحکام :۵۵۶/۱)

صحیفہ اہلِ حدیث کے مضمون "اثبات اعادہ روح" میں لکھا:

"(۱) ابن معین کہتے ہیں:(ثقة لايسئل عنه) تہذیب صفحہ ۳۳ جلد ۳ (۲) ابن عدی کہتے ہیں (احادیثه لاباس بها اذا روى عنه ثقة) تہذیب صفحہ ۳۳ جلد ۳۔(۳) ابن سعد فرماتے ہیں (ثقة كثير الحديث)(۴) خطیب فرماتے ہیں (كان ثقة)(۵) عجلی رقم طراز ہیں (كوفی تابعی ثقة)...."

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی یکم و ۱۶/ ذوالحجہ / ۱۴۰۱ھ صفحہ ۲۹)

اعادۂ روح کا عقیدہ قرآن کے خلاف نہیں

مولانا ارشد کمال غیر مقلد لکھتے ہیں:

"قبر میں اعادہ روح کے منکرین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس بات کو بیان فرما دیا ہے کہ "مرنے والے کی یہ روح قیامت سے قبل اس دنیاوی جسم میں نہیں لوٹائی جائے گی۔ جواب: قبر میں بوقت سوال جسم میں روح لوٹائے جانے کی نفی قرآن مجید میں کہیں بھی نہیں ہے۔ لہذا جن احادیث میں عود روح کا ذِکر ہے، انہیں خلافِ قرآن نہیں کہا جا سکتا۔ اعادہ روح کے منکرین کا یہ اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا جھوٹ ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ "مرنے والے کے روح قیامت سے قبل اس دنیاوی جسم میں نہیں لوٹائی جائے گی۔"

(المسندفی عذاب القبر صفحہ ۸۵ مکتبہ اسلامیہ، اشاعت: فروری/ ۲۰۰۹ء)

دنیا میں دوبارہ زندہ ہونے والے لوگوں کے متعلق کتاب

غیر مقلدین میں "امام اہلِ حدیث" کہلائے جانے والے مصنف علامہ وحید الزمان غیر مقلد تو یہ بھی

تسلیم کرتے ہیں کہ اس دنیا میں یعنی قبر سے باہر بھی کئی لوگ زندہ ہوئے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

”یہ قاعدہ کہ مر کر پھر کوئی دنیا میں نہیں آتا ایک قاعدہ اکثریہ ہے، نہ کہ کلیہ۔ حضرت عزیر (علیہ السلام) سو برس تک مُردہ رہے، پھر زندہ ہوگئے اور ابن ابی الدنیا نے ایک کتاب ”فیمن عاش من بعد الموت“ مرتب کی ہے اور اس میں ایسے کئی شخصوں کا ذِکر ہے کہ اور انجیل میں شریف سے ثابت ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے کئی مُردوں کو جلا دیا تھا جیسے عازر دوغیرہ کو اور قرآن میں ہے واوحی الموتی باذن اللہ۔“

(لغات الحدیث:۱/۴۰،ر)

مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ

عقیدہ حیات کے پاسبان

حضرت مولانا امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ

اہل سنت والجماعت علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر اطہر میں حیات حاصل ہے اور جسد عنصری (دنیا والا جسم) ہی حیات سے فائز ہے۔ اس حیات کی وجہ سے روضہ پر پڑھنے جانے والے درود و سلام کو سنتے ہیں۔

مگر بریلویوں کے قائد احمد رضا خان بریلوی نے جب علمائے دیوبند کی طرف غلط عقائد منسوب کئے تو منجملہ الزامات کے ایک الزام یہ بھی لگایا کہ یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات فی القبر کے قائل نہیں۔ خان صاحب کے علمائے دیوبند کی طرف منسوب کردہ غلط عقائد علمائے حرمین (مکہ و مدینہ) کے پاس پہنچے تو انہوں نے تحقیق کے لیے علمائے دیوبند سے ۲۶ سوالات کئے، ان میں ایک سوال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات فی القبر سے متعلق تھا۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمہ اللہ نے ان سولات کے جوابات لکھے اور بہت سے علماء نے اس پر تائیدی دستخط کئے، پھر سوالات وجوابات کے اس مجموعہ کو ''المہند علی المفند'' کے نام سے شائع کیا گیا۔

علمائے حرمین نے ان جوابات (جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات فی القبر اور سماع کے اثبات کا جواب بھی تھا) کو پڑھ کر علمائے دیوبند کو اہلِ سنت قرار دیا۔ قاضی محمد اسلم سیف غیر مقلد لکھتے ہیں:

> ''حرمین کے علمائے کرام اور شیوخ نے مولانا احمد رضا خان بریلوی کو شیطان بصورت انسان قرار دیا، اور دھوکہ باز اور فریبی گردانا، جب کہ علمائے دیوبند کے عقائد کو اہلِ سنت والجماعت کے عقائد قرار دیا، اور سوال و جواب کی صورت میں ''المہند علی المفند'' کے نام سے شائع کیا۔''

(تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینے میں صفحہ ۳۰۹)

''المہند علی المفند'' کی اشاعت اور علمائے حرمین کے تائیدی فتوے کے بعد مولانا احمد رضا خان بریلوی کے اعتراضات دم توڑ گئے، البتہ کچھ عرصے بعد توحید و سنت کے کا لیبل لگا کر ایک جماعت وجود میں آگئی، جس کا دعویٰ

یہ تھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات فی القبر کے متعلق علمائے دیوبند کا عقیدہ صحیح نہیں۔ یہ لوگ اپنی جماعت کو ''اشاعۃ التوحید والسنۃ'' کہتے ہیں مگر عرف عام میں انہیں مماتی (بعض علاقوں میں چتروڑی اور پنج پیری) کہا جاتا ہے کیوں کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں مردہ ہیں، (نعوذ باللہ) روح کا تعلق جسم کے ساتھ ہر گز نہیں۔ علمائے دیوبند نے جیسے مولانا احمد رضا خان صاحب کے اعتراضات کو دلائل کی دنیا میں غلط ثابت کر دیا ،اسی طرح ان اشاعتیوں (مماتیوں) کا بھی بھرپور تعاقب کیا۔

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کا مختصر تعارف

مماتیوں کا تعاقب کرنے والے علمائے دیوبند میں ایک نمایاں نام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ کا ہے۔ آپ پاکستان کے مشہور و معروف عالم دین ہیں، آپ کی پیدائش ۱۹۳۴ء بروز بدھ بمطابق ۱۸/ ذوالحجہ ۱۳۵۲ کو ہوئی، حافظ محمد رمضان اور مولانا عبد الجبار کھنڈیلوی غیر مقلد کے پاس پڑھتے رہے۔ بعد میں حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری کے شاگردوں: حضرت مولانا عبد الحنان رحمہ اللہ اور مولانا عبد القدیر رحمہ اللہ کے سمجھانے پر غیر مقلدیت سے تائب ہو کر اہل سنت کا مسلک قبول فرمایا اور پھر اپنے تائب ہونے کی داستان قدرے تفصیل کے ساتھ اپنے ایک مضمون ''میں حنفی کیسے بنا؟'' میں بیان فرمادی ہے۔ یہ مضمون ''تجلیات صفدر جلد اول''،طبع مکتبہ امدادیہ ملتان میں شائع ہو چکا ہے۔

حضرت نے مختلف مدارس میں پڑھایا، زندگی کے آخری سالوں میں جامعہ خیر المدارس ملتان میں علماء کرام کو مناظرہ پڑھاتے رہے، تصنیفی میدان میں انہوں نے فرق باطلہ وضالہ کے رد میں کئی رسائل تحریر کئے، جنہیں بعد میں ''تجلیات صفدر'' کے نام سے یکجا کر دیا گیا ہے۔ اس کی سات جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں اور سنا ہے کہ آٹھویں جلد کی بھی تیاری ہو رہی ہے، تقریری خدمات میں ان کی تقاریر کا مجموعہ ''خطبات صفدر'' اور ''خطبات امین'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

حضرت نے اپنی زندگی میں بیسیوں مناظرے کئے، ان میں سے کئی مناظرے ایسے ہیں جو ''یادگار'' کی حیثیت رکھتے ہیں مثلاً علامہ احمد سعید مماتی سے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر، مولانا عبد العزیز نورستانی غیر مقلد سے مکمل نماز کے موضوع پر اور زحافظ بیر علی زئی غیر مقلد کے استاد پیر بدیع الدین راشدی غیر مقلد سے مختلف موضوعات پر مناظرے کئے۔ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”پیر صاحب سے میرا تاریخی مناظرہ ہوا، یہ مناظرہ چھ گھنٹے کا ہے، جس میں مسئلہ تقلید، قراءۃ خلف الامام، آمین بالجہر پر مناظرہ ہوا اور پیر صاحب کا علمی پندار خاک میں مل گیا۔“

(تجلیات صفدر: ۶/ ۳۳۵)

۳/ شعبان ۱۴۲۱ھ بمطابق ۳۱/ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، نماز جنازہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے صاحب قاضی ظہور الحسن صاحب نے پڑھائی، اوکاڑہ میں اپنے آبائی گاؤں ۵۵ٹو، ایل کے قبرستان میں دفنایا گیا۔

وفات کے کچھ عرصہ بعد دو خصوصی نمبر آپ کی یاد میں شائع ہوئے: ایک ماہنامہ حق چار یار لاہور سے اور دوسرا ماہنامہ الخیر ملتان سے۔ ان میں سے پہلا ۳۴۷ صفحات پر مشتمل اور دوسرا ۴۶۰ صفحات کو محیط ہے۔

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے عقیدہ حیات کے حوالہ سے جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ کئی طرح کی ہیں، مثلاً تحریری، تقریری، تدریسی، مناظرانہ اور اَفراد سازی وغیرہ۔ ذیل میں اس اجمال کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

۱: تحریری خدمات

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کو عقیدہ حیات کے حوالہ سے تحریری خدمت کا موقع کم ملا، اور پھر ان کا تحریری مواد سارا شائع بھی نہیں ہو سکا مثلاً حضرت فرماتے ہیں:

”مفتی احمد الرحمن صاحب نے جو (نیوٹاؤن مدرسہ کراچی کے) مہتمم تھے، دار الافتاء والوں سے کہہ دیا تھا کہ جو سوال مماتیوں یا غیر مقلدوں کی طرف سے آئیں، اس کا جواب حضرت مولانا امین صفدر (رحمہ اللہ) کو لکھنے کے لیے دیا کرو، ایک فتویٰ حیات کے مسئلہ پر آیا، میں نے آٹھ صفحات پر اس کا جواب لکھا۔“

(خطبات صفدر: ۳/ ۲۵۳، طبع ملتان)

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کا یہ فتویٰ ہمیں مطبوعہ شکل میں دستیاب نہیں ہو سکا اور نہ ہی اس کے مسودہ کا علم ہے کہ وہ کہاں گیا؟ ان کی تحریری خدمات جو مطبوعہ صورت میں ہمارے سامنے آئی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

اول: آپ نے ایک مضمون ”کچھ اصول مناظرہ“ تحریر فرمایا، جس میں اصول مناظرہ بیان کرنے کے بعد حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اثبات اور مولانا محمد حسین (مماتی) کی کتاب ندائے حق پر نقد کیا ہے۔

دوم: دوسرا مضمون ”مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پس منظر“ تحریر کیا جس میں ”المہند علی المفند“ کے دَور تصنیف سے لے کر اپنے زمانہ تک قائلین حیات کا ذکر کیا ہے اور ساتھ ہی منکرین حیات کی ابتداء اور ان کے اصلی چہروں کی نقاب کشائی فرمائی ہے۔ یہ دونوں مضمون تجلیات صفدر جلد ہفتم طبع ملتان میں شائع ہو چکے ہیں۔

سوم: آپ نے حضرت مولانا نور محمد تونسوی صاحب (رحمہ اللہ) کی کتاب ”الحیات بعد الوفات یعنی قبر کی زندگی“ پر تقریظ لکھی ہے، جس میں مجملہ باتوں کے ”المہند علی المفند“ کا پس منظر، عقیدہ حیات کی اہمیت اور اس حوالہ سے لکھی گئی کتابوں کا تعارف اور آخر میں مصنف کی کاوش کو خراج تحسین پیش کیا۔ اس کے علاوہ ہم حضرت رحمہ اللہ کی اس موضوع سے متعلقہ کسی تحریر سے آگاہ نہیں ہو سکے۔

۲: تقریری خدمات

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے ملک بھر کے طول و عرض میں مختلف شہروں اور علاقوں میں بہت سی تقریریں کی ہیں، ان میں سے متعدد تقریریں کتابی شکل میں شائع ہو چکی ہیں۔ (۱) خطبات صفدر تین جلدیں مرتب: حضرت مولانا نعیم احمد صاحب دام ظلہ (۲) خطبات صفدر دو جلدیں، مرتب حضرت مولانا عبد الغنی طارق صاحب دام ظلہ (۳) خطبات امین فی الحال ایک جلد شائع ہوئی ہے۔ اس کے مرتب حضرت مولانا ظفر اقبال صاحب حفظہ اللہ ہیں۔

ان کتابوں میں متعدد تقریریں عقیدہ حیات کے موضوع پر ہیں۔ اس وقت خطبات صفدر مرتب حضرت مولانا نعیم احمد صاحب میرے سامنے ہے۔ اس کی تیسری جلد میں تین تقریریں بعنوان اثبات قبر، مسئلہ حیات الانبیاء، تقریر حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ تین تقریریں ۲۲۰ صفحات پر مشتمل ہیں۔

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ اپنی تقریروں میں عموماً درج ذیل الفاظ کی حقیقت سمجھایا کرتے تھے: موت کا معنیٰ، قبر کا مفہوم اور عذاب قبر کی صحیح صورت، حیات کا معنیٰ، برزخ کا معنیٰ، عقیدہ حیات میں محل نزاع کا تعین وغیرہ۔

اس کے ساتھ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل بیان کرتے، مخالفین کے اشکالوں کا جواب مرحمت فرماتے تھے۔ حضرت کی مجملہ خوبیوں میں ایک نمایاں خوبی یہ تھی کہ آپ کا انداز بیان عام فہم ہوتا تھا یہاں تک کہ اَن پڑھ لوگ بھی ان کے بیان کو بخوبی سمجھ لیتے تھے، اس لیے ان کی تقریروں سے عوام الناس کو بہت فائدہ ہوا

اور عقیدہ حیات کا خوب پرچار ہوا۔ والحمدللہ

۳: درس وتدریس

عقیدہ حیات کے حوالہ سے حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کی تیسری خدمت درس وتدریس کی ہے، آپ ملک کے مختلف مدارس میں کورس پڑھانے کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے خاص کر جامعہ خیر المدارس ملتان میں باقاعدہ ایک کلاس ہوتی تھی جسے پورا سال تقابل ادیان پڑھاتے۔ اسی طرح دورہ حدیث شریف اور درجہ مشکوۃ کی کلاس کو ہر پندرہ دن کے بعد ایک سبق پڑھایا کرتے تھے، انہوں نے شاگردوں کو مختلف موضوعات پر پڑھایا، ان میں عقیدہ حیات بھی شامل ہے۔

آپ کے کچھ دروس تو کیسٹوں میں محفوظ ہیں، جنہیں نقل کر کے خطبات میں شامل کر دیا گیا ہے اور کچھ دروس آپ کے شاگردوں کے پاس مسودات کی شکل میں موجود ہیں، کم دروس ایسے ہیں جو طبع ہوئے۔ مثلاً حضرت مولانا عبد الرزاق صفدر صاحب نے آپ کے دروس کو منضبط کرنے کے بعد انہیں ''تریاق اکبر بزبان صفدر'' کے نام سے امت کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ اس کا پانچواں باب عقیدہ حیات پر مشتمل ہے جو ۶۳ صفحات میں پھیلا ہوا ہے۔ اسی طرح حضرت رحمہ اللہ کے دروس کا کچھ حصہ آپ کے برادر زادہ مولانا محمود صفدر اوکاڑوی صاحب نے اپنی کتاب ''تسکین الاذکیا فی حیات الانبیاء'' میں شائع کر دیا ہے جزاہما اللہ احسن الجزاء۔

۴: تشہیر کتب

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کی چوتھی خدمت یہ ہے کہ اپنی تحریروں اور تقریروں، عام وخاص مجالس اور درس وتدریس میں عقیدہ حیات پر لکھی گئی کتابوں کا تعارف کراتے، ان کے مطالعہ کی ترغیب اور ان کے مصنفین کو خراجِ تحسین پیش کرتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے لوگ ان کتابوں کے خریدار ہوئے اور پھر ان کتابوں کے مطالعہ نے اپنے پڑھنے والوں کو عقیدہ حیات کی اہمیت وحقیقت سے خوب آگاہ کیا، اس طرح عقیدہ حیات کی اشاعت میں ایک نئے انداز سے اضافہ میں ہوا۔ حضرت رحمہ اللہ نے جن کتابوں کا تعارف کرایا ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:

(ا) ''المہند علی المفند'' تصنیف حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمہ اللہ

حضرت اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ اس کے متعلق لکھتے ہیں:

”یہ کتاب دنیا بھر کے اہلِ سنت والجماعت مسلمانوں کی مسلّمہ دستاویز ہے۔“

(تجلیات صفدر:۷/۱۵۳)

(۲)حیات انبیاء کرام علیہم السلام، تصنیف حضرت مولانا عبد الشکور ترمذی رحمہ اللہ

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ علماء کرام کو اکثر اس کتاب کے مطالعہ کا فرماتے تھے۔ (الخیر ملتان اشاعتِ خاص بیاد حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی صفحہ ۲۳۹، ماہ نامہ حق چار یار اشاعتِ خاص بیاد حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی صفحہ ۲۳۲)

ایک جگہ لکھتے ہیں:

”پھر حضرت اقدس مولانا سید عبد الشکور صاحب ترمذی رحمہ اللہ نے حیات انبیاء کرام تحریر فرمائی۔“

(تقریظ قبر کی زندگی تصنیف حضرت مولانا نور محمد تونسوی صفحہ ۲۰)

(۳)قہر حق، یہ حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ ڈیروی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”حتی کہ ۱۹۶۴ء کے (رسالہ) تعلیم القرآن میں یہ بات لکھی ہے کہ خطبہ صدیق رضی اللہ عنہ سے حیات فی القبر ثابت ہو رہی ہے، تعلیم القرآن اگر نہ ملے تو ”قہر حق“ کتاب میں اس کا فوٹو سٹیٹ ہم نے دیا ہوا ہے۔“

(خطبات صفدر:۳/۱۷۳)

(۴)ضرب المہند، یہ بھی حضرت مولانا حبیب اللہ ڈیروی رحمہ اللہ کی کتاب ہے

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ مماتیوں کی ایک کتاب کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اس کے رَد میں مولانا حبیب اللہ ڈیروی نے کتاب لکھی ”ضرب المہند“ اس میں ان کے سارے مسئلوں کے جواب دیا ہے۔“

(خطباتِ صفدر:۳/۲۹۹)

(۵)قبر کی زندگی تالیف حضرت مولانا نور محمد تونسوی صاحب (رحمہ اللہ)

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اس سلسلہ میں جناب مولانا نور محمد تونسوی ترنڈہ محمد پناہ والے نے ایک عام فہم اور مفصل کتاب تحریر فرمائی ہے، اس کتاب میں الحمد للہ ان (مماتیوں) کے نئے، پرانے وساوس کے بخئے ادھیڑ کر رکھ دیئے ہیں۔“

(تقریظ: قبر کی زندگی صفحہ ۲۰)

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ عقیدہ حیات کے حوالہ سے اکابر کی تصانیف کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اس بارہ میں سب سے پہلے پیر طریقت حضرت اقدس مولانا محمد عبد اللہ بہلوی قدس سرہ اور حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی نور اللہ مضجعہ نے کتابیں لکھیں، پھر جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتہم اور حضرت شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب (رحمہ اللہ) نے کتابیں تحریر کیں جن کی وجہ سے اس فتنہ کے آگے بند ھ باندھ دیا گیا۔“

(تقریظ قبر کی زندگی صفحہ ۲۰)

بہلوی صاحب رحمہ اللہ کی کتاب کا نام ”القول الجلی فی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ ہے۔ یہ معارف بہلویہ جلد اول میں شامل ہے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے ”رحمت کائنات“ تصنیف کی، ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کی کتاب کا نام ”مقام حیات“ ہے اور شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی کتاب کو تو سبھی جانتے ہیں کہ وہ ”تسکین الصدور“ ہے۔

۵: مناظرے اور مباحثے

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کی پانچویں خدمت ”مناظرے اور مباحثے“ ہیں، آپ نے منکرین حیات کے بڑے بڑے مناظرین کو شکست دے کر ”عقیدہ حیات“ کا تحفظ کیا۔ چنانچہ حضرت قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”فخر ملت مولانا اوکاڑوی رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کے آخری چند سالوں میں مماتیت اور غیر مقلدیت کے ابطال کی طرف زیادہ توجہ دی ہے اور ان دونوں گروہوں کے بڑے بڑے مناظرین کو شکست فاش دی ہے۔“

(ماہنامہ الخیر ملتان، اشاعتِ خاص بیاد حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی صفحہ ۳۱)

علامہ احمد سعید خان چتروڑی سے مناظرہ

علامہ صاحب کا تعارف محمد الفضاد مماتی کی کتاب ’’خس کم جہاں پاک مطبوعہ مرکز اشاعۃ التوحید والسنۃ لالہ موسیٰ پاکستان اور مولانا نثار احمد الحسینی صاحب کی کتاب ’’احمد سعید ملتانی، آغاز و انجام‘‘ طبع حضرو اٹک میں موجود ہے۔ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کے اس مناظرہ کو مولانا عبد الجبار سلفی صاحب حفظہ اللہ (لاہور) کتابی شکل میں منظر عام پہ لائے ہیں۔ اور اب ہمارے دوست مجلہ دو ماہی تسکین الصدور بہاول پور کے مدیر مولانا جمیل الرحمن عباسی صاحب دام ظلہ نے جدید اضافہ جات، نئے اسلوب اور مقدمہ و متعدد تقاریظ کے ساتھ اپنے مکتبہ ’’مکتبہ صفدریہ بہاول پور‘‘ سے شائع کیا ہے۔ اس مناظرہ کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

(الف) حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے اپنی خداداد صلاحیتوں اور دل نشین گفتگو سے خان صاحب کو ایسا مرعوب کر دیا کہ وہ اخیر تک اپنا دعویٰ نہ تحریر کر سکے، حضرت انہیں للکارتے رہے کہ آپ تقریروں میں دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے پاس ستر آیات اور دو ہزار حدیثیں موجود ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ دلائل کس دعویٰ کے ہیں؟ جب دعوی لکھا ہی نہیں اس ثابت خاک کیا ہو گا؟

(ب) حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ آیت شہدء تلاوت کی تو خان صاحب نے کہا اگر حیات کے ساتھ کسی سنی عالم نے فی القبر کا قول لکھا ہو تو میں ناک کٹوا دوں گا۔ حضرت فی القبر کی صراحت کے ساتھ حوالہ پڑھتے، پھر پوچھتے اب تیری ناک کتنی رہ گئی کہ میں مزید حوالے اس حساب سے دوں؟ یہ بھی کہا گیا کہ خان صاحب کی ناک رہی ہی نہیں، کیسے کاٹیں؟

(ج) حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے آیت پڑھی کہ قرآن کی تصریح کے مطابق شہدء زندہ ہیں، خان صاحب نے کہا: بل احیاء عند ربهم یرزقون کہ وہ اپنے رب کے ہاں اوپر زندہ ہیں، زمینی قبر میں نہیں۔ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ اول تو عند ربهم کا تعلق یرزقون سے ہے، نہ کہ احیاء سے۔ لہذا ترجمہ یہ ہو گا کہ اپنے رب کے ہاں انہیں رزق دیا جاتا ہے، دوم یہ کہ اگر عند ربهم میں عند کا معنی رب کے پاس اوپر ہے تو قرآنی آیت: ان الدین عند الله الاسلام کا ترجمہ بھی اس طرح ہو گا کہ دین اسلام اللہ کے پاس (اوپر) ہے، دنیا میں نہیں ہے۔

(د) جب قرآن پڑھ کر کہا جاتا ہے کہ شہید زندہ ہیں، تو اس کے جواب میں مماتی لوگ حدیث ذِکر کرتے ہیں کہ شہیدوں کی ارواح پرندوں کے پیٹ میں ہوتی ہیں مگر خان صاحب نے یہ حدیث پیش نہیں کی۔ اس کی وجہ یہ ہے

کہ اس کی سند میں ابو معاویہ ہے جسے خان صاحب نے اپنی کتاب "دمدمۃ الجنود" میں تدلیس کا مریض کہا ہے اور دوسرا راوی اعمش ہے جسے خان صاحب نے شیعہ قرار دیا ہے، حضرت نے انہیں پہلے ہی فرما دیا تھا کہ سبز پرندوں والی حدیث نہ پڑھنا کیوں کہ آپ اس کے دو راویوں میں سے ایک کو مدلس اور دوسرے کو شیعہ کہہ چکے ہیں... لہٰذا پورے مناظرے میں انہوں نے یہ روایت پیش نہیں کی۔

مولانا یونس نعمانی سے مناظرہ

مماتی لوگ مولانا یونس نعمانی کو قابل مناظر شمار کرتے ہیں اُن سے حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمہ اللہ کا مناظرہ ہوا۔ اس مناظرے کی بابت کچھ باتیں پیش خدمت ہیں۔

(الف) حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے مناظرہ کی ابتداء ہی میں فرمایا کہ قرآن کی کسی آیت میں یہ بات مذکور نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی ہے، اسی طرح کسی بھی حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہیں ہے کہ میں فوت ہو گیا۔ لہٰذا یہ کہنا کہ قرآن کی کئی آیات اور بہت سی احادیث نبویہ سے یہ ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں، صحیح نہیں۔

اس کے جواب میں مولانا یونس نعمانی صاحب نے یہ تسلیم کیا کہ واقعۃً قرآن اور احادیث نبویہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہو جانے کا بیان نہیں ہے، البتہ اُن کا وفات پا جانا امت کے اجماع سے ثابت ہے۔ حضرت نے جواب دیا کہ جب آپ دنیا والی موت کو اجماع کی وجہ سے مانتے ہیں تو دوسرا اجماع بھی تو مانیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں بتعلق روح حیات ہیں، ایک اجماع کا اقرار اور دوسرے کا انکار؟

(ب) جب بھی کوئی مناظرہ ہو تب فریقین میں دعوی اور جواب دعوی کی تنقیح ہونی چاہیے اور نقطۂ اختلاف واضح کرنا چاہیے تاکہ سامعین کو پتہ چلے کس مناظر کے دلائل اس کے دعویٰ کے مطابق ہیں یا نہیں؟ عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نقطہ اختلاف یہ ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں بتعلق روح حیات مانتے ہیں اور مماتیوں کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں مردہ ہیں۔ (معاذ اللہ) یعنی محل نزاع قبر میں حیات اور عدم حیات ہے لہٰذا دلیل بھی قبر کی صراحت والی پیش کرنی چاہیے۔ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے حیات کے اثبات میں وہ حدیثیں پیش کیں جن میں حیات کے ساتھ قبر کا لفظ مگر نعمانی صاحب اس سے عاجز رہے۔ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ صرف ایک حدیث پیش کریں کہ نبی اپنی قبروں میں زندہ نہیں ہیں، یہ قیامت تک ایسی کوئی حدیث پیش نہیں کر سکتا۔“

(فتوحات صفدر:۳/۳۸۸)

نعمانی صاحب آخر تک قبر کی تصریح کے ساتھ موت والی کوئی حدیث پیش نہیں کر سکے۔

(ج) نعمانی صاحب بزعم خود اپنے دعویٰ پر قرآن کی کوئی آیت پیش کرتے تو حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ فرماتے:

”اس آیت کے تحت چودہ صدیوں میں کسی ایک مفسر نے لکھا ہو کہ انبیاء علیہم السلام قبروں میں حیات نہیں، صرف ایک نام پیش کریں۔“

(فتوحات صفدر:۳/۳۸۵)

اسی طرح کی بات صفحہ ۴۱۱ پہ بھی ہے۔

مگر نعمانی صاحب مطالبہ کے مطابق کوئی حوالہ بھی کسی مفسر کا پیش نہیں کر سکے۔

(د) نعمانی صاحب نے اپنے دعویٰ کو بزعم خود مدلل کرنے کے لیے روایت پڑھی کہ اگر سیدنا موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔“ او کما قال علیہ السلام۔

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے اس کے راوی مجالد بن سعید پر جرح کر کے اس روایت کو ضعیف ثابت کر دیا ہے۔ غیر مقلدین بھی پہلے اس روایت کو تقلید کے خلاف پیش کیا کرتے تھے مگر دَور حاضر کے آلِ غیر مقلدیت نے اس کا ضعف تسلیم کر لیا ہے۔ (تلاش حق صفحہ... واضواء المصابیح:۱/۲۳۹)

۶: ذہن سازی

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کی چھٹی خدمت ذہن سازی کی ہے۔ آپ نے خصوصی مجالس اور عمومی جلسوں میں اپنوں اور بیگانوں کے ذہن میں گردش کرنے والے اشکالات کے جوابات دیئے۔ اس کا آپ خاص اہتمام فرماتے، اپنی تقریر کے آخر میں سوالات کرنے کی اجازت دیتے پھر تسلی بخش جواب ارشاد فرماتے۔ سوالات و جوابات کے مجموعے بھی ان کے خطبات میں شائع ہو چکے ہیں۔

اور اگر وقت کی گنجائش ہوتی تو تقریر سے پہلے یا بعد میں وہاں (جلسہ گاہ یا مہمان خانہ میں) بیٹھ جاتے اور لوگ براہ راست آپ سے سوال کر کے اپنے اشکال دُور کرتے، اس سلسلہ کے چند سوالات اور ان کے جوابات آپ بھی پڑھیں۔

(۱) ایک شخص نے سوال کیا کہ کسی شخص کی وفات کے فوراً بعد اس کی آنکھ یا کوئی اور عضو نکال کر زندہ آدمی کو لگا دیا جاتا ہے، کیا اس عضو کو بھی عذاب ہوتا ہے؟ جب کہ زندہ آدمی کو وہ محسوس نہیں ہوا کرتا۔

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ وہ برزخ کا عذاب ہے، جسے عموماً محسوس نہیں کرتا۔ پھر اس کو مثال سے سمجھایا کہ جیسے کیڑے مار دوائی پینے سے پیٹ کے اندر کیڑے مر جاتے ہیں مگر پینے والے انسان کو تکلیف نہیں ہوتی۔ (خطبات صفدر: ۳/ ۲۴۹)

(۲) ایک صاحب نے کہا کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے جو یہ لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح (دل) میں مرکوز ہو گئی تھی۔ یہ قرآن کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں الله يتوفى الانفس حين موتها ،اللہ روح کو قبض کر لیتا ہے موت کے وقت“

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے جواب دیا: قبض بسط کے مقابلہ میں بھی آتا ہے، میرا ہاتھ کھلا تھا میں نے ہاتھ بند کر لیا یہ بھی قبض ہے، اسی طرح روح پورے جسم میں پھیلی ہوئی تھی اس کو دل میں مرکوز کر لیا، یہ بھی قبض ہے توفی کے خلاف نہیں۔

(۳) سوال ہوا کہ اگر امتی کا درود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا جاتا ہے، صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حیات تھے، نماز پڑھتے تھے، کیا نماز والا ان کا درود آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچتا تھا؟ آپ نے کیسے انہیں شہید سمجھ کر بیعت لینا شروع کر دی تھی؟

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے اس کا یوں جواب دیا:

> ”سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی افواہ تیسرے دن صبح اُڑائی گئی تھی اور دوپہر تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واپس آ گئے تھے، اس دَوران نماز کا کوئی کا وقت ہی نہیں آیا تھا تو پھر نماز والے درود کو مدار بنا کر سوال کرنا بے فائدہ اور عقیدہ حیات پر بے جا حملہ ہے۔“
>
> (خطبات صفدر: ۳/ ۲۶۲)

مماتی لوگ اب مذکورہ بالا اعتراض کرنا چھوڑ گئے محسوس ہوتا ہے کہ اس اعتراض کا فضول ہونا وہ بھی جان گئے ہیں۔

(۴) روایت میں آیا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ روضہ میں دفن ہوئے

تو اس کے بعد میں جب بھی حجرہ میں داخل ہوتی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے پردہ کرتی، چادر اوڑھ کر حجرہ شریف میں جاتی۔ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے گجرات میں دورانِ درس یہ روایت بیان کی تو کسی پروفیسر نے کہا اتنی بے عقلی کی بات اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نہیں کر سکتیں، کیوں کہ جو نظر ر نگاہ چھ فٹ مٹی سے اوپر آ سکتی ہے، وہ کپڑے سے اندر کیوں نہیں جاسکتی؟

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ ایک چیز بڑی سخت چیز سے پار ہو جاتی ہے مگر نرم سے نہیں، جیسے لوہے کے بڑے ستون ہوں بجلی کا کرنٹ ایک طرف سے دوسری جانب تک پہنچ جاتا ہے مگر تھوڑا سا ربڑ جو لوہے سے بہت ہی باریک اور نرم ہے اس سے کرنٹ پار نہیں ہوتا۔ اسی طرح خواب میں انسان دور دراز کے ملکوں کی سیر کرتے ہوئے لوگوں کو کپڑوں میں ملبوس دیکھتا ہے اب کوئی اعتراض نہیں کرتا جو نگاہ اتنی دُور تک خواب میں پہنچ چکی ہے وہ وہاں کے لوگوں کے کپڑوں کو چیر کر جسموں تک کیوں نہیں پہنچتی؟ پروفیسر صاحب یہ جواب سن کر کہنے لگے کہ ہم آج آپ پر حملہ کرنے کے لیے آئے تھے مگر آپ نے ہمیں تسلی بخش جواب دے کر ہمارے دِلوں کو جیت لیا ہے۔ (خطباتِ صفدر: ۳/ ۳۵۰)

اس طرح سمجھانے اور سوالوں کے جوابات دینے سے کئی لوگوں کے ذہنوں سے وسوسے دُور ہو گئے اور بعضے راہ راست پر بھی آ گئے۔

۷: افراد سازی

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کی ساتویں خدمت یہ ہے کہ انہوں نے عقیدہ حیات کا پرچار کرنے والے اور اس موضوع پر تقریر، تحریر، تدریس اور مناظر کرنے والے افراد تیار کئے ہیں۔ ایسے افراد کی تعداد بہت زیادہ ہے ان میں سے چند اشخاص یہ ہیں۔

(۱) مولانا عبد الحق خان بشیر حفظہ اللہ

آپ ادیبانہ انداز میں لکھنے والے محقق و مصنف ہیں، عقیدہ حیات کی کئی طرح سے خدمت کی ہے، ان میں ایک پہلو تحریر کا ہے، آپ نے اس حوالہ سے مختلف کتابیں، مضامین اور اشتہار تحریر کئے ہیں مثلا:

(الف) عقیدہ حیات کے منکرین کی ابتداء، اس فرقہ کی چیرہ دستیاں، اس کے مناظرین کی شکستیں اور منکرین حیات کا شرعی حکم وغیرہ حوالہ سے ان کی ایک تحریر "ماہنامہ الخیر ملتان، اشاعتِ خاص بیاد حضرت مولانا محمد امین

اوکاڑوی صفحہ ۳۸۴تا۳۹۴" پر موجود ہے۔

(ب) تحریری خدمات میں دو اشتہار بھی شامل ہیں۔(۱) گجراتی فتنہ کا بیڑا غرق (۲) توحید کے نام پر یہ نام فراڈ کب تک؟ یہ اشتہار حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کی مشاورت سے تحریر کئے تھے۔

(ج) ان کی ایک تصنیف "عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مولانا عطاء اللہ بندیالوی" ہے جو ایک عرصہ سے شائع ہے۔

(د) ان کا ایک مفصل مضمون قسط وار دو ماہی مجلہ نورِ بصیرت بہاول پور میں بعنوان "منکرین حیات انبیاء علیہم السلام کی مرحلہ وار فکری شکست" شائع ہوتا رہا ہے۔

تنبیہ: مجلہ نور بصیرت کا نیا نام "تسکین الصدور" ہے اس میں غیر مقلدیت، مماتیت اور بریلویت کے متعلق تحقیقی و تنقیدی مضامین شامل ہوتے ہیں۔

(۲) مولانا عبد الغفار ذہبی صاحب

آپ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کے اجل تلامذہ میں سے ہیں، آپ نے متعدد مقامات پر عقیدہ حیات کے اثبات میں تقریریں کی ہیں، بعض تقریریں ریکارڈ بھی ہیں، کئی سال سے علماء کرام کو مناظرہ پڑھا رہے ہیں، آپ کے مجملہ اسباق میں ایک سبق "عقیدہ حیات" کا بھی ہوتا ہے، آپ ماشاء اللہ بہت اچھے مناظر ہیں اور مناظرہ میں کئی بار معاون کی حیثیت سے بھی خدمت سرانجام دے چکے ہیں۔

تنبیہ: جب یہ مضمون لکھا تب حضرت ذہبی صاحب زندہ تھے۔ ۲۰۲۲ء میں فوت ہو چکے ہیں اللہ ان کی مغفرف فرمائے اور درجات بلند کرے، آمین۔ حضرت ذہبی صاحب رحمہ اللہ پر مستقل مضمون لکھنے کا ارادہ ہے وباللہ التوفیق۔

(۳) مولانا محمد اسماعیل محمدی صاحب

آپ نے حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ سے باقاعدہ مناظرہ پڑھا ہے، عقیدہ حیات کے حوالہ سے ماشاء اللہ بہت ہی باکمال مناظر ہیں، آپ نے اس عقیدہ کی اہمیت پر متعدد بیانات بھی کئے ہیں، آپ کا ایک بیان "آواز حق" کے عنوان سے کتابی شکل میں مطبوع ہے۔

تنبیہ: مولانا محمدی صاحب بھی چند سال پہلے فوت ہو چکے ہیں اللہ ان کے درجات بلند فرمائے، آمین۔

(۴)مولانا محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی حفظہ اللہ

آپ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کے بھتیجے بھی ہیں اور شاگرد بھی۔ عقیدہ حیات کی کئی طرح سے خدمت کی ہے۔ ان میں ایک خدمت ”تسکین الاذکیاء فی حیات الانبیاء“ ہے، اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کے اخلاص میں اضافہ کرے، انہیں اپنی حفظ وامان میں رکھے اور زیارت حرمین اور سعادتِ دارین نصیب فرمائے۔ آمین

۸: منکرین حیات کی تاریخ بیان کرنا

منکرین حیات اگرچہ اپنی قدامت کو ثابت کرنے کے لیے سلف صالحین کو اپنا ہم نوا بتاتے ہیں حتی کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی اپنا ہم عقیدہ قرار دیتے ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری سے پہلے کوئی شخص ایسا نہیں ملتا جس کا عقیدہ ہو کہ وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کا تعلق جسم کے ساتھ ہرگز نہیں اور آپ قبر میں بغیر تعلق روح کے یعنی مردہ ہیں۔ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

> ”ان کے مناظر کو بھیجو، یہ ان میں سے ایسی کتاب لے کر آئے جو عنایت اللہ سے پہلے کی ہو اور اس میں ان کا تحریر کردہ عقیدہ لکھا ہوا ہو۔ میں شکست لکھ کر دے دوں گا۔“

(ماہنامہ الخیر ملتان، اشاعتِ خاص بیاد حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی صفحہ ۲۱۱)

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے یہ بھی فرمایا:

> ”عنایت اللہ شاہ کی پیدائش سے پہلے کسی چور، ڈاکو کا بھی یہ عقیدہ نہیں تھا کہ جسم اطہر کے ساتھ روح کا تعلق نہیں ہے، یہ ہمارا چیلنج ہے کہ صحابی تو کجا، تابعی تو کجا، تبع تابعی تو کجا، محدث تو کجا، فقیہ کجا، کوئی چور، زانی، ڈاکو ایسا ہو جس کا عقیدہ یہ ہو کہ جسم پاک کے ساتھ روح اقدس کا تعلق نہیں ہے، ایک حوالہ بھی یہ قیامت تک پیش نہیں کر سکیں گے۔“

(خطباتِ صفدر: ۳/ ۴۲۵)

شجاع آباد میں عنایت اللہ شاہ بخاری تقریر کر رہے تھے اور حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ جلسہ گاہ کے قریب مہمان خانہ میں تشریف فرما تھے، شاہ صاحب نے دَوران تقریر دعوی کیا کہ سارے صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین اور فقہاء رحمہم اللہ علیہم کا وہی ”ممات فی القبر“ عقیدہ تھا جب انہوں نے یہ بات کہی تو کچھ نوجوانوں حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ سن رہے ہیں؟ حضرت نے فرمایا: عنایت اللہ شاہ سے پہلے

کوئی ایک آدمی بھی ان کا ہم عقیدہ نہیں ہے۔ ان نوجوانوں نے یہی بات تحریر کر کے نیچے حضرت رحمہ اللہ کا نام لکھ کر پرچی شاہ صاحب کو پکڑا دی۔ انہوں نے پرچی پڑھ کر فرمایا:

''ابن عبد الہادی ''صاحب الصارم المنکی ''میرا ہم عقیدہ ہے۔

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ براہ راست تقریر سن رہے تھے شاہ صاحب کا یہ جواب سن کر خود ہی ایک پرچی تحریر کی کہ اب صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین رحمہم اللہ علیہم آپ کو بھول گئے ہیں، صرف ایک نام ابن عبد الہادی کا یاد رہا۔ چلو اسی پہ فیصلہ کر لیتے ہیں، آپ ان کے عقیدہ پر دستخط کر دیں۔ وہ تو کافر مُردوں کا سماع بھی مانتے ہیں... شاہ صاحب نے پرچی پڑھی تو کہا کہ مناظرہ کرنا علماء کا کام ہے، میں تو طالب علم ہوں۔

(خطباتِ صفدر:۳/۲۴۶)

یہاں حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کا چیلنج بھی پڑھ لیں: حضرت لکھتے ہیں:

> ''بلاخوف تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ تقریباً ۱۳۷۴ھ تک اہلِ سنت والجماعت کا کوئی فرد، کسی بھی فقہی مسلک سے وابستہ دنیا کے کسی خطہ میں اس کا قائل نہیں رہا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اور اسی طرح دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی روح مبارک کا جسم اطہر سے قبر شریف میں کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عند القبر صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے، کسی اسلامی کتاب میں عام اس سے کہ وہ کتاب حدیث وتفسیر کی ہو یا شرح حدیث اور فقہ کی، علم کلام کی ہو یا علم تصوف وسلوک کی، سیرت کی ہو یا تاریخ کی، کہیں صراحت کے ساتھ اس کا ذِکر نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کا جسم اطہر سے کوئی تعلق نہیں اور اتصال نہیں اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عند القبر صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے۔ من ادعی خلافه فعليه البيان ولا يمكنه ان شاء الله تعالىٰ الى يوم البعث و الجزاء والميزان۔ ''

(تسکین الصدور صفحہ ۲۹۰)

حضرت مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا چیلنج پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

''جب سے تسکین الصدور شائع ہوئی ہے اسی وقت سے حضرت شیخ الحدیث دامت

برکاتہم العالیہ (حضرت اس وقت زندہ تھے) کا چیلنج اہلِ اشاعت کے کانوں میں گونج رہا ہے، لیکن آج تک یہ حضرات کسی ایک عالم دین کا نام پیش کر کے حضرت شیخ کا جواب نہیں دے سکے"

(قبر کی زندگی صفحہ ۳۷)

حاصل یہ کہ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کی آٹھویں خدمت منکرین حیات کی تاریخ پیدائش بیان کرنا ہے، حضرت نے چیلنج سے اس فرقہ کی ابتداء بتائی ہے جس سے اس کا نومولود ہونا عوام الناس کو معلوم ہوا اور وہ اسے نیا فرقہ سمجھ کر اپنے آپ کو ان سے بچاتے رہے۔

۹: منکرین حیات کے اصلی چہرہ کی نقاب کشائی

منکرین حیات کا گروہ اگرچہ نومولود فرقہ ہے مگر وہ اپنے اوپر نہ صرف اہلِ سنت کا لیبل لگاتا ہے بلکہ وہ اپنے آپ کو دیوبندی بھی ظاہر کرتا ہے۔ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کی اس حوالہ سے نویں خدمت یہ ہے کہ انہوں نے ان کے چہروں سے نقاب اُلٹ کر ان کی اصلیت کو واضح کر دیا کہ یہ بدعتی لوگ ہیں، اہلِ سنت ہرگز نہیں۔ چنانچہ حضرت فرماتے ہیں:

"اہلِ سنت سے خارج، اعتقادی بدعات کی وجہ سے ہوتا ہے، جیسے تقدیر کا انکار کر دیا، عذابِ قبر کا انکار کر دیا، حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دیا۔ یہ لوگ (مماتی) جو ہیں اہلِ سنت والجماعت سے خارج ہیں۔ اب دیکھیں! امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اعلم ان مذهب اهل السنة و الجماعة اثبات عذاب القبر ، جان لو کہ بلاشبہ اہلِ سنت کا مذہب عذابِ قبر کا اثبات ہے۔"

(خطباتِ صفدر: ۳/ ۲۰۲)

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے مولانا یونس نعمانی (مماتی) سے مناظرہ کرتے ہوئے فرمایا:

" مولانا تھانوی رحمہ اللہ کے دستخط المهند علی المفند پر بھی ہیں، لیکن مولوی یونس "المُهَنَّد" پر دستخط کرنے کے لیے تیار نہیں ہے، اس لیے کہ علماء دیوبند کا نام یہ دھوکہ کے لیے لے رہا ہے۔"

(فتوحاتِ صفدر:۴۰۲/۳)

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ ”المہند علی المفند“ کے بارے میں فرماتے ہیں:

”یہ کتاب دنیا بھر کے اہلِ سنت والجماعت مسلمانوں کی مسلمہ دستاویر ہے... نیلوی، یونس وغیرہ (مماتیوں) نے (اس پر) دستخط کرنے سے انکار کر دیا ہے۔“

(تجلیاتِ صفدر:۱۵۴/۷)

اگر مماتی لوگ دیوبندی ہونے کے دعویٰ میں سچے ہیں تو المہند پر دستخط کر کے اس میں مذکور تمام عقائد کو تسلیم کرنے کا اعلان کر دیں۔ المہند میں درج ذیل عقیدہ بھی ہے:

”ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیا کی سی بلا مکلف ہونے کے....“

(المہند علی المفند یعنی عقائد اہلِ سنت دیوبند صفحہ ۳۸)

یاد رہے کہ علمائے دیوبند سارے کے سارے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیات کے قائل ہیں۔ ثبوت کے لیے حضرت مولانا نور محمد تونسوی صاحب کی کتاب ”عقیدۃ حیات قبر اور علمائے اسلام“ کا مطالعہ فرمائیں جس میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ سے لے کر حضرت مولانا علی شیر حیدری رحمہ اللہ تک چیدہ چیدہ علمائے دیوبند کی عقیدہ حیات کے اثبات میں عبارات نقل کی گئی ہیں۔

۱۰: مخالف کے گھر کی گواہیاں

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کی عقیدہ حیات کے حوالہ سے دسویں خدمت یہ ہے کہ اپنے عقیدہ حیات کے اثبات اور اپنی تائید میں ان لوگوں کی عبارات نقل کی ہیں جنہیں مماتی لوگ اپنا ”شیخ القرآن یا اپنا عم عقیدہ“ خیال کرتے ہیں، اسی طرح کی جو عبارات حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے نقل کی ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱) ۱۹۶۴ء کے تعلیم القرآن میں یہ بات لکھی ہے کہ خطبہ صدیق رضی اللہ عنہ سے حیات فی القبر ثابت ہو رہی ہے۔ تعلیم القرآن اگر نہ ملے تو قہر حق کتاب میں اس کا فوٹو سٹیٹ ہم نے دے دیا ہوا ہے۔“

(خطباتِ صفدر:۱۷۳/۳)

(۲) مماتیوں کے ہاں مستند شمار ہونے والے رسالہ ”تعلیم القرآن“ میں لکھا ہے:

"حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ و السلام خصوصاً سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد الموت سب سے اعلیٰ، ارفع، اجمل، افضل حیاتِ برزخیہ عطا فرمائی گئی ہے، یہ جمہور اہلِ سنت والجماعت کا مسلک ہے، اس پر کتاب اللہ، احادیث صحیحہ اور ارشادات صحابہ رضوان اللہ علیہم ہیں (اس عبارت سے پہلے لکھا ہے) اگر کوئی اس کو حیات دنیوی کے نام سے تعبیر کرے تو اس کو اہلِ سنت والجماعت سے خارج نہیں سمجھنا چاہیے۔ عنایت اللہ بخاری عفی عنہ۔

(ماہ نامہ تعلیم القرآن جولائی، اگست ۱۹۶۰)

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے مذکورہ عبارت نقل کر کے لکھا ہے:

"اس تحریر پر پچاس علمائے اشاعت کے دستخط ہیں... ظاہر ہے کہ حیات اسی جسم پاک کو عطاء ہوئی ہو گی، جس سے پہلے لی گئی تھی۔"

(تجلیاتِ صفدر:۷/۱۵۵)

(۳)عقیدہ حیات کے حوالہ سے جب اختلاف ہوا تو دار العلوم دیوبند سے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تشریف لائے تھے اور فریقین کو درج ذیل تحریر پر دستخط کرنے کے لیے آمادہ کیا:

"وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بتعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضۂ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ صلوۃ وسلام سنتے ہیں"

یہ تحریر مولانا غلام اللہ خان صاحب اور قاضی نور محمد صاحب کے دستخط کے ساتھ ماہ نامہ تعلیم القرآن ۲۲ جون ۱۹۶۲ء میں شائع ہوئی ہے۔"

(تجلیاتِ صفدر:۷/۱۰۶)

یہاں مولانا عطاء اللہ بندیالوی (مماتی) کی عبارت بھی پڑھتے چلیں:

"ہمیں دکھ اور افسوس اس بات کا ہے کہ یہ قابلِ احترام اور بزرگ علماء اتحاد و اتفاق کے نیک جذبے کے لیے اپنے نظریات میں معمولی لچک پیدا کر لیتے مگر شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کو اس کام کے لیے بطور ڈھال اور بطور دلیل استعمال نہ فرماتے، ان کی اس کاروائی اور پمفلٹ

بازی کا نتیجہ یہ نکلا کہ اشاعت التوحید والسنۃ کے موجودہ احباب خصوصاً نوجوان طبقہ اس مخمصے اور پریشانی میں مبتلا ہو گیا کہ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۶۲ء کے معاہدے پر دستخط کر کے اپنے پہلے مسلک سے رجوع کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عند القبر صلوۃ وسلام کے قائل ہو گئے تھے۔"

(مسلک شیخ القرآن صفحہ ۱۱)

بندیالوی صاحب! نوجوان طبقہ کی پریشانی بجا ہے کیوں کہ مولانا غلام اللہ خان صاحب کے دستخط کے ساتھ مذکورہ عقیدہ اہلِ اشاعت کے ماہنامہ "تعلیم القرآن" میں شائع ہو چکا ہے۔

تنبیہ: سنا ہے کہ بندیالوی صاحب نے "مسلک شیخ القرآن" کے نئے ایڈیشن میں مذکورہ بالا نقل کردہ عبارت حذف یا تبدیل کر دی ہے، واللہ اعلم۔ ہمارے پاس اس کا پرانا ایڈیشن ہے جسے یہ ایڈیشن دستیاب نہ ہو وہ ہماری نقل کردہ مذکورہ بالا عبارت کا عکس مولانا نثار احمد الحسینی صاحب کی کتاب "احمد سعید ملتانی، آغاز و انجام صفحہ ۱۱۵" پر دیکھ سکتا ہے۔ ہم اپنے دیوبندی رسالوں کے مدیر حضرات سے عرض کرتے ہیں کہ اپنے رسالوں میں "تعلیم القرآن" کے اس صفحہ کا عکس شائع کریں جہاں قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کا منصفانہ فیصلہ اور عقیدہ حیات کا اثبات موجود ہے۔

فائدہ:

اب ماہنامہ تعلیم القرآن کے اس شمارہ کی کسی نے پی ڈی ایف تیار کر دی ہے جس میں قاری محمد طیب رحمہ اللہ کا فیصلہ مذکورہ ہے۔ اس کی پی ڈی ایف واٹس ایپ کے مختلف گروپوں میں دیکھی گئی۔

(۴) تعلیم القرآن میں قاضی نور محمد صاحب اور مولانا غلام اللہ صاحب کی تحریر بھی موجود ہے:

"ہم اس کی پوری کوشش کریں گے کہ سید عنایت اللہ شاہ بخاری سے بھی اس تحریر (قاری محمد طیب رحمہ اللہ کے فیصلہ والی) پر دستخط کرائیں، جس پر ہم نے دستخط کئے، اگر ممدوح اس پر دستخط نہیں کریں گے تو ہم مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس تحریر کی حد تک ان سے براءت کا اعلان کر دیں گے، نیز اپنے جلسوں میں ان سے مسئلہ حیات پر تقریر نہ کرائیں گے اور اگر اس مسئلہ میں وہ کوئی مناظرہ وغیرہ کریں گے تو ہم اس بارے میں ان کو مدد نہ دیں گے"

(ماہ نامہ تعلیم القرآن:۲۲جون/ ۱۹۶۲ء، تجلیات صفدر جلد ۷)

مماتی حضرات عقیدہ حیات فی القبر کے اثبات کو قرآن کے خلاف کہتے ہیں۔ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ ایسے لوگوں سے مذکورہ بالا تحریر کے پیش نظر سوال کرتے ہیں کہ اگر عقیدہ حیات قرآن کے خلاف ہے تو اس پر دستخط کرنے والا (مولانا غلام خان صاحب) قرآن کا مخالف ہو گا یا شیخ القرآن؟ اسی طرح جس رسالہ میں یہ عقیدہ تحریر ہے اسے تعلیم القرآن کہنا درست ہے؟'

(خطباتِ صفدر:۳/ ۲۱۵)

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کی عقیدہ حیات کے حوالہ سے یہ خدمت ایک نمایاں قسم کی ہے۔ اہل اشاعت کا جدید طبقہ ان حوالہ جات سے پریشانی میں مبتلا ہے جیسا کہ بندیالوی صاحب نے اعتراف کیا ہے۔

تنبیہ:

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کی اس عقیدہ کے حوالہ سے مزید خدمات بھی ہیں، مثلاً منکرین حیات سے لاجواب سوالات کرکے انہیں ساکت کرنا وغیرہ مگر میرا یہ مضمون چوں کہ توقع سے دو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ طویل ہو گیا ہے لہذا اسی پر اکتفا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ ان کی تمام خدماتِ دینیہ کو قبول فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے، آمین

اطلاع:

یہ مضمون حضرت مولانا جمیل الرحمن عباسی دام ظلہ (مدیر دو مجلہ تسکین الصدور بہاول پور) کی فرمائش پر لکھا گیا ہے گویا اس کارِ خیر کا سبب وہی بنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا و آخرت کی بھلائیاں نصیب فرمائے، آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

مولانا مفتی رب نواز حفظہ اللہ، مدیر اعلی مجلہ الفتحیہ احمد پور شرقیہ

مناظرہ حیات الانبیاء علیہم السلام کا تقابلی مطالعہ

حضرت مولانا امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے یادگار مناظروں میں ایک وہ مناظرہ ہے جو اُنہوں نے مماتیوں کے قائد علامہ احمد سعید خان چتروڑ گڑھی سے کیا۔ اُوکاڑوی صاحب کا دعویٰ تھا:

”انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، قبر میں روح کا تعلق جسم کے ساتھ قائم ہے۔“

اس کے بالمقابل علامہ احمد سعید خان صاحب پہلے تو اپنا دعویٰ پیش کرنے سے انکاری رہے، لیکن دَوران مناظرہ انہوں نے کہا:

”کوئی نبی موت کے بعد اس دنیا والی قبر کے اندر حیات جسمانی کے ساتھ زندہ نہیں۔“

یہ مناظرہ ملک کے طول وعرض میں بہت مقبول ہوا، بلکہ اس کے کیسٹیں بیرون ممالک بھی پہنچیں، بندہ نے یہ مناظرہ کیسٹ کے ذریعہ سنا اور کتاب میں پڑھا، مناظرہ سننے اور پڑھنے کے بعد جو تاثرات ذہن میں نقش ہوئے ہیں انہیں کاغذ پر منتقل کر کے قارئین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

اُوکاڑوی دلائل کے امتیازات

☆... حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کے دلائل دعویٰ پر صریح تھے یعنی ان کا دعویٰ دلائل سے صراحۃً ثابت ہوتا تھا۔ ان کے دلائل میں ایک دلیل ذیل کی حدیثِ نبوی ہے:

”اَلْاَنْبِیَآءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ، انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں۔“

اس حدیث میں انبیاء کی تصریح ہے، قبر کا لفظ ہے اور زندہ ہونے کی صراحت ہے، بلکہ اس میں انبیاء علیہم السلام کی حیاتِ امتیازی کا پہلو بھی مذکور ہے کہ قبروں میں نماز پڑھا کرتے ہیں۔

اس کے بالمقابل خان صاحب کے مزعومہ دلائل صریح نہ تھے مثلاً:

”اللہ یتوفی الانفس حین موتھا ... ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لایستجیب لہ الی یوم القیامۃ ... لا تستجیبون لھم بشیٔ الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ ...“

ان تینوں آیات میں نہ نبی کا لفظ ہے، نہ قبر کی بات ہے، نہ قبروں میں انبیاء علیہم السلام کے مردہ ہونے کا ذِکر ہے اور نہ ہی خان صاحب ان آیات کا مَن پسند مطلب کسی مفسر کی زبانی بیان کر سکے۔

☆... اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ کے دلائل دعویٰ کے مطابق تھے مثلاً انہوں نے مسلم شریف سے حدیث پیش کی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی لَیْلَۃَ أُسْرِیَ بِیْ عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ وَھُوَ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ، میں معراج کی رات سرخ ٹیلے کے پاس موسیٰ کی قبر سے گزرا، وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

(مسلم:۲/۲۶۸)

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا نماز پڑھنا حیات کی دلیل ہے اور نماز پڑھنا چوں کہ قبر میں تھا اس لیے قبر کی حیات ثابت ہوئی۔

جب کہ خان صاحب کے دلائل دعویٰ کے مطابق نہ تھے مماتیوں کا دعویٰ قبروں میں ممات کا ہے، مگر خان صاحب دنیا والی موت پر حوالے پیش کرتے رہے مثلاً وحی منقطع ہو چکی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تریسٹھ سال ہے وغیرہ۔ حالاں کہ محل نزاع نہ دنیا کی موت ہے اور نہ ہی جنت کی زندگی۔ اختلاف تو قبر کی حیات یا ممات میں ہے۔

☆... حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے اپنے دعویٰ پر پہلی حدیث کا متواتر ہونا نقل کیا۔ مگر خان صاحب اپنی پیش کردہ روایات میں سے کسی روایت کا متواتر ہونا محدثین سے نقل نہیں کر سکے۔

☆... حضرت اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ نے ایک دلیل درج ذیل حدیث ذِکر کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ”جب کوئی مجھ پر سلام پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو متوجہ فرماتے ہیں، میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔“

پھر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سے اس حدیث کے راویوں کا ثقہ ہونا، علامہ مناوی، نووی، ابن کثیر، سخاوی، شبیر احمد عثمانی اور انور شاہ کشمیری بلکہ نواب صدیق حسن خان غیر مقلد کے حوالے سے اس حدیث کا صحیح ہونا نقل کیا ہے۔

راقم الحروف (رب نواز عفا اللہ عنہ) کہتا ہے کہ نواب صاحب کے علاوہ بھی بہت سے آلِ غیر مقلدیت اس حدیث کی صحت کو تسلیم کرتے ہیں مثلاً حافظ زبیر علی زئی نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔
(تخریج ریاض الصالحین، حدیث: ۱۴۰۲)

حافظ صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں:

''محدثین کے نزدیک رَدِروح والی حدیث حسن درجے کی یعنی قابل قبول ہے۔''

(شرح ریاض الصالحین: ۲/۳۱۵)

حاصل یہ کہ اوکاڑوی صاحب نے حدیث ذِکر کر کے اس کا صحیح ہونا محدثین سے نقل کیا لیکن خان صاحب اپنی پیش کردہ روایات میں سے کسی روایت کی صحت محدثین کے حوالوں سے ثابت نہ کر سکے، بلکہ بعض مقامات پر حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے سند کی صحت کا مطالبہ بھی کیا، مثلاً: ''اِنْقَطَعَ الْوَحْیُ، وحی منقطع ہو چکی''... قیامت سے پہلے چھ چیزوں کا ہونا ضروری ہے، سب سے پہلے میرا دنیا سے چلا جانا وغیرہ مگر مطالبہ کے باوجود صحیح سند پیش کرنے سے عاجز رہے بلکہ اکثر روایات کا مآخذ تک ذِکر نہیں کیا چہ جائیکہ ان کا صحیح ہونا محدثین سے ثابت کرتے۔

☆... حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے اپنے دعویٰ پر قرآن وحدیث پیش کرنے کے ساتھ ساتھ صاحب نظم المتناثر، علامہ سیوطی اور امام بیہقی رحمہم اللہ وغیرہ حضرات محدثین کے حوالے بھی ذِکر کئے مگر خان صاحب ایسا نہیں کر سکے شاید اس لیے کہ انہیں اپنا حامی مماتی محدث مل ہی نہیں سکا۔

اوکاڑوی گرفت اور چتروڑی بے بسیاں

☆... جناب علامہ احمد سعید خان صاحب کا یہ دعویٰ رہا ہے کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں مردہ ہیں، اَرواح کا جسموں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ بات ستر آیات اور اٹھارہ سو اَحادیث سے ثابت ہے... لیکن افسوس کہ وہ مناظرہ میں کوئی ایک صحیح دلیل پیش نہ کر سکے حتی کہ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے دورانِ مناظرہ انہیں متعدد بار للکارا بھی ہے کہ آپ ستر آیات اور اٹھارہ سو احادیث رکھنے کے مدعی ہیں، وہ کہاں ہیں؟ لاؤ۔ اگر ستر نہیں صرف ایک آیت پیش کر دو اور ایک حدیث ایسی پیش کریں جس کا یہ مضمون ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ، کھجور کے تنے اور کنکریوں کی طرح بے جان ہیں اور قبر میں پڑھا جانے والا درود و سلام نہیں سنتے، مگر برانگیختہ کرنے اور للکارنے کے باوجود ایک حدیث بھی پیش کرنے سے عاجز رہے۔

☆...خان صاحب نے اپنے مدعا پر ’’لَوْکَانَ مُوْسٰی حَیًّا... روایت پیش کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر (سیدنا) موسیٰ (علیہ السلام) زندہ ہوتے تو وہ بھی میری اتباع کرتے۔‘‘

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے خان صاحب سے مطالبہ کیا کہ اس روایت کی صحت ثابت کرو، مگر وہ اسے صحیح ثابت کرنے سے قاصر رہے۔

تنبیہ: کسی زمانے میں آلِ غیر مقلدیت اس روایت کو تقلید کی تردید میں پیش کیا کرتے تھے مگر دَور حاضر کے غیر مقلدوں نے اسے ضعیف تسلیم کر لیا ہے۔ (مقالات الحدیث صفحہ ۱۰۵)

حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد اِس روایت کے تحت لکھتے ہیں:

> ’’اس روایت کی سند کا مدار مجالد بن سعید بن عمیر الہمدانی الکوفی پر ہے۔ مجالد کے بارے میں حافظ ہیثمی نے کہا: وضعفه الجمهور، اور جمہور (محدثین) نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (مجمع الزوائد: ۴۱۶/۹) خلاصہ یہ کہ یہ روایت اپنے تمام شواہد کے ساتھ ضعیف ہی ہے۔‘‘
>
> (اضواء المصابیح: ۲۳۸/۱، حدیث: ۱۷۷)

☆...خان صاحب نے مؤطا مالک کے حوالے سے حدیث پیش کی: تركت فيكم الامرين اولهما كتاب الله، میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ان دو میں پہلی اللہ کی کتاب ہے۔

اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: ’’اولهما‘‘ کے الفاظ مؤطا مالک میں نہیں ہیں۔ خان صاحب نے کہا: ’’یہ الفاظ اس میں ہیں۔‘‘ اوکاڑوی صاحب نے مطالبہ کیا: کتاب پیش کرو، لیکن نہ وہ کتاب پیش کر سکے اور نہ وہ لفظ مؤطا مالک سے ثابت کر سکے۔

اوکاڑوی دلائل اور چتروڑی دفاع

مناظرہ میں ہر فریق اپنے دلائل پیش کرتا ہے اور مخالف دلائل کا جواب دیتا ہے، علامہ احمد سعید خان صاحب اپنے دعویٰ پر کوئی صحیح اور صریح دلیل دینے سے تو یقیناً عاجز رہے ہیں، مگر افسوس کہ وہ مولانا امین اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ کے دلائل کا کوئی صحیح جواب بھی نہیں دے سکے، بلکہ متعدد دلائل کا تو سرے سے جواب ہی نہیں دیا۔

(۱) حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے ایک دلیل ’’الانبياء احياء فى قبورهم يصلون، انبیاء اپنی قبروں میں

زندہ ہیں، نماز پڑھا کرتے ہیں۔ پیش کی ہے۔ خان صاحب نے اس کے جواب میں کہا قبر میں نماز پڑھنا" واعبد ربک حتی یاتیک الیقین، اپنے رب کی عبادت کرو یہاں تک موت آجائے" کے خلاف ہے کیوں کہ اس آیت میں موت تک عبادت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

مگر صحیح بات یہ ہے کہ آیت و حدیث میں کوئی تضاد نہیں، آیت میں تکلیفی عبادت کا ذِکر ہے جب کہ حدیث میں غیر تکلیفی عبادت کے طور پر نماز پڑھنے کا تذکرہ ہے۔ تفصیل آگے "نرالی تحقیق یا چتروڑی تحقیق" عنوان کے تحت آرہی ہے ان شاء اللہ۔

(۲) حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے مزید دلیل ذکر فرمائی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ (مسلم شریف)

خان صاحب نے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ کہہ کر ٹرخانے کی کوشش کی۔ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انہیں قبر میں نماز پڑھتے دیکھ لینا تو معجزہ ہے مگر ان کا نماز پڑھنا معجزہ نہیں بلکہ حیاتِ قبر کی دلیل ہے جیسے مکہ میں بیٹھے بیت المقدس کو دیکھ لینا معجزہ نبوی ہے، لیکن زمین پر بیت المقدس کا وجود معجزہ نہیں، وہ تو آپ کی ولادت سے پہلے ہی زمین پر تھا۔ خان صاحب جواب الجواب سے عاجز ہو کر رہ گئے۔

(۳) اوکاڑوی صاحب کے دلائل میں ایک دلیل درج ذیل حدیث ہے:

اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے جسموں کو کھائے، پس اللہ کا نبی زندہ ہے، اسے رزق دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

خان صاحب اس کا کوئی جواب نہیں دے سکے۔

بطور نمونہ ہم نے تین دلیلیں ذکر کر دی ہیں۔ مزید دلائل اصل مناظرہ میں پڑھ لیں۔ اس کے مطالعہ سے یہ بات کھل کر سامنے آجائے گی کہ خان صاحب نے بعض دلائل کا صحیح جواب نہیں دیا اور بعض کا بالکل ہی جواب نہیں دے پائے، نہ صحیح اور نہ غیر صحیح۔ البتہ یہ کہہ کر رعب ڈالنے کی کوشش کی کہ جب میں بولوں گا تو یہ سب حدیثیں بھاگ جائیں گی.... مگر وہ مناظرہ کے آخر تک انہیں بھگا نہیں سکے اور نہ ہی حدیثوں کو بھگانا کسی کے بس میں ہے۔

علامہ احمد سعید خان صاحب کا دوہرا معیار

مناظرہ سننے اور پڑھنے سے ایک چیز یہ بھی معلوم ہوئی کہ علامہ احمد سعید خان صاحب ''دہرا معیار'' کے حامی رہے ہیں، وقتاً فوقتاً ان کا معیارِ تحقیق بدلتا رہا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے حدیث پیش کی:

جب کوئی مسلمان مجھ پر سلام پڑھتا ہے تو اللہ میری روح کو رَد (متوجہ) فرما دیتے ہیں میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (مسند احمد)

خان صاحب نے اس کے جواب میں کہا:

''ایمان سے بتلائیں کہ اس میں کوئی قبر کا لفظ آیا ہے؟'' انتھی

عرض ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک چوں کہ قبر میں ہے تو رَدِ رُوح بھی قبر ہی میں ہوتا ہے۔ بہر حال خان صاحب کے نزدیک یہ حدیث دلیل بننے کی صلاحیت اس لیے نہیں رکھتی کہ اس میں صراحۃً قبر کا لفظ نہیں مگر حیرانی کی بات ہے کہ خود خان صاحب نے اپنے موقف پر بزعم خود جو دلائل دیئے ہیں ان میں سے کسی ایک میں بھی قبر کا لفظ نہیں ہے۔ اگر کسی کو ہماری اس بات سے اختلاف ہے تو مناظرہ سے قبر کی صراحت کے ساتھ پیش کی گئی خان صاحب کی دلیل نکال کر دکھائے۔

(۲) خان صاحب نے کہا:

''پہلے اپنے عقیدہ کو آیت سے جو نص قطعی الثبوت کے ساتھ قطعی الدلالت بھی پیش کرو'' انتھی

دوسروں سے ''قطعی الدلالت'' کا مطالبہ کیا مگر بزعم خود جو دلائل دیئے ان میں کوئی دلیل ایسی نہیں ذکر نہیں کی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر میں مردہ ہونے پر قطعی الدلالت ہو، نہ صرف یہ کہ قطعی الدلالت نہیں بلکہ ان سے اپنا مطلب زبردستی کشید کیا۔

(۳) خان صاحب اپنی کتاب ''دَمْدَمَۃُ الْجُنُوْدِ'' میں مخالف کے متعلق لکھتے ہیں:

''قرآنی آیات کو گھڑ نتو معنی پہنا کر من مانی تاویلیں کرتے ہیں اور تفسیر کرتے ہیں۔''

(دَمْدَمَۃُ الْجُنُوْدِ صفحہ ۱۸)

مگر خود خان صاحب کا اپنا طرز مناظرہ میں یہی رہا کہ قرآنی آیات کی من مانی تفسیر کی ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی تائید میں کسی مفسر کا حوالہ باوجود مطالبہ کے نہیں پیس کر سکے۔

(۴)خان صاحب نے ایک روایت کے متعلق لکھا:

''اس میں ایک راوی ابو معاویہ ضریر ہے وہ بھی خیر سے غالی شیعہ، جس کی نماز جنازہ پڑھنے سے بہت سارے محدثین نے انکار کر دیا تھا... اعمش بھی تدلیس کا مریض ہے۔''(دَمْدَمَۃُ الْجُنُوْدِ صفحہ ۳۹)

دوسری طرف مناظرہ میں روایت پیش کی، سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فیصلہ کتاب اللہ سے کرو، اگر مسئلہ اس میں نہ ہو تو حدیث کی طرف آؤ۔(مفہوم)

حالاں کہ اس روایت کی سند میں یہی دونوں ابو معاویہ ضریر اور اعمش موجود ہیں جن کی بنیاد پر وہ مخالف کی دلیل کو ''دَمْدَمَۃُ الْجُنُوْدِ''میں رَد کر چکے ہیں۔ اوکاڑوی صاحب نے مناظرہ میں ان کا تضاد اور دوہرا معیار ذِکر کیا مگر خان صاحب اس کا کوئی جواب نہیں دے سکے۔

نرالی تحقیق یا چتروڑی تحقیق؟

علامہ احمد سعید خان صاحب کی تحقیقات کو ان کے بہت سے معتقدین نرالی اور معیاری سمجھتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے جو محمد الفضاد مماتی صاحب نے بیان کی ہے وہ خان صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:

> ''مولانا اشاعۃ التوحید والسنۃ پاکستان کے نامور مبلغ اور مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔ لیکن بد نصیبی سے روزِ اول سے ہی پوری جماعت کا موضوع بن گئے، کہیں ان کی اخلاق سے گری گفتگو کی شکایت زیرِ لب ہوتی اور کہیں مجلس مقنّنہ کے فیصلوں کی خلاف ورزی، کہیں اُن کی نئی نئی تحقیقات کا تذکرہ ہوتا۔''
>
> (خس کم، جہاں پاک صفحہ ۹ مطبوعہ اشاعۃ التوحید والسنۃ لالہ موسیٰ)

خان صاحب نے مناظرہ میں بھی نئی نئی تحقیقات کا مظاہرہ فرمایا ہے، چند تحقیقات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)اوکاڑوی صاحب نے ایک حدیث کا متواتر ہونا علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی زبانی نقل کیا تو خان صاحب نے کہا:

''سیوطی ناقل ہے، نقاد نہیں۔''

حالاں کہ اصولِ حدیث اور فن رجال سے واقف حضرات جانتے ہیں کہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ کا شمار نقاد

محدثین میں ہوتا ہے انہوں نے نقد ر جرح وتعدیل میں طبقات الحفاظ، ذیل طبقات الحفاظ کتابیں تصنیف کی ہیں۔
(۲)عبادت کی دو قسمیں ہیں۔(الف) تکلیفی: جنہیں بندوں پر لازم کیا گیا جیسے نماز روزہ وغیرہ۔(ب) غیر تکلیفی: اور یہ وہ عبادات ہیں جن کے کرنے کا انسان کو مکلف نہیں بنایا گیا جیسے جنتی لوگوں کا جنت میں اللہ کی حمد وثناء کرنا ہوگا۔وقالو ا الحمد لله الذى اذهب عنا الحزن ،وہ کہیں گے تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہم سے غم کو دور کر دیا۔(سورۃ فاطر، آیت:۳۴)

اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: انبیاء کرام کا قبروں میں نماز پڑھنا عبادت غیر تکلیفی کی قبیل سے ہے اور جو"واعبد ربک حتی یاتیک الیقین "میں جو موت تک عبادت کا حکم ہے وہ دنیا والی تکلیفی عبادت کا ذِکر ہے،انبیاء علیہم السلام کی تکلیفی عبادت تو ان کی موت پر ختم ہو گئی، البتہ قبروں میں نماز پرھنا غیر تکلیفی موت کے بعد ہے۔

خان صاحب نے اس کے جواب میں کہا:

"باقی عبادت تکلیفی اور عبادت تلذوذیہ (محض لذت والی، غیر تکلیفی) ان کی گھڑی ہوئی باتیں ہیں، اسلام میں ایسی کوئی تقسیم نہیں ہے۔" انتھی

خان صاحب اگر ایسی تقسیم کے قائل نہیں ہیں تو ہمارا سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موت تک عبادت کا حکم دیا ہے مگر جنتی حضرات جنت میں جو اللہ کی حمد وثناء کریں گے ، کیا وہ عبادت موت کے بعد کی نہیں ؟اگر جنت والی عبادت "واعبد ربک حتی یاتیک الیقین "کے خلاف نہیں تو قبر میں انبیاء کرام کا نماز پڑھنا بھی خلاف نہیں۔

(۳)سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے قبر میں نماز پڑھنے والی حدیث کا جواب دیتے ہوئے خان صاحب نے کہا:

"ثابت تو کرنا ہے کہ حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں، یہ (اوکاڑوی صاحب)ثابت کر رہے ہیں، نماز پڑھنا" انتھی

خان صاحب! کیا نماز پڑھنا زندگی کی دلیل نہیں؟ کیا یہ مُردوں کا عمل ہے؟ کیا آپ کے نزدیک مردے نماز پڑھا کرتے ہیں!!؟

(۴)خان صاحب نے یہ بھی کہا کہ اگر قبر میں نماز پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور یہ حیات کی دلیل بنی تو

آپ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ دیگر انبیاء کو تو نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا وہ تو قبروں میں مردہ ہوئے۔"
انتھی

اہل علم جانتے ہیں کہ یہ انتہائی بے جان سی بات ہے، دیگر انبیاء علیہ السلام کے قبروں میں نماز پڑھنے کی اس میں نفی نہیں ہے، جب کہ دوسری جگہ صراحتاً حدیث میں آیا ہے کہ انبیاء کرام قبروں میں نماز پڑھا کرتے ہیں۔ اُوکاڑوی صاحب نے یہ جواب دے کر ان کے قیاس باطل رہبدی تحقیق کو رَد کر دیا تھا، جس کا خان صاحب سے کوئی جواب نہیں بن پایا تھا۔

حرفِ آخر

اب رہی یہ بات کہ مناظرہ میں کون جیتا، کون ہارا؟ یہ تو ہر شخص مناظرہ سن یا پڑھ کر جان سکتا ہے۔ ہم اپنی طرف سے کوئی فیصلہ نہیں سناتے، البتہ خان صاحب کا اعتراف نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں اُنہوں نے دَوران مناظرہ متعدد بار اُوکاڑوی صاحب سے مخاطب ہو کر کہا:

"آپ تو روایت کے بعد روایت اور حدیث کے بعد حدیث پڑھتے جا رہے ہیں۔"

مولانا الیاس علی شاہ صاحب حفظہ اللہ

سماع صلوٰۃ وسلام عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد!

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم اپنی قبور میں زندہ ہیں خصوصا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ وممتاز حیات حاصل ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عند القبر درود وسلام سنتے ہیں اور دور سے فرشتے پہنچاتے ہیں اس سلسلے میں ایک روایت کی تحقیق کے متعلق مختصر تحریر کو ترتیب دی ہے اللہ مقبول فرمائیں آمین یارب العالمین!

جلاء الأفهام لابن قيم

وَقَالَ أَبُو الشَّيْخِ في «كتاب الصَّلَاة على النَّبِي صلى الله عليه وسلم: حَدثنَا عبد الرَّحْمَن بن أَحْمد الْأَعْرَج: حَدثنَا الْحسن بن الصَّباح: حَدثنَا أَبُو مُعَاوِيَة: حَدثنَا الْأَعْمَش عَن أَبي صَالح عَن أَبي هُرَيْرَة رَضِي الله عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى على عِنْد قَبْرِي سمعته، وَمن صلى عَليّ من بعيد أعلمته. وَهَذَا الحَدِيث غَرِيب جدا. (الباب الأول: ماجاء في الصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم)

حدیث: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے تو میں اسے خود سنتا ہوں، اور جو شخص مجھ پر دور سے درود پڑھتا ہے تو وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

1۔۔۔ امام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "فتح الباری" میں حضرت ابو الشیخ رحمہ اللہ کی روایت کردہ اس حدیث کی سند کو جید قرار دیا ہے۔

أَخْرَجَهُ أَبُو الشَّيْخِ فِي «كِتَابِ الثَّوَابِ» بِسَنَدٍ جَيِّدٍ بِلَفْظِ: مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا بُلِّغْتُهُ. (6/488)

2۔۔۔ حضرت علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ نے "القول البدیع" میں حضرت ابو الشیخ رحمہ اللہ کی روایت

کردہ اس حدیث کی سند کو جید قرار دیا ہے

وعنه أيضا -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من صلى علي عند قبري سمعته، ومن صلى علي من بعيد أعلمته»، أخرجه أبو الشيخ في «الثواب» له من طريق أبي معاوية عن الأعمش عن أبي صالح عنه، ومن طريقه الديلمي، وقال ابن القيم: إنه غريب، قلت: وسنده جيد كما أفاده شيخنا. (الباب الرابع: فى تبليغه صلى الله عليه وسلم سلام من يسلم عليه)

3۔۔۔ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ نے "مرقاۃ المفاتیح" میں حضرت ابو الشیخ رحمہ اللہ کی روایت کردہ اس حدیث کی سند کو جیّد قرار دیا ہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم :وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ) قَالَ مِيرَكُ نَقْلًا عَنِ الشَّيْخِ: وَرَوَاهُ أَبُو الشَّيْخِ، وَابْنُ حِبَّانَ فِي كِتَابِ ثَوَابِ الْأَعْمَالِ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ. (3/18)

4۔۔۔ حضرت علامہ عبد الرؤف مناوی رحمہ اللہ نے "التيسير بشرح الجامع الصغير" میں امام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے حوالے سے اس کی سند کو جید قرار دیا ہے۔

من صلى علي عند قبري سمعته، ومن صلي علي نائيا) أي بعيدا عني (أبلغته) أي أخبرت به على لسان بعض الملائكة؛ لان لروحه تعلقا بمقر بدنه الشريف وحرام على الارض أن تأكل أجساد الانبياء فحاله كحال النائم. (هب عن أبي هريرة) قال ابن حجر: إسناده جيد.(حرف الميم)

5۔۔۔ علامہ علی بن محمد کنانی رحمہ اللہ نے بھی "تنزیہ الشریعۃ" میں حضرت ابو الشیخ رحمہ اللہ کی روایت کردہ اس حدیث کی سند کو جیّد قرار دیا ہے:

تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة

حَدِيثُ «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا وَكَّلَ اللَّهُ بِهَا مَلَكًا يُبَلِّغُنِي، وَكُفِيَ أَمْرَ دُنْيَاهُ وَآخِرَتِهِ، وَكُنْتُ لَهُ شَهِيدًا أَوْ شَفِيعًا» (خط) مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَا يَصح، فِيهِ مُحَمَّد بن مَرْوَان وَهُوَ السّديّ الصَّغِير، وَقَالَ الْعقيلِيّ: لَا أصل لهَذَا الحَدِيث. (تعقب) بِأَن الْبَيْهَقِيّ أخرجه فِي «الشّعب» من هَذَا الطَّرِيق، وتابع السّديّ عَن الْأَعْمَش فِيهِ أَبُو مُعَاوِيَة، أخرجه أَبُو الشَّيْخ فِي الثَّوَاب. (قلت:) وَسَنَده جيد كَمَا نَقله السخاوي عَن شَيْخه الْحَافِظ ابْن حجر وَالله أعلم. وَله شَوَاهِد من حَدِيث ابْن مَسْعُود وَابْن عَبَّاس وَأبي هُرَيْرَة، أخرجهَا الْبَيْهَقِيّ، وَمن حَدِيث أبي بكر الصّديق أخرجه الديلمي. وَمن حَدِيث عمار أخرجه الْعقيلِيّ من طَرِيق عَليّ بن قَاسم الْكِنْدِيّ. وَقَالَ: عَليّ بن الْقَاسِم شيعي فِيهِ نظر، لَا يُتَابع على حَدِيثه انْتهى. وَفِي «لِسَان الْمِيزَان»: أَن ابْن حبَان ذكر عَليّ بن الْقَاسِم فِي الثِّقَات، وَقد تَابعه عبد الرَّحْمَن بن صَالح وَقبيصَة بن عقبَة. أخرجهُمَا الطَّبَرَانِيّ.

(كتاب المناقب والمثالب بَاب فِيمَا يتَعَلَّق بالنبي صلى الله عليه وسلم) تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة: الْفَصْل الثَّانِي

حاصل یہ کہ امت کے متعدد حضرات محدثین نے حضرت ابو الشیخ کی سند کو جیّد قرار دیا ہے۔

سند کے راویوں کی تحقیق

1۔۔۔حافظ ابو الشیخ روایت حدیث میں قابل اعتماد راوی ہے۔

علامہ ذہبیؒ ان کو حافظ اصبہان، مسند زمان، الامام لکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کثرت علم اور وافر حافظہ کے ساتھ نیک اور دیندار بھی تھے اور محدث ابن مردویہؒ کہتے ہیں کہ وہ ثقہ اور مامون تھے علامہ خطیب ان کو حافظ ثبت اور متقن کہتے ہیں حافظ ابو نعیمؒ ان کو احد الاعلام اور ثقہ کہتے ہیں (تذکرۃ الحفاظ ص 3 ص 148، 147)

حافظ ابن قیمؒ ان کو الحافظ لکھتے ہیں (اجتماع الجیوش الاسلامیۃ ص 95)

علامہ ابن حجر ان کو الحافظ اور ثقہ لکھتے ہیں (لسان المیزان ج 6 ص 395)

ابو الشیخ اگرچہ مثالب امام اعظم ابی حنیفہ کی چند روایات کا راوی ضرور ہے مگر کسی محدث یا حنفی محقق نے ان روایات کے وضع کا الزام اس پر نہیں لگایا۔۔ جیسے اشاعتی لوگ دھوکہ دیں رہے ہیں۔ موضوع روایات کا راوی ہونا

تو امام احمد بن حنبل اور ابن ماجہ بھی ہیں۔۔

یاد رہے دو ثقہ حفاظ ابن قیمؒ اور امام سیوطیؒ اسے ابو الشیخ کی کتاب سے باسند نقل کر رہے ہیں تو یہ حجت ہے کتاب کے مفقود ہونے سے اس کے حجت ہونے پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

2۔۔۔عبد الرحمن بن احمد الاعرج

ابو الشیخ الاصبہانیؒ نے "طبقات الاصبہانیین" میں اپنے دو شیوخ جو آپس میں بھائی ہیں کا ترجمہ نقل کیا ہے عبد الرحمٰن بن احمد اعرج اور اس کے بھائی محمد بن احمد کا پہلے عبد الرحمن کا ترجمہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

طبقات المحدثين بأصبهان والواردين عليها (3/ 541-542)

486۔۔۔عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَحْمَدَ الزُّهْرِيُّ، يُكْنَى أَبَا صَالِحٍ الْأَعْرَجَ، تُوُفِّيَ سَنَةَ ثَلَاثِمِائَةٍ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَحْمَدَ، قال: حدثنا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، قال: حدثنا حَمَّادُ بْنُ يَزِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّرَّاجِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْقَزَعِ» .

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَحْمَدَ، قال: حدثنا أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ زِيَادٍ الْأَزْدِيُّ الزَّعْفَرَانِيُّ بِهَمْدَانَ، قال: حدثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ قُتَيْبَةَ، قال: حدثنا قَيْسٌ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ ذَرِيحٍ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَكْرَهُوا الْفِتْنَةَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ، فَإِنَّهَا تُبِيِّنُ الْمُنَافِقِينَ» .

اس کے بعد اس کے بھائی کا ترجمہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

487۔۔۔أَخُوهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَزِيدَ الزُّهْرِيُّ، لَمْ يَكُنْ بِالْقَوِيِّ فِي حَدِيثِهِ، كَثِيرُ الْحَدِيث

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَزِيدَ، قال: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَزِيدَ، قال: حدثنا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ وَائِلِ بْنِ دَاوُدَ، عَنِ ابْنِهِ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَمَ عَلَى صَفِيَّةَ بِسَوِيقٍ وَتَمْرٍ» .

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ، عَنْ إِسْمَاعِيلُ، قال: حدثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ سُورَةٌ.

عبد الرحمن بن احمد الاعرج کو مجھول الحال قرار دینا درست نہیں کیونکہ ابو الشیخ نے اس پر مطلق سکوت اختیار نہیں کیا۔ جیسے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ابو الشیخ نے دونوں بھائی کا ترجمہ ایک ساتھ ذکر کیا تو محمد میں کلام کیا

اور فرمایا:إنه لم يكن بالقوي في الحديث... اور عبد الرحمن سے سکوت اختیار کیا کیونکہ اس پر کوئی جرح نہیں جانتا اگر جانتا تو ضرور ذکر کرتا کیونکہ دونوں آپ کے مشائخ میں سے ہیں پس آپ کا شیخ عبد الرحمن سے سکوت کرنا باوجود اس کے کہ اس کے بھائی پر کلام کیا جبکہ دونوں آپ کے شیوخ بھی ہیں دلیل ہے کہ عبد الرحمن ان کے ہاں معتمد ہے اس لئے تو حافظ ابن حجر نے عبد الرحمن الاعرج کے اسناد کو جید کہا اور یہی درست ہے۔

3۔-الحسن بن الصباح

الإمام الحافظ الحجة ، شيخ الإسلام(سير أعلام النبلاء ج12،ص193)

جلاء الافہام جو شعیب الارناووط اور عبد القادر الارناووط کی تحقیق سے مطبوع ہے اس میں اس روایت کا راوی الحسن بن الصباح ہی ہے اور یہی درست ہے۔علامہ امام سیوطی نے بھی الآلئ المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة میں ابو الشیخ کی سند میں الحسن بن الصباح ہی نقل کیا ہے۔

حدثنا عبد الرحمن بن احمدالاعرج حدثنا الحسن بن الصباح حدثنا ابو معاوية عن الاعمش به(ج1ص283)

اشاعتی محقق علامہ نیلوی صاحب نے بھی راوی کا نام الحسن بن الصباح ہی ذکر کیا ہے۔ندائے الحق ج2ص 83

اشاعتی مولف آئینہ تسکین نے بھی یہی نام ذکر کیا(ص 123)۔

ہاں کشف الستر میں اشاعتی مصنف نے اس کا نام بلا تحقیق الحسین بن الصباح بنادیا(صفحہ 39،38،15)۔

یادرہے الحسن بن الصباح بخاری شریف کا راوی ہے۔ مگر اشاعتی بلا تحقیق اسے الحسین بن الصباح بنا کر دھوکہ دے رہے ہیں۔

آگے بخاری کی سند ہے۔ابو معاوية عن الاعمش عن ابی الصالح عن ابی هريرة بخاری کی سند ہے(ج2ص735)

4۔-۔ابو معاویہ الضریر، محمد بن خازم التیمی السعدی الکوفی

آپ 195ھ کو فوت ہوئے۔ آپ کی توثیق درج ذیل ائمہ نے کی ہے

یعقوب بن شیبہ:

”وکان من الثقات“(تاریخ بغداد:5/249)

ابن سعد:

"وكان ثقة كثير الحديث"(طبقات ابن سعد:6/392)

عجلی:

"ثقة"(تاریخ الثقات:1450، دوسرا نسخہ:1589)

ابن حبان

ذکرہ ابن حبان فی الثقات و قال:"وكان حافظًا متقنًا"(7/441)

ذہبی:

"الإمام الحافظ الحجة ... أحد الأعلام"(سیر اعلام النبلاء:9/73)

ابن حجر عسقلانی:

"ثقة أحفظ الناس لحديث الأعمش"(تقریب التہذیب:5841)

ابو معاویہ کے متعلق امام حاکم نے فرمایا:

"أبا معاوية أحفظ أصحاب الأعمش"

"ابو معاویہ اعمش کے سب سے احفظ اصحاب میں سے ہیں"(مستدرک علی الصحیحین:1/501)

نوٹ:ابو معاویہ الضریر(م295ھ) کو حافظ ابن حجر نے دوسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

(طبقات المدلسین ص73)

اور دوسرے طبقہ کی تدلیس موجب جرح نہیں ہے۔

4۔ابو محمد سلیمان بن مہران الاعمش الاسدی الکاہلی الکوفی رحمہ اللہ

آپ148ھ کو فوت ہوئے۔آپ کی توثیق درج ذیل ائمہ نے کی ہے:

احمد بن حنبل رحمہ اللہ:

الأعمش أحب إلي وهو صحيح الحديث، وهو محدث

(مسائل الامام احمد برواية ابن ہانی: 2/ 216 رقم: 217)

عاصم بن بهدلة ثقة رجل صالح خير ثقة والأعمش أحفظ منه وكان

شعبة يختار الأعمش على فى تثبيت الحديث

الجرح والتعديل: 341/6، العلل ومعرفة الرجال: 230))

یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ:

"هو علامة الإسلام"(تاریخ بغداد:9/8)

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ:

"ثقة"(الجرح والتعدیل:4/146)

ابو حاتم رازی رحمہ اللہ:

"ثقة يحتج بحديثه"(الجرح والتعدیل:4/146)

عجلی رحمہ اللہ:

"ثقة"(تاریخ الثقات:619)

6:ابن حبان رحمہ اللہ:

ذكره ابن حبان فى الثقات(4/302)

ذہبی رحمہ اللہ:

"الإمام شيخ الإسلام، شيخ المقرئين والمحدثين"(سیر اعلام النبلاء:6/226)

"أحد الائمة الثقات"(میزان الاعتدال:2/224)

ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ:

"ثقة حافظ ... ورع"(تقریب التہذیب:2615)

"أحد الأعلام الحفاظ"(لسان المیزان:8/378رقم:12846)

نوٹ:۔ امام اعمش اگر اپنے درج ذیل تین اساتذہ سے روایت کریں تو ان کی روایت سماع پر محمول ہوتی ہے۔

1۔۔ ابو صالح السمان

2۔۔ ابو وائل شقیق

3۔۔ ابراہیم بن یزید النخعی

چنانچہ امام ذہبی فرماتے ہیں:

قلت: وهو يدلس، وربما دلس عن ضعيف، ولا يدرى به، فمتى قال حدثنا فلا كلام، ومتى قال " عن " تطرق إلى احتمال التدليس إلا في شيوخ له أكثر عنهم: كإبراهيم،]وأبي[وائل، وأبي صالح السمان، فإن روايته عن هذا الصنف محمولة على الاتصال

میں کہتا ہوں کہ اعمش تدلیس کیا کرتے تھے اور بعض اوقات آپ ضعیف راوی سے بھی تدلیس کیا کرتے تھے اور انہیں اس کا علم نہیں ہوتا لہٰذا جب آپ حدثنا کہیں تو اس کی روایت کے حجت ہونے میں کوئی کلام نہیں اور جب آپ "عن" کہیں تو اس میں تدلیس کا احتمال آجاتا ہے سوائے ان شیوخ میں جن سے آپ نے کثرت سے روایات لی ہیں مثلا ابراہیم (النخعی)، ابی وائل (شقیق بن سلمہ)، اور ابو صالح السمان، کیونکہ ان کی روایت اس صنف سے اتصال پر محمول ہوتی ہے۔

(میزان الاعتدال:2/224)

امام ذہبی اس فن کے امام اور صاحب استقراء التام ہیں، ان کی یہ تخصیص ان کے استقراء و تحقیق پر مبنی ہے لہٰذا ان کی یہ بات حجت ہے۔ اور مذکورہ روایت بھی اعمش کا ابو الصالح سے ہے۔

5۔۔۔ابو صالح ذکوان السمان الذیات رحمہ اللہ

آپ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مشہور شاگردوں میں سے ہیں اور امام اعمش وغیرہ کے استاد ہیں۔ آپ 101ھ کو فوت ہوئے۔

آپ کی توثیق درج ذیل ائمہ نے کی ہے:

احمد بن حنبل رحمہ اللہ:

"هو أوثقهم۔ قالوا: ثقة ثقة"(العلل ومعرفة الرجال:4723)،(الجرح والتعديل:3/451)

یحیٰ بن معین:

"ثقة"(تاریخ دارمی عن ابن معین:956)

ابو زرعہ رازی:

"ثقة مستقيم الحديث"(الجرح والتعدیل:3/451)

ابو حاتم رازی:

"صالح الحديث يحتج بحديثه"(الجرح والتعدیل:3/451)

ابن سعد:

"كان ثقة كثير الحديث"(طبقات ابن سعد:5/301)

عجلی:

"ثقة"(تاریخ الثقات:404،دوسرا نسخہ:433)

ابن حبان

ذكره ابن حبان فى الثقات (4/221،222)،

ذہبی:

"القدوة الحافظ الحجة"(سیر اعلام النبلاء:5/36

ابن حجر عسقلانی:

"ثقةثبت"(تقریب التہذیب:1841)

غریب حدیث

ایک ہے فن غریب الحدیث اور ایک ہے کسی حدیث کا غریب ہونا اول کا تعلق متن سے ہے یعنی متن میں ایسے الفاظ کا ہونا جو نہایت مشکل اور فہم سے بعید ہوتے ہیں کیونکہ وہ قلیل الاستعمال ہوتے ہیں۔امام ابن الصلاح معرفت غریب الحدیث کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وهو عبارة عما وقع فى متون الاحاديث من االالفاظ الغامضة البعيدة من الفهم---

(مقدمة ابن الصلاح ص245ا،النوع32)

ترجمہ:۔غریب الحدیث وہ فن ہے جس میں متون احادیث میں ایسے الفاظ سے بحث کی جاتی ہے جو نہات مشکل اور فہم سے بعید ہوتے ہیں۔

مذ کورہ حدیث اس معنی غریب نہیں۔

دوم یعنی کسی حدیث کا غریب ہونا اس کا تعلق سند سے ہے یعنی کسی سند میں راوی کا متفرد ہونا۔ امام ابن الصلاح اسی کے متعلق فرماتے ہیں:

ثم الغريب ينقسم الى صحيح كاالافراد المخرجة فى الصحيح والى غير الصحيح وذلک والغالب على الغرائب۔

(مقدمة ص244)

ترجمہ:۔ پھر غریب کی دو قسمیں ہیں ایک صحیح جیسے ان متفرد راویوں کی حدیثیں جن کی صحیح میں تخریج کی گئی ہے اور دوسری غیر صحیح اور غرائب پر یہی حال غالب ہے۔

معلوم ہوا کہ غرابت صحت کے منافی نہیں۔ بخاری کی پہلی حدیث انما الاعمال بالنیات غریب ہے فان اسناده متصف بالغرابة (مقدمۃ ابن الصلاح245) تو کیا اس کا مطلب ہو گا کہ یہ ضعیف ہے؟

حدیث کی مضمون کی تحقیق

اس حدیث کے مضمون پر اہل سنت والجماعت کا اجماع واتفاق رہا ہے مماتیت کے ظہور سے پہلے سب علماء احناف حنابلہ مالکیہ شافعیہ، اہل ظواہر اور علماء نجد سماع عند القبر النبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر متفق رہے ہیں۔ سماع الانبیاء علیہم السلام عند القبور اہل سنت کا اجماعی مسئلہ ہے۔ اور عام سماع الاموات مختلف فیہ ہے

مسلک علمائے دیوبند

اکابر دیوبند کی تحقیقات کے مطابق سماع صلوٰۃ وسلام پر علمائے اہل سنت کا اتفاق رہا ہے۔

قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں:

"انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سماع میں کسی کا اختلاف نہیں"

(فتاویٰ رشیدیہ ج1 ص100)

حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں:

"روضہ مبارک پر جو درود شریف پڑھا جاتا ہے وہ بالاتفاق بلا واسطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سنتے اور جواب دیتے ہیں"

(امداد الفتاویٰ ج5 ص110)

مسئلہ اجماعی ہونے پر چند قرائن و دلائل

1۔۔۔ مولانا سرفراز خان صفدر کا چیلنج:

1374ھ تک کسی سنی عالم سے اس کا انکار منقول نہیں اور یہ اجماع امت کا واضح قرینہ ہے۔ چنانچہ مولانا سرفراز صفدرؒ منکرین کو چیلنج دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"بلا خوف تردید یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ تقریباً 1374ھ تک اہل السنۃ والجماعۃ کا کوئی فرد کسی فقہی مسلک سے وابستہ دنیا کے کسی خطہ میں اس کا قائل نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کی روح مبارک کا جسد اطہر سے قبر شریف میں کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عند القبر صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے کسی اسلامی کتاب میں عام اس سے کہ وہ کتاب حدیث و تفسیر کی ہو یا شرح حدیث اور فقہ کی۔ علم کلام کی ہو یا علم تصوف و سلوک کی۔ سیرت کی ہو یا تاریخ کی کہیں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر نہیں کہ آپ کہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کا جسم اطہر سے کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور آپ عند القبر صلوۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے"

(تسکین الصدور ص244)

اس چیلنج کے جواب میں شہاب الدین خالدی نے چند عبارات کا خود ساختہ مفہوم لیکر اپنے حواریوں خوش کرنے کی کوشش کی ہے مگر ان سے صراحت کیساتھ کوئی عبارت نہیں دکھا سکے بلکہ ان کی صریح عبارتوں میں سماع کی تصریح ہے۔

2۔۔۔ اہل السنۃ والجماعۃ کی چار مستند فقہی کتابوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کے سلسلے میں نماز سے باہر دور دراز سے خطاب کے صیغے استعمال کرنے کی ترغیب نہیں دی گئی لیکن جب یہ حضرات روضہ اقدس پر حاضری کے آداب بیان کرتے ہیں تو وہاں پر سب ہی حضرات خطاب کے صیغے (السلام علیک یا رسول اللہ وغیرھا) لکھنے لگتے ہیں۔ ملاحظہ ہو مغنی ابن قدامہ ج3 ص558، فتح القدیر لابن ہمام ج3 ص95، نو الایضاح مع مراقی الفلاح و حاشیہ طحطاوی ص206، فتاوی عالمگیریہ ج۔۔۔ ص265)

ایسے ہی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب سفر سے تشریف لاتے تو روضہ اطہر کے پاس سلام اس طرح کرتے

"السلام علیک یا رسول اللہ ۔ السلام علیک یا ابا بکر ، السلام علیک یا ابتاہ..."

(مصنف ابن عبد الرزاق ج 3 ص 576، ابن ابی شیبہ ج4، ص 138 السنن الکبریٰ للبیہقی، الصارم المنکی ص 116)(قاعدہ جلیلہ ص 137،56))

3۔۔۔ایسے ہی فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک سلام پہچانے کا کہا ہو تو صلاۃ وسلام پیش کرنے بعد اس کا سلام اس کا نام بارگاہ رسالت میں پیش کرے۔(وفاء الوفاء ج2 ص 423، فتح القدیر ج 3 ص 95) فتاوی عالم گیریہ ج1 ص 226،225، نور الایضاح مع مراقی الفلاح وحاشیہ طحطاوی ص 407)

اسی طرح یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ بھی مدینہ منورہ جانے والوں کے ذریعے بارگاہ رسالت میں سلام بھجوایا کرتے تھے اور اس مقصد کے لئے ڈاک بھی بھیجا کرتے تھے۔(شفاء قاضی عیاض مع نسیم الریاض وشرح ملا علی قاریؒ ج3 ص16)

یہ سب باتیں بلا نکیر فقہاء اپنی کتابوں میں لکھتے آرہے ہیں گویا سب حضرات سماع عند القبر النبوی کے قائل ہیں اور صلوۃ وسلام پیش کرنے اور بھیجنے میں دور ونزدیک کا فرق ملحوظ رکھتے ہیں

4۔۔۔۔استشفاع عند القبر النبوی

اجماع اہل سنت پر سب سے واضح قرینہ یہ بھی ہے کہ جمہور فقہاء ومحدثین استشفاع عند القبر کو جائز سمجھتے ہیں۔ جس کا اصل سلف صالحین کی تقریر سے ثابت ہے جو حضرت مالک الدار کے سند سے مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہے۔ اور استشفاع عند القبر النبوی متفرع ہے سماع پر لہذا ان حضرات کے ہاں سماع عند القبر النبوی بے غبار ثابت ہے۔

5۔۔۔۔منکرین استشفاع بھی سماع کے قائل ہیں۔

حافظ ابن تیمیہ جو استشفاع کا منکر ہے اور جو اس مسلک میں آپ کے ہمنوا ہیں وہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عند القبر سماع کے قائل ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

”ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض ان تاکل لحوم الانبیاء فاخبر انہ یسمع الصلوۃ والسلام من القریب وانہ یبلغ ذلک من البعید “

(مناسک الحج ص84 طبع دہلی)

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کا گوشت کھائے پس آپ نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قریب سے سنتے ہیں اور دور سے آپ کو پہنچایا جاتا ہے۔

آپ ہی فرماتے ہیں:

" فھو یرد السلام علی من یسلم علیه عند قبره ویبلغ سلام من سلم علیہ من البعد"

(مجموعۃ الفتاوی ج14 جزء27 ص14)

ترجمہ:۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود سلام کا جواب عنایت فرماتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر کے پاس سلام کریں اور سلام پہنچایا جاتا ہے اس کا جو دور سے سلام کریں۔۔

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

"وروح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الرفیق اعلیٰ علیین وترد الی القبر ویرد اللہ سبحنه الی القبر فترد السلام علی من سلم علیہ وتسمع کلامه "

(کتاب الروح 305)

ترجمہ:۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک ہمیشہ رفیق اعلیٰ میں رہتی ہے اور اللہ تعالی اس کو لوٹاتے ہیں قبر میں پس وہ سلام کرنے والے کے سلام کا جواب دیتی ہے اور اس کا کلام سنتی ہے۔"

علامہ ابن عبد الہادیؒ جو اس حدیث کے سند پر خوب جرح کرتے ہیں لیکن فرماتے ہیں:

فاما ذلک الحدیث وان کان معناه صحیا فاسناده لایحتج بہ وانما یثبت

معناه بالاحاديث اخر (الصارم المنكى ص131)

ترجمہ:۔ بہر حال یہ حدیث اگرچہ اس کا معنی صحیح ہے لیکن اس کی سند قابل احتجاج نہیں ہے البتہ اس کا معنٰی دوسری احادیث کی روشنی میں ثابت ہے۔

نیز آپ ہی فرماتے ہیں:

" وهو يسمع السلام من القبر وتبلغه الملائكة الصلوة والسلام من البعد"

(الصارم المنکی ص282)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک سے سلام سنتے ہیں اور دور سے فرشتے پہنچاتے ہیں۔

علامہ آلوسیؒ نے (روح المعانی ج22، ص38) پر "رد السلام المسموع" سنے ہوئے سلام کا جواب لوٹانا۔۔ کی تصریح کی ہے۔

قاضی شوکانی فرماتے ہیں:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حى بعد وفاته وانه يسر بطاعات امته وان الانبياء لا يبلون مع ان مطلق الادراک کا علم والسماع ثابت لسائر الموتى۔(نيل الاوطار ج3 ص 264)

ترجمہ:۔ بے شک محققین کی جماعت اس طرف گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں وفات کے بعد زندہ ہیں اور آپ اپنی امت کی طاعات سے خوش ہوتے ہیں اور یہ انبیاء علیہم السلام کے اجساد بوسیدہ نہیں ہوتے حالانکہ مطلق ادراک جیسے علم وسماع تو سب مردوں کے لئے ثابت ہے۔

شیخ محمد بن عبد الوھاب اور ان کے پیروکار لکھتے ہیں:

والذى نعتقد ان رتبة نبيا صلى الله عليه وسلم اعلىٰ مراتب المخلوقين على الاطلاق وانه حى فى قبره حيوة مستقرة ابلغ من حيات الشهداء المنصوص من يسلم عليها فى التنزيل اذ هو افضل

منهم بلا ريب وانه يسمع من يسلم عليه(الدرر السنية فى الاجوبة النجدية ۔

(اتحاف النبلاء ص415)

ترجمہ:۔ جس چیز کا ہم اعتقاد کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہمارے نبی کا درجہ مطلقاً ساری مخلوق سے بڑھ کر ہے اور آپ اپنی قبر مبارک میں حیات دائمی سے متصف ہیں جو شہداء کی حیات سے اعلیٰ وارفع ہے جس کا ثبوت قرآن کریم سے ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا شہداء سے افضل ہیں اور جو شخص آپ پر (عند القبر) سلام کہتا ہے آپ سنتے ہیں۔

گویا 1374ھ سے ہجری سے پہلے علامہ ابن تیمیہ سمیت جمہور فقہاء و محدثین کا سماع عند القبر النبوی پر اجماع رہا ہے اور ان سے پہلے کسی سے صریح انکار یا اختلاف منقول نہیں۔

اس اجماع کی فقہی حیثیت

صاحب نو الانوار فرماتے ہیں:

"ثم اجماع من بعدهم اى بعد الصحابة من اهل كل عصر على كل حكم لم يظهر فيه خلاف من سبقهم من الصحابة فهو منزلة الخبر المشهور يفيد الطمانينة دون اليقين"

(نور الانوار مبحث الاجماع ،ص222، 223)

ترجمہ:۔ صحابہ کے بعد ہر عصر کے لوگوں کا کسی حکم پر اجماع ہونا جس میں پہلے لوگوں یعنی صحابہ سے خلاف ظاہر نہ ہوا ہو۔ یہ بمنزلہ خبر مشہور کے ہوتا ہے جو طمانیت کا فائدہ دیتی ہے۔

اس مسئلہ کی پوزیشن بھی ایسی ہے کہ صحابہ سے سماع عند القبر النبوی میں خلاف ظاہر نہیں اور بعد کے فقہاء و محدثین 1374ھ تک متفق آرہے ہیں۔۔ اور یہ بمنزلہ خبر مشہور کے ہے۔۔

خبر مشہور کا حکم

نور الانوار میں لکھا

لايكفر جاحده بل يضلل على الاصح(نورالانوار ص177)

ترجمہ:۔ اس کے منکر کی تکفیر نہیں کی جائے گی بلکہ صحیح قول کے مطابق مضل (گمراہ) قرار دیا جائے گا۔

مولانا حمزہ احسانی صاحب مدیر مجلہ صفدر

عقیدہ حیات النبی کی عام فہم ر آسان تعبیر

اور

مولانا منظور احمد مینگل کی متضاد باتیں

مضمون کی فہرست

عالَم اَرواح، عالَم دنیا، عالَم برزخ اور عالَم آخرت:

انسان جسم اور روح کا مجموعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے روحیں پہلے پیدا فرمائی ہیں اور سب انسانوں کی روحیں اکٹھی پیدا کر دی ہیں۔ روح ہمیشہ زندہ رہتی ہے، اُس کے لیے موت نہیں ہے۔ البتہ قیامت کے لیے جب پہلا صور پھونکا جائے گا تو اُس وقت تمام روحیں بے ہوش ہو جائیں گی۔ روح کے لیے چونکہ موت نہیں ہے، اِس لیے

زندگی اور موت کا تعلق جسم کے ساتھ ہوتا ہے۔

جب تک انسان کا جسم وجود میں نہیں آتا، تب تک کا وقت اور زمانہ "عالَم اَرواح" (روحوں کا جہان) کہلاتا ہے۔ پھر مختلف مراحل طے کرنے کے بعد جب اِنسان کا جسم بن جاتا ہے تو اللہ کے حکم سے اُس میں روح ڈال دی جاتی ہے، روح جسم میں آتے ہی وہ جسم زندہ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد روح کا جسم کے ساتھ ایسا تعلق قائم ہو جاتا ہے کہ قیامت کا صور پھونکے جانے کے وقت کے علاوہ کبھی یہ تعلق کلی طور پر ختم نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ روح کا جسم سے کچھ نہ کچھ تعلق ضرور رہتا ہے۔ البتہ اس تعلق کے مختلف درجات ہیں جو کسی عالم میں کم اور کسی عالم میں زیادہ ہوتے ہیں۔

"عالَم اَرواح" کے بعد "عالَم دنیا" کا آغاز ہو جاتا ہے۔ انسان کے دنیا میں رہنے کا جتنا وقت مقرر ہوتا ہے، اُتنا وقت روح جسم کے اندر رہتی ہے، اور وہ وقت مکمل ہونے کے بعد رُوح جسم سے نکل کر عِلِّیِّیْن (نیک لوگوں کی روحوں کا مقام) یا سِجِّیْن (برے لوگوں کی روحوں کا مقام) کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ اِسی کو موت کہتے ہیں۔

یہاں سے "عالم دنیا" ختم اور "عالم برزخ" شروع ہو جاتا ہے۔ قیامت قائم ہونے تک یہی عالم ہے۔ اس کے بعد "عالم آخرت" ہے، جس میں پہلے "عالم قیامت" اور پھر "عالم جنت یا دوزخ" ہے۔

اختلاف صرف عالَم برزخ کی زندگی میں ہے:

"عالم اَرواح" میں تو جسم کا وجود ہی نہیں ہوتا، اِس لیے عالم اَرواح سے متعلق موت و حیات کا کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ اور "عالم دنیا" اور "عالم آخرت" میں روح جسم کے اندر ہوتی ہے۔ اِس لیے اِن دونوں عالم میں بھی موت و حیات کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ البتہ "عالم دنیا" اور "عالم آخرت" کے درمیان جو "عالم بزرخ" ہے، اس میں انسان کا جسم "قبر" میں اور روح "علیین یا سجین" میں ہوتی ہے۔ اس عالم میں جسم کا روح کے ساتھ تعلق ہوتا ہے یا نہیں؟ اور اس تعلق کی وجہ سے انسان کا جسم قبر میں زندہ ہوتا ہے یا نہیں؟

پھر زیر نظر تحریر میں عام انسانوں کی بات نہیں، بلکہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے متعلق بات ہے کہ اُن کے مبارک جسم اُن کی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں یا نہیں؟ اِس میں منکرین حیاتِ انبیاء (مماتی گروہ [جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ]) کا اہل سنت سے اختلاف ہے۔

اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ حیات النبی، آسان اور مختصر الفاظ میں:

اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ:

- دنیاوی زندگی مکمل ہونے کے بعد تمام انبیاء کرامؑ (سوا سیدنا عیسیٰؑ) نے موت کا جام نوش فرمایا۔
- جمہور کے نزدیک اُن کی روحیں اُن کے جسموں سے نکل کر اعلیٰ علیین کی طرف منتقل ہو گئیں۔
- انبیاء کرام کے دنیا والے پاکیزہ جسم اُن کی اپنی اپنی قبروں میں پوری طرح محفوظ ہیں۔
- روح نکلنے کے باوجود اُس کا دنیا والے جسم سے تعلق ختم نہیں ہوا بلکہ مضبوط تعلق باقی رہا۔
- روح کے تعلق کی وجہ سے دنیا والے جسموں کو قبر میں ایک قسم کی حیات اور زندگی حاصل ہے۔
- انبیاء کرام کی یہ زندگی اور حیات: شہدائے کرام کی حیات سے اعلیٰ اور افضل ہے۔
- اِس حیات کی وجہ سے انبیاء: قبر پر حاضر ہونے والوں کا سلام خود سنتے اور جواب دیتے ہیں۔
- دُور سے پڑھا جانے والا درود و سلام فرشتوں کے ذریعے اُن تک پہنچایا جاتا ہے۔
- انبیاء قبروں میں نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ لیکن یہ نمازیں لطف کے لیے ہیں، اُن پر لازم نہیں۔
- انبیاء کرام علیہم السلام کو قبروں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق بھی دیا جاتا ہے۔
- یہ عقیدہ "عقیدہ حیاتِ انبیاء" کہلاتا ہے۔ اور یہ "ضروریاتِ اہلِ سنت" میں سے ہے۔
- یعنی "سنی" (اہل سنت میں شامل) ہونے کے لیے اِس عقیدے کو جاننا اور ماننا ضروری ہے۔
- اِس عقیدے کا منکر: اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج، بدعتی، گمراہ اور خراب عقیدے والا ہے۔

قبر کی زندگی (حیات) کے مختلف نام اور اُن کی وجہ:

- انبیاء کرام کی یہ حیات چونکہ "قبر" میں ہے، اِس لیے اِسے "حیاتِ قبر" بھی کہتے ہیں۔
- اور چونکہ موت تا قیامت کا زمانہ "برزخ" کہلاتا ہے، اِس لیے یہ "حیاتِ برزخی" بھی ہے۔
- یہ حیات چونکہ "دنیاوی" جسموں کو حاصل ہے، اِس لیے "حیاتِ دنیوی" بھی کہہ دیتے ہیں۔
- لیکن قبر میں چونکہ دنیا کی طرح مکلف نہیں، اِس لیے اِسے کبھی "دنیوی سی" بھی کہہ دیا جاتا ہے۔
- نیز روح جسم کے اندر نہیں بلکہ صرف تعلق ہوتا ہے، اِس لیے بھی "دنیوی سی" کہا جاتا ہے۔
- دنیاوی حالات اصلاً جسم کو ضمناً روح کو، برزخی حالات اصلاً روح کو ضمناً جسم کو پیش آتے ہیں۔
- اَصلاً روح کو پیش آنے کی وجہ سے "برزخی" حیات کو "حیاتِ روحانی" بھی کہا جاتا ہے۔
- برزخی حالات سے جسم بھی متأثر ہوتا ہے، اِس لیے کبھی "حیاتِ جسمانی" بھی کہہ دیا جاتا ہے۔

حیات النبی کے منکرین[مماتی گروہ]جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ کا عقیدہ:

- باقی انسانوں کی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی موت آئی۔
- یعنی اُن کی روحیں جسموں سے نکل کر علیین میں چلی گئیں۔
- روح نکلنے کے بعد اُس کا جسم کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رہا۔
- جب روح کا جسم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہا تو جسم میں کسی قسم کی کوئی حیات بھی نہیں رہی۔
- جب حیات نہیں تو قبر پر حاضر ہونے والے کا سلام سننے یا نماز پڑھنے کی صلاحیت بھی نہیں۔
- انبیاء کے جسم زمینی قبروں میں محفوظ ہیں۔ مگر (نعوذ باللہ) لکڑی، پتھر کی طرح بے جان ہیں۔
- انبیاء کی روحیں زندہ ہیں۔ اِس لیے اُن کی حیات فقط ''حیاتِ روحانی'' اور ''برزخی'' ہے۔
- اُن روحوں کو اللہ تعالیٰ وہاں ''مثالی جسم'' عطا فرمادیتے ہیں۔
- موت کے بعد کے حالات صرف روح پر آتے ہیں۔ دنیاوی جسم کو ان کا کوئی شعور نہیں ہوتا۔

نوٹ :جو مماتی بے اَدبی میں حد سے بڑھے ہوئے ہیں، وہ اِس بات کا خیال نہیں رکھتے کہ ہمارے فتوے کی زد میں صحابہ کرام بھی آئیں گے، چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ:

- انبیاء کے اجسام مقدسہ کو قبروں میں زندہ ماننا: عقیدۂ توحید کے خلاف اور ''شرک'' ہے۔
- انبیاء کے دنیاوی جسم میں شعور کا عقیدہ رکھنے والے ''ابوجہل کا ٹبر''ہیں۔

فریقین کے عقیدے کا خلاصہ:

سنی عقیدہ : انبیاء کے دنیاوالے جسم زمینی قبروں میں حیات ہیں۔ قریب کا سلام خود سنتے ہیں۔

مماتی عقیدہ : انبیاء کے دنیاوالے جسم میں کوئی حیات نہیں۔ قریبی صلوۃ وسلام بھی نہیں سنتے۔

عقیدہ کے دو پہلو: ا۔ تسلیم کرنا... ۲۔ عقیدہ ماننا

کسی بھی عقیدے کو ماننے اور تسلیم کرنے کے دو پہلو ہوتے ہیں:

ا۔ اُسے تسلیم کرنا۔ ۲۔ اُسے عقیدہ ماننا

مثال نمبر ا: عقیدہ توحید

مثلاً: عقیدہ توحید کا ایک پہلو یہ ہے کہ: خدا تعالیٰ کو اُن کی ذات، صفات، عبادات اور خدائی اختیارات میں

اکیلا تسلیم کیا جائے۔ یہ تو ہو گیا عقیدہ کو ماننا۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ: اِس عقیدے کو "قطعی" اور "ضروریاتِ دین" میں سے مانا جائے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ: توحید نہ ماننے والوں (منکرین توحید) کو مسلمان نہ مانا جائے۔ یہ ہو گیا اُسے عقیدہ تسلیم کرنا۔ جیسے اول پہلو کا منکر توحید کا منکر ہے، اِسی طرح دوسرے پہلو کو نہ ماننے والے کا عقیدۂ توحید بھی مکمل نہ ہو گا۔ اور اُسے عقیدہ توحید ماننے والا نہ کہا جا سکے گا۔

مثال نمبر ۲: عقیدہ ختم نبوت

اِسی طرح عقیدہ ختم نبوت کا ایک پہلو یہ ہے کہ: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی تسلیم کیا جائے۔ یہ ہو گیا عقیدہ کو ماننا۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ: اِس عقیدے کو قطعی اور ضروریات دین میں سے مانا جائے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہی نکلے گا کہ: ختم نبوت کے منکرین کو اسلام سے خارج اور کافر سمجھا جائے۔ یہ ہو گیا ختم نبوت کو "عقیدہ" ماننا۔ اگر کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تو تسلیم کرے، لیکن اِس بات کو "عقیدہ" نہ سمجھے بلکہ "تحقیق کا مسئلہ" سمجھے اور ختم نبوت کے منکرین کو بھی مسلمان سمجھے تو عقیدے کے اِس دوسرے پہلو کا منکر ہونے کی وجہ سے اُسے عقیدہ ختم نبوت کا ماننے والا نہ کہا جائے گا۔

مثال نمبر ۳: عقیدہ عدالتِ صحابہ

اہل سنت کا اتفاقی عقیدہ ہے کہ: تمام صحابہ کرامؓ عادل ہیں۔ اِس عقیدے کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ: جمیع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دِل و جان سے "عادل" تسلیم کیا جائے۔ یہ ہو گیا اِسے ماننا۔ اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ: اِس عقیدے کو اہل سنت کا ضروری عقیدہ یعنی "ضروریاتِ اہل سنت" میں سے تسلیم کیا جائے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ: اِس عقیدے کے منکر کو اہل سنت سے خارج، بدعتی اور گمراہ سمجھا جائے۔ یہ ہو گیا اِس کو "عقیدہ" ماننا۔ اگر کوئی شخص سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عادل تو مانتا ہے، لیکن اِسے "عقیدہ" نہیں سمجھتا بلکہ "فروعی مسئلہ" سمجھتا ہے، اور اِس عقیدے کے منکر کو گمراہ اور اہل سنت سے خارج نہیں سمجھتا بلکہ اُسے بھی سنی کہتا ہے تو ایسا شخص اس عقیدے کو ماننے والا نہیں کہلائے گا بلکہ منکر ہی سمجھا جائے گا۔

عقیدہ حیات النبی کے دو پہلو:

حیاتِ انبیاء بھی چونکہ ایک "عقیدہ" ہے۔ اِس لیے اِس عقیدے کے بھی دو پہلو ہیں:

(ا۔) پہلا پہلو یہ ہے کہ: حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے دنیا والے جسموں کو وفات کے بعد، روح کے تعلق

کے ساتھ زمینی قبروں میں زندہ تسلیم کیا جائے۔ یہ ہو گیا اِسے تسلیم کرنا۔

(۲۔) دوسرا پہلو یہ ہے کہ: اِسے ''عقیدہ'' اور ''ضروریاتِ اہل سنت'' میں سے سمجھا جائے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اِس حیات کے منکرین کو اہل سنت سے خارج اور گمراہ مانا جائے۔ یہ ہو گیا اِسے ''عقیدہ'' ماننا۔ جو شخص حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے دنیا والے جسموں کو قبروں میں زندہ تو مانتا ہو، لیکن اِس عقیدے کو ''عقیدہ'' اور ''ضروریاتِ اہل سنت'' میں سے نہ مانتا ہو بلکہ صرف ''تحقیق کا مسئلہ'' یا ''فروعی مسئلہ'' کہتا ہو اور منکرین حیاتِ انبیاء کو ''اہل سنت سے خارج، بدعتی، گمراہ اور خراب عقیدے والا'' نہ مانتا ہو تو وہ عقیدہ حیات النبی کے ایک پہلو کا منکر ہونے کی وجہ سے عقیدہ حیات النبی کا قائل نہ کہلائے گا۔

صرف روح یا جسم مثالی کی حیات اور علیین والی قبر میں حیات کے قائل کا حکم:

۱-جو شخص یہ کہے کہ '': صرف روح'' زندہ ہے، تو وہ بھی ''حیات النبی'' کا منکر کہلائے گا، اِس لیے کہ زندگی اور موت کا تعلق ''جسم'' کے ساتھ ہوتا ہے۔ روح پر تو موت آتی ہی نہیں۔ اور اہل سنت کا عقیدہ ''جسم'' کی حیات کا ہے۔ لہٰذا ''صرف روح'' کی حیات کا قائل اہل سنت کے عقیدے کا منکر کہلائے گا۔

۲-اسی طرح جو کہے '': جسم مثالی'' زندہ ہے تو وہ بھی ''عقیدہ حیات النبی'' کا منکر کہلائے گا، اِس لیے کہ: اہل سنت کا عقیدہ ''دنیا والے جسم'' کی حیات کا ہے، اور وہ اس کا منکر ہے۔

۳-اِسی طرح جو یہ کہے کہ: انبیاء ''علیین والی قبر'' میں زندہ ہیں، وہ بھی ''حیات'' کا منکر ہی کہلائے گا، کیونکہ اہل سنت کا عقیدہ ''زمینی قبر'' میں حیات کا ہے۔ اور وہ اس کا منکر ہے۔

نیز علیین میں قبر ہوتی ہی نہیں۔ قرآن وسنت میں ''قبر'' کا لفظ ''زمینی'' قبر پر بولا گیا ہے۔

اہل سنت کے عقیدے کی عام فہم مختصر قرآنی دلیل:

قرآن پاک میں ہے کہ:

جو اللہ کے راستے میں قتل کیا جائے، اُسے مردہ نہ کہو، وہ زندہ ہے۔

۱-شہید کا جسم قتل کیا جاتا ہے، روح نہیں۔ گویا قرآن کا کہنا یہ ہوا کہ: شہید کا جسم زندہ ہے۔

۲-شہید کا دنیاوی جسم قتل کیا جاتا ہے، مثالی نہیں۔ گویا قرآنی فیصلہ: شہید کا دنیاوی جسم زندہ ہے۔

۳-شہید زمینی قبر میں ہوتا ہے، علیین میں نہیں۔ گویا قرآن کا حکم: شہید زمینی قبر میں زندہ ہے۔

حیات النبی کو "عقیدہ" سمجھنے کا پہلو...اور... مولانا منظور احمد مینگل!

مولانا منظور احمد مینگل صاحب کی متعدد گفتگوئیں سننے سے معلوم ہوا کہ وہ منکرین حیاتِ انبیاء (مماتی گروہ، اشاعۃ التوحید والسنۃ) کو اہل سنت سے خارج، گمراہ اور بدعتی قرار نہیں دیتے۔ بلکہ ایسا کہنے کو ہی بے اعتدالی سمجھتے ہیں۔ اِس سے معلوم ہوا کہ: وہ عقیدہ حیات النبی کو "عقیدہ" اور "ضروریاتِ اہل سنت" میں سے نہیں مانتے بلکہ "تحقیق کا مسئلہ" اور "فروعی مسئلہ" سمجھتے ہیں۔ اور اہل سنت کے مسلمہ عقیدے کو عقیدہ نہ سمجھنا بذاتِ خود ایک گمراہی اور اُس عقیدے کی حیثیت کا اِنکار ہے۔ لہٰذا اِس پہلو سے مولانا منظور مینگل صاحب کو عقیدہ حیات النبی کا قائل کون تسلیم کر سکتا ہے؟

انبیاء کرام کی حیات فی القبر کو تسلیم کرنے کا پہلو...اور... مولانا مینگل کی متضاد باتیں:

یہ تو تھی حیات النبی کو "عقیدہ" ماننے کی بات۔ باقی رہی بات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات فی القبر کو تسلیم کرنے کی، تو ہماری اَب تک کی معلومات کے مطابق مولانا منظور احمد مینگل صاحب اِس میں بھی مشکوک ہیں۔ کیونکہ اِس حوالے سے وہ متضاد باتیں کرتے رہتے ہیں۔ اُن کی ملی جلی تمام باتیں سامنے رکھنے کے بعد ہم کوئی بھی فیصلہ کرنے سے قاصر ہیں۔ اگر وہ حیات النبی فی القبر کے قائل ہیں تو پھر تقیہ باز مماتیوں والی باتیں کیوں کرتے ہیں؟ اور اگر وہ حیات النبی کے قائل نہیں ہیں تو پھر اس کا اظہار و اقرار و اعلان کیوں کرتے ہیں؟ اِس صورت میں سوائے تقیہ کے اِسے اور کیا نام دیا جا سکتا ہے؟

آئندہ سطور میں ہم اُن کی متضاد باتیں پیش خدمت کریں گے، لیکن پہلے ہم مماتیوں کے تقیہ اور چند باتوں کا تذکرہ کرنا ضروری خیال کرتے ہیں، تاکہ اُن کی روشنی میں مولانا کی باتوں کا جائزہ لیا جا سکے۔

مماتیوں کا تقیہ:

۱- ہمارے جد امجد امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ فرماتے تھے: میں نے اپنی ۹۰ رسالہ زندگی میں مماتیوں سے بڑھ کر تقیہ باز کوئی نہیں دیکھا۔

۲- کئی مدارس کے مدرسین و طلبہ اور کئی مساجد کے ائمہ اپنے آپ کو "حیاتی" اور "حیات النبی کا قائل" باور کرائے ہوئے تھے، لیکن بالآخر اُن کی حقیقت کھل گئی اور معلوم ہو گیا کہ وہ مماتی ہیں، لیکن تقیہ کیے ہوئے تھے۔ اِس قسم کے بے شمار واقعات ہیں۔

۳-رحیم یار خان کے مولانا محمد یوسف صاحب (مدیر: جامعہ عثمانیہ) نے بھی حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کے سامنے اقرار کیا کہ: میں حیاتی ہوں۔ نیز اُنہوں نے "حیاتِ طیبہ" کے نام سے ایک رسالہ بھی لکھا جس میں مبہم انداز میں بات لکھی۔ اور تاثر یہ دیا کہ وہ "حیات النبی کے قائل" ہیں۔ لیکن تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ وہ مماتی تھے اور تقیہ کے طور اپنے آپ کو حیاتی کہتے تھے۔ اِسی وجہ سے حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ نے اُن کے ہاں جانے سے انکار کر دیا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: مجلہ صفدر: امام اہل سنت نمبر: ۱۷۵

۴-شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ نے بھی ایک بیان میں بتایا کہ: مماتی لوگ تقیہ کر کے جامعہ فاروقیہ میں آتے ہیں۔ چنانچہ ایک تقیہ باز مماتی استاذ کو، حقیقت معلوم ہونے پر اُنہوں نے جامعہ فاروقیہ سے نکالا بھی تھا۔

تقیہ باز مماتیوں کے چند مشہور جملے:

اپنی بد عقیدگی کو چھپانے کے لیے اور سادہ لوح عوام کو گمراہ کرنے کے لیے تقیہ باز مماتی مختلف قسم کی باتیں کرتے رہتے ہیں، چند ایک ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

۱-دونوں طرف اہل حق ہیں۔ (حالانکہ عقیدہ کے منکرین اہل باطل ہوتے ہیں۔)

۲-ہم بھی حیات النبی کے قائل ہیں۔ (حالانکہ صرف روح کو مانتے ہیں جو ہوتی ہی زندہ ہے۔)

۳-ہم حیات برزخی مانتے ہیں۔ (مراد یہ کہ قبر میں جسم حیات نہیں۔ صرف روح حیات ہے۔)

۴-دنیاوالی حیات تو مکلفانہ ہوتی ہے، ہم وہ نہیں مانتے۔ (مراد دنیاوی جسم کی حیات کا انکار)

۵-ہم حیاتِ جسمانی کے بھی قائل ہیں۔ (مراد یہ کہ علیین میں مثالی جسم کو حیات حاصل ہے۔)

۶-یہ علماء کا مسئلہ ہے، عوام کا نہیں۔ (حالانکہ اصل عقیدہ علماء و عوام سب کے لیے ہوتا ہے۔)

۷-دونوں طرف کے لوگ غلو کر رہے ہیں۔ (مراد یہ کہ منکرین کو گمراہ کہنا غلط ہے۔)

۸-ہمیں اِس مسئلے میں خاموش رہنا چاہیے۔ (عقیدہ کے مسئلے میں خاموشی کا کیا مطلب؟)

۹-عقیدہ ہمارا بھی یہی ہے، لیکن بیان نہیں کرنا چاہیے۔ (کیا عقیدہ چھپانے کے لیے ہوتا ہے؟)

۱۰-ہم حیاتِ قبر کے قائل ہیں۔ (مراد یہ کہ: روح علیین میں ہے تو وہی قبر ہے۔)

۱۱-ہم حیاتِ قبر مانیں یا حیاتِ برزخ؟ (حالانکہ دونوں اکٹھی ہیں: برزخ زمانہ ہے، قبر جگہ۔)

۱۲-ہم تو انبیاء کو جنت (علیین) میں زندہ مانتے ہیں۔ (مراد: قبر میں زندہ نہیں مانتے۔)

۱۳-یہ اختلافی باتیں ہیں، اِن سے بچنا چاہیے۔ (حالانکہ عقیدہ جاننا و ماننا لازم ہے۔)

۱۴-حیات النبی پنجاب کا مسئلہ ہے۔ (حالانکہ عقیدہ پوری دنیا کے مسلمانوں کیلئے ہوتا ہے۔)

۱۵-اکابر دیوبند میں دونوں طرح کی آراء ہیں۔ (حالانکہ منکر حیات سنی دیوبندی ہے ہی نہیں۔)

۱۶-اِس مسئلے پر مناظرہ نہیں کرنا چاہیے۔ (عقیدہ پر نہیں تو پھر کس پر مناظرہ کرنا چاہیے؟)

۱۷-علماء کے تفردات کی طرح یہ بھی تفرد ہے۔ (حالانکہ عقیدے میں تفرد نہیں ہوتا۔)

یہ چند باتیں ہم نے بطورِ نمونہ درج کی ہیں، استیعاب مقصود نہیں۔ تجربہ بلکہ کئی تجربات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ اِس قسم کی باتیں کرنے والے بالآخر مماتی نکلتے ہیں۔

مولانا منظور احمد مینگل کے چند متضاد جملے

حیات النبی کے قائلین والی باتیں:

ایک طرف تو مولانا منظور مینگل صاحب: انبیاء کی حیات فی القبر کا اِقرار کرتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

۱- نبی علیہ السلام اپنی قبر میں زندہ ہیں، بالکل اِسی طرح جس طرح ہم دنیا میں زندہ ہیں۔
لیکن یہاں مکلف ہیں، قبر میں مکلف نہیں ہیں۔

۲-شہداء کی حیات عبارت النص سے، انبیاء کرام کی حیات مبارکہ دلالۃ النص سے ثابت ہے۔
شہداء نبی سے ادنیٰ ہیں، اُن کیلئے حیات ثابت ہے تو انبیاء کے لیے بطریق اولیٰ ثابت ہو گی۔

۳- تحقیق یہی ہے جسم پر نبی کا اطلاق حقیقتاً ہے۔ اور جسم قبر میں ہے، لہٰذا حیات بھی قبر میں ہو گی۔

۴-الانبیاء احیاء: جہاں مبتدا ہو گا، خبر بھی وہاں ہو گی۔ جہاں نبی ہیں حیات بھی وہاں ہو گی۔

حیات النبی کے منکرین والی باتیں:

دوسری طرف وہ: ۱منکرین حیات [۱] کو بھی "حیات النبی کا قائل" کہتے ہیں۔ اِس طرح اہل سنت کے مسلمہ عقیدہ حیات النبی کا مفہوم بگڑ جاتا ہے۔ اور مولانا مینگل شکوک و شبہات کے دائرے میں آجاتے ہیں۔]۲[نیز وہ منکرین حیات النبی کو اپنے اکابر میں شمار کرتے ہیں۔ اِس سے اُن کا اپنا عقیدہ مشکوک ہو جاتا ہے۔ [۳] اور اگر کوئی شخص منکرین حیات کو "گمراہ" کہے یا "اہل سنت سے خارج" کہنے کا شرعی حکم بیان کرے تو اِسے

مولانا مینگل ''گالی دینا''، ''برا بھلا کہنا''، ''کافر کہنا'' وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں جو صریح ناانصافی اور خلافِ واقعہ ہے۔ مماتیوں کی طرف سے کفر و شرک کے فتووں اور غلیظ گالیوں کے باوجود اہل سنت کے (حیات النبی کے قائل) ذمہ دار علماء اور مفتیان میں سے کبھی کسی نے مماتیوں کے کفر کا فتویٰ نہیں دیا نہ ہی مماتی علمائے کو گالیاں دینے کی روش اپنائی ہے۔ اگر کہیں کوئی شخص ایسا کرتا بھی ہے تو وہ اس کا ذاتی فعل ہے، اُسے مسلک اہل سنت کی طرف منسوب کرنا قطعاً غلط اور کھلی نااِنصافی ہے۔[۴] اور انتہائی تشویشناک بات یہ ہے کہ مولانا مینگل حیاتِ انبیاء کے قائلین خصوصاً اِس عنوان کے مناظرین پر جملے بھی کستے ہیں۔ جس سے سننے والے کو یہی گمان ہوتا ہے کہ: شاید مولانا مینگل کو عقیدہ حیات النبی سے ہی خار ہے۔

مولانا منظور احمد مینگل صاحب کے بیانات و دروس کے چند جملے ملاحظہ ہوں:

۱-الانبیاء احیاء پر دونوں فریقوں کا اتفاق ہے۔ البتہ اکثر علمائے دیوبند کہتے ہیں: احیاء فی قبورھم ھذہ۔ (اِن [زمینی] قبروں میں زندہ ہیں۔) مولانا طاہر پنج پیری اور شیخ القرآن کہتے ہیں: احیاء فی علیین۔ حیات مانتے ہیں، تعلق روح مانتے ہیں۔ لیکن دنیوی نہیں مانتے۔ حیات تو مانتے ہیں۔

- مولانا پنج پیری علامہ انور شاہ کے شاگرد ہیں، اُنھیں برا بھلا کہہ کر اپنی عاقبت تباہ نہ کرو!
- یہ (مسئلہ) مولانا طاہر پنج پیر کا تفرد ہوگا۔ آپ بے شک اُن سے اتفاق نہ کریں۔
- آپ تحقیق کرلیں، جن علماء کی تحقیق آپ کی تحقیق سے مختلف ہو، اُنھیں برا بھلا نہ کہو۔
- دوسری طرف والوں کی بھی علمی خدمات ہیں۔ وہ بھی ''حیاتِ انبیاء'' کے قائل ہیں۔
- مولانا پنج پیر بہت بڑے عالم تھے۔ شیخ القرآن بھی ہمارے اکابر میں سے ہیں۔

۲-دنیوی ہے، یا دنیوی کی طرح ہے، یا دنیوی کی سی طرح ہے۔ ھاھاھاھا (استہزائیہ ہنسی) اِن کو شرم آنی چاہیے آپ کے مناظرین کو۔ بے غیرت کو۔ اِس قسم کے مسائل میں لوگوں کو اُلجھا کے رکھا ہے۔

۳-موت جب آئی تو ایک منٹ کے لیے نبی کو ''میت'' تو آپ (حیاتی) بھی مانتے ہیں۔

- ایک منٹ کے مماتی تو آپ بھی ہیں۔
- روح نکلنے کے بعد تین دِن چارپائی پر رہے، وہ زندہ تھے یا میت؟
- اگر حیات دنیوی ہے تو دفن کیوں کیا؟ اور اگر میت ہے تو تین دن کے مماتی تو تم بھی ہو!

۴-یہ مسائل اِس قسم کے نہیں ہیں کہ جس میں کسی کی تضلیل وتفسیق کی جائے۔

- فریقین ضدی ہیں، ورنہ (حقیقت میں) جھگڑا نہیں ہے۔(گویا صرف لفظی اختلاف ہے۔)

۵-اِن مناظرین نے کل تین مسائل کارٹا لگایاہے، اگر یہ صلح کرلیں تو پھر کھائیں گے کہاں سے؟

- یہ اکثر مناظر اغبیاء ہیں، دنیا کے نالائق ترین لوگ ہیں، تدریس نہیں آتی، ناکام ترین!
- باقی آپ کے پنجاب کو اللہ زندہ رکھے!(گویا حیات النبی صرف پنجاب کا مسئلہ ہے۔)
- یہ مسائل علماء کے تھے، علماء بھی مضبوط قسم کے۔ یہ اکابر کی حویلیوں کے مسائل تھے۔
- رفع یدین، آمین بالجہر وغیرہ مسائل پر مناظرہ کرنا حرام ہے۔
- یہ چند مسائل لفنگے لوگوں کا کام ہے۔
- شیعہ، جماعتِ اسلامی، اہلحدیث: اِن چیزوں (کی تردید) میں ہم نے زندگی تباہ کردی۔

مولانا کے چند بڑے بول:

۱-وہ ماں کا لعل پیدا ابھی نہیں ہوا قیامت تک کہ جو جواب دیدے۔

۲-(نبی تین دِن حیات تھے یا میت؟) بیٹا! تم بول بھی نہیں سکوگے۔

۳-تم دوبارہ جاکر پیدا ہو پھر پڑھو، پھر پیدا ہو پھر پڑھو، تب بھی جواب نہیں بنے گا تم سے۔

۴-زور لگالے جتنا لگاسکتا ہے۔ تیرے مناظروں کو میں جانتا ہوں۔

مولانا کے مزاج میں اعتدال: نہ پہلے تھا، نہ اَب ہے:

مولانا موصوف خود بھی ایک عرصہ تک اہل سنت کے بعض عقائد و اَفکار کی اشاعت و حفاظت کے لیے سرگرم رہتے تھے۔ اِس سلسلے میں ''تحفہ المناظر'' کے نام سے اُن کی ایک کتاب بھی مطبوعہ ہے۔ لیکن اُن کی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت بھی اُن میں اعتدال اور میانہ روی نہیں تھی۔ (اور افسوس کہ: اَب بھی نہیں ہے۔) چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ: میں نے خود ابن تیمیہ، ابن قیم، اپنے بھائی مولانا طیب کشمیری وغیرہ کو کافر کہا، ضال و مضل کہا۔ اَب رورہا ہوں۔

اَب جب کہ مولانا عقائد و اَفکار کی اشاعت و حفاظت کے کام کو نشانے پر رکھے ہوئے ہیں تو اعتدال کا دامن اَب بھی اُن کے ہاتھ سے دُور ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے وہ اِفراط میں تھے۔ اور اَب وہ تفریط کی راہ پر

گامزن ہیں۔

مولانا کے سوالات واِشکالات کے جوابات

[1] موت کے بعد دفن سے پہلے نبی زندہ تھے یا میت؟

جواب : بخاری شریف میں روایت ہے :نیک مردہ قبر میں جانے سے پہلے ہی کہہ رہا ہوتا ہے :قدمونی، قدمونی! مجھے قبر کی طرف جلدی لے چلو۔ کیونکہ اُسے معلوم ہوتا ہے کہ آگے اُس کے لیے انعامات کا سلسلہ ہے۔ اور اگر اُس کا اگلا انجام اچھا نہیں ہوتا تو وہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ: ابھی ٹھہر جاؤ، ابھی ٹھہر جاؤ۔ کیونکہ اُسے معلوم ہوتا ہے کہ آگے اُس کے لیے سزا و عذاب ہے۔

یہ روایت بتاتی ہے کہ: موت کے بعد دفن سے پہلے بھی ایک عام مردے میں اتنا شعور ہوتا ہے، کہ اسے معلوم ہو سکے کہ وہ کہاں ہے اور اسے قبر کی طرف لے جایا جا رہا ہے یا نہیں۔ اور شعور زندگی کے بغیر نہیں ہوتا۔ اور زندگی روح کے تعلق کے بغیر نہیں ہوتی۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ دفن سے پہلے بھی کچھ نہ کچھ حیات ہوتی ہے۔ جب ایک عام مردے کو وفات کے بعد دفن سے پہلے اتنا شعور ہو سکتا ہے اور وہ حیات ہو سکتا ہے تو نبی کیوں نہیں ہو سکتا؟ لہٰذا حیات النبی کے قائلین نہ تین دِن کے مماتی ہیں اور نہ ایک منٹ کے۔

روح کے جسم کے ساتھ تعلق کے تین درجات:

علماء کرام نے لکھا ہے کہ: روح کے جسم کے ساتھ تعلق کے تین درجات ہیں:

۱-زندہ و بیدار: اِس میں شعور بھی ہوتا ہے، جسمانی نشو و نما بھی اور حرکت بالارادہ بھی۔

۲-نیند کی حالت: جسمانی نشو و نما، خون کا دوران، نبض وغیرہ چلتے ہیں، لیکن حرکت بالارادہ نہیں۔

۳-روح نکلنے کے بعد: صرف شعور ہوتا ہے۔ نہ حرکت بالارادہ، نہ جسمانی نشو و نما۔

اِس تفصیل سے معلوم ہوا کہ: روح نکلنے کے بعد بھی روح کا ایک درجے کا تعلق اور ''حیات'' ہوتی ہے۔

[2] اگر حیات ہے تو دفن کیوں کیا؟

جواب :اِس لیے کہ وہ حیات برزخی ہے، جسم سے روح نکلتے ہی عالم دنیا ختم اور عالم برزخ شروع ہو جاتا ہے۔ اور قبر بھی عالم برزخ کا ایک حصہ ہے۔ لہٰذا قبر میں اُتارنا برزخی حیات کے خلاف نہیں۔

اِلزامی جواب :شہید بھی تو قتل ہونے کے باوجود حیات ہے، اُسے کیوں دفن کیا جاتا ہے؟

[۳] یہ مولانا پنج پیر اور شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان کا "تفرد" اور تحقیق ہے۔

جواب: ۱۔ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ نے مولانا قاری طیب صاحب رحمہ اللہ کے فیصلے پر تائیدی دستخط فرما دیئے تھے۔ گویا وہ بھی انبیاء کی حیات فی القبور کے قائل تھے۔ لہذا منکرین حیات کے ساتھ بار بار ان کا نام لینا غلط فہمی یا غلط بیانی ہے۔

۲۔ تفرد کے لئے جہاں شخصیت کے علم و تقویٰ کو دیکھا جاتا ہے، وہیں مسئلہ بھی دیکھا جاتا ہے۔ اگر اہل سنت کے کسی اتفاقی عقیدے کے خلاف ہو تو اسے تفرد نہیں گمراہی کہا جاتا ہے۔ لہذا انبیاء کے حیات فی القبر کے انکار کو تفرد کہنا اور اس مسئلہ کو "تحقیق کا مسئلہ" کہنا غلط، باطل اور اکابر کی تصریحات کے خلاف ہے۔

[۴] حیات النبی کے انکار کی وجہ سے کسی کو گمراہ یا فاسق قرار دینا غلط ہے۔

جواب: جب اہل سنت کے علماء نے انبیاء کی حیات فی القبر پر بھی اتفاق کیا ہے اور اس کے عقیدہ ہونے پر بھی۔ نیز اِس کے منکر کو گمراہ و بدعتی اور اہل سنت سے خارج بھی کہا ہے۔ جید علماء و محققین اور دسیوں مستند مفتیان و دار الافتاؤں (بشمول دیوبند) کے فتوے موجود ہیں۔ تو پھر ان کو گمراہ کہنے سے منع کرنا چہ معنی دارد؟

[۵] یہ مسئلہ جید اکابر کی مجالس کا ہے، عوام کا نہیں۔

جواب: ۱- نفس عقیدہ تو ہر مسلمان کا مسئلہ ہے۔ البتہ اس کی علمی تفصیلات بے شک علماء کا مسئلہ ہیں۔ لیکن مطلقاً اِسے علماء کا مسئلہ کہنا گویا عوام کو عقیدے سے جاہل رکھنے کی کوشش کے مترادف ہوگا۔

۲- مماتی لوگ اِس عقیدے کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کر کے گمراہ کرنے کی کوشش عوام میں کرتے ہیں، لہٰذا اُن کا تعاقب اور تردید بھی عوام میں ہونی چاہیے۔

[۶] حیات دنیوی سی، حیات دنیوی کی سی کا مذاق اُڑانا۔

جواب: علمی باتوں کا مذاق اُڑانا اہل علم کو زیب نہیں دیتا۔ اِس کی وضاحت شروع میں آچکی ہے کہ: حیات قبر دنیاوی جسم کو حاصل ہوتی ہے، لیکن: ۱- وہاں مکلف نہیں ہے۔ آپ نے خود بھی یہی کہا ہے۔

۲- روح جسم کے اندر نہیں ہوتی، صرف تعلق ہوتا ہے۔ گویا حیاتِ قبر شعور کی حد تک "دنیا کی سی" ہے۔ اِس لیے کبھی 'دنیوی' اور کبھی 'دنیوی سی' یا 'دنیوی کی سی' کہہ دیا جاتا ہے۔ اور یہ کہنے والے بھی اکابر علماء ہیں۔ عقیدے کی علمی بحث میں اکابر کا مذاق اُڑانا، مذاق اُڑانے والے کی اپنی حیثیت کو ظاہر کیا کرتا ہے۔

[۷]مولانا پنج پیری مرحوم علامہ انور شاہؒ کے شاگرد ہیں، لہٰذا اُن کو گمراہ نہ کہا جائے۔

جواب : کسی کو گمراہ کہنا عقائد و اعمال کی بنا پر ہوتا ہے نہ کہ تلمذ کی بنا پر۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسلام کا اظہار کرنے والے جن لوگوں نے کلمہ چھوڑ دیا تھا، اُنھیں مرتد کہا جاسکتا ہے تو علامہ انور شاہؒ کے گمراہ شاگرد کو گمراہ کیوں نہیں کہا جاسکتا؟

[۸]مولانا پنج پیری بھی ”روح کا تعلق“ مانتے ہیں۔

جواب : مولانا پنج پیر روح کا تعلق کس چیز سے مانتے ہیں؟ آپ نے خود ہی تو فرمایا کہ: وہ قبر میں حیات نہیں مانتے، دنیا والے جسم کی حیات کے قائل نہیں۔ تو پھر روح کا تعلق کس چیز سے مانتے ہیں؟

[۹]مولانا پنج پیر بھی ”حیات“ مانتے ہیں۔

جواب : اگر صرف اَلفاظ کو دیکھنا ہے تو قادیانی بھی ختم نبوت کو مانتے ہیں۔ عیسائی بھی توحید کو مانتے ہیں۔ اور اگر عقیدہ لفظوں کا کھیل نہیں بلکہ معنی بھی دیکھا جاتا ہے تو منکرین حیات صرف روح کو حیات مانتے ہیں، جس کا زندگی موت سے تعلق نہیں، وہ تو زندہ ہی ہوتی ہے۔ اصل جو عقیدہ ہے، وہ جسم کی حیات کا ہے۔

[10]اِن مسائل میں پڑنا لفنگے لوگوں کا کام ہے۔

جواب : حضرت بنوری، حضرت مفتی محمود، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا سرفراز خان صفدر، مولانا سلیم اللہ خان، دار العلوم دیوبند کے مہتمم ‘محدث ‘مفتیان، وفاق المدارس اور جمعیۃ علماء اسلام کے سیکڑوں علماء رحمہم اللہ نے اِس سلسلے میں تحریرات لکھیں، فتاویٰ دیئے، اجلاس کیے، بیانات فرمائے، کیا یہ سب لفنگے ہیں؟

مولانا منظور مینگل خود ایک بیان میں فرماتے ہیں کہ: جو شخص کسی کی طرف کوئی برا لقب / فتویٰ منسوب کرتا ہے، اگر دوسرا شخص اُس کا اہل نہ ہو تو وہ لقب / فتویٰ واپس کہنے والے کی طرف لوٹ آتا ہے۔

خادم اہل سنت حمزہ احسانی غفرلہ

۲۲/ربیع الاول ۱۴۴۶ھ-۲۷/ستمبر ۲۰۲۴ء، بروز جمعہ

طاہر گل دیوبندی

عقیدہ حیات النبی ﷺ

علماء دیوبند اور مماتی حضرات کے موقف کا تقابلی جائزہ

ذیل میں ہم مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے علماء دیوبند اور مماتی حضرات کا تقابلی جائزہ پیش کرتے ہیں تاکہ یہ حقیقت کھل کر واضح ہو جائے کہ مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں مماتیوں کا علماء دیوبند سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

علماء دیوبند کا موقف

حوالہ نمبر ۱: حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء بالیقین قبر میں زندہ ہیں"

(ھدیۃ الشیعہ صفحہ ۳۵۹)

حوالہ نمبر ۲: دوسری جگہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"انبیاء کرام کو انہی اجسام دنیاوی کے تعلق کے اعتبار سے زندہ سمجھتا ہوں"

(لطائف قاسمیہ صفحہ ۳)

حوالہ نمبر ۳: حضرت نانوتوی رحمہ اللہ اپنی بے نظیر کے کتاب "آب حیات" صفحہ ۷ پر لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز قبر میں زندہ ہیں اور مثل گوشہ نشینوں اور چلہ کشوں عزلت گزیں ہیں۔

تنبیہ: حضرت نانوتویؒ نے حیات النبیؐ کے اثبات پر کتاب "آبِ حیات" لکھی ہے۔

حوالہ نمبر ۳: حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں ﴿ونبی اللہ حی یرزق﴾، اس مضمون حیات کو بھی مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ آب حیات میں بمالا مزید علیہ ثابت کیا ہے۔

(ہدایۃ الشیعہ صفحہ ۴۴)

حوالہ نمبر۴: فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یہ عقیدہ سب کا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں"

(البراہین القاطعہ صفحہ ۴۱۱)

حوالہ نمبر۵: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق ہیں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی اعتقاد ہے"

(اشرف الجواب صفحہ ۲۵۲)

حوالہ نمبر۶: دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"بہرحال یہ بات باامت ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام قبر میں زندہ ہیں۔"

(اشرف الجواب صفحہ ۲۵۴)

حوالہ نمبر۷: خاتم المحدثین حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"﴿یرید بقوله الانبیاء (احیاء فی قبورهم یصلون)مجموع الاشخاص لاالارواح فقط﴾

(تحیۃ الاسلام صفحہ ۳۶بحوالہ تحقیق عقیدہ حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام صفحہ ۵۷۰)

مذکورہ حدیث میں الانبیاء سے حضرات انبیاء علیہم السلام کے مجموع اشخاص (یعنی ارواح واجسام کا مجموعہ) مراد ہیں نہ فقط ارواح۔ یعنی انبیاء علیہم السلام اپنے اجسام کے ساتھ قبور میں زندہ ہیں۔

حوالہ نمبر۸: مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

انبیاء اور شہداء کی حیات تو نصوص میں وارد ہے۔۔۔ حدیث میں ہے﴿ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی الله حی یرزق﴾(بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھائے، پس اللہ کے نبی زندہ ہیں اور

انہیں رزق دیا جاتا ہے)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد ۱۸ صفحہ ۶۵)

حوالہ نمبر ۹: ایک سوال کے جواب میں حضرت فرماتے ہیں:

"حدیث شریف میں تصریح ہے ﴿ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق﴾ لہذا حیات النبی کا عقیدہ رکھنا صحیح ہے اور اہل السنت والجماعت کا عقیدہ ہے، اور تحقیق اس کی "آبِ حیات" مصنفہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ میں ہے۔ اس کو ملاحظہ فرمالیں تاکہ جملہ اشکالات رفع ہو جائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد ۱۸ صفحہ ۲۵۸)

حوالہ نمبر ۱۰: شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

﴿ودلت النصوص الصحیحۃ علی علی حیات الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام﴾ اور نصوصِ صحیحہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں۔

(فتح الملہم جلد ۱ صفحہ ۳۲۵ بحوالہ تحقیق عقیدہ حیات انبیاء علیہم السلام جلد ۱ صفحہ ۵۹۴)

حوالہ نمبر ۱۱: مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"حضرت رسالت پناہ ﷺ قبر مبارک میں زندہ ہیں جیسا کہ اہل السنت والجماعت کا مذہب ہے۔ باقی یہ بات کہ اس حیات کی کیفیت کیا ہے یہ حضرت حق کو ہی معلوم ہے وہ حیات حضور انور پر میت کے اطلاق کے منافی نہیں۔"

(کفایت المفتی جلد ۱ صفحہ ۱۰۲)

حوالہ نمبر ۱۲: دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین اپنی قبور میں زندہ ہیں مگر ان کی زندگی دنیاوی زندگی نہیں بلکہ برزخی ہے۔ اور تمام دوسرے لوگوں کی زندگی سے ممتاز ہے۔"

(کفایت المفتی جلد ۱ صفحہ ۸۰)

حوالہ نمبر ۱۳: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور میں زندہ ہیں"

(فضائل اعمال صفحہ ۶۷۲ رسالہ فضائل درود شریف)

حوالہ نمبر ۱۴: شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"آپؐ کی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ عام مومنین اور شہداء کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی ہے اور از قبیل حیات دنیوی بلکہ بہت سی وجوہ سے اس سے قوی تر ہے"

(فتاویٰ شیخ الاسلام صفحہ ۶۴)

حوالہ نمبر ۱۵: المہند علی المفند جو اکابر علماء دیوبند کی مصدقہ دستاویز ہے اس میں لکھا ہے:

"ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ اور آپؐ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ مخصوص ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ، برزخی نہیں جو حاصل ہے تمام مسلمانوں کو بلکہ سب لوگوں کو، چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء میں صراحتاً لکھا ہے کہ علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء وشہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے الخ۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ آپ کی حیات دنیوی ہے اور اس لحاظ سے برزخی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے، اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ العزیز کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ ہے جس کے دلائل دقیق ہے، اسلوب عجیب ہے اور بے مثال ہے، وہ طبع ہو کر لوگوں میں شائع وذائع، ہے، اس کا نام "آب حیات" ہے یعنی زندگی کا پانی۔

(المہند علی المفند صفحہ نمبر ۳۰)

المہند علی المفند پر درجہ ذیل اکابر علماء دیوبند کے تصدیقات موجود ہیں:

(1) قدوۃ العلماء والمحدثین شیخ محمود حسن رحمہ اللہ

(2) حضرت مولانا میر احمد حسن صاحب امروہی رحمہ اللہ

(3) حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ مفتی دار العلوم دیوبند

(4) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ

(5) حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم رائے پوری رحمہ اللہ خلیفہ مجاز حضرت گنگوہی رحمہ اللہ

(6) حضرت مولانا حکیم محمد حسن صاحب رحمہ اللہ

(7) حضرت مولانا قدرت اللہ صاحب رحمہ اللہ شیخ الحدیث مراد آباد

(8) حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب دیوبندی قدس سرہ

(9) حضرت مولانا محمد احمد صاحب بن حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب رحمہا اللہ

(10) حضرت مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ مدرس اعلیٰ دار العلوم دیوبند

(11) حضرت مولانا محمد بن افضل المعروف سہول رحمہ اللہ مدرس اعلیٰ دار العلوم دیوبند

(12) حضرت مولانا عبد الصمد صاحب بجنوری رحمہ اللہ مدرس اعلیٰ دار العلوم دیوبند

(13) حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب دہلوی رحمہ اللہ

(14) حضرت مولانا ریاض الدین صاحب مدرسہ عالیہ میرٹھ

(15) مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ

(16) حضرت مولانا ضیاء الحق صاحب رحمہ اللہ مدرس اعلیٰ مدرسہ امینیہ دہلی

(17) حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

(18) حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھی صاحب رحمہ اللہ

(19) حضرت مولانا سراج احمد صاحب رحمہ اللہ

(20) حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب رحمہ اللہ مدرس اعلیٰ مدرسہ اسلامیہ میرٹھ

(21) حضرت مولانا محمد مسعود احمد بن حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہا اللہ

(22) استاذ العلماء حضرت مولانا محمد یحییٰ سہارنپوری رحمہ اللہ مدرس اعلیٰ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

(23) حضرت مولانا محمد کفایت اللہ سہارنپوری رحمہ اللہ مدرس اعلیٰ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

حوالہ نمبر١٦: دارالعلوم دیوبند کے شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"تمام اہلسنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز اور عبادات میں مشغول ہیں اور حضرات انبیاء کرام کی یہ برزخی حیات اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی لیکن بلاشبہ حسی اور جسمانی ہے، اس لیے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عام مومنین بلکہ ارواح کفار کو بھی حاصل ہے۔"

(سیرت المصطفیٰ جلد 3 صفحہ ٢٤٣)

حوالہ نمبر١٧: دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"حضرات انبیاء کی حیات جسمانی ہے اور ارواح طیبہ کا اجسام مبارکہ سے تعلق ہے۔ غرض یہ کہ انبیاء کرام کی حیات دلائل قطعیہ سے ثابت ہے۔"

(سیرت المصطفیٰ جلد 3 صفحہ ٢٥٠)

حوالہ نمبر١٧: مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"برزخ میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ السلام کی حیات کا مسئلہ مشہور و معروف اور جمہور علماء کا اجماعی مسئلہ ہے۔ علمائے دیوبند سب عقیدہ اہل سنت والجماعت برزخ میں انبیاء کرام کی حیات کے اس تفصیل سے قائل ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وفات کے بعد اپنی اپنی پاک قبروں میں حیات جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اور ان کے اجسام کے ساتھ ارواح مبارکہ کا ویسا ہی تعلق قائم ہے جیسا کہ دنیوی زندگی میں تھا۔ وہ عبادت میں مشغول ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں۔ انہیں رزق دیا جاتا ہے اور وہ قبور مبارکہ پر حاضر ہونے والوں صلوٰۃ وسلام بھی سنتے ہیں وغیرہ۔ علمائے دیوبند نے یہ عقیدہ قرآن وسنت سے وراثتاً پایا ہے۔"

(ماہنامہ تعلیم القرآن ماہ اگست ١٩٦٢ صفحہ ٢٢ بعنوان چار سالہ نزاع کا خاتمہ)

حوالہ نمبر١٨: عقیدہ حیات النبیؐ کے متعلق علماء دیوبند کا مسلک بحوالہ پیام مشرق ستمبر ١٩٦٠ء

پاکستان کے دس اکابر مسلک علماء دیوبند کا متفقہ اعلان

حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اکابر

دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور وہ حیاتِ دنیوی کے مماثل ہے، صرف یہ کہ وہ احکام شرعیہ کے مکلف نہیں ہیں۔ لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ اقدس پر جو درود پڑھا جائے بلا واسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل السنّۃ والجماعۃ کا مسلک ہے۔

اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تو مستقل تصنیف حیاۃ انبیاء پر آبِ حیات کے نام سے موجود ہے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب، جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے ارشد خلفاء میں سے ہیں۔ ان کا رسالہ المہند علی المفند بھی اہل انصاف اہل بصیرت کے لئے کافی ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف دعویٰ کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

(1) محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ

(2) عبد الحق عفا اللہ عنہ مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

(3) مولانا محمد صادق عفا اللہ عنہ سابق ناظم محکمہ امور مذہبیہ لاہور

(4) مولانا ظفر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ شیخ الحدیث دار العلوم اسلامیہ ٹنڈو الہ یار سندھ

(5) شمس الحق افغانی عفا اللہ عنہ صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

(6) محمد ادریس کاندھلوی کان اللہ لہ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

(7) مولانا مفتی محمد حسن عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

(8) محمد رسول خان عفا اللہ عنہ جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

(9) مولانا مفتی محمد شفیع عفا اللہ عنہ مہتمم دار العلوم کراچی نمبر ا

(10) مولانا احمد علی لاہوری امیر خدام الدین لاہور

منجانب حیات الانبیاء سوسائٹی گجرات (پیامِ مشرق ستمبر ۱۹۶۰ء)

اس حوالے کا اصل فوٹو کاپی رسالہ کے آخر میں لگایا گیا ہے۔

حوالہ نمبر۱۹: مہتمم دار العلوم دیوبند قاری محمد طیب صاحب نور اللہ مرقدہ کا فیصلہ: جب منتسبین دیوبند کا اس مسئلہ

میں اختلاف شدت اختیار کر گیا تو قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ نے فریقین کے درمیان حسب ذیل تحریر پر دستخط کرواکر اختلاف کو ختم کرنے کی کوشش کی۔

”وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بہ تعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ ﷺ صلوٰۃ و سلام سنتے ہیں۔“

اس تحریر پر درجہ حضرات نے دستخط کیے!

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد علی جالندھری صاحب رحمہ اللہ

حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمہ اللہ

حضرت مولانا قاضی نور محمد خطیب جامع مسجد قلعہ دیدار سنگھ

آج بھی اگر مماتی حضرات اس تحریر پر متفق ہو جائیں تو یہ مسئلہ حال ہو سکتا ہے۔

حوالہ نمبر ۲۰: امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اپنی بے نظیر اور لاجواب کتاب تسکین الصدور میں فرماتے ہیں:

”تمام اہل سنت والجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ السلام قبر اور برزخ میں زندہ ہیں اور ان کی زندگی حضراتِ شہداءؒ کی زندگی سے بھی اعلیٰ اور ارفع ہے“

(صفحہ ۲۱۹)

المہند علی المفند کے بعد تسکین الصدور علماء اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد کی مستند اور تاریخی دستاویز ہے اور جس طرح المہند علی المفند پر اس وقت کے چوٹی کے علماء اہل السنۃ والجماعۃ کی تصدیقات اور تائیدات درج ہیں اسی طرح تسکین الصدور پر اس وقت کی چوٹی کے علماء کی تصدیقات اور تقاریظ موجود ہیں۔ چند علماء کرام کے اسماء گرامی یہاں درج کئے جاتے ہیں جس سے آپ بخوبی تسکین الصدور کی علمی مقام کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

۱: حضرت مولانا فخر الدین احمد صاحبؒ سابق شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند

۲: حضرت مولانا مفتی مہدی حسن صاحبؒ سابق مفتی دار العلوم دیوبند

۳: حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی صاحبؒ سابق مہتمم دار العلوم دیوبند

۴: حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی صاحبؒ

۵: حضرت مولانا خیر محمد جالندھری صاحبؒ

۶: حضرت مولانا شمس الحق افغانی صاحبؒ

۷: حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحبؒ

۸: حضرت مولانا جمیل احمد تھانوی صاحبؒ

۹: حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی صاحبؒ

۱۰: حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحبؒ

۱۱: حضرت مولانا عبد الحق صاحبؒ اکوڑہ خٹک

۱۲: حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

۱۳: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کراچی

۱۴: حضرت مولانا دوست محمد قریشی صاحبؒ

۱۵: حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحبؒ

۱۶: حضرت مولانا نذیر اللہ صاحبؒ

۱۸: حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ وغیرہ

شیخ القرآن حضرت مولانا مفتی زرولی خان صاحب نور اللہ مرقدہ نے ایک مرتبہ دورہ تفسیر میں فرمایا:

"شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مجلس میں مجھے فرمایا کہ تسکین الصدور بہترین کتاب ہے"

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق اکابرین علمائے دیوبند کے مزید بھی کافی عبارات موجود ہیں لیکن ہم انہی حوالوں پر اکتفاء کرتے ہیں۔

عقیدہ حیات النبیؐ سے متعلق مماتی حضرات کا موقف:

آپ نے اکابر علماء دیوبند کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائے ہیں اب ہم آپ کے سامنے مماتی حضرات کے چند

عبارات پیش کرتے ہیں تاکہ ان کی دیوبندیت سب کے سامنے آجائے۔ لیکن اس سے پہلے آپ حیات کی معنی کو ذہن نشین فرمالیں۔ حیات کہتے ہیں روح کے جسم کے ساتھ تعلق کو، عام اس سے کہ یہ تعلق اتصالی ہو یا دخولی۔ چنانچہ مماتی حضرات کے وکیل اعظم مفتی محمد حسین نیلوی صاحب فرماتے ہیں:

”تحقیق یہ ہے کہ حیات کے معنی ہیں روح کا بدن کے ساتھ تعلق“

(نداء حق جلد ا صفحہ ۲۴۶)

اب اگر کوئی شخص تعلق کا انکار کرتا ہے تو اس کا مطلب یہی ہو گا کہ وہ حیات کا منکر ہے۔

مفتی محمد حسین نیلوی صاحب لکھتے ہیں:

”یہ کسی سلف کی کتاب میں نہیں ہے کہ آپ کو قبر میں دفن کے بعد پھر سے روح جسد عنصری میں داخل ہو جاتی ہے یا روح کا تعلق جسد مطہر کے ساتھ ہو جاتا ہے۔۔۔ اور نہ ہی اس پر قرآن مجید کی آیت یا حدیث مشہور یا متواتر یا صحابہ کرام کے اقوال سے یہ چیز ثابت کی جاسکتی ہے“

(عقائد علماء دیوبند اور مسئلہ حیات الانبیاء وسماع موتی صفحہ ۱۲۲)

اسی طرح نداء حق جلد ا صفحہ ۵۵۵ پر لکھتے ہیں:

”باقی رہا ارواح کا تعلق ابدان کے ساتھ تو اس کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ سے تو اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا اور نہ ہی صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کے ارشادات و اقوال میں تعلق روح بجسم عنصری کا کوئی نفیاً و اثباتاً ذکر و اذکار ہے۔“

نیلوی صاحب ہی لکھتے ہیں:

”اس جسد عنصری کے عوض میں برزخ میں ان سے بہتر اجساد ان ارواح کو عطا ہوتے ہیں جن میں قیامت بپا ہونے تک رہیں گے۔“

(نداء حق جلد ا صفحہ ۳۱۳)

نیلوی صاحب مجموعہ رسائل جلد اول صفحہ ۵۹ پر لکھتے ہیں:

”اہل اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ بعد از وفات انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح مبارکہ موہوبہ اجساد

مثالیہ میں داخل ہو کر اعلیٰ علیین میں تشریف لے جاتے ہیں"

مزید ایک جگہ لکھتے ہیں:

"حضرات انبیاءعظام اپنی عرفی قبروں میں زندہ نہیں۔"

(نداء حق جلد ا صفحہ ۴۹۱)

نیلوی صاحب کے نزدیک حیات النبی کا نعرہ سب سے پہلے منافقین نے لگایا۔ اسی طرح قادیانی کا حوالہ دیا ہے کہ قادیانی بھی قبر میں زندہ مانتا ہے۔ دیکھیئے بالترتیب نداء حق جلد کا صفحہ نمبر ۵۱۴ اور ۵۱۳۔

امیر اشاعت طیب طاہری صاحب لکھتے ہیں:

"حدیث نے بتایا کہ شہداء کی ارواح کو سبز پرندوں کی شکل کے مثالی اجسام دیئے جاتے ہیں اسی طرح مان لیا جائے کہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح مبارکہ بھی جنت میں ہیں اور مثالی اجسام سے نوازی گئی ہیں۔"

(مسلک الاکابر صفحہ نمبر ۲۴)

مولوی سجاد بخاری صاحب لکھتے ہیں:

"انبیاء علیہم السلام کی روحیں وفات کے بعد اعلیٰ علیین میں رہتی ہیں، یہ ایک قطعی اور ختمی امر ہے اور کتاب سنت سے ثابت ہے۔۔۔باقی روحوں کا اعلیٰ علیین میں رہتے ہوئے قبروں میں مدفون بدنوں کے ساتھ تعلق و اتصال تو اس کی تحقیق یہ ہے کہ۔۔۔وہ تعلق مراد ہو جس کی بعض علماء نے اشراف یا اشراق سے تعبیر کی ہے اور مقصد یہ ہے کہ روح کے بدن پر اشراق سے بدن میں ایک گونہ حیات پیدا ہو جاتی ہے جس سے وہ زائر کا صلوٰۃ و سلام سنتا اور جواب بھی دیتا ہے تو اول تو اس کو دنیوی حیات کہنا غلط ہے۔۔۔۔دوم اس تعلق اور حیات کا کتاب و سنت، سلف امت کے ارشادات اور ائمہ مجتہدین کے اقوال سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ جیسا کہ "جواہر القرآن "(صفحہ ۱۹۴) میں ہم لکھ چکے ہیں"

(اقامۃ البرہان صفحہ ۱۷۹)

مولوی عطاء اللہ بندیالوی خطبات بندیالوی جلد ۲ صفحہ ۸۸ میں لکھتے ہیں:

"ہمارے دوست کہتے ہیں کہ وفات کے بعد نبی اکرم ؐ کی حیات دنیوی ہے اور اسی قبر میں آپ زندہ

ہیں اور ہم (اشاعت والے۔ ناقل) کہتے ہیں کہ نہیں"

عطاء اللہ بندیالوی نے اپنی کتاب حیات النبیؐ میں صفحہ ۲۶ پر عنوان لگایا ہے کہ "یہ عقیدہ کہاں سے آیا" اس کے نیچے لکھتے ہیں کہ

"انبیاء کرام کی اسی جسد عنصری کے ساتھ اسی زمینی قبر میں حیات اور اداء نماز کا عقیدہ نہ قرآن و سنت سے ثابت ہے، نہ اجماع صحابہ سے۔۔۔نہ علماء احناف کے ارشادات سے تو پھر یہ عقیدہ سب سے پہلے کن لوگوں نے ایجاد کیا؟" (آگے عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شیعہ اور بریلویوں کا عقیدہ قرار دیا. ناقل)

مولوی خان بادشاہ صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"وليس المراد من حيات حياتهم فى هذه القبور المحفوره"

(المسامير النارية:۱۹۱)

ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں:

"آنحضرتؐ کو روضہ مبارک میں بجسد عنصری کے ساتھ زندہ سمجھنا یہ شیعہ مسلک ہے۔"

(التنقید الجوہری صفحہ ۳)

نوٹ: مولوی خان بادشاہ صاحب کے یہ حوالے مجلہ صفدر کے "علامہ خالد محمود نمبر" جلد نمبر ۲ سے ماخوذ ہیں۔

مولوی خضر حیات جواہر القرآن (جو مولوی سجاد بخاری صاحب کی مرتب کردہ تفسیر ہے) کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"یہ کہ ان کی ارواح کو ان کے اصلی ابدان کے مماثل مشک و کافور کے مثالی اجسام دیئے جاتے ہیں"

(المسلک المنصور صفحہ ۲۸۸)

شہاب الدین خالدی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"اصولی بات یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات کے بارے میں نہ تو قرآن کریم میں کوئی صراحت ہے نہ اشارہ اسی طرح کسی صحیح یا غیر صحیح حدیث میں انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات کی کوئی صراحت نہیں ہے۔"

(عقیدۃ الامت فی عدم سماع المیت صفحہ ۲۴۹ حصہ اول)

مولوی عبد المقدس صاحب تحقیق الحق صفحہ ۱۵۸ پر لکھتے ہیں:

"انبیاء کرام علیہم السلام بحیات برزخیہ باجسام برزخیہ حیات ہیں نہ کہ بحیات دنیویہ باجساد عنصریہ"

یہ چند حوالے مماتی حضرات کے ذمہ دار حضرات کی کتابوں سے نقل کیے جن سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ حضرات علمائے دیوبند سے الگ موقف اختیار کیے ہوئے ہیں۔ اس کے باوجود یہ لوگ خود کو "اصلی دیوبندی" کہتے ہیں اور جو لوگ اکابرین دیوبند کے مسلک پر قائم ہیں انہیں "جعلی دیوبندی" کہتے ہیں۔

مولانا حافظ عبد الجبار سلفی صاحب حفظہ اللہ

عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کی شمع فروزاں اور مولانا اللہ وسایا صاحب کا ایک اور تاریخی کارنامہ

انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور وہ علمی و تاریخی شاہکار منظر عام پر آگیا ہے جس کی ایک مدت سے تمنا دل میں موجزن تھی۔ کل شام 17 مجلدات پہ مشتمل مجموعہ کتب نصیب میں آیا جسے دیکھتے ہی آنکھوں میں گویا سرمہ نور پھیل گیا۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب کا یہ کارنامہ مجموعہ کتب حیات الانبیاء علیہم السلام علم و تحقیق کے افق پر ایک ایسا چراغ ہے جس کی روشنی نہ صرف زمانے کی تاریکیوں کو چیرتی ہے بلکہ امت مسلمہ کے دل و دماغ کو عقیدے کی روشنی سے منور کرتی ہے۔ یہ شاہکار نہ صرف ایک کتابی مجموعہ ہے بلکہ امت کے اجماعی عقیدے کی محافظ دیوار ہے، جو فتنہ انکارِ حیات الانبیاء علیہم السلام کی یلغار کے سامنے سینہ سپر ہے۔

یہ 1957ء کا زمانہ تھا جب فتنہ ممات نے عقیدے کے باغ میں اپنے کانٹے بکھیرنے شروع کیے۔ یہ فتنے کی وہ گھناؤنی فصل تھی جس کے بیج گمراہی کے خفیہ خزانوں میں برسوں پلتے رہے۔ مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری اس فتنے کے سردار بن کر سامنے آئے اور اس شر نے اپنی تمام تر خباثتوں کے ساتھ عقیدۂ حیات الانبیاء علیہم السلام پر وار کرنا چاہا۔ یہ وہ وقت تھا جب امتِ مسلمہ کی بنیادیں لرزنے لگیں اور ایمان کے قلعے پر شب خون مارنے کی تیاری ہونے لگی۔ مگر بقول کسے

"شر کے سینے سے خیر کا دھارا نکلتا ہے"

یہ وہی لمحہ تھا جب علماء دیوبند نے علم و بصیرت کی شمشیریں نیام سے نکالیں۔ ان کے قلم، تلواروں کی مانند چلنے لگے اور ہر ہر حرف میں ایسا علمی جادو بھر دیا جو فتنے کی جڑیں کاٹ کر رکھ دے۔ ان بزرگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس کے برزخی پہلو پر ایسی ایسی علمی کاوشیں پیش کیں کہ نہ صرف باطل نظریات کی بنیادیں ہل گئیں بلکہ امت کے دل و دماغ میں محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے انوارات کا نور بھی جاگزیں ہوا۔

مولانا اللہ وسایا صاحب کی قیادت میں مجموعہ کتب **حیات الانبیاء علیہم السلام** کا یہ ذخیرہ ایسا ہے جیسے علم کا سمندر، جس میں ہر کتاب موتیوں کی لڑی ہے اور ہر جلد گوہرِ نایاب کی صورت جگمگاتی ہے۔ 17 جلدوں پر مشتمل

یہ مجموعہ 10 ہزار صفحات کی وسعتوں میں پھیلا ہوا ہے، جس میں 122 کتب ورسائل کو یکجا کیا گیا ہے۔ یہ کتب اس موضوع پر لکھی گئیں کہ عقیدۂ حیات الانبیاء علیہم السلام کیا ہے؟ اس کی نقلی و عقلی بنیادیں کیا ہیں؟ اور کس طرح یہ عقیدہ امت کے ایمان کی جڑوں کو مضبوط کرتا ہے؟ ان کتابوں کی جلد بندی، خوبصورت ٹائٹل، اور اعلیٰ معیارِ طباعت خود ایک دعوتِ مطالعہ ہے۔

فتنہ ممات کو یوں سمجھئے کہ جیسے ایک زہریلا ناگ اپنے بل سے باہر نکلا ہو، مگر علمائے حق کے قلم کے وار ایسے تھے کہ یہ سانپ پھنکار بھی نہ سکا اور سرنگوں ہو گیا۔ ان کتابوں نے نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس کے وہ گوشے نمایاں کیے جنہیں دیکھ کر دل جھک جاتے ہیں اور آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔

یہ عقیدہ کہ انبیاء علیہم السلام برزخی زندگی میں حیات ہیں، امت کا اجماعی اور ناقابلِ انکار نظریہ ہے، اور یہی وہ حقیقت ہے جو ان کتب میں پوری قوت سے بیان کی گئی ہے۔ ایسا خزانہ جس کا ہدیہ محض 7500 روپے رکھا گیا ہو، وہ صرف علم کی ترویج کا جذبہ ہی ہو سکتا ہے۔ یہ کتاب ہر لائبریری کی زینت ہونی چاہیے، ہر عالم کی درسگاہ کا حصہ، اور ہر مسلمان کے دل کی تسکین کا سامان۔ اس کتاب کو حاصل کریں اور اپنے ارد گرد کے علم دوست احباب کو بھی اس کی اہمیت سے آگاہ کریں۔

مولانا اللہ وسایا صاحب کا یہ کارنامہ رہتی دنیا تک یادگار رہے گا، اور یہ کتب امت مسلمہ کے لیے علم و تحقیق کا ایک مینارِ نور ہیں۔ فتنے کی تاریکیوں میں یہ چراغ ہمیشہ روشن رہے گا، اور ہر آنے والی نسل کو بتائے گا کہ جب باطل نے عقیدے پر وار کیا تو علماء حق نے علم و عمل کے ہتھیاروں سے اس کا کس طرح قلع قمع کیا۔

آج سے 67 سال پہلے مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری کی جانب سے جامعہ خیر المدارس ملتان میں مجاہد ختم نبوت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ کی جو بے توقیری کی گئی تھی، وہ تاریخ کا ایک ایسا زخم ہے جو مکتبِ دیوبند کے دلوں پر نقش ہو چکا تھا۔ یہ صرف ایک فرد کی نہیں، بلکہ ختم نبوت کے محافظین کی عظمت و حرمت پر حملہ تھا۔ اسی پسِ منظر میں مولانا اللہ وسایا صاحب کا یہ عظیم کارنامہ مجموعہ کتب حیات الانبیاء علیہم السلام نہ صرف علمی دنیا کے لیے ایک نایاب تحفہ ہے بلکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پر واجب الادا قرض کی ادائیگی بھی ہے (اس سانحہ کی مکمل کارگزاری کاتب السطور کی کتاب مظہرِ کرم، سوانح حیات قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ * میں موجود ہے) کاتب السطور دل کی گہرائیوں سے مولانا اللہ وسایا صاحب کا شکر گزار ہے کہ انہوں نے

امت کے علمی ذخیرے کو یکجا کرتے ہوئے میری ان عاجزانہ کاوشوں کو بھی فراموش نہیں کیا جو آج سے پندرہ بیس برس قبل اسی موضوع پر تحریر کی گئی تھیں۔ ان کتابوں کو اس مجموعے کی چودھویں جلد میں شامل کر کے انہوں نے میرے لیے اعزاز کا سامان مہیا کیا ہے۔ یہ صرف ایک شخص کی تحریروں کو محفوظ کرنے کا عمل نہیں، بلکہ ختم نبوت کے مقدس عقیدے کی ترویج اور تسلسل کی خدمت ہے۔ مولانا اللہ وسایا صاحب کی یہ کاوش درحقیقت ان لوگوں کے لیے بھی ایک خاموش جواب ہے جو حق کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے والوں کو یاد رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ مجموعہ اس بات کی دلیل ہے کہ حق ہمیشہ سربلند رہتا ہے، اور باطل کی سازشیں کبھی علمائے حق کے عزم و ہمت کے سامنے ٹک نہیں سکتیں۔

اس علمی خزانے کو حاصل کرنے کے لئے 03004981840 پر رابطہ کریں اور اپنے دل و دماغ کو اس نورانی روشنی سے منور کریں۔ والسلام

مجموعہ کی تصویر
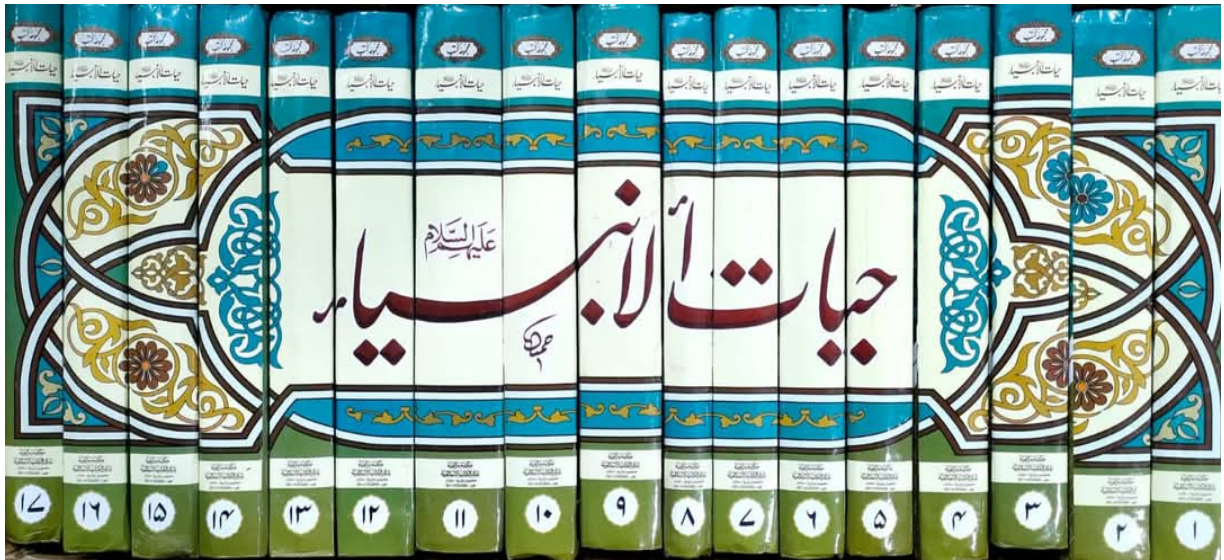
مولانا محمد جواد حقانی صاحب حفظہ اللہ

"عقیدہ حیاتِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح تعبیر اور بعض مغالطوں کا ازالہ"

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له. وأشهد أن لا إلٰه إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله، صلى الله عليه وسلم وعلى آله وأصحابه أجمعين.

چونکہ شمارے میں جناب طاہر گل صاحب نے حیات النبی کے حوالے سے مضمون کے بارے میں مطالبہ کیا تھا تو دل میں خیال آیا کہ موضوع حیات نبی کے مختلف پہلو پر مزید علماء کرام بحث فرمائیں گے میں اس موضوع پر بعض اہل علم کے جو ہمارے ہی حلقہ دیوبندیت میں سے ہیں کے خطاؤں پر قلم اٹھاؤں۔

انہی حضرات میں سے حضرت مولانا منظور مینگل صاحب زید مجدہم ہے۔ حضرت ایک جید مدرس عالم دین ہیں۔ لیکن یہ بات حقیقت ہے "لِكُلِّ جَوَادٍ كَبْوَةٌ وَلِكُلِّ سَيْفٍ نَبْوَةٌ"

لِكُلِّ صارمٍ كبوةٌ، ولِكُلِّ فرس نبوةٌ.

لِكُلِّ سيفٍ نبوةٌ، ولِكُلِّ عالمٍ هفوةٌ.

"مجمع الأمثال للميدانی (المتوفى518ھ)"

"المستقصى في أمثال العرب"للزمخشری(المتوفى538ھ)"

ذیل میں ہم مولانا منظور مینگل صاحب کی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بعض اقوال کو ذکر کر کے جوابات عرض کر دیتے ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا منظور مینگل صاحب دور تفسیر میں طلباء کو کہتے کہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر تھے۔

توجواباً عرض ہے کہ حضرت مولانا قاسم کبھی بھی وفات کے منکر نہ تھے یہ بات جو مینگل صاحب اس کو

دیوبندیت متعارف کرا کے طلباء کے سامنے بیان کرتے ہیں دراصل اشاعتیوں کا کھلا بہتان ہے حضرت اقدس نانوتوی رحمہ اللہ پر، چنانچہ حضرت مولانا خالد محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی پر ایک بہتان باندھا گیا کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر موت آنے کا منکر ہیں۔ آپ کا معاذ اللہ یہ عقیدہ تھا کہ آپ اپنی دنیاوی حیات سے ہی زندہ ہیں چنانچہ اس نزاع پر گجرات کے سربراہ جب کہیں اپنے موقف کا اظہار کرتے تو آیت انک میت و انھم میتون پڑھتے اور آپ نے حلقہ میں یہی تاثر دیتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نبی ﷺ پر ورود موت کے ہی منکر ہے۔ نامناسب نہ ہو گا کہ ہم اس مقدمے میں آپ کا وہ بیان ہی ہدیہ قارئین کر دے جو آپ نے اس آیت کے حوالے سے اپنی کتاب آب حیات میں دیا ہے آپ فرماتے ہیں:

آپ کی وفات اور آپ کا انتقال ہزاروں آدمیوں نے آنکھوں سے دیکھا دوسرے جانب باری تعالیٰ خود رسول اللہ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں انک میت وانھم میتون جس کے یہ معنی ہے کہ تم بھی مرنے والے ہو اور وہ بھی مرنے والے ہیں پھر جب جناب باری تعالی رسول اللہ ﷺ کی موت کی خبر دے ادھر ہزاروں کے سامنے آپ کا انتقال ہو چکا ہو متواتر قرناً بعد قرن یہ خبر چلی آتی ہو کہ آپ مدینہ منورہ میں مدفون ہے تو پھر آپ کا زندہ ہونا کیوں کر مسلم ہو سکتا ہے؟ ہاں خدا کی خبر اور خبر متواتر سے زیادہ اگر کوئی دلیل قوی ہو اور اس سے آپ کی حیات ثابت کی جائے تو حکم قواعد تعارض تسلیم بھی کیا جائے اب اگر آپ کی حیات مسلم بھی ہو تو بات اس کے کہ آپ کا انتقال حسب فرمودہ خداوندی ہزاروں نے آنکھوں سے دیکھ لیا اور ان کے واسطے سے ہم کو خبر پہنچ گئے اس حیات کو یا تو حیات ثانی کہا جائے گا یا مثل حیات شہداء سمجھا جائے گا مگر ظاہر ہے کہ یہ دونوں صورتیں مفید مطلب صاحب رسالہ نہیں اس کی غرض تو اس ردو کد سے یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات دنیوی علی الاتصال اب تک برابر مستمر ہے اس میں انقطاع یا تبدیل و تغیر جیسے حیات دنیاوی کا حیات برزخی ہو جانا واقع نہیں ہوا۔

(آب حیات طبع ملتان ص ۴۵)

چنانچہ دوسری جگہ پر حجۃ الاسلام فرماتے ہیں۔

"انبیاء کو عبدانی دنیا کے حساب سے زندہ سمجھیں گے پر حسب ہدایت کل نفس ذایقة الموت اور انك میت و انهم میتون تمام انبیاء کرام خاص کر حضرت سرور کائنات ﷺ کی نسبت موت کا بھی اعتقاد ضروری ہے۔"

(لطائف قاسمیہ ص ۴ الناشر مکتب الحسن)

اور جمال قاسمیہ میں فرماتے ہیں:

"سماع انبیاء علیہ الصلاۃ والسلام بعد وفات زیادہ تر قرین قیاس ہیں اور اس لیے ان کی زیارت بعد وفات بھی ایسی ہے جیسے ایام حیات میں احیاء کی زیارت ہوا کرتی ہے"

(ص ۱۶)

حقیقت یہ ہے کہ حضرت نانوتوی وفات رسول اللہ ﷺ کے منکر نہیں ہیں اور پوری دنیا کے انسانوں کی طرح وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال شریف کے قائل ہیں بلکہ کیفیت موت میں ان کا تفرد ہے۔ کیفیت اور حقیقت کے مابین وہی فرق ہے جو حضرت مولانا منظور منظور مینگل صاحب جیسے کہنہ مشق مدرسین اور ہم جیسے چھابڑی فروشوں میں فرق ہے۔

حضرت نانوتوی نے آپ نے مشہور زمانہ کتاب آب حیات میں ایک لطیف وحساس بحث اٹھائی ہے کہ عام انسانوں پہ جب موت وارد ہوتی ہے تو ان کے اجسام سے ارواح کا اخراج ہو جاتا ہے جبکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہ جب موت طاری ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح طیبہ کا اخراج نہیں ہوا بلکہ پورے جسم اطہر سے روح انور سمیٹ کر قلب اطہر میں جمع کر دی گئی یعنی قبض روح دل مبارک میں ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دنیا سے تعلق ختم ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان نبوت کے مطابق تجہیز و تکفین کی گئی اور اس کے بعد روضے شریف میں قلب اطہر میں مقبوض روح انور کو بسط جسم کیا گیا یعنی کھول دیا گیا۔

جس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے روضے انور میں حیات ہیں اور اسی جسم اور روحّ انور کے تعلق کی وجہ سے وہاں حاضری دینے والوں کے صلاۃ و سلام کو سماعت فرماتے ہیں یہ بحث کرتے ہوئے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بار بار اپنی کتاب آب حیات میں خود لکھتے ہیں کہ یہ بات مجھ سے پہلے آج تک

کسی نے نہیں کی اور میں اپنے اس تحقیقی تفرد کو کسی پہ مسلط نہیں کرتا بلکہ میرا وجدان ہے کہ چونکہ روحوں کے ٹھکانے دو ہی ہیں علیین اور سجین نیک لوگوں کی روحیں ان کے مرتبے کے مطابق علیین کے مختلف رفیع درجات میں قرار پاتی ہیں جبکہ سجین میں کفار اور سرکشوں کی روحوں کو ٹھہرایا جاتا ہے۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب ملک الموت نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک قبض کرنا چاہا تو اللہ تعالی نے قانون جاری فرمایا کہ اس پاکیزہ روح انور کی استقراء کے لیے وجود محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی جگہ قیمتی نہیں ہو سکتی لہذا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک سے روح طیبہ کے اخراج کرنے کے بجائے قلب اطہر ہی میں ٹھکانہ دے دیا یہ اس اجمال کی تفصیل ہے جو حضرت نانودی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرمائی ہیں اب اس کو امام نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نفس وفات کا انکار نہیں کیا جائے گا بلکہ کیفیت موت میں تفرد کہا جائے گا اور خالق لم یزل نے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس تعبیر اور تفسیر کو اس قدر ایمانی وعلمی حسن بخشا کے ہر طبقہ ومکتب اہل علم اس حسن تعبیر کو پڑھ کر جھوم اٹھے اور وہ داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔

لہذا اس بات کو حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا تفرد صرف اسی وقت کہا جاسکتا ہے جب اسے موت کی کیفیت کا تفرد کہا جائے بصورت دیگر تو نفس موت کا انکار لازم آئے گا جس کی امام نانوتوی سے قطعاً توقع یا امید نہیں کی جاسکی اور اس زبردست غلطی کا شکار مولانا منظور مینگل صاحب بھی ہے۔

۲۔ حضرت مینگل صاحب کی ایک کلپ میں نے سنی کہ اس میں حضرت صاحب کہتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تین دن تک تدفین نہیں ہوئی تو گویا ان تین دنوں میں سبھی کو موت ماننا پڑے گی تو گویا تین دنوں کے لیے تو سارے مماتی بن جاتے ہیں۔

تو اس بات کی تردید انتہائی آسان ہے جس شخص نے بھی اس موضوع پر صرف سلطان العلماء حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود صاحب کی کتاب مقام حیات اور امام اہل سنت شیخ سرفراز خان صفدر صاحب کی کتاب تسکین الصدور کا بغور مطالعہ کیا ہو تو حضرت مینگل صاحب کی اس مغالطے کا جواب دے سکتا ہے۔

ہم اس کے جوابات میں چند باتیں عرض کرنا چاہتے ہیں اول یہ کہ عالم تین قسم پر ہے عالم ارواح عالم دنیا عالم اخرت۔ عالم ارواح میں تو جسم کا وجود ہی نہیں ہوتا اس لیے عالم ارواح سے متعلق موت وحیات کا کوئی جھگڑا

نہیں ہے اور عالم دنیا اور عالم آخرت میں روح جسم کے اندر ہوتی ہے اس لیے ان دونوں عالم میں بھی موت و حیات کا کوئی اختلاف نہیں ہے البتہ عالم دنیا اور عالم اخرت کے درمیان جو عالم برزخ ہے اس میں انسان کا جسم قبر میں اور روح علیین یا سجین میں ہوتی ہے اس عالم میں جسم کا روح کے ساتھ تعلق ہوتا ہے یا نہیں اور اس تعلق کی وجہ سے انسان کا جسم قبر میں زندہ ہوتا ہے یا نہیں پھر زیر بحث بات عام انسانوں کی بھی نہیں بلکہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے متعلق ہے کہ ان کی مبارک جسم ان کے قبروں میں زندہ ہوتے ہیں یا نہیں اس میں منکرین حیات کا اہل سنت سے اختلاف ہے۔

اہل سنت والجماعت علمائے دیوبند کا عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ دنیاوی زندگی مکمل ہونے کے بعد تمام انبیاء کرام علیہ الصلاۃ والسلام (سوائے سیدنا عیسی علیہ الصلاۃ والسلام) نے موت کا جام نوش فرمایا جمہور کے نزدیک ان کی روحیں ان کے جسموں سے نکل کر اعلی علیین کے طرف منتقل ہوئے لیکن روح نکلنے کے باوجود اس کا دنیا والی جسم سے تعلق ختم نہیں ہوا بلکہ مضبوط تعلق باقی رہا اور اس تعلق کی وجہ سے دنیا والے جسموں کو قبر میں ایک قسم کی حیات اور زندگی حاصل ہے اس حیات کی وجہ سے انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام قبر پر حاضری ہونے والوں کا درود و سلام خود سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں دور سے پڑھا جانے والے درود و سلام فرشتوں کے ذریعے ان تک پہنچایا جاتا ہے یہ عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے اور یہ ضروریات اہل سنت میں سے ہے اور اس کا منکر اہل سنت سے خارج بدعتی گمراہ اور خراب عقیدے والا ہے۔

حیات النبی کے منکرین کا عقیدہ

روح نکلنے کے بعد اس کے جسم کے ساتھ کسی قسم کا تعلق باقی نہیں رہا جب روح کا جسم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہا تو جسم میں کسی قسم کی کوئی حیات بھی نہیں رہی جب حیات نہیں تو قبر پر حاضر ہونے والے کا سلام نہیں سنتے ہیں انبیاء کے جسم زمینی قبروں میں محفوظ ہے مگر نعوذ باللہ لکڑی پتھر کی طرح بے جان ہے۔

اب حضرت مینگل صاحب کی بات کو لیتے ہیں چنانچہ حضرت فرماتے ہیں کہ تین دن تک تو سارے موت مانتے ہیں لہذا تین دن تک تو آپ بھی مماتی بن گئے حضرت کا خیال یہ ہے کہ ہم اہل سنت والجماعت موت دنیوی

سے انکار کر دیتے ہیں موت دنیوی سے کوئی انکار نہیں ہے اس میں اتفاق ہے البتہ اس موت کے بعد جو عالم برزخ شروع ہوتا ہے اس میں روح کا جسم کا تعلق کے ساتھ ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اہل سنت اس قسم کی حیات ثابت مانتے ہیں اور منکر اس کو نہیں مانتے ہیں۔

بخاری شریف میں روایت ہے کہ نیک مردہ قبر میں جانے سے پہلے کہتا ہے کہ قدمونی قدمونی مجھے قبر کی طرف لے جاؤ کیونکہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ اگے اس کے لیے انعامات کا سلسلہ ہے اور اگر اس کا اگلا انجام اچھا نہیں ہوتا تو کہتا ہے کہ ابھی ٹھہر جاؤ ابھی ٹھہر جاؤ کیونکہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ آگے اس کے لیے سزا و عذاب ہے۔

یہ روایت بتاتی ہے کہ موت کے بعد دفن سے پہلے بھی ایک عام فرد میں اتنا شعور ہوتا ہے کہ اسے معلوم ہو سکے کہ وہ کہاں ہے اور اسے قبر کی طرف لے جا رہا ہے اور شعور زندگی کے بغیر نہیں ہوتا اور زندگی روح کے بغیر نہیں ہوتی لہذا ثابت ہوا کہ دفن سے پہلے بھی کچھ نہ کچھ حیات ہوتی ہے جب ایک عام مردے کو وفات کے بعد دفن سے پہلے اتنا شعور ہو سکتا ہے اور وہ حیات ہو سکتا ہے تو نبی کیوں نہیں ہو سکتا لہذا حیات النبی ﷺ کے قائلین نہ تین دن کے مماتی ہیں اور نہ ہی ایک منٹ کے۔

مولانا محمد عمر فاروق صاحب حفظہ اللہ
مدیر: دارالشیبانی للإفتاء والتحقیق

عقیدہ حیات النبی ﷺ اور صحابہ کرام

الحمد لله قد جلى وعلى خالق الأرض والسماء فالق الحب والنواء والصلوة والسلام على سيد الرسل وخاتم الانبياء وعلى أله النجبى وأصحابه الاتقياء ومن بهديهم الاقتداء من المحدثين والمفسرين والفقهاء الى يوم الجزاء أما بعد:

کتبِ احادیث وسیر میں متعدد واقعات کا ذکر ہے جو انفرادی واجتماعی طور پر صحابہ کرام کو پیش آئے۔ یہ واقعات اِس اَمر کی غمازی کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے عشاق صحابہ آپ ﷺ کے دیدار سے زندگی کی حرارت پاتے تھے۔ انہیں محبوب ﷺ سے ایک لمحہ کی جدائی بھی گوارا نہ تھی۔ ان مشتاقانِ دید کے دل میں ہر لمحہ یہ تمنا دھڑکتی رہتی تھی کہ ان کا محبوب رسول ﷺ کبھی بھی ان سے جدا نہ ہو اور وہ صبح وشام آپ ﷺ کی زیارت سے اپنے قلوب واذہان کو راحت وسکون بہم پہنچاتے رہیں۔

صحابہ کرام صبح و شام حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت اور دیدار سے اپنے مضطرب قلوب و اذہان کو راحت وسکون بہم پہنچاتے رہے پس جس طرح صحابہ کرام کی کیفیاتِ محبت کا والہانہ اظہار آپ ﷺ کی حیاتِ مقدسہ میں ہوا، اسی طرح بعد از وصال بھی وہ دیوانہ وار حضور ﷺ کے روضۂ اطہر پر حاضری دیتے اور اس حاضری میں بھی ان کی کیفیات دیدنی ہوتیں۔یعنی ادب بار گاہِ رسالت کے ساتھ ساتھ محبت اور عشق کی تمام تر بے قراریاں، جذب وشوق اور کیفیتِ فراق اور غمِ ہجر کی لذتیں ان کے ایمان کو جلا بخشتی تھیں، حضور نبی اکرم ﷺ کی قبرِ اَنور کی زیارت کے حوالہ سے صحابہ کرام کے ان ہی کیفیاتِ شوق پر مبنی معمولات درج ذیل ہیں جو عقیدہ حیات النبی ﷺ کی بیّن دلیل ہیں:

1۔صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ شَخَصَ بَصَرُ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى ثَلَاثًا وَقَصَّ الْحَدِيثَ قَالَتْ فَمَا كَانَتْ مِنْ خُطْبَتِهِمَا مِنْ خُطْبَةٍ إِلَّا نَفَعَ اللَّهُ بِهَا لَقَدْ خَوَّفَ عُمَرُ النَّاسَ وَإِنَّ فِيهِمْ

لِنِفَاقًا فَرَدَّهُمُ اللَّهُ بِذَلِكَ ثُمَّ لَقَدْ بَصَّرَ أَبُو بَكْرٍ النَّاسَ الهُدَى وَعَرَّفَهُمُ الحَقَّ الَّذِي عَلَيْهِمْ وَخَرَجُوا بِهِ يَتْلُونَ{وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ}إِلَى{الشَّاكِرِينَ}۔

(صحيح البخاری،کتاب أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ،باب قول النبي صلى الله عليه وسلم"لو كنت متخذا خليلا": 5/06،رقم الحديث:3669،ط: دار طوق النجاة بيروت لبنان)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا صدیق اکبر میں سے ہر ایک نے ایک ایک خطبہ دیا اور ہر ایک خطبہ نفع مند ثابت ہوا حضرت عمر نے اپنے خطبے میں لوگوں کو متنبہ کیا کہ ہوشیار رہیں ان میں منافقین موجود ہیں تو اللہ تعالیٰ نے سیدنا عمر فاروق کے اس خطبہ کی وجہ سے ان منافقین کو اسلام کی وجہ سے لوگوں کو صحیح، حق بات اور اصل حقیقت سے آگاہی ہوئی۔

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے اس خطبہ کے اندر عقیدہ حیات النبی ﷺ کو مختلف پیرایا میں بیان کیا ہے۔

1: سیدنا حضرت ابو بکر صدیق نے نبی کریم ﷺ کو آپ ﷺ کی وفات کے بعد مخاطب کر کے ارشاد فرمایا تھا"لَا يُذِيقُكَ اللَّهُ"، "لَا يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ" اور یہ حیات کی دلیل ہے کیونکہ ذی عقل کو خطاب کرنا تقاضا کرتا ہے کہ مخاطب میں عقل و شعور ہو اور عقل و شعور موقوف ہے حیات پر، ذی عقل و شعور کو خطاب کرنا میں اصل یہی ہے، اسی لیے اس خطاب کو مجازی معنی پر محمول کرنے کی بجائے خطاب کو اُس احتمال پر محمول کرنا جو حقیقت اور اصل ہے نہ صرف یہ کہ اولی ہے بلکہ ضروری ہے اور قرآن وحدیث کے ساتھ مؤید بھی ہے خصوصاً جبکہ نبی کریم ﷺ کی حیات قبر قرآن وحدیث کے مضبوط دلائل سے بھی ثابت ہے۔

2: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی موت کے وقت ارشاد فرمایا تھا اے عائشہ! خیبر میں یہود نے مجھے زہر دیا تھا اس کی وجہ سے میری رگ کٹ رہی ہے، تو اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی موت میں اس زہر کا بھی دخل ہے اسی لیے علامہ سیوطی، امام سبکی رحمۃ اللہ علیہما وغیرہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ شہید ہیں، یہود نے نبی کریم ﷺ کو جو زہر کھلایا تو اس میں ان کے دل میں یہ بات تھی کہ اگر یہ نبی سچے ہیں تو زہر اثر نہیں کرے گا اور یہ بچ جائیں گے اور اگر جھوٹے ہیں تو زہر سے مر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی صدق و صداقت کو

ثابت کرنے کے لیے زہر کو بے اثر کر دیا تھا لیکن چار سال بعد مرتبۂ نبوت کے ساتھ ساتھ مرتبۂ شہادت عطا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس زہر کا اثر دوبارہ جاری کر دیا تھا تاکہ مرتبۂ نبوت کے ساتھ ساتھ مرتبۂ شہادت بھی نصیب ہو اور چونکہ قرآن مجید میں شہداء کی حیات عبارت النص سے ثابت ہے جیساکہ قرآن مجید میں ارشاد ہے اور جب نبی کریم ﷺ شہید ہیں تو آپ ﷺ کی حیات قرآن کریم سے عبارت النص کے طور پر ثابت ہے اور اس کی تائید قرآنی دلائل میں موجود ہے۔

3: غیر انبیاء کی موت کے بعد ان کی بیوی کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے ان کے ترکہ کو میراث میں تقسیم کیا جاتا ہے اور قبر میں ان کے اجساد کا محفوظ رہنا ضروری نہیں ہے لیکن حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی موت کے بعد نہ ان کی بیویوں کے سر نکاح کرنا جائز ہے اور نہ ہی ان کا مال بطور وراثت تقسیم کیا جاتا ہے اور ان کے اجساد عنصریہ قبر میں محفوظ رہتے ہیں چنانچہ نبی کریم ﷺ کی ازواج کے ساتھ نکاح کی ممانعت، آپ ﷺ کے ترکہ کو بطور وراثت تقسیم کرنے کی ممانعت، اور زمین کو انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد کے کھانے سے ممانعت، یہ تین امتنعات دلیل ہیں تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور خصوصا نبی کریم ﷺ کی کامل بلکہ اکمل اور اعلیٰ حیات پر کیونکہ یہ امتنعات ثلاثہ جسد عنصری کی کامل حیات پر مرتب ہوتے ہیں۔

4: نبی کریم ﷺ کی نماز جنازہ اس طرح نہیں پڑے گی جس طرح سے غیر انبیاء کی عام مسلمانوں کی نماز جنازہ باجماعت پڑھی جاتی ہے بلکہ طریقہ یہ تھا کہ کوئی امام نہیں تھا نہ ہی کوئی جماعت کی شکل تھی بلکہ دس دس صحابہ کرام حجر مبارکہ میں جاتے تھے اور درود شریف پڑھتے اور واپس آجاتے چنانچہ صحابہ کرام ہزاروں کی تعداد میں تھے نیز سیدنا حضرت ابو بکر صدیق اور تمام صحابہ کرام کو آپ ﷺ کے جسم مبارک کے تغیر سے محفوظ رہنے کا یقین تھا اسی لیے تدفین میں تاخیر کی گئی اور اگر آپ ﷺ کے جسد اطہر میں حقیقی جسمانی دنیاوی برزخی حیات نہ ہوتی تو دوسرے اموات کی طرح آپ ﷺ کی بھی اسی طرح نماز جنازہ پڑھی جاتی، آپ ﷺ کے جنازہ کا یہ انداز دلیل ہے اس بات پر کہ آپ ﷺ کو حیات فی القبر حاصل ہے۔

5: صحیح البخاری میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو بکر صدیق کے خطبہ کو مختلف جگہ پر الفاظ کی کچھ تبدیلی کے ساتھ بیان فرمایا ہے حضرت ابو بکر صدیق فرماتے ہیں کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ زندگی میں پاکیزہ موت کے بعد بھی پاکیزہ تھے قسم ہے اس ذات کریم کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ

آپ کو دو موتیں نہیں چکھائے گا اس کے بعد پھر حضرت ابو بکر صدیق ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ ﷺ کی عالم دنیا کی موت کا اعلان فرمایا اور موت کی آیات تلاوت فرمائیں اس لیے کہ عالم دنیا میں نبی کریم ﷺ کی موت قطعی و یقینی ہے اور اس کا انکار کرنا کفر ہے اور کوئی مسلمان بھی آپ ﷺ کی دنیا کی موت کا منکر نہیں۔ البتہ کیفیت موت کے بارے میں دو اقوال ہیں،

1۔ نبی کریم ﷺ کی موت کی کیفیت انقطاع حیات کی نہیں بلکہ استتار حیات ہے یعنی حیات کے ظاہری آثار جیسے نقل و حرکت کرنا، سانس لینا، دل دھڑکنا وغیرہ منقطع کر کے حیات باطن میں چھپادی گئی ہے اور ظاہری، حسی، تکلیفی، دنیاوی حیات اور اس کے لوازم منقطع ہو گئے ہیں لیکن باطن میں مخفی حیات جیسے پہلے تھی ویسے ہی اب بھی باقی ہے جیسے چراغ پر کوئی چیز رکھ کر اسے چھپا دیا جائے تو روشنی ظاہری طور پر ختم ہو جاتی ہے لیکن اس چیز کی وجہ سے روشنی اندر ہی اندر پہلے سے بھی زیادہ تیز ہو جاتی ہے اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات بھی جب باطن میں سمٹ جاتی ہے اس کا خارجی پھیلاؤ منقطع ہو گیا تو یہ مخفی حیات ظاہری حیات سے بھی قوی تر ہو گئی۔

2۔ آپ ﷺ کی موت انقطاع حیات کے ساتھ واقع ہوئی یعنی ایک مرتبہ حیات منقطع ہو گی وعدہ موت مکمل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے جسد اطہر کے باطن میں مخفی حیات دوبارہ پیدا کر دی، اس سے معلوم ہوا کہ دونوں فریق بعد الوفات نبی کریم ﷺ کے جسد عنصری کی مخفی حیات پر متفق ہیں اور عالم دنیا میں موت کے وقوع پر بھی متفق ہیں البتہ موت کی کیفیت میں اختلاف ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق کے اعلان پر کسی صحابی نے بھی اعتراض نہیں کیا اور نہ ہی انکار کیا بلکہ حضرت عمر فاروق جو آپ ﷺ کے لیے موت کا لفظ سننے کے لیے تیار نہیں تھے وہ بھی نبی کریم ﷺ کے موت کے قائل ہو گئے پس عالم دنیا میں نبی کریم ﷺ کی وفات پر صحابہ کرام کا اجماع ہو گیا اور حضرت ابو بکر صدیق نے قسم اٹھا کر پہلا اعلان یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو دو موتیں نہیں چکھائیں گے ایک موت تو عالم دنیا کی ہے اس کا آپ ﷺ پر ورود ہو چکا ہے دوسری موت کے بارے میں دو اقوال ہیں:

1: حضرت عمر فاروق قسم اٹھا کر فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو دوبارہ زندہ فرمائیں گے اور پھر آپ ﷺ منافقین کا قلع قمع کر دیں گے تو ظاہر بات ہے کہ جب عالم دنیا میں ظاہری اسی تکلیفی زندگی کے ساتھ آپ ﷺ دوبارہ زندہ ہوں گے تو اس کے بعد پھر دوبارہ آپ ﷺ پر موت واقع ہو گی تو آپ ﷺ پر دو موتوں

کا وقوع لازم آئے گا اس لیے حضرت ابو بکر صدیق ﷺ نے اپنے اعلان میں اس موت کی نفی کی جو حضرت عمر کے قول سے لازم آ رہی تھی۔

2: جو غیر انبیاء کو قبر میں آتی ہے یعنی جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو منکرین کے سوال و جواب کے وقت میت کے جسد عنصری میں روح لوٹا دی جاتی ہے اور جیسے اسے دنیا کے اندر عقل و شعور حاصل ہوتا ہے ایسے ہی قبر کے اندر بھی دوبارہ اس کو عقل و شعور بحال کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ پورے عقل و شعور کے ساتھ جواب دے اور اس کی بنیاد پر پھر اس کے لیے جنتی و جہنمی ہونے کا فیصلہ کیا جائے، لیکن قبر کے اندر جسد عنصری ہے یا اس کے اجزاء و ذرات ہیں ان کے ساتھ روح کا تعلق پیدا کر کے اتنی حیات پیدا کر دی جاتی ہے کہ ان کے ساتھ میت راحت و تکلیف کا احساس و ادراک کر سکے پھر سوال و جواب کے بعد روح کا بدن سے جدا ہونا، جدا ہو کر علیین یا سجین میں چلا جانا اور دور سے تعلق ہونا یہی قبر کی موت ہے لیکن یہ موت ناقص ہے اور کامل موت پہلا صور پھونکنے کے وقت واقع ہوتی ہے لیکن قبر کے ناقص اور کامل موت کا وقوع ان پر ہوتا ہے جن پر قبر میں سوارل و جواب ہو اور وہ غیر انبیاء ہیں اور یقینا انبیاء کرام علیہم السلام اس سوال و جواب سے مستثنیٰ ہیں اس لیے ان پر ناقص موت واقع نہیں ہوتی اور جب صور پھونکا جائے گا تو اس سے غیر انبیاء پر کامل موت واقع ہو جائے گی خواہ وہ زمین کے اوپر کامل حیات کے ساتھ زندہ ہوں یا قبور میں بقدر احساس ناقص موت کے ساتھ زندہ ہوں لیکن انبیاء کرام علیہم السلام پر صور کے وقت پھونکنے سے بے ہوشی طاری ہو گی موت واقع نہیں ہو گی، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرماتے ہیں کہ "قیامت کے دن دوسرے صور پھونکنے کے ساتھ ہی سب سے پہلے میں افاقہ پاؤں گا" اس سے ایک بات ثابت ہو گئی کہ سب انبیاء کرام علیہم السلام پر بے ہوشی طاری ہو گی۔ دوسری بات یہ معلوم ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی قبر والی حیات دائمی ہے کہ قیامت کے روز صور پھونکنے سے ان پر بے ہوشی طاری ہو گی اور بے ہوش آدمی بے ہوشی سے پہلے بھی زندہ ہوتا ہے اور بے ہوشی کی حالت میں بھی زندہ ہوتا ہے مردہ نہیں ہوتا تو اس سے یہ واضح ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا بے ہوش ہونا اور پھر بے ہوشی سے افاقہ پانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وہ اپنی ان قبور کے اندر زندہ ہیں اور اسی حیات کے ساتھ قبروں سے اٹھیں گے، اور حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے اعلان میں اسی قبر والی دوسری موت کی نفی کی تھی جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا والی موت کے بعد ایسی حیات عطا فرمائیں گے جو دائمی ہو گی اور اس کے بعد آپ ﷺ پر کبھی بھی موت واقع نہیں ہو گی۔

2۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ:

حضرت کعب الاحبار کے قبولِ اسلام کے بعد حضرت عمر فاروق نے انہیں کہا:

هَلْ لَكَ أَنْ تَسِيرَ مَعِي إِلَى الْمَدِينَةِ فَنَزُورُ قَبْرَ النَّبِيِّ ﷺ وَتَتَمَتَّعُ بِزِيَارَتِهِ فَقُلْتُ نَعَمْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ۔

(فتوح الشام للواقدي:1/244،الجوهر المنظم للهيتمي،ص:27،28 ،وفاء الوفاء للسمهودی: 1/183)

کیا آپ حضور نبی اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت اور فیوض وبرکات حاصل کرنے کے لیے میرے ساتھ مدینہ منورہ چلیں گے ؟تو انہوں نے کہا:جی !امیر المومنین۔

پھر جب حضرت کعب الاحبار اور حضرت عمر مدینہ منورہ آئے تو سب سے پہلے بار گاہِ سرورِ کونین ﷺ میں حاضری دی اور سلام عرض کیا، پھر حضرت ابو بکر صدیق کے مدفن مبارک پر کھڑے ہو کر اُن کی خدمت میں سلام عرض کیا اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔

3۔حضرت علی رضی اللہ عنہ:

وَمَا عَمِلَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِصْرَاعَي دَارِهِ إِلَّا بِالْمَنَاصِعِ۔

(شفاء السقم فی زيارة خير الأنام،الباب التاسع:فی حياة الانبياءعليهم الصلوة والسلام،الفصل الرابع:فی الفرق بين الشهداء و غيرهم، ص:432، ط:دارالکتب پشاور)

حضرت علی بن ابی طالب نے اپنے گھر کی چوکھٹ پر کام نہیں کیا سوائے مناصع کے (مسجد نبوی کی مشرقی جانب)۔

4۔اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

حضرت عائشہ صدیقہ کا معمول تھا کہ آپ اکثر روضہ مبارک پر حاضر ہوا کرتی تھیں وہ فرماتی ہیں:

كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي دُفِنَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي فَأَضَعُ ثَوْبِي فَأَقُولُ إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ مَا دَخَلْتُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِي حَيَاءً مِنْ عُمَرَ۔

(مسند أحمد بن حنبل:6/202،المستدرک للحاکم:3/61،رقم:4402، امتاع الاسماع للمقريزي:14/607)

میں اس مکان میں جہاں رسول اللہ ﷺ اور میرے والد گرامی مدفون ہیں جب داخل ہوتی تو یہ خیال کر کے اپنی چادر (جسے بطور برقع اوڑھتی وہ) اتار دیتی کہ یہ میرے شوہرِ نامدار اور والدِ گرامی ہی تو ہیں لیکن جب حضرت عمر کو ان کے ساتھ دفن کر دیا گیا تو اللہ کی قسم! میں عمر سے حیاء کی وجہ سے بغیر کپڑا لپیٹے کبھی داخل نہ ہوئی۔

اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ کا روضۂ اقدس پر حاضری کا ہمیشہ معمول تھا۔ حضرت عائشہ نے اہلِ مدینہ کو قحط سالی کے خاتمے کے لئے قبرِ انور پر حاضر ہو کر توسل کرنے کی تلقین فرمائی۔ امام دارِمی رحمۃ اللہ علیہ صحیح اِسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

قُحِطَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ قَحْطًا شَدِيدًا فَشَكَوْا إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ انْظُرُوا قَبْرَ النَّبِيِّ ﷺ فَاجْعَلُوا مِنْهُ كِوًى إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى لَا يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ قَالَ فَفَعَلُوا فَمُطِرْنَا مَطَرًا حَتَّى نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْإِبِلُ حَتَّى تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّيَ سُوْرَةُ عَامَ الْفَتْقِ سُوْرَةً۔

(سنن دارمي:1/56، رقم:92،الوفاء بأحوال المصطفي لابن جوزي، ص:817، 818، رقم:1534،شفاء السقام في زيارة خير الأنام للسبكي، ص:128)

ایک مرتبہ مدینہ کے لوگ سخت قحط میں مبتلا ہو گئے تو انہوں نے حضرت عائشہ سے (اپنی دِگرگوں حالت کی) شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: حضور ﷺ کی قبرِ مبارک کے پاس جاؤ اور اس سے ایک روشندان آسمان کی طرف کھولو تاکہ قبرِ انور اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ رہے۔ راوی کہتے ہیں کہ ایسا کرنے کی دیر تھی کہ اتنی زوردار بارش ہوئی جس کی وجہ سے خوب سبزہ اُگ آیا اور اُونٹ اتنے موٹے ہو گئے کہ (محسوس ہوتا تھا) جیسے وہ چربی سے پھٹ پڑیں گے۔ پس اُس سال کا نام ہی "عام الفتق (سبزہ و کشادگی کا سال)" رکھ دیا گیا۔

ثابت ہوا کہ اُم المومنین سیدہ عائشہ نے اہلِ مدینہ کو رحمتیں اور برکتیں حاصل کرنے کے لیے حضور نبی اکرم ﷺ کی قبرِ مبارک کو وسیلہ بنانے کی ہدایت فرمائی، جس سے اُن پر طاری شدید قحط ختم ہو گیا، اور موسلا دھار بارش نے ہر طرف بہار کا سماں پیدا کر دیا۔ جہاں انسانوں کو غذا ملی وہاں جانوروں کو چارا ملا، اِس بارش نے اہلِ مدینہ کو اتنا پر بہار اور خوشحال بنا دیا کہ انہوں نے اس پورے سال کو عام الفیق (سبزہ اور کشادگی کا سال) کے نام سے یاد کیا۔

بعض لوگوں نے اس رِوایت پر اعتراضات کئے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی سند کمزور ہے لہٰذا یہ روایت بطورِ دلیل پیش نہیں کی جاسکتی لیکن مستند علماء نے اِسے قبول کیا ہے اور بہت سی ایسی اسناد سے استشہاد کیا ہے جو اس جیسی ہیں یا اس سے کم مضبوط ہیں۔ لہٰذا اس روایت کو بطورِ دلیل لیا جائے گا کیونکہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ جب تک تمام محدّثین ایک راوی کی حدیث کے ترک پر متفق نہ ہوں، اس کی حدیث ترک نہ کی جائے۔

(شرح نخبة الفكر،ص:233)

ایک اور اعتراض اس روایت پر یہ کیا جاتا ہے کہ یہ موقوف ہے یعنی صرف صحابیہ تک پہنچتی ہے اور یہ حضرت عائشہ کا قول ہے، حضور ﷺ کا فرمان نہیں ہے۔ اس لئے اگر حضرت عائشہ تک اس کی اسناد صحیح بھی ہوں تو یہ دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ یہ ذاتی رائے پر مبنی ہے اور بعض اوقات صحابہ کی ذاتی رائے صحیح ہوتی ہے اور بعض اوقات اس میں صحت کا معیار کمزور بھی ہوتا ہے، لہٰذا ہم اس پر عمل کرنے کے پابند نہیں۔

اس بے بنیاد اعتراض کا سادہ لفظوں میں جواب یہ ہے کہ نہ صرف اس روایت کی اسناد صحیح اور مستند ہیں بلکہ کسی بھی صحابی نے نہ تو حضرت عائشہ کے تجویز کردہ عمل پر اعتراض کیا اور نہ ہی ایسا کوئی اعتراض مروی ہے جس طرح حضرت مالک کی بیان کردہ روایت میں اس آدمی پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا جو قبرِ مصطفیٰ ﷺ پر آکر بارش کے لیے دعا کرتا ہے۔ یہ روایتیں صحابہ کا اجماع ظاہر کرتی ہیں اور ایسا اجماع بہر طور مقبول ہوتا ہے۔ کوئی شخص اس عمل کو ناجائز یا بدعت نہیں کہہ سکتا کہ جسے صحابہ کرام کے سکوت نے جائز یا مستحب قرار دیا ہو۔

صحابہ کرام کی پیروی کے لزوم کے بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"رَأْيُهُمْ لَنَا خَيْرٌ مِّنْ رَأْيِنَا لِأَنْفُسِنَا"

(أعلام الموقعين عن رب العالمين:186/2)

ہمارے لیے ان کی رائے ہمارے بارے میں ہماری اپنی رائے سے بہتر ہے۔

علامہ ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ جھوٹ ہے اور حضرت عائشۃ کی پوری زندگی میں روضۂ اقدس کی چھت میں اس طرح کا کوئی سوراخ موجود نہیں تھا۔ یہ اعتراض کمزور ہے کیونکہ امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بعد آنے والے ائمہ و علماء اس طرح کی تفصیل متاخرین سے زیادہ بہتر جانتے تھے۔ مثال کے طور پر مدنی محدّث و مؤرخ امام علی بن احمد سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض کا ردّ اور امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ کی تصدیق کرتے ہوئے "وفاء الوفاء" میں لکھا ہے:

قال الزين المراغي:واعلم أن فتح الكوة عند الجدب سنة أهل المدينة حتى الآن يفتحون كوة في سفل قبة الحجرة أي القبة الزرقاء المقدسة من جهة القبلة وإن كان السقف حائلا بين القبر الشريف وبين السماءقلت وسنتهم اليوم فتح الباب المواجه للوجه الشريف من المقصورة المحيطة بالحجرة والاجتماع هناك، والله أعلم.

(وفاء الوفاء: 123/2)

زین المراغی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جان لیجئے کہ مدینہ کے لوگوں کی آج کے دن تک یہ سنت ہے کہ وہ قحط کے زمانہ میں روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبد کی تہہ میں قبلہ رُخ ایک کھڑکی کھولتے اگرچہ قبر مبارک اور آسمان کے درمیان چھت حائل رہتی۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے دور میں بھی مقصورہ شریف، جس نے روضہ مبارک کو گھیر رکھا ہے، کا باب المواجہ یعنی چہرۂ اقدس کی جانب کھلنے والا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور لوگ وہاں (دعا کے لیے) جمع ہوتے ہیں۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور کے پاس جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسُّل سے دعا کرنے کا معمول عثمانی ترکوں کے زمانے یعنی بیسویں صدی کے اوائل دور تک رائج رہا، وہ یوں کہ کہ جب قحط ہوتا اور بارش نہ ہوتی تو اہلِ مدینہ کسی کم عمر سید زادہ کو وضو کروا کر اوپر چڑھاتے اور وہ بچہ اس رسی کو کھینچتا جو قبرِ انور کے اوپر سیدہ عائشہ صدیقہ کے

فرمان کے مطابق سوراخ کے ڈھکنے کو بند کرنے کے لئے لٹکائی ہوئی تھی۔ اس طرح جب قبرِ انور اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ نہ رہتا تو بارانِ رحمت کا نزول ہوتا۔

5۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ:

حضرت عبد اللہ بن عمر کے آزاد کردہ غلام نافع روایت کرتے ہیں کہ ابنِ عمر کا معمول تھا کہ جب بھی سفر سے واپس لوٹتے تو حضور ﷺ کے روضۂ اقدس پر حاضری دیتے اور عرض کرتے:

"السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا بَكْرٍ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَتَاهُ!"

(مصنف عبد الرزاق: 3/576)

اے اللہ کے (پیارے) رسول! آپ پر سلامتی ہو، اے ابو بکر! آپ پر سلامتی ہو، اے ابا جان! آپ پر سلامتی ہو۔

قاضی عیاض نے الشفاء میں جو روایت نقل کی ہے اس میں ہے کہ حضرت نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر کو سو (100) سے زائد مرتبہ قبرِ انور پر حاضری دیتے ہوئے دیکھا، اور مقریزی نے بھی "اِمتاع الاسماع" میں یہی نقل کیا ہے۔ ابن الحاج مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے المدخل میں اِس کی تائید کی ہے۔

(الشفاء: 2/671 وامتاع الاسماع: 14/618 والمدخل: 1/261 والجوهر المنظم، ص: 28)

علاوہ ازیں امام ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے الجوہر المنظم اور امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح المواہب اللدنية میں اس روایت کو نقل کیا ہے۔

(شرح المواهب اللدنية: 12/198)

6۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ:

حضرت ابو اُمامہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں

" رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَتَى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ"۔

(شعب الإيمان: 3/491 رقم: 4164، الشفاء: 2/671، امتاع الأسماع: 14/618)

میں نے حضرت انس بن مالک کو حضور نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک پر آتے دیکھا، انہوں نے (وہاں آکر) توقف کیا، اپنے ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ شاید میں نے گمان کیا کہ وہ نماز ادا کرنے لگے ہیں۔ پھر انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کیا، اور واپس چلے آئے۔

اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام فقط بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں سلام عرض کرنے کا شرف حاصل کرنے کے لئے بھی مسجدِ نبوی میں آتے تھے۔

7۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ:

امام محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ کو روضۂ رسول ﷺ کے قریب روتے ہوئے دیکھا۔ وہ کہہ رہے تھے

هٰهُنَا تُسْكَبُ الْعَبَرَاتُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "مَا بَيْنَ قَبْرِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ"۔

(شعب الإيمان:3/491،رقم:4163،مسند أحمد بن حنبل:3/389،مسند أبي يعلي: 2/190،رقم:1778)

یہی وہ جگہ ہے جہاں (فراقِ مصطفیٰ ﷺ) میں آنسو بہائے جاتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے میری قبر اور منبر کے درمیان والی جگہ بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

8۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ:

عاشقِ مصطفیٰ حضرت بلال حبشی حضور نبی اکرم ﷺ کے وِصال مبارک کے بعد یہ خیال کرکے شہر مدینہ منورہ سے شام چلے گئے کہ جب یہاں حضور ﷺ ہی نہ رہے تو پھر اس شہر میں کیا رہنا! حضرت ابو درداء روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر نے بیت المقدس فتح کیا تو سرورِ دو عالم ﷺ حضرت بلال کے خواب میں آئے اور فرمایا:

مَا هٰذِهِ الْجَفْوَةُ يَا بِلَالُ؟ أَمَا آنَ لَكَ أَنْ تَزُورَنِي يَا بِلَالُ؟

(شفاء السقام في زيارة خير الأنام،ص:39،الجوهر المنظم،ص:27،سير أعلام النبلاء:1/358،تاريخ مدينة دمشق:7/137،نيل الأوطار:5/180)

اے بلال! یہ فرقت کیوں ہے؟ اے بلال! کیا وہ وقت ابھی نہیں آیا کہ تم ہم سے ملاقات کرو؟

اس کے بعد حضرت بلال اَشک بار ہوگئے۔ خواب میں حضور ﷺ کے اس فرمان کو حکم سمجھا اور مدینے کی طرف رختِ سفر باندھا، اُفتاں و خیزاں روضۂ مصطفیٰ ﷺ پر حاضری دی اور بے چین ہو کر غمِ فراق میں رونے اور اپنے چہرے کو روضۂ رسول ﷺ پر ملنے لگے۔

9۔ حضرت ابو ایوب اَنصاری رضی اللہ عنہ:

حضرت داؤد بن صالح رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز خلیفہ مروان بن الحکم روضۂ رسول ﷺ کے پاس آیا اور اس نے دیکھا کہ ایک آدمی حضور پُر نور ﷺ کی قبرِ انور پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہے۔ مروان نے اسے کہا: کیا تو جانتا ہے کہ تو یہ کیا کر رہا ہے؟ جب مروان اس کی طرف بڑھا تو دیکھا کہ وہ حضرت ابو ایوب انصاری ہیں، انہوں نے جواب دیا:

نَعَمْ جِئْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَلَمْ آتِ الْحَجَرَ۔

(مسند أحمد بن حنبل:5/422،مستدرك الحاكم:4/560،رقم:8571، المعجم الكبير: 4/158،رقم:3999)

ہاں (میں جانتا ہوں کہ میں کیا کر رہا ہوں)، میں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ روایت کی اِسناد صحیح ہیں۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے شیخین (بخاری و مسلم) رحمۃ اللہ علیہما کی شرائط پر صحیح قرار دیا ہے جبکہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔

10۔ ایک صحابیہ کا دیدار قبر النبی ﷺ:

حضرت عائشہ کے پاس ایک صحابیہ آئی جو حضور ﷺ کے فراق میں گھائل تھی۔ اُس نے آپ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کرنے کی درخواست کی۔ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کے وقت وہ عورت اِتنا روئی کہ اُس نے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

(المواهب اللدنية:581/4،شرح المواهب اللدنية:196/12)

درج بالا تفصیل سے ثابت ہوا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں اور بعد از وصال صحابہ کرام آپ ﷺ کی زیارت کے لئے حاضری دیا کرتے تھے۔ اُن کا حاضری دینے کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ وہ آقا کی حیات اور بعد از وصال آپ ﷺ کے فیوضات و برکات سے مستفید ہوں، اور بعد الوصال فیوضات و برکات سے مستفید ہونا حیات کے ساتھ ہی ممکن ہے نہ کہ بدون حیات۔ صحابہ کرام کے بعد جمیع امتِ مسلمہ کا بھی یہ معمول رہا ہے کہ وہ تاجدارِ کائنات ﷺ کے روضۂ اطہر پر حاضری دینے کو اپنے لئے باعثِ سعادت و خوش بختی سمجھتی ہے۔

شمع رسالت کے پروانوں کا رقصِ مستانہ آج بھی جاری ہے، جاں نثاروں کے والہانہ عشق و محبت کا جذبہ آج بھی زندہ و تابندہ ہے بلکہ عشاقِ مصطفیٰ نے اس جذبۂ جاں نثاری کو ایک تحریک بنا دیا ہے۔ بعد اَز وِصال بھی صحابۂ کرام سے لے کر لمحۂ موجود تک حضور ﷺ کا روضۂ اَطہر مرجعِ خلائق بنا ہوا ہے، درِ آقا ﷺ پر ہر لمحہ صلِّ علیٰ کے سرمدی پھولوں کی بہار دِلوں کے غنچے کھلاتی رہتی ہے۔ حضور ﷺ کی رحمت کا در آج بھی کھلا ہے اور قیامت تک کُھلا رہے گا۔ اگر آج کا انسان امن، سکون اور عافیت کی تلاش میں ہے تو اس کے لئے گنبدِ خضرا کو اپنی سوچوں کا مرکز و محور بنائے بغیر باغِ طیبہ کے شاداب موسموں اور مخمور ساعتوں کو اپنے ویران آنگن کا مقدر نہیں بنایا جاسکتا، امن کی خیرات اسی در سے ملے گی، اس لئے کہ ذہنوں کی تہذیب و تطہیر کا شعور اُسی دَرِ پاک کی عطائے دلنواز ہے۔

مفتی رب نواز صاحب مدظلہ، مدرس دار العلوم فتحیہ احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور

مولانا جمیل الرحمن عباسی دام ظلہ کی کتاب
"مناظرہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم" پر تقریظ

باکمال مناظر

عرصہ سات سال کئی افراد کی زبانی سنتا رہا کہ حضرت مولانا جمیل الرحمن عباسی حفظہ اللہ نے ہتھیجی (تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور) کے علاقہ میں مماتیوں سے مناظرہ کیا اور اس میں فتح یاب ہوئے ہیں۔ پھر جب یہ معلوم ہوا کہ یہ مناظرہ انہوں نے اپنے طالب علمی کے زمانہ میں کیا ہے تو اور بھی رشک آیا کہ الحمد للہ اہل السنۃ احناف دیوبند کے طالب علم نے فرقہ مماتیت کے عالم و مدرس بلکہ علاقہ کے اس کے نامور مناظر سے میدان جیتا ہے جو اَکثر و بیشتر تعلّی آمیز چیلنج کیا کرتا تھا مگر اللہ کے فضل سے طالب علم نے اس کا غرور خاک میں ملا دیا۔

ساتھیوں کی زبان سے فتح کی خوش خبری سُن کر دِل میں اس مناظرہ کے سننے کا اشتیاق پیدا ہوا مگر نہ تو اس کی کیسٹیں دستیاب ہوئیں اور نہ ہی شرکائے مناظرہ میں سے کسی سے اس کی روئداد سن سکا، خود مولانا عباسی اطال اللہ عمرہ کی خدمت میں کئی مرتبہ حاضری ہوئی لیکن وہاں بھی کبھی اس کی تفصیل سننے کا اتفاق نہیں ہوا، شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اپنی فتح یابی کے تذکرے کرنا پسند نہیں۔ یوں مناظرہ سننے کی خواہش دل ہی دل میں انگڑائیاں لیتی رہی یہاں تک کہ آج قدرت کی یاوری کے باعث "روئے داد مناظرہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کا پروف سامنے آیا، اس کے مطالعہ سے نہ صرف یہ کہ میری پرانی آرزو "فریقین کے دلائل اور ان کی صحت و سقم معلوم کرنے" کی تکمیل ہوئی بلکہ مناظرہ کے پس منظر سے بھی آگاہ ہوا، والحمد للہ۔

نمازِ عصر کے بعد اِس کا مطالعہ شروع کیا تو دَورانِ مطالعہ بہت ہی لطف و سرور آیا اِس لیے روانی و تسلسل سے آگے بڑھتا چلا گیا، رات کو سونے سے پہلے پہلے اس کو مکمل پڑھ لیا۔ اس میں حیات انبیاء علیہم السلام کے دلائل سامنے آئے، منکرین کے وساوس بھی۔ مناظر اہل السنۃ کے دعوے اور دلیل میں مطابقت معلوم ہوئی اور مخالف کا دعوے سے ہٹ کر گفتگو کرنا بھی نظر نواز ہوا۔ قائلین حیات کے مناظر کی معقول گفتگو مطالعہ سے گذری اور منکرین کی نامعقول باتیں بھی۔ عباسی صاحب کی مضبوط گرفت نظر آئی اور مدِ مقابل کا خوامخواہ واویلا کرنا

بھی۔ ہمارے مناظر کا جان دار اقدام و دفاع خوب تر لگا اور ان کے مناظر کی پسائی اور شکست واضح تر تھی۔ جب پورے رسالے کا مطالعہ کر چکا تو دل و دماغ کا فیصلہ یہ تھا"حضرت مولانا جمیل الرحمن عباسی تو ماشاء اللہ بہت ہی باکمال مناظر ہیں" ان کے چند مناظرانہ کمالات آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

محل نزاع کا تعین

گمراہ فرقوں کا یہ وطیرہ ہے کہ وہ بات کو الجھاؤ میں رکھتے ہیں جو چیز محلِ نزاع ہے اس سے ہٹ کر دلائل پیش کرتے ہیں اِس لیے باکمال مناظر کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ محلِ نزاع متعین کرے تاکہ قوم کو پتہ چلے کہ فریقین میں سے کس کے دلائل دعویٰ کے مطابق ہیں اور کس کے نہیں؟ ہمارے مناظر نے بھی اپنی پہلی ہی تقریر میں کہا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر دنیا میں موت آچکی ہے اس میں کسی کو اختلاف نہیں، اس لیے دنیا کی موت وحیات زیرِ بحث نہیں۔ اِختلاف تو اِس میں ہے کہ قبروں میں مدفون انبیاء کرام علیہم السلام کو حیات حاصل ہے یا نہیں؟ ہم قبر کی حیات ثابت کریں گے اور مدِ مقابل قبر میں مردہ ہونے پر دلائل دیں گے۔

محل نزاع کے تعین کے بعد عقل و شعور رکھنے والا ہر شخص بآسانی جان سکتا ہے کہ ماشاء اللہ ہمارے مناظر نے جو دلائل دیے وہ ودعویٰ کے مطابق حیات فی القبر سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ۔ (انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھا کرتے ہیں) جب کہ مخالف نے دنیا والی موت کے وقوع پر زور لگایا جس میں کوئی نزاع ہی نہیں۔ قبر میں انبیاء کرام (علیہم الصلوات والتسلیمات) کے مردہ ہونے پر باوجود مطالبہ کوئی ضعیف حدیث بھی پیش نہ کر سکا۔

محلِ نزاع کے تعین کے بعد مدِ مقابل جناب مولانا نصر اللہ طاہری مماتی کو اس مناظرہ سے یہ سبق ملا کہ آئندہ کسی مناظرہ میں"انبیاء کرام قبروں میں مردہ ہیں" کا دعوی تحریر نہیں کرنا۔ یہی وجہ ہے کہ ۲۳ جون ۲۰۱۰ء کو بمقام ہیڈ پنجند ضلع مظفر گڑھ کے مناظرہ میں"سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں مردہ ہیں" کا دعویٰ لکھنے سے انہوں نے انکار کر دیا۔ حالاں کہ مماتی میزبان محمد الیاس نے انہیں کہا بھی ہے کہ آج کے مناظرہ میں ہم مماتی لوگ قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مردہ ہونا ثابت کریں گے، جب کہ حیاتی حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر میں زندہ ہونا۔ کیوں کہ اسی عنوان سے مناظرہ کا ہونا طے پایا اور یہی نقطہ اختلاف مناظرہ کا سبب بنا۔ اِلیاس صاحب کے یہ الفاظ کیسٹ میں ریکارڈ ہیں۔ لیکن ہمارے مطالبہ اور اِلیاس صاحب کی گواہی کو مولانا نصر اللہ

مماتی نے قبول نہ کیا کیوں کہ ان کے علم میں تھا کہ انہوں نے جو دلائل تیار کر رکھے ہیں وہ قبر میں مردہ ہونے کو ثابت نہیں کرتے۔ اس لیے انہوں نے عافیت سمجھی کہ قبر میں ممات ثابت کرنے کا دعویٰ تحریر نہ کیا جائے۔ تین گھنٹے کی بحث و تکرار کے بعد بالآخر دعویٰ تحریر کئے بغیر مقامِ مناظرہ سے کوچ کر گئے۔

تنبیہ: اس مناظرہ کی کارگزاری "روئے داد مناظرہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کے آخر میں درج کر دی گئی ہے۔

دلائل کی مضبوطی

باکمال مناظر کی نشانی یہ ہے کہ وہ اپنے موقف پر انتہائی مضبوط اور وزنی دلیل پیش کرتا ہے۔ مضبوط ترین دلیل نص قطعی یعنی قرآن کا فیصلہ ہے۔ ہمارے مناظر نے نص قطعی کی ایک قسم دلالت النص "ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء" اپنے مدعا پر پیش کی بلکہ اپنی دوسری تقریر میں فریقِ مخالف کے معتبر مصنف مولانا محمد حسین نیلوی کی کتاب "ندائے حق" سے ثابت کیا کہ حیات الانبیاء دلالۃ النص سے ثابت ہے اور وہ قطعی ہوتا ہے جیسے عبارۃ النص یعنی جس طرح خود قرآن مجید قطعی ہے، اسی طرح جو چیز دلالت النص سے ثابت ہو وہ بھی قطعی ہوتی ہے۔ انتھی

فریقِ مخالف اپنی تقریروں میں کہا کرتا ہے کہ حیات انبیاء کے قائلین کے پاس نص قطعی نہیں ہے وہ صرف قول اور قولیاں پیش کیا کرتے ہیں مگر الحمدللہ ہمارے مناظر نے خود اُن کے گھر سے شہادت پیش کر دی ہے کہ حیات انبیاء نص قطعی سے ثابت ہے۔

مماتیوں کو موت کا معنیٰ بیان کرنے کا بڑا شوق ہے اور وہ تقریروں میں اکثر موت کا معنیٰ "خُرُوْجُ الرُّوْحِ عَنِ الْجَسَدِ" بیان کرتے ہیں یعنی روح کا جسم سے نکلنا موت ہے۔ جب موت کا یہ معنیٰ ہے تو حیات کا معنیٰ اس کے برعکس روح کا جسم میں داخل ہونا یا روح کا تعلق جسم کے ساتھ قائم ہونا ہی ہو گا۔ جب مماتی مصنف نیلوی صاحب نے حیات انبیاء کو نص قطعی سے ثابت مان لیا تو نتیجہ واضح ہے کہ روح انبیاء کے جسموں میں داخل ہے یا کم از کم روح کا تعلق ضرور جسم کے ساتھ ہے۔

سینہ زوری کا پردہ چاک

اہلِ باطل و ضلالہ عموماً دلائل سے تہی دامن ہوتے ہیں اس لیے وہ مناظرہ میں ایسی عبارات پیش کرتے ہیں جن سے ان کا موقف ثابت نہیں ہوتا مگر وہ سینہ زوری سے کام لیتے ہوئے ان سے اپنا موقف زبردستی کشید کر

لیتے ہیں۔ اس لیے باکمال مناظر کا فریضہ ہوتا ہے کہ وہ ان کی سینہ زوریوں کا پردہ چاک کر کے حقیقت کو طشت اَز بام کرے۔ جب مد مقابل مولانا نصر اللہ مماتی نے اکابر کی عبارات سے اَز خود مسئلہ کشید کر کے غلط تاثر دینا چاہا تو ہمارے مناظر نے ان کی سینہ زوری کو روز روشن کی طرح واضح کر کے صحیح صورت حال سامعین کے گوش گزار کر دی مثلاً مماتی مناظر نے "بیان القرآن" کی عبارت پیش کر کے اَز خود مسئلہ کشید کیا کہ انبیاء قبروں میں زندہ نہیں تو ہمارے مناظر نے اپنی تیسری تقریر میں فرمایا کہ آپ نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی "بیان القرآن" سے غلط مسئلہ کشید کیا ہے، وہ ہرگز اس بات کے قائل نہیں جو آپ تاثر دے رہے ہیں بلکہ اس کے برعکس اپنی کتاب "نشر الطیب" میں لکھتے ہیں:

"پس آپ کا زندہ رہنا قبر شریف میں ثابت ہوا اور یہ رزق اس عالم کے مناسب ہے شہید کے لیے حیات و مرزوقیت ثابت ہے مگر انبیاء کی حیات ان سے اکمل اور قوی ہوتی ہے۔" انتھی

اِسی طرح مولانا نصر اللہ مماتی نے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی عبارت سے غلط مسئلہ کشید کیا تو ہمارے مناظر نے پانچویں تقریر میں اس کے برعکس "معارف القرآن: ۱/۳۱۷" کی عبارت سنادی کہ وہ تو قبر میں عذاب وثواب ہونے کو قرآن کریم کی متعدد آیات اور احادیث متواترہ سے ثابت مانتے ہیں... آپ کا کشیدہ مطلب خود انہی کے اپنے لکھے ہوئے کے خلاف ہے یعنی تَوْجِیْهُ الْقَوْلِ بِمَا لَا یَرْضٰی بِهِ الْقَائِلُ والی مثال کو دہرانا ہے۔

منہ توڑ جواب دینا

مدِ مقابل مناظر بعض دفعہ اپنے موقف کی تائید میں کوئی ایسی دلیل پیش کرتا ہے جس سے وہ بظاہر ناخواندہ یا کم علم لوگوں کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتا ہے مگر باکمال مناظر جب اس کا منہ توڑ جواب دیتا ہے تو لوگ عش عش کر اُٹھتے ہیں اور مدِ مقابل مبہوت و حیران کھڑا رہ جاتا ہے۔ مولانا نصر اللہ مماتی نے قرآن کی آیت: اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ پڑھی اور پھر کہا مَنْ ذوی العقول (عقل والی مخلوق) کے لیے ہوتا ہے اور مَا غیر ذوی العقول (جن میں عقل نہ ہو) کے لیے ہے۔ جسم اور روح کا مجموعہ ذوی العقول ہے اور جو صرف جسم ہو، اس میں روح نہ ہو ایسا جسم غیر ذوی العقول ہے۔ قبروں میں مدفون جسموں میں اگر روح ہوتی تو قرآن میں اِذَا بُعْثِرَ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ ہوتا جب کہ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ کی بجائے مَا فِی الْقُبُوْرِ ہے۔ معلوم ہوا کہ قبر والے بغیر روح کے صرف جسم اور ڈھانچے ہیں۔

مولانا نصر اللہ مماتی نے مَنْ اور مَا کے فرق کا جو ضابطہ بیان کیا ہے وہ کلی نہیں ہے، کلام عرب میں یہ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے رہتے ہیں۔ ہمارے مناظر نے ان کے استدلال کا اپنی تقریر نمبر ۴ میں یہ جواب دیا ہے:

> "قرآن مجید میں آیا ہے: مَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ کہ تم ان کو نہیں سنا سکتے جو کہ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ کہ قبروں میں ہیں۔ معلوم ہوا قبروں میں عام مردوں کو بھی روح اور جسم اکٹھا دیا گیا ہے تو انہوں نے مان لیا کہ عام مردے بھی روح مع لجسد زندہ ہیں، دشمنی پتہ نہیں انبیاء کے ساتھ کیوں ہے؟"

ہمارے مناظر نے اس منہ توڑ جواب سے ان کے استدلال کی فضائے بسیط میں دھجیاں بکھیر کے رکھ دی ہیں اور بکھری دھجیوں کو اکٹھا کرنا ان کے بس میں نہیں ہے۔ مناظرہ میں ان سے اس کا کوئی جواب نہیں بن سکا، وہ منہ تکتا رہ گیا۔ ان کے ہر درس و تدریس، ہر مسجد و مدرسہ اور ہر مجلس و محفل میں عموماً اس آیت: "وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ" کا معنی و مفہوم ادا کیا جاتا ہے، اس کی تلاوت سے ان کی زبان تر و تازہ رہتی ہے مگر اس کے باوجود مولانا نصر اللہ مماتی کو یہ یاد نہ رہا کہ ان کا بیان کردہ ضابطہ اس آیت سے فنا ہو جاتا ہے اور نہ صرف فنا ہوتا ہے بلکہ الٹا اہلِ سنت والجماعت کی دلیل بن کر مماتیت کی شکست کو عیاں کر دیتا ہے۔ جس ضابطہ کو انہوں نے ناز و ادا سے مناظرہ میں پیش کیا ہے، اُمید ہے کہ اَب اِس ضابطہ کو اِستعمال میں لا کر اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ سے استدلال کرنے پر شرم محسوس کریں گے بشرطیکہ ان کی حس مردہ نہ ہو چکی ہو، کیا بعید ہے کہ عقیدہ ممات کی طرح حس بھی موت کا شکار ہو کر ختم ہو گئی ہو۔

مخالف کی شہادت

باکمال مناظرین کا یہ طرز ہے کہ جہاں وہ اپنے موقف کو اپنے اُصولوں سے مدلل کرتے ہیں وہاں وہ اپنے موقف کی حقانیت پر فریق مخالف کی شہادتیں بھی پیش کرتے ہیں۔ ہمارے مناظر نے بھی اپنے دعوے کی صداقت پر فرقہ مماتیت کی گواہیاں نقل کی ہیں مثلاً مولانا محمد حسین نیلوی مماتی کی کتاب "ندائے حق" سے ثابت کیا ہے کہ انبیاء کرام کی حیات نصِ قطعی سے ثابت ہے۔ اِسی طرح جب اُنہوں نے حیاتِ انبیاء کرام پر مُسنَد ابی یعْلٰی کی حدیث سنائی تو مولانا نصر اللہ مماتی نے اس کتاب کو غیر معتبر کہہ چھوڑا۔ جب اُنہوں نے اس پہ غیر معتبر

ہونے کی پھبتی کسی تو ہمارے مناظر نے مولانا محمد حسین مماتی کی کتاب ”ندائے حق“ کا حوالہ سامنے کر دیا کہ مصنف ندائے حق نے مُسنَد ابی یَعْلیٰ حدیث لکھ کر اس کا جید ہونا نقل کر رکھا ہے۔ (دیکھئے ہماری مناظر کی چھٹی تقریر)

مخالف موقف کی کمزوری ظاہر کرنا

مناظرہ میں عموماً ہر فریق حتی الامکان بظاہر اپنے موقف پر دلائل دیتا ہے اگرچہ ان میں سے ایک فریق دلائل سے تہی دامن ہوتا ہے لیکن مناظرہ کا وقت پاس کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ بولتا رہتا ہے، عوام الناس کو اپنا با دلیل ہونا باور کرانا چاہتا ہوتا ہے۔ باکمال مناظر کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ اس کو اس طرح جکڑتا ہے کہ اس کا دلیل سے خالی ہونا سب کو نظر آنے لگتا ہے، عام و خاص اِس کے موقف کا بے دلیل اور کمزور ہونا آسانی سے معلوم کر لیتے ہیں کیوں کہ اس کے وساوس کا پردہ فاش ہو چکا ہوتا ہے، اس کی مغالطہ آمیزی کو بے نقاب کر دیا گیا ہوتا ہے۔ ہمارے مناظر نے اپنے مقابل کی دلائل سے تہی دامنی کو اس قدر واضح کر دیا کہ سامعین کو معلوم ہو گیا کہ ان کے پاس اپنے دعویٰ ”انبیاء کرام اپنی قبروں میں مردہ ہیں“ پر کوئی ٹھوس اور مضبوط دلائل تو کجا کوئی ضعیف حدیث بھی نہیں۔ بارہا اُن سے مطالبہ کیا جاتا رہا کہ تم کوئی ضعیف حدیث ہی پیش کر دو کہ انبیاء کرام قبروں میں زندہ نہیں مگر وہ نہ کر سکے حتی کہ آخری تقریر میں بھی ان سے کہا:

> ”آپ کے پاس جب صحیح حدیث نہیں ہے تو بے شک ضعیف لاؤ، ہم مان لیں گے۔ ہم آپ کی جب ضعیف حدیث ماننے کو تیار ہیں تو صحیح کیوں نہ مانیں گے مگر پیش تو کرو۔“

مناظر کے ساتھ ساتھ عوام الناس بھی کہنے لگے کوئی ضعیف حدیث ہی سے اپنا موقف ثابت کر دو مگر وہ عاجز رہے۔ حیرت کی بات ہے کہ مماتی ہم لوگوں سے کہتے ہیں حیات الانبیاء عقیدہ کا مسئلہ ہے، اس کے لیے نص قطعی چاہیے۔ وہ ہم سے قطعی نص کا مطالبہ کرتے ہیں مگر ہمارے مناظر نے اُن کے ساتھ اتنی رعایت کر دی کہ خبر واحد صحیح بھی نہیں، ضعیف ہی پیش کر دو۔ اس قدر رعایت، مناظر اور عوام کے مطالبہ کے باوجود انہوں نے مناظرہ سے اُٹھ کر چلے جانا تو منظور کیا مگر ضعیف حدیث تک نہیں سنائی۔ جس سے پتہ چلا کہ ان کا مسلک انتہائی کمزور ہے، اتنا کمزور ہے کہ اسے ضعیف حدیث تک کا سہارا نصیب نہیں۔ ان کے مسلک کی اس کمزوری کو طشت اَز بام کرنے کا سہرا الحمد للہ ہمارے مناظر کے سر پر ہے، اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔ اللہ تعالیٰ انہیں زیارت حرمین اور سعادتِ

دارین عطاء کرے۔ ان کی زندگی، علم و عمل، مال و اولاد میں برکت دے اور ہمیں ان کے علوم سے مستفید فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

رب نواز عفا اللہ عنہ

مدرس دار العلوم فتحیہ امیر حمزہ ٹاؤن احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور

یکم محرم ۱۴۳۲ھ بمطابق ۸/ دسمبر ۲۰۱۰ء بروز بدھ

طاہر گل دیوبندی

مسئلہ حیات النبی ﷺ پر ایک یادگار مناظرہ

مناظرے کا پس منظر

۲۱ جولائی ۲۰۱۵ء کو ضلع صوابی کے ایک علاقے "هریان کلے" میں سیرت النبی ﷺ کے نام سے ایک پروگرام تھا۔ جس میں حضرت مولانا مفتی محمد ندیم محمودی صاحب حفظہ اللہ بھی مدعو تھے۔ چونکہ صوابی میں مماتیوں کی اکثریت تھی اسی لئے حضرت مفتی صاحب نے اس فتنہ پر بھی رد کیا۔ پروگرام کے بعد حضرت مفتی صاحب دیگر ساتھیوں کے ہمراہ ایک حجرہ میں بیٹھے تھے کہ دو مماتی حضرت کے پاس آئے۔ ایک کا نام فضل آمین اور دوسرے کا نام واحد شاہ تھا۔ ان میں سے ایک عالم تھا اور دوسرا سرکاری ملازم تھا۔ ان میں ایک نے مفتی صاحب سے کہا کہ میں سرکاری ملازم ہوں اب چھٹی پر گھر آیا ہوں۔ میں دو تین سالوں سے پنج پیریوں کے درس قرآن میں شریک ہوتا رہتا ہوں۔ لیکن ان تین سالوں میں میرا جو ذہن بن گیا تھا وہ آپ کے بیان سننے سے صاف ہو گیا اور میرے اشکالات ختم ہو گئے لیکن میں چاہتا ہوں کہ آپ ان پنج پیریوں سے مناظرہ کریں اور ہم عوام ان کو سنیں تاکہ ہم راہ حق تک پہنچ جائیں۔ دوسرا جو عالم تھا اس نے کہا کہ میں خضر حیات کا شاگرد ہوں اگر ابھی مناظرہ کرنا ہے تو کریں۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ اگر مباحثہ کرنا ہے تو ابھی ہو سکتا ہے اور اگر مناظرہ کرنا ہے تو اس کیلئے کتابوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس مماتی مولوی نے کہا کہ تاریخ مقرر کریں۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ مماتی مولوی نے ایک تحریر پیش کی جس کا مضمون یہ تھا:

> "محترم مفتی صاحب السلام علیکم! حیات النبی کے بارے میں کچھ احباب آپ کے چیلنج کو قبول کرتے ہیں اگر آپ ان کے ساتھ پُرامن مناظرہ کے لیے خواہش مند ہیں تو آپ سے گزارش ہے کہ ان کے ساتھ مناظرہ کریں تاکہ عوام کو حق اور باطل کا فرق واضح ہو جائے۔ والسلام"

مفتی صاحب نے انہیں کہا کہ میں نے چیلنج تو نہیں دی ہے لیکن چلیں میری طرف سے آپ میری بیان کو چیلنج سمجھیں۔ اس کے بعد مفتی صاحب نے ایک کاغذ پر ان کو یہ جواب لکھ کر دیا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہم ان شاء اللہ مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ مناظرہ کے لیے تیار ہیں۔

۱: موضوع عقیدہ حیات النبیؐ ہو گا جیسا کہ (مماتیوں کے) تحریر میں لکھا ہے۔
۲: مناظرہ پشتو زبان میں ہو گا۔
۳: مناظرہ کی کل وقت تین گھنٹے ہو گا۔
۴: دعویٰ، جواب دعویٰ اور مناظرہ ایک مجلس میں ہو گا۔
۵: جائے مناظرہ میں جانبین کی صرف پانچ پانچ افراد کو حاضری کی اجازت ہو گی۔ (دوران مناظرہ اس شرط میں جانبین کی اتفاق سے تبدیلی کر کے نو، نو افراد کو شرکت کی اجازت دی گئی)
۶: فریقین سے مناظر جو بھی ہو اس پر اعتراض کا حق کسی کو نہیں ہو گا لیکن وہ مناظرین اپنی اپنی جماعت کے نمائندے شمار ہوں گے۔
۷: جگہ اور تاریخ کی تعین نمائندہ حضرات کریں گے۔ ہماری طرف سے مفتی شاکر رحمان صاحب اور مولانا عمر رحمان صاحب نمائندے ہوں گے۔
۸: ثالث ویڈیو ہو گا۔

العبد الفقیر محمد ندیم محمودی خاک پائے دیوبند یکے از نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند"

اس کے بعد فریقین میں سے دو، دو نمائندہ حضرات نے مجلس کی جس میں مندرجہ ذیل تحریر پر اتفاق کر کے دستخط کیے گئے۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

المرقوم ۲۳ جولائی ۲۰۱۵ء

۱: مفتی محمد ندیم محمودی صاحب کی تحریر کردہ شرائط پر فریقین کا اتفاق ہوا۔
۲: جانبین کی طرف سے صرف پانچ، پانچ آدمی مع دو ساتھی علاقے والے مع دو ساتھی کیمرہ مین کی اجازت ہو گی۔ اس کے علاوہ کسی اور کو جائے مناظرہ میں آنے کی اجازت نہ ہو گی۔
۳: حفاظت کی جملہ ذمہ داری حافظ واحد شاہ صاحب ولد یوسف شاہ صاحب مرحوم کی ہو گی۔
۴: جائے مناظرہ حجرہ عارف خان ہے۔
۵: یکم اگست بمطابق ۱۵ شوال بروز ہفتہ بوقت دس بجے صبح مناظرہ ہو گا۔

۶: جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کی طرف سے مناظر مولانا واحد الرحمٰن صاحب ہوں گے۔

جبکہ اہل السنت والجماعت دیوبند کی طرف سے مناظر مفتی محمد ندیم محمودی صاحب ہوں گے۔

محمد شاکر الرحمٰن صاحب (دستخط) میر امان اللہ خود (دستخط)

مولانا وہاب علی صاحب (دستخط) فضل امین صاحب (دستخط)

۱۴ شوال کو حضرت مفتی صاحب حفظہ اللہ نے اپنے تین چار شاگردوں کو جائے مناظرہ بھیجا جبکہ مفتی صاحب اکیلے چلے گئے اور رات وہاں بھائی عزیز اللہ صاحب کی جگہ میں گزاری۔ صبح نماز کے بعد حضرت مفتی صاحب جائے مناظرہ روانہ ہوئے اور آٹھ بجے جائے مناظرہ پہنچ گئے جہاں مولانا شاکر اللہ صاحب اپنے رفقاء کے ساتھ حضرت مفتی صاحب کا انتظار کر رہے تھے۔ مماتی مناظرین بھی ۱۰ بجے سے پہلے پہلے پہنچ گئے۔ دس بجے مناظرین آمنے سامنے ہوگئے اور مناظرہ شروع ہوا۔

مناظرین سے پہلے فریقین کے صدر حضرات نے مختصر گفتگو کی جس میں شرائط کی پابندی اور موضوع سے خروج نہ کرنے پر زور دیا۔

رُوئیداد مناظرہ

مفتی طیب الرحمٰن حقانی صاحب صدر مناظر نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند کی تقریر

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمدللہ الذی خلق الموت والحیات لیبلو من سلک سبیلا مصطفی الذی حی فی قبرہٖ وترک المعصیۃ والھوی۔ والصلوٰۃ والسلام علی افضل الخلق والتقی وعلی آلہ واصحابہ الذین علی طریقھم حق والھدی اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ولاتقوالوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولاکن لا تشعرون۔ صدق اللہ العظیم وعن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔ اوکما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

محترم سامعین! ہمارے نوجوانانِ احناف علماء دیوبند اور جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے مابین زیر بحث مسئلہ حیات النبی ﷺ کا ہے۔ پہلے میں اس طرف سے صدر، مناظر اور معاونین کا تعین کرتا ہوں۔ اس طرف

سے "صدر" میں طیب الرحمٰن حقانی اور "مناظر" استاذ المناظرین حضرت مولانا مفتی محمد ندیم محمودی صاحب دامت برکاتہم العالیہ ہوں گے۔ اور ہمارے معاونین حضرت مولانا فیض حسین حقانی صاحب، حضرت مولانا مفتی اکبر علی حقانی صاحب، حضرت مولانا مفتی شہاب حقانی صاحب اور حضرت مولانا مفتی آفتاب عالم ہیں۔

یہ مسئلہ حیات النبی ﷺ ایک معرکۃ الآرا مسئلہ ہے۔ اور ایک عرصہ سے اس میں اختلاف پایا جارہا ہے۔ یہ بحث ان شاء اللہ مناظرین کریں گے کہ کب سے اس میں اختلاف پیدا ہوا۔ واضح رہے یہ مسئلہ فی نفسہٖ مختلف فیہ نہیں تھا بلکہ اس میں اختلاف کیا گیا ہے۔ ان شاء اللہ دونوں مناظرین اپنے عقیدے کی وضاحت کریں گے۔ میری درخواست یہ ہے کہ جس طرح ماحول میں سب آئیں ہیں اسی طرح پُرامن طریقے سے اس مسئلہ پر بحث کریں گے اور جو مسئلہ زیر بحث ہے اسی پر ہی بحث کی جائیگی اور خروج عن البحث سے پرہیز کریں گے۔ دوسری موضوعات کی طرف جانا یہ مناظرہ کو خراب کرنا ہو گا اور یقیناً ہم اور آپ سب نہیں چاہیں گے کہ مناظرہ خراب ہو جائے۔ دوسری بات یہ کہ آپ بھی اپنے صدر، مناظر اور معاونین کا تعین کریں۔ صدر کا کام یہ ہو گا کہ مناظرہ میں اگر کسی قسم کی رکاوٹ آئے گا تو اسے دور کرے گا۔ اور انہیں یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ کسی غلط بیانی پر مخالف صدر کو مخاطب کریں۔ یہ صدور کا کام ہے۔ باقی مناظرین کا کام عقیدہ بیان کرنا اور اس پر قرآن و سنت، احادیث اور اجماع امت سے دلائل دینا ہے۔ ان چیزوں میں اور کسی کا کوئی بھی کام نہیں ہو گا۔ معاونین کا کام صرف حوالہ نکال کر دینا ہے۔ اگر کوئی بات ہو تو وہ لکھ کر اپنے مناظر کو دیں گے مناظر کے علاوہ کوئی بات نہیں کرے گا۔ اور مناظر کے علاوہ کوئی بھی شخص بات نہیں کرے گا۔ یہ تمام ساتھی آئے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ یہ عقیدہ آج وضاحت کے ساتھ بیان ہو جائے اور اس پر دلائل بھی پیش کیے جائیں تاکہ عوام میں جو تشویش موجود ہے وہ ختم ہو جائے۔ اور یہ جو اختلاف ہے یہ ختم ہو کر مسئلہ واضح ہو جائے۔

مماتی حضرات کی طرف سے پہلی تحریر:

آپ کی طرف سے (حضرت مفتی ندیم صاحب کے) بیان کے بعد جو خط مفتی صاحب کے پاس آیا تھا اس میں لکھا تھا کہ:

"محترم مفتی ندیم محمودی صاحب السلام علیکم مسئلہ حیات النبی ﷺ پر کچھ احباب آپ کے چیلنج کو قبول کرتے ہیں (اگرچہ چیلنج ہماری طرف سے نہیں ہوئی تھی وہ بیان انٹرنیٹ پر موجود ہے

ساتھی دیکھ سکتے ہیں۔ مفتی طیب الرحمٰن صاحب)۔اگر آپ ان کے ساتھ پُرامن مناظرہ کے لیے خواہش مند ہیں تو آپ سے التجا اور گزارش ہے کہ ان کے ساتھ مناظرہ کریں تاکہ عوام کو حق اور باطل کا فرق واضح ہو جائے۔ والسلام"

اس پر آپ کے ان ذمہ دار حضرات فضل امین صاحب اور واحد شاہ صاحب کے دستخط بھی موجود ہیں۔

مفتی محمد ندیم محمودی صاحب کی طرف سے جوابی تحریر:

اس کے بعد مفتی صاحب نے جوابی تحریر میں لکھا ہے:

"ہم ان شاء اللہ مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ مناظرہ کے لیے تیار ہیں!

۱: موضوع حیات النبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہو گا جیسے کہ پہلی تحریر میں لکھا گیا ہے۔

۲: مناظرہ پشتو زبان میں ہو گا۔

۳: دعویٰ، جواب دعویٰ اور مناظرہ ایک ہی مجلس میں ہو گا۔

۴: مناظرہ کا مکمل وقت تین گھنٹے ہو گا۔

۵: جانبین سے صرف پانچ، پانچ آدمیوں کو شرکت کی اجازت ہو گی۔

۶: اس کے علاوہ جائے مناظرہ کی حدود میں اگر کسی طرف سے زیادہ آدمی آئے تو یہ اس فریق کی شکست تسلیم کی جائے گی۔ (بعد میں فریقین کے اتفاق سے یہ تعداد بڑھائی گئی۔ مفتی طیب الرحمٰن صاحب)

۷: مناظرہ جو بھی کرے کوئی اعتراض نہیں ہو گا لیکن وہ مناظرین اپنی اپنی جماعت کے نمائندے شمار ہوں گے۔

۸: جگہ اور تاریخ کی تعین نمائندہ حضرات کریں گے۔ ہماری طرف نمائندے مفتی محمد شاکر رحمان صاحب اور مولانا عمر رحمان صاحب ہیں۔

۹: ثالث ویڈیو ہو گی۔

مفتی صاحب کی طرف سے جوابی تحریر تھی۔

فریقین کی تیسری اتفاقی تحریر:

اس کے بعد جو تیسری اتفاقی تحریر ہے اس میں لکھا ہے:

"۱: مفتی محمد ندیم محمودی صاحب کی تحریر کردہ شرائط پر فریقین کا اتفاق ہوا۔
۲: جانبین کی طرف سے صرف پانچ، پانچ آدمی مع دو ساتھی علاقے والے مع دو ساتھی کیمرہ مین کی اجازت ہوگی۔ اس کے علاوہ کسی اور کو جائے مناظرہ میں آنے کی اجازت نہ ہوگی۔
۳: حفاظت کی جملہ ذمہ داری حافظ واحد شاہ صاحب ولد یوسف شاہ صاحب مرحوم کی ہوگی۔
۴: جائے مناظرہ حجرہ عارف خان ہے۔
۵: یکم اگست بمطابق ۱۵ شوال بروز ہفتہ بوقت دس بجے صبح مناظرہ ہوگا۔
۶: جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کی طرف سے مناظر مولانا واحد الرحمٰن صاحب ہوں گے۔
۷: اہل السنت والجماعت دیوبند کی طرف سے مناظر مفتی محمد ندیم محمودی صاحب ہوں گے۔
اس کے بعد نمائندوں کے دستخط موجود ہے۔

مفتی مجتبیٰ عامر صاحب صدر مناظر جماعت اشاعت التوحید والسنہ کی تقریر

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ---

قابل احترام مسلمان بھائیوں! جیسے کہ شرائط بیان کی گئی ہیں ان شرائط کے مطابق ہمارا محترم بھائی مولانا واحد الرحمٰن صاحب وہ حاضر ہیں۔ ان کے معاون ساتھی مولانا صدیق اکبر صاحب، مولانا ظفر احمد صاحب، اور مفتی شریف حسین صاحب ہیں۔ میرا نام مفتی مجتبیٰ ہے اور بطور صدر میرا انتخاب کیا گیا ہے۔ الحمد للہ مناظرے کے شرائط طے ہیں اور دونوں طرف علماء کرام ہیں جو خود کو اہل السنت والجماعت کے ترجمان گردانتے ہیں۔ چونکہ دونوں فریق خود کو علماء دیوبند اور اہل السنت والجماعت کے ترجمان کہتے ہیں اسی لئے ان کے اصولوں پر مناظرہ ہونا چاہیے۔ چونکہ مسئلہ عقیدے کا ہے اور بار بار اس پر زور دیا گیا کہ قرآن وسنت کے دلائل پیش کیے جائیں لہذا دونوں فریق اس پر ادب و احترام کے ساتھ بات کریں۔ چونکہ میرے ساتھیوں نے مجھے صدر منتخب کیا ہے لہذا میں انہیں حکم دیتا ہوں کہ اصولوں کی پاسداری کریں۔ اسی طرح میری خصم سے بھی درخواست ہوگی کہ دونوں جانب علماء کرام ہیں لہذا ایک دوسرے کی ذات یا جماعت پر الزامات سے گریز کریں کیونکہ اگر آپ یا ہمارے ساتھی ایسا کریں گے تو یہ مناظرہ خراب کرنے کی ایک کوشش ہوگی۔ غلط فہمیاں دوری پیدا ہونے کا ایک

سبب ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہماری اور آپ کی یہ مجلس اللہ تعالیٰ امت مسلمہ بلکہ علماء دیوبند کے لئے اتفاق و اتحاد کا ایک ذریعہ بنادے۔ میرا اپنا بھی یہاں آنے کا یہی نیت اور ارادہ ہے کہ یہ دوری اور بُعد ہے اسے اللہ رب العزت ختم کرے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو باطل کے مقابلے کیلئے بھائی بھائی بنادے۔ میرا اپنے ساتھیوں پر یہ حسن ظن ہے اور آپ سب پر بھی یہی حسن ظن ہے کہ آپ کا بھی یہی نیت ہو گا۔ تاکہ اظہار حق ہو جائے اور ان شاء اللہ یہ جو بُعد اور دوری ہے یہ ختم ہو جائے۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہ جو غلط فہمیاں اور الزامات ہیں یہ سنجیدگی کے ساتھ حل ہو جائے۔ اور ہو سکتا ہے کہ ہم اور آپ ایسے نکتہ پر متفق ہو جائیں جو فریقین کے درمیان اتفاقی ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ ہمارے اور آپ کی لاعلمی کی وجہ سے دوسرے لوگوں میں جو بغض اور حسد ہے یہ ہماری اور آپ کی وجہ سے ختم ہو جائے اور وہ سب بھی آپس میں متحد اور متفق ہو جائیں۔ تو دین اور اہل اسلام کی خدمت کی نیت سے، ہر ساتھی الزامات سے بالاتر ہو کر یہ محنت کرے تاکہ حق ظاہر ہو جائے۔ اور اہل اسلام اور مسلمانوں کی وحدت سامنے آجائے۔ اللہ تعالیٰ سب صحیح طریقہ سے چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

جو شرائط بیان کی گئیں ہیں وہ جس طرح آپ کو منظور ہیں اسی طرح ہمیں بھی منظور ہیں۔ اسی لئے آپ کی طرف سے دعویٰ پیش کیا جائے گا اور ہماری طرف سے مناظر صاحب جواب دعویٰ پیش کریں گے۔ اور وقت کا اختیار ہم مناظرین کو دیتے ہیں کہ وہ چاہیں تو پانچ منٹ ٹرن مقرر کریں اور چاہیں تو دس منٹ کا ٹرن مقرر کریں۔ اسی طرح اگر آٹھ منٹ مقرر کرنا چاہتے ہیں تو یہ مناظرین کے اختیار میں ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے بات شروع کی ہو یا آیت شروع کی ہو اور وقت ختم ہو جائے تو اسے مکمل کرنے پر اگر ایک آدھ منٹ لگ جائے تو کوئی بات نہیں۔ اب اگر مناظرین بات شروع کریں تو اچھی بات ہو گی۔

مفتی محمد ندیم محمودی صاحب: جناب ٹرن کتنے منٹ کا ہونا چاہیے؟ دس منٹ یا آٹھ منٹ؟ آپ کی کیا رائے ہیں؟

مفتی واحد الرحمٰن صاحب: سات، سات منٹ جناب۔

مفتی محمد ندیم محمودی صاحب: ٹھیک ہے۔ آپ کی طرف سے وقت کیلئے یہ ساتھی ہیں؟ اس کا نام کیا ہے؟

مفتی مجتبیٰ عامر صاحب: نجی اللہ۔

مفتی محمد ندیم محمودی صاحب: ٹھیک ہے۔ ہماری طرف سے قاری عبد الرحمٰن عابد صاحب ہیں۔ ان پر ہماری اور آپ کی طرف سے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ ان شاء اللہ جب یہ دونوں کہیں گے کہ وقت پورا تو مناظر اپنی بات ختم

کرے گا۔(اس کے بعد مفتی محمد ندیم محمودی صاحب نے فریق مخالف کی اجازت سے بات شروع کی۔مرتب)

سنّی مناظر مفتی محمد ندیم محمودی صاحب کی پہلی تقریر

الحمدللہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء و المرسلین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ولاتقوالوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولاکن لا تشعرون اللھم صل محمد عبدک ورسولک وصل علی المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات!

چونکہ دونوں طرف صدر حضرات نے مدعا کی وضاحت کی۔آج یقیناً یہ خوشی کا موقع ہے کہ ہم ایک دوسرے کے سامنے ایک مسئلہ کو علمی طور پر حل کرنے کے لیے پر امن ماحول میں بیٹھے ہیں۔اور یہ یقیناً عبادت ہے۔جیسے کہ مفتی مجتبیٰ صاحب نے فرمایاہم دونوں فریق اظہار حق کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔میری درخواست ہے کہ جس طرح ابھی مناظرہ پُر امن ماحول میں چل رہاہے اسی طرح آخر تک جاری رکھنا چاہیے۔تاکہ کوئی نتیجہ ہمارے اور عوام کے سامنے آجائے۔

دوسری درخواست میری یہ ہے کہ ہماری ٹرن میں آپ بات نہیں کریں گے اور ہم آپ کی ٹرن میں ہم بات نہیں کریں گے اگر کچھ کہناہو تواپنے ساتھ نوٹ کر کے اپنی ٹرن میں وہ بات کریں گے۔اس طرح ان شاءاللہ پُر امن ماحول جاری اور قائم رہے گا۔

مولوی صاحب سب سے پہلے میں اپناعقیدہ پیش کر تاہوں۔اس کے بعد میں دلائل پیش کروں گا۔لیکن جس طرح میں اپناعقیدہ پیش کر تاہوں مولوی صاحب سے میری درخواست ہو گی کہ اسی طرح کھلے،صاف اور واضح الفاظ میں اپناعقیدہ پیش کرے۔کیونکہ جو عقیدہ ہمارا ہے اور اس پر آپ ہمارے ساتھ متفق ہیں تو یقیناً پھر مناظرہ کی ضرورت نہیں۔اور اگر اس میں آپ کا ہمارے ساتھ اختلاف ہے تو مولوی صاحب سے درخواست ہے کہ آپ کا وہ عقیدہ جو آپ کے نزدیک صحیح ہے وہ کون ساہے؟جس طرح ہم نے اپنے عقیدے کے ساتھ علماء دیوبند کے حوالہ جات لگائے ہیں کیونکہ علماء دیوبند ہمارے اور آپ کے مابین مسلّم ہیں۔اسی طرح آپ بھی علماء دیوبند کے کتابوں سے باحوالہ اپناعقیدہ پیش کرے۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عقیدہ اہل السنّۃ والجماعۃ علماء دیوبند: نبی کریم ﷺ عالم برزخ میں جسد دنیوی عنصری کے ساتھ حیات یعنی زندہ ہیں۔ اور اس کا منکر اعتقادی بدعتی، گمراہ اور اہل السنت والجماعت سے خارج ہے۔"

مولوی صاحب یہی ہمارا عقیدہ ہے۔﴿عالَم برزخ میں﴾ مولوی صاحب یہاں ہم نے اس بات کی وضاحت کی کہ دنیا میں جب انسان پر موت آتی ہے تو اس کے بعد وہ برزخ میں منتقل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا دنیوی وفات میں ہمارا کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ہمارے اکابر میں علماء دیوبند کے ترجمان امام اہل سنت شیخ سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہ کی کتاب ہمارے پاس موجود ہے اور اس باب میں مولوی صاحب میں بطورِ تنبیہ پہلے سے یہ کہتا ہوں کہ یہ ہمارے علماء دیوبند کی طرف سے ترجمان ہے جب یہ کتاب لکھی جارہی تھی تو ۵۰۰ علماء دیوبند اس وقت موجود تھے۔ اس کے خلاف صرف اس مسئلہ میں نہیں بلکہ پشاور میں چند مہینے پہلے ہمارا مناظرہ تھا۔ میں نے اس میں کھل کر لکھا تھا کہ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو لکھا ہے یہی ہمارا عقیدہ، موقف اور مسلک ہے۔ اس کے خلاف جس نے بھی کچھ لکھا ہے چاہے جس نے بھی لکھا ہو، وہ نہ ہمارا عقیدہ ہوگا اور نہ ہمارے خلاف حجت ہوگا لہٰذا پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ حضرت شیخؒ کی تحریر کے خلاف جو تحریر پیش ہوگی میں پہلے سے وضاحت کرتا ہوں کہ مجھے اس کا جواب دینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ حضرت شیخؒ نے اس (تسکین الصدور) میں مستقل باب لگایا ہے اور مولوی صاحب یہ بھی سن لیجئے قرآنی وعدے کے مطابق دنیوی وفات انبیاء کرام علیہم السلام پر آئی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی آئے گا۔ لہٰذا ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جو دنیوی وفات سے منکر ہے وہ باتفاق اہل السنت والجماعت کافر ہے، اسلام سے خارج ہے۔ اسی لیے کہ ایسا شخص قرآن مجید کی نصوص سے انکار کرتا ہے۔ ہمارا اور آپ کا بحث وفات کے بعد دوسری زندگی میں ہے۔ لہٰذا موضوع سے ہٹ کر وفات پر اگر دوسری طرف سے قرآن مجید یا تفسیر کا حوالہ آئے گا تو مجھے جواب دینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ کیونکہ جو چیز (دنیوی وفات) ہمارے درمیان اتفاقی ہے اس پر وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

دوسری بات ﴿جسد دنیوی عنصری کے ساتھ﴾ یعنی مدینہ منورہ کے روضہ میں جو جسم مبارک نبی کریم صلی اللہ علیہ کی موجود ہے، اسی جسم کے ساتھ زندہ ہیں۔

آگے ہم نے حکم لکھا ہے ﴿اس کا منکر اعتقادی بدعتی، گمراہ اور اہل السنت والجماعت سے خارج ہے۔﴾

اس کے لیے ہم نے تین حوالہ جات ساتھ لگائے ہیں۔

نمبر ا: آپ کے مسائل اور ان کا حل (حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ)

نمبر ۲: دار العلوم دیوبند کا فتویٰ جو خیر الفتاویٰ جلد اول میں ہے (حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ جو وفاق المدارس العربیہ کے بانی ہیں۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ اور اتفاقی شخصیت ہیں۔)

نمبر ۳: دار لعلوم دیوبند کا فتویٰ جو تسکین الصدور اور دیگر کتابوں نے بھی نقل کیا ہے۔ اور دار العلوم دیوبند کے اپنے ماہنامہ ﴿دار لعلوم﴾ میں بھی شائع ہو چکا ہے۔

یہ حوالے ہم نے لگائے ہیں۔

مولوی صاحب صاحب! جس طرح ہم نے اپنا عقیدہ صاف اور کھلے الفاظ میں بیان کیا اسی طرح مخالف مناظر سے بھی ہمارا درخواست ہے کہ اپنا عقیدہ اسی طرح صاف اور شفاف الفاظ میں بیان کرے۔ اس کے بعد ان شاء اللہ ہم دیکھیں گے کہ دعویٰ اور دلائل میں مطابقت ہے یا نہیں۔ کیونکہ مناظرے کا اصول یہی ہے کہ جو دعویٰ اور عقیدہ ہو گا دلائل اس کے مطابق ہوں گے۔ میں دلائل شروع کرنے سے پہلے مولوی صاحب سے پھر مطالبہ کرتا ہوں کہ جس طرح میں نے اپنا عقیدہ پیش کیا مولوی صاحب بھی اپنا عقیدہ پیش کرے۔

دلیل نمبر ا: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ حیات شہداء کے بارے میں فرماتے ہیں:

اعوذباللہ من الشیطان الرجیم °بسم اللہ الرحمن الرحیم °﴿ولا تقول﴾ اور نہ کہو ﴿لمن﴾ اس کو ﴿یقتل﴾ جو قتل ہو جائے ﴿فی سبیل اللہ﴾ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ﴿اموات﴾ مردے ﴿بل احیاء﴾ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ﴿وقت ختم﴾

مماتی مناظر کی پہلی تقریر

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ولاتقوالوالمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ط بل احیاء ولاکن لاتشعرون °

آپ نے مفتی صاحب کی باتیں سنی۔ یہ مناظرہ کرنے آیا ہے لیکن اصول مناظرہ سے ہٹ کر جا رہے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ مفتی صاحب مناظرہ کرنا نہیں چاہتے۔ مفتی صاحب نے یہ بات کی کہ ہم اپنا عقیدہ پیش کریں گے اور

یہ اپنا عقیدہ پیش کریں گے۔ مفتی صاحب محترم مناظرے کا اصول یہ نہیں ہیں۔اصول یہ ہے کہ پہلے مدعی اپنا دعویٰ پیش کرتا ہے۔آپ مدعی ہیں اور یہ اصول مناظرہ کی مسلّم کتاب ہے"رشیدیہ" اس میں ہے:

﴿ثم للبحث ثلاثة اجزاء۔مباد: هی تعین المدعی اذا كان فيه خفاء﴾

آپ نے اپنا دعویٰ پیش کیا اور دلائل کی طرف چلے گئے پھر آپ نے وضاحت کی لیکن ہم اس طرف نہیں جاتے۔آپ نے کہا کہ تسکین الصدور میں جو کچھ لکھا ہے تو الحمد للہ ہم آپ کو اسی طرف ہی لا رہے تھے۔ آپ "رحمتِ کائنات"، "ضروری فقہی مسائل" جو مفتی فرید رحمہ اللہ کے فرزند ارجمند ہیں، اسی طرح حیات النبی جو سید نور الحسن شاہ صاحب کی کتاب ہے، اسی طرح "البصائر" اور "خوشبو والا عقیدہ" کے آپ منکر ہیں۔الحمد للہ جو لوگ دیوبند دیوبند کے نعرے لگا رہے تھے اور آپ انہیں دیوبندی سمجھتے تھے آج آپ نے ان سے انکار کر دیا۔

دوسری بات میں مفتی صاحب سے کہتا ہوں آپ نے جو دعویٰ لکھا ہے اس میں ابہام ہے لہذا ہم اس پر تنقیحات کرتے ہیں۔پہلی بات، آپ کا یہ جو دعویٰ اور آپ کی کتابوں میں جو دعویٰ لکھا ہے یہ دونوں برابر نہیں ہیں۔آپ کے تمام بڑے حیات الاموات (عام اموات کے لیے حیات) کے قائل ہیں۔آپ نے کہا کہ شیخ سرفراز خان صفدر صاحب نے جو لکھا ہے ہم اس کے قائل ہیں۔تو شیخ سرفراز خان صفدر صاحب صرف حیات الانبیاء کے قائل نہیں ہیں بلکہ وہ عام اموات کے حیات کے بھی قائل ہیں۔آپ کے ساتھ ہمارا بحث حیات النبی یا حیات الانبیاء یا حیات الشہداء میں نہیں ہے بلکہ آپ کے ساتھ ہمارا بحث جیسا کہ یہ (صفدر صاحبؒ) کہتے ہیں کہ ہم عام اموات کے حیات کے قائل ہیں جو دعویٰ آپ نے پیش کیا ہے یہ آپ کے کتابوں خصوصاً صفدر صاحب کی کتابوں کے ساتھ برابر نہیں ہے۔لہذا اپنا دعویٰ کو درست کیجئے۔دلائل کی طرف تب جائیں گے جب آپ اپنا دعویٰ درست کریں گے۔آپ نے کہا کہ تسکین الصدور میں جو لکھا ہے وہ ہمیں منظور ہے تو تسکین الصدور میں تو لکھا ہے کہ ہم عام اموات کے حیات کے قائل ہیں، یہ سب حیات دنیوی، جسدی، عنصری، حقیقی، کاملہ، تامہ، مع استشفاع، استمداد، استغاثہ، معرفت و سماع میت، خروج المیت من القبر، تولید الولد ہے۔لہذا جو دعویٰ اور عقیدہ آپ نے لکھا پہلے اسے منقح کریں۔اس کے بعد ان شاء اللہ دلائل کی طرف جائیں گے۔

لہذا پہلا سوال آپ سے یہ ہے کہ آپ کا دعویٰ اپنی کتابوں کے ساتھ کیوں برابر نہیں ہے؟ آپ کے کتابوں میں عام اموات کے حیات کا عقیدہ لکھا ہے۔جیسا کہ نور الحسن شاہ صاحب نے "حیات الاموات" کتاب میں

لکھا ہے کہ مسئلہ عام اموات کے حیات کا ہے۔ لہذا جو دعویٰ آپ نے لکھا ہے یہ آپ کا عقیدہ نہیں ہے۔ اپنا عقیدہ صحیح طور پر بیان کریں۔ کیوں آپ اپنے بڑوں سے انکار کرتے ہیں۔ یہ "حیات الاموات" کتاب ہے اور معمولی کتاب نہیں ہے بلکہ جمعیت علمائے اسلام کی فرمائش پر لکھی گئی ہے۔ اس میں لکھا:

"مسئلہ حیات موتی کا ہے نہ کہ حیات النبی ﷺ کا"

آپ نے حیات النبی کا عقیدہ لکھا ہے۔ لہذا اس پر ہم آپ سے تنقیحات کرتے ہیں آپ اپنی دعوی کو منقح کریں۔ آپ کیوں حیات الانبیاء اور حیات الاموات سے انکار کرتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ عالم برزخ میں جسد دنیوی عنصری کے ساتھ حیات ہیں تو ہمارا سوال ہے کہ آپ باقی انبیاء کرام علیہم السلام اور عام اموات کے حیات کے قائل ہیں یا منکر اس کا جواب ہمیں دیجئے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ﴿وقت ختم﴾

سنّی مناظر مفتی محمد ندیم محمودی صاحب کی دوسری تقریر

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد!

میں ساتھیوں سے کہتا ہوں کہ جس طرح میں نے اپنا عقیدہ پیش کیا مولوی صاحب کو چاہیئے تھا کہ پہلے ٹرن میں اپنا عقیدہ پیش کرتا۔ میں بطورِ پیشنگوئی کے کہتا ہوں کہ قیامت کی صبح تک جماعت اشاعت التوحید اپنا عقیدہ پیش نہیں کرسکتے۔ یادرکھیں! جس دن آپ لوگوں نے اپنا عقیدہ ظاہر کیا جو جسم مثالی، مشکی، کافوری، برزخی، جنتی کا ہے ان شاءاللہ وہی دن آپ کے عقیدے کا اور آپ کا مذہبی موت ہوگا۔ میں آپ کو ایک موقع پھر دیتا ہوں اگلے ٹرن میں اپنا عقیدہ پیش کریں ورنہ آپ کی کتابوں کا ایک ڈھیر میں ساتھ لایا ہوں ان شاءاللہ پھر میں پیش کروں گا۔ مولوی صاحب کہتے ہیں آپ مدعی ہیں تو مولوی صاحب آپ اپنا عقیدہ تو لکھیں نا۔ آپ جو مناظرہ کیلئے کتابیں لائے ہیں تو کیا اپنا عقیدہ ظاہر نہیں کرسکتے؟ ایسے تو آپ حیات کے نعرے بھی لگاتے ہیں آج اس حیات میں آپ کا مسلک کیا ہے؟ میں نے اپنے عقیدے کی وضاحت کی ہے۔ آپ کم از کم میدان مناظرہ میں اتنا تو نہ ڈریں کہ اپنا عقیدہ بھی نہ لکھ سکیں۔ اور ان شاءاللہ آپ کی کتابوں میں جو عقیدہ لکھا ہے وہ میں ہی بیان کروں گا۔

دوسری بات مولوی صاحب کہتے ہیں آپ مدعی ہیں تو کیا آپ کا عقیدہ صرف انکار پر مبنی ہے؟ یعنی اگر آپ ہمارے عقیدے سے انکار کریں گے تو آپ کا عقیدہ خود بخود ثابت ہوگا؟ اگر آپ دلائل کی طرف جائیں گے تو

آپ کا صحیح عقیدہ کیا ہے؟ کیونکہ ہمارے عقیدے کو تو غلط کہتے ہو۔

مزید! مولوی صاحب آپ صرف مدعی علیہ نہیں ہیں مدعی بھی ہیں۔ اگر آپ صرف مدعی علیہ ہیں تو جواب دعویٰ سامنے لاؤنا۔ جواب دعویٰ میں بھی آپ کو اپنے عقیدے کا کھل کر اظہار کرنا ہو گا۔ آپ کے بڑوں نے جو عقیدہ لکھا ہے وہ سامنے لے آؤ۔

پھر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ آپ بعض کتابوں سے منکر ہیں تو میں نے پہلے ہی وضاحت کی ہے کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ ہمارا مسلکی ترجمان ہیں ان کے خلاف اگر کسی نے کچھ لکھا بھی ہو تو پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ جس طرح میں نے تسکین الصدور دکھائی آپ بھی جماعت اشاعت التوحید والسنہ کا کوئی ایک کتاب دکھائیں جو آپ کو مسلّم ہو کہ اس کے خلاف کسی نے کچھ لکھا ہے تو وہ ہمیں (یعنی اشاعت والوں کو) قابل قبول نہیں ہو گا۔

پھر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ ہم تنقیحات کرتے ہیں تو مولوی صاحب پہلے اپنا عقیدہ تو پیش کریں۔

مولوی صاحب بار بار یہ بات کرتے ہیں اور اپنی پوری وقت اس پر صرَف کیا کہ آپ عام اموات کے بھی قائل ہیں اور فلاں فلاں کے حیات کا بھی۔ مولوی صاحب آپ نے شرائط سنی نہیں۔ اسی لئے میں آپ کے ساتھیوں کو کہتا ہوں کہ آپ کی کانوں میں پسر پسر نہ کریں۔ آپ کے صدر محترم مفتی مجتبیٰ صاحب نے فرمایا کہ شرائط ہمیں منظور ہیں۔ شرائط میں صاف لکھا ہے:

"حیات النبی ﷺ کے بارے میں کچھ احباب آپ کے چیلنج کو قبول کرتے ہیں۔"

مولوی صاحب آنکھیں کھول کر دیکھیں لکھا ہے یا نہیں؟ دوبارا یہ نہ کہنا کہ یہ موضوع نہیں ہے۔ ہم نے بار بار کہا تھا کہ موضوع سے نہیں ہٹیں گے آج مولوی صاحب پہلی ٹرن میں موضوع سے ہٹ رہے ہیں۔ ہماری طرف سے پہلی شرط یہی تھا کہ "موضوع مسئلہ حیات النبی ﷺ ہو گا۔"

حضرت شیخ (صفدر) رحمہ اللہ نے حیات الاموات کا باب لکھا لیکن حیات الانبیاء علیہم السلام کا باب بھی تو لکھا ہے آپ اسے کیوں نہیں دیکھتے؟ کیا شیخ رحمہ اللہ کی اس کتاب میں آپ کو حیات النبی ﷺ کا باب نظر نہیں آرہا؟

مولوی صاحب خدا کیلئے موضوع سے خروج نہ کریں۔ میں نے اپنا عقیدہ پیش کیا ہے آپ کو اس پر جو اشکال ہے پوچھیں میں جواب دوں گا۔ لیکن میں پھر درخواست کرتا ہوں کہ اپنا عقیدہ سامنے لائیں۔ اور میں بطور

پیشنگوئی کے پھر کہتا ہوں کہ قیامت کے صبح تک آپ اپنا عقیدہ پیش نہیں کر سکتے۔ آپ کی کتابوں میں جو عقیدہ لکھا ہے وہ میں ہی اگلی ٹرن میں بیان کروں گا۔

میں نے اللہ کے کلام سے دلیل پیش کی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"﴿ولا تقول﴾ اور تم نہ کہو ﴿لمن﴾ اس کو ﴿یقتل﴾ جو قتل ہو جائے ﴿فی سبیل اللہ﴾ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ﴿اموات﴾ مردے ﴿بل احیاء﴾ بلکہ وہ زندہ ہیں ﴿ولکن لا تشعرون﴾ لیکن تمہیں شعور نہیں۔"

یہ میرے ہاتھ میں مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر معارف القرآن ہے۔ مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں۔ ﴿ولا تقول﴾ اور تم نہ کہو ﴿لمن﴾ اس کو ﴿یقتل﴾ جو قتل ہو جائے۔ یعنی جس پر قتل کا فعل وارد ہوا ہے تم اسے میت نہ کہو۔ اور قتل کا فعل نہ تو جسم مثالی پر وارد ہوتا ہے اور نہ ہی روح پر۔ بلکہ قتل جسد دنیوی عنصری ہوتا ہے لہٰذا زندہ یہی ہے۔ اسی وجہ سے دار العلوم دیوبند کے شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ اپنی تفسیر معارف القرآن جلد اول صفحہ ۳۲۴ پر فرماتے ہیں:

"جمہور علماء کا مسلک یہی ہے کہ شہداء کی حیات جسمانی ہے۔ اس لئے کہ موت اور قتل کا تعلق جسم سے ہے۔ اور یہی ظاہر آیت کا مفہوم ہے۔"

مولوی صاحب اس آیت سے نبی کریم ﷺ کی حیات عبارت النص سے بھی ثابت ہے اور دلالۃ النص سے بھی ثابت ہے۔ کیونکہ نبی علیہ السلام نبی بھی ہیں اور شہید بھی ہیں۔ شہید کو یہ درجہ انبیاء علیہم السلام کی اطاعت کی وجہ سے ملا ہے۔ جب شہداء کو حیات حاصل ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام کو بطریق اولیٰ حیات حاصل ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ ستاروں کو روشنی سورج سے ملتی ہے تو جب ستارے اتنے روشن ہیں تو سورج تو بطریق اولیٰ روشن ہو گا۔

میں علماء دیوبند کے حوالہ جات پیش کروں گا لیکن سب سے پہلے آپ اپنی گھر کے ولی کی گواہی سن لیں۔ یہ میرے ساتھ جماعت اشاعت التوحید والسنہ کے قاضی شمس الدین صاحب کی کتاب "مسالک العلماء" ہے وہ اس کتاب کے صفحہ ۵۲ پر لکھتے ہیں:

"قرآن کریم میں اس مسئلہ کی صراحت کہیں بھی نہیں۔ ہاں شہداء کے حق میں ارشاد ہے ﴿بل

احیاء ولکن لا تشعرون﴾ اس سے بطورِ دلالۃ النص کے سمجھ آتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام جن کا درجہ شہداء سے بھی بہت بڑا ہے وہ بعد الوفات زندہ ہیں۔"

مزید یہ میرے پاس امام نووی رحمہ اللہ کا حوالہ ہے حضرت فرماتے ہیں:

"﴿انھم کالشھداء بل افضل منھم﴾ وہ انبیاء شہداء کی طرح ہیں بلکہ ان سے افضل ہیں ﴿والشھداء احیاء عند ربھم﴾ اور شہداء اللہ کے نزدیک زندہ ہیں۔"

یہ میرے پاس قاضی شوکانی کی کتاب نیل الاوطار ہے اس کی جلد ۳ صفحہ ۲۸۲ پر فرماتے ہیں:

"﴿ورد النص فی کتاب اللہ فی حق الشھداء﴾ اور شہداء کے حق میں کتاب اللہ میں نص وارد ہے ﴿انھم احیاء یرزقون ﴾ کہ وہ زندہ ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے ﴿ وان الحیاۃ فیھم **متعلقۃ** بالجسد ﴾ اور ان کی یہ حیات جسد کے ساتھ تعلق رکھتی ہے ﴿ فکیف بالانبیاء ولمرسلین﴾ جب شہداء زندہ ہیں تو انبیاء و مرسلین کیسے زندہ نہیں ہوں گے ؟ ﴿وقت ختم﴾

مماتی مناظر کی دوسری تقریر

الحمدللہ وکفی والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد!

آپ مفتی صاحب کے حالات دیکھ رہے ہیں کہ مفتی صاحب کبھی ایک بات کہتے ہیں کبھی دوسری۔ مفتی صاحب میں نے پہلے بھی آپ سے کہا تھا کہ "رشیدیہ" اصول مناظرہ کی کتاب ہے۔ اس میں یہ اصول لکھا گیا ہے کہ دعویٰ اس وقت تک متعین نہیں ہو گا جب تک اس میں اخفاء ہو گا۔ لہذا جب تک ہمارا آپ کے دعویٰ پر تنقیحات مکمل نہیں ہوتے آپ دلائل کی طرف مت جائیں۔ یہ اصول مناظرہ کے بالکل خلاف ہے۔ ان شاءاللہ آپ کے دلائل کا جائزہ ہم بعد میں لیں گے کہ آپ کے دلائل سے آپ کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ چونکہ آپ کا دعویٰ مبہم ہے اور شیخ سرفراز خان صفدر صاحب کے کتابوں کے ساتھ برابر نہیں ہے۔ اسی لئے یا تو آپ کہیں کہ ہم باقی اموات کے حیات کے قائل نہیں ہیں۔ آپ نے جو دعویٰ لکھا ہے کہ

"نبی کریم ﷺ عالم برزخ میں جسد دنیوی عنصری کے ساتھ حیات اور زندہ ہیں۔"

اس میں بہت زیادہ ابہام ہے۔ میں نے پہلے آپ سے کہا کہ ہمارا اور آپ کا اختلاف حیات الانبیاء میں نہیں ہے۔ بلکہ

ہمارا اختلاف حیات الاموات میں ہے۔ لہذا آپ اپنی کتابوں کے ساتھ اپنا دعویٰ برابر کریں۔ آپ کا تقریری اور تحریری دعویٰ برابر نہیں ہے۔ آپ آج کیوں یہاں دجل اور تقیہ کرتے ہیں اور اپنا دعویٰ چھپاتے ہو۔ شیخ سرفراز خان صفدر صاحب نے جو دعویٰ لکھا ہے وہ دعویٰ آپ نہیں لکھ رہے۔ ہمارا مفتی صاحب سے درخواست ہے کہ اپنا دعویٰ منقح اور مبیّن کریں۔ جب دعویٰ منقح ہو جائے پھر ہم جواب دعویٰ پیش کریں گے۔ اس کے بعد آپ دلائل کی طرف جائیں گے۔ اور قیامت کی صبح تک یہ چیلنج ہے کہ نہ آپ اور نہ آپ کے بڑے ہمارے تنقیحات کو سننے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔ اسی لیے آج آپ ہمارے تنقیحات سے بھاگ رہے ہیں۔ آپ نے عقیدہ پیش کیا لیکن یہ عنوان نہیں دیا کہ یہ میرا دعویٰ ہے۔ اور سیدھا دلائل شروع کیے۔ حالانکہ اصول یہ ہے کہ دعویٰ بیان ہو جائے ۔قیامت تک آپ ہمارے تنقیحات کے جوابات نہیں دے سکتے۔ اور یہ بھی آپ کو دکھاؤں گا کہ آپ نے دعویٰ میں کتنا دجل و فریب سے کام لیا ہے۔ اور اکابرین سے کتنا اختلاف کیا ہے۔ مفتی صاحب اگر اصول مناظرہ کے تحت مناظرہ کرنا ہے تو اصول یہ ہے کہ دعویٰ منقح ہو جائے تو اس کے بعد جواب دعویٰ ہو گا۔ آپ مجھے اصول مناظرہ کی کتابوں میں یہ دکھائیں کہ کیا مدعی اور مدعاعلیہ دونوں عقیدہ پیش کریں گے؟ یہ کون سا اصول ہے اور کس نے لکھا ہے۔ میں آپ کو "رشیدیہ" دکھا رہا ہوں کہ اس میں لکھا ہے کہ مدعی دعویٰ پیش کرے گا اور مدعاعلیہ جواب دعویٰ لکھے گا۔ یہ کسی نے نہیں لکھا ہے کہ دونوں فریق عقیدہ لکھیں گے۔ یہ آپ کا گھریلو اصول ہے جو آپ ہم سے تسلیم کرانا چاہتے ہیں۔ پہلے دعویٰ منقح کریں ہم آپ کے دعویٰ پر تنقیحات کر رہے ہیں۔ جب تک آپ اپنا دعویٰ منقح نہیں کرتے ہم آپ کے دلائل کے جوابات نہیں دیں گے۔ وہ ہم بعد میں دیں گے اور آپ کو دکھائیں گے کہ آپ کے دلائل آپ کے دعویٰ کے لیے مثبت ہیں یا نہیں۔ آپ نے دعویٰ میں لکھا ہے کہ عالم برزخ میں جسد عنصری جبکہ ایک بھی دلیل میں آپ نے جسد عنصری نہیں دکھایا اور نہ حیات دنیوی دکھایا۔ اور نہ آپ نے جو حکم لگایا ہے وہ ثابت کیا۔ یہ کس طرح آپ کے عقیدے کے لیے دلیل بنتا ہے۔ لہذا میں پھر درخواست اور التماس کرتا ہوں کہ اصول کی طرف آیئے۔ اور اصول یہ ہے کہ دعویٰ منقح ہو جائے۔ آپ کا دعویٰ ہے کہ "نبی کریم ﷺ عالم برزخ میں جسد دنیوی عنصری کے ساتھ حیات اور زندہ ہیں۔" ہم نے آپ سے پوچھا تھا کہ آپ باقی اموات کے حیات کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ کیونکہ کتابوں میں آپ تمام اموات کے حیات کے قائل ہیں۔ آپ ابوجہل کے حیات کے بھی قائل ہیں آپ عتبہ اور شیبہ کے حیات کے بھی قائل ہیں آپ ابیٔ ابن سلول کے حیات کے بھی قائل ہیں۔ اور یہ

ہم آپ کی کتابوں سے بھی دکھا سکتے ہیں۔اور آپ حیات دنیوی، جسدی، عنصری، حقیقی، کاملہ، تامہ کے قائل ہیں۔تسکین الصدور سے ہم یہ ایک ایک لفظ دکھا سکتے ہیں۔کہ وہ حیات تامہ کے قائل ہیں۔حیات کاملہ، حقیقی اور حسی کے قائل ہیں۔چونکہ آپ کا دعویٰ نہ تو تسکین الصدور کے ساتھ برابر نہیں ہے اور نہ دیگر کتابوں کے ساتھ برابر ہے۔لہذا آپ کے دعویٰ میں ابہام ہے دلائل بعد کے نشست میں دینے ہیں۔پہلا نشست مبادیات کا ہوتا ہے اس میں دعویٰ منقح کیا جاتا ہے اور جواب دعویٰ دیا جاتا ہے۔مناظرہ کا اصول ہے کہ ثلثة اجزاء تین اجزاء ہیں۔آپ اجزاء مناظرہ میں تداخل کرتے ہیں۔پہلی نشست میں مبادیات ہوتے ہیں دوسری نشست اوساط مناظرہ کا ہوتا ہے۔اس کے بعد دلائل ہوتے ہیں۔یا تو آپ کہیں کہ ہم اپنے عقیدے کو نہیں سمجھ رہے ہیں اور آپ کو ہم جواب نہیں دے سکتے۔یا تو آپ کہیں کہ ہم آپ کے تنقیحات کے جوابات نہیں دے سکتے اور اگر دے سکتے ہیں تو ولاتقوالوالمن یقتل فی سبیل اللہ اموات یا دیگر تفاسیر یہ میں آپ دکھاؤں گا کہ آپ معارف القرآن کے بھی منکر ہیں اور تمام احناف کے تفاسیر کے بھی خلاف ہیں۔اس کی تفسیر میں ان شاء اللہ صحابی سے پیش کروں گا۔اس کی تفسیر میں احناف کے معتبر تفاسیر سے پیش کروں گا کہ آیا یہ آیت میری دلیل ہے یا تمہاری۔مفتی صاحب میں پھر کہتا ہوں کہ دعویٰ منقح کریں۔جب مناظرے کا یہ جزء ختم ہو جائے اس کے بعد ہم جواب دعویٰ لکھیں گے۔اور اگر اس پر آپ کے تنقیحات ہوں گے تو وہ آپ کریں گے۔اس کے بعد پھر مناظرے کا دوسرا اجزء شروع ہو گا جو اوساط مناظرہ ہے۔

عوام بھی یہ سن لیں کہ مناظرہ کے تین اجزاء ہوں گے یعنی تین پارٹ۔پہلے پارٹ میں مفتی صاحب اپنا دعویٰ صحیح لکھ کر دے گا۔اس کے بعد ہم اس پر تنقیحات کریں گے۔اس کے بعد ہم جواب دعویٰ لکھیں گے۔

﴿وقت ختم﴾

سنّی مناظر مفتی محمد ندیم محمودی صاحب کی تیسری تقریر

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد!

مولوی صاحب محترم کافی غصہ ہے میری درخواست ہے کہ غصہ نہ کریں۔ان شاء اللہ جس طرح سکون سے بات چل رہی ہے اللہ کرے آخر تک اسی طرح بات چلتی رہے۔

مولوی صاحب میں نے اپنا عقیدہ آپ کو تحریری صورت میں دیا ہے۔دو ٹرن ہو گئے کہ میں نے آپ سے

کہا تھا کہ آپ بھی اپنا عقیدہ اسی طرح لکھ کر دیجئے لیکن ابھی تک مولوی صاحب نے اپنا عقیدہ لکھ کر نہیں دیا اور قیامت کی صبح تک نہیں دے سکتے۔

مولوی صاحب بار بار کہتے ہیں کہ آپ کے دعویٰ میں ابہام ہے۔ میں نے دعویٰ میں لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ عالم برزخ میں جسد دنیوی عنصری یعنی دنیا میں جو جسم تھا اسی کے ساتھ زندہ ہیں۔ اس میں کیا ابہام ہے؟ عوام بھی ان شاء اللہ سمجھیں گے لیکن مولوی صاحب ابھی تک نہیں سمجھ رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی حیات سے جو منکر ہوتا ہے اسے اللہ تعالیٰ سمجھ بوجھ نہیں دیتا۔

مولوی صاحب بار بار کہتے ہیں کہ اختلاف حیات النبی ؐمیں نہیں ہے۔ مولوی صاحب صاحب! آپ کے جن ساتھیوں نے موضوع حیات النبی ﷺ کا لکھا ہے انہیں گریباں سے پکڑ کر مضبوط سزا دیں کہ حیات الاموات اس سے پہلے اختلافی تھا تم لوگوں نے حیات النبی ؐکا موضوع کیوں لکھا ہے۔

مولوی صاحب صاحب! آپ مسلّم تحریرات سے کیوں بھاگ رہے ہیں۔ میں انتظامیہ سے بھی کہتا ہوں کہ مولوی صاحب کو موضوع کا پابند کیا جائے۔ مولوی صاحب حیات النبی ﷺ کے موضوع سے بھاگ رہے ہیں۔ مولوی صاحب کو موضوع کی طرف لاؤ لیکن مولوی صاحب میں اگر رسی بھی ڈالو تب بھی یہ موضوع کی طرف نہیں آئے گا۔

پھر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ آپ کے بڑے تنقیحات سے بھاگتے ہیں۔ مولوی صاحب میرے بڑوں کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال نہ کریں۔ میرے بڑے نے ایک کتاب "مسلک الاکابر" کے رد میں لکھا اور ۱۰۴ سوالات آپ کے بڑے سے کیے آپ کے بڑے نے جوابات نہیں دیئے۔ مفتی ایاز صاحب نے الٹا سوالات و تنقیحات کیے۔ میرے بڑے نے اس کے جوابات بھی دیئے اور آپ سے سوالات بھی کیے مولوی صاحب قیامت تک آپ جواب نہیں دے سکتے۔

پھر مولوی صاحب کہتے ہیں ایک دلیل جسد عنصری پر نہیں ہے میں نے کہا تھا ﴿لمن یقتل﴾ جو قتل ہو جائے۔ تو قتل جسم عنصری ہوتا ہے یا جسم مثالی؟ جاہلوں کی طرح باتیں کیوں کرتے ہو۔

پھر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ مناظرہ کے اجزاء تین ہیں۔ مولوی صاحب میری دو باتیں احترام کے ساتھ سن لیجئے۔

نمبر۱: آپ کے جو ساتھی میرے ساتھ شرائط پر دستخط کر رہے تھے کہ دعویٰ، جواب دعویٰ اور دلائل کا ایک مجلس ہو گا۔ ان ساتھیوں کو پکڑ کر پوچھو کہ آپ نے مفتی صاحب کے ساتھ ان شرائط پر دستخط کیوں کیے۔
نمبر۲: آپ کے بڑے مولانا محمد طاہر صاحب مرحوم نے مناظرے کیے ہیں۔ ان کا ایک مناظرہ دکھائیں جس میں انہوں نے مبادیات کا الگ مجلس کیا ہو اور اوساط و دلائل کا الگ مجلس کیا ہو۔ کیا آپ کے بڑے کو یہ "رشیدیہ" سمجھ نہیں آرہا تھا؟!

پھر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ دلائل کی طرف مت جائیں تو مولوی صاحب میں آیا ہی دلائل دینے کے لیے ہوں۔ ان شاءاللہ اب آپ دلائل گنتے جایئے اور دن کے وقت آسمان میں ستارے دیکھتے جائیں۔ لیکن آپ سے پھر کہتا ہوں کہ اپنا عقیدہ تو پیش کر دیں۔ اپنے عقیدے سے کیوں بھاگ رہے ہو۔ میں نے قرآن مجید کی آیت پیش کی تھی اور مفسرین سے اس کی تفسیر بھی پیش کی تھی۔ میں نے کہا کہ اس آیت سے بعبارت النص بھی نبی علیہ السلام کی حیات ثابت ہوتی ہے اور بدلالۃ النص بھی۔ آپ کے بڑے کا حوالہ بھی دیا تھا۔ مزید کئی تفاسیر ہیں لیکن میں اگلی دلیل کی طرف جاتا ہوں۔

دلیل نمبر۲: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"﴿ولا تحسبن الذین﴾ اور گمان مت کرو ان لوگوں کے بارے میں ﴿قتلوا﴾ جو قتل ہو جائیں ﴿فی سبیل اللہ﴾ اللہ کے راستے میں ﴿امواتا﴾ مُردوں کا ﴿بل احیاء﴾ بلکہ وہ زندہ ہیں ﴿عند ربھم﴾ اپنے رب کے نزدیک ﴿یرزقون﴾ انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

اس آیت سے بھی میرا استدلال وہی ہے جو پہلی آیت سے تھی۔

دلیل نمبر۳: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"﴿و لو انھم اذ ظلموا﴾ اور جب ان لوگوں ظلم کیا ﴿انفسھم﴾ اپنے اوپر ﴿جاءوک﴾ آپ کے پاس آتے ﴿فاستغفر اللہ﴾ پھر بخشش مانگتے اللہ ﴿واستغفرلھم الرسول﴾ اور بخشش مانگتے ان کے لیے رسول ﴿لوجدو اللہ توابا الرحیما﴾ تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پاتے۔"

مولوی صاحب! نبی کریم ﷺ کی زندگی میں بھی جو شخص آتا تو نبی علیہ السلام اس کے لیے اللہ سے بخشش مانگتے۔ مفسرین لکھتے ہیں اس آیت کا حکم جس طرح پہلے تھا اب بھی اگر کوئی نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارک کے پاس آکر دعا کی درخواست کرتا ہے تو نبی علیہ السلام اس کے لیے بخشش مانگتے ہیں۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ اپنی قبر میں حیات ہیں۔ مولوی صاحب میں دیگر تفاسیر کی طرف نہیں جاتا۔ یہ دارلعلوم دیوبند کے بانی قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی کتاب "آبِ حیات" ہے۔ ان کی عبارت اس باب میں اتنا سخت ہے حضرت صفحہ ۵۲،۵۳ پر فرماتے ہیں:

> "کیونکہ اس میں کسی کی تخصیص نہیں۔ آپ کے ہمعصر ہوں یا بعد کے امتی ہوں اور تخصیص ہو تو کیوں کر ہو آپ کا وجود تربیت تمام امت کے لیے یکساں رحمت ہے کہ پچھلے امتیوں کا آپ کی خدمت میں آنا اور استغفار کرنا اور کرانا جب ہی متصور ہے کہ آپ قبر میں زندہ ہوں اور اگر اہل عصر ہی کے ساتھ یہ فضیلت مخصوص تھی تو آیت ﴿النبی اولی بالمؤمنین من انفسهم وازواجه امهاتهم﴾ کے دونوں جملے جدا جدا آپ کی حیات پر ایسی طرح دلالت کرتے ہیں کہ ان شاء اللہ قرآن کے ماننے والوں کو تو گنجائشِ انکار رہتی نہیں۔"

یہ میرے پاس مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی تفسیر معارف القرآن ہے مولوی صاحب اس کے جلد نمبر ۲ صفحہ ۴۵۹ پر حضرت فرماتے ہیں:

> "یہ آیت اگرچہ خاص واقعہ منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے، لیکن اس کے الفاظ سے ایک عام ضابطہ نکل آیا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور آپ اس کے لئے دعا مغفرت کر دیں اس کی مغفرت ضرور ہو جائے گی اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضری جیسے آپ کی دنیوی حیات کے زمانہ میں ہو سکتی تھی اسی طرح آج بھی روضہ اقدس پر حاضر اسی حکم میں ہے۔"

مولوی صاحب صاحب! یہاں تک میرے تین دلائل ہوگئے چوتھی دلیل اگلی ٹرن میں پیش کروں گا۔ لیکن مولوی صاحب محترم سے کہتا ہوں کہ اپنا عقیدہ پیش کریں۔ تیسرا ٹرن ہے اور آپ اپنا عقیدہ پیش نہیں کر رہے۔ یہ دیکھیں مولوی صاحب آپ کے بڑوں نے کیا لکھا ہے! یہ میرے پاس آپ کے عقیدے کے ترجمان

مولانا محمد حسین نیلوی صاحب کی کتاب "نداء حق" ہے اس کے جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۵۵۴ پر لکھتے ہیں:

"اس بارے میں صحیح مسلک یہ ہے کہ عالم ارواح میں ان کے ارواح کو ان کے عنصری بدنوں کے ہم شکل اور مماثل مشک و کافور کے مثالی اجسام عطا کیے جاتے ہیں اور ان کا مقام و مستقر جنت کا اعلیٰ ترین اور سب سے اونچا درجہ اعلیٰ علیین ہے۔"

آپ کے بڑے کہتے ہیں کہ جو جسم مدینہ منورہ کے روضہ میں موجود ہے اس کے ساتھ حیات کا کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ ایک اور جسم ان کو اللہ نے دیا ہے۔ یہ پیغمبر کی شان میں کائنات کی سب سے بڑی گستاخی ہے۔ میں بعد میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اس سے ختم نبوت کا انکار بھی لازم آتا ہے۔ مولوی صاحب آپ کے بڑوں نے لکھا ہے آپ کیوں اپنا عقیدہ ظاہر نہیں کر رہے ؟! ﴿وقت ختم﴾

مماتی مناظر کی تیسری تقریر

الحمدللہ وکفی والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ولاتقولوالمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولاکن لاتشعرون°

میرے قابل احترام مسلمان بھائیوں! آج الحمد للہ ایک ایسا میدان لگا ہے کہ ہم اشاعت التوحید والسنہ نوجوانانِ احناف کے مفتی صاحب کے انتظار میں ہیں کہ وہ ہمارے تنقیحات کے جوابات دیں گے لیکن قیامت تک نہیں دیں گے۔ مفتی صاحب تنقیحات سے اس لیے بھاگتے ہیں کہ ان کا یہ غلط عقیدہ جو ان کے بڑوں نے لکھا ہے وہ لوگوں کے سامنے آئے گا اسی لئے مفتی صاحب تنقیحات کی طرف نہیں آ رہے۔ وہ عقیدہ یہ ہے کہ مفتی صاحب صرف حیات الانبیاء اور حیات النبی کے قائل نہیں ہیں بلکہ ان کے تسکین الصدور میں لکھا ہے کہ

"پہلے باحوالہ یہ بات گزر چکی ہے (بات کو ادھورا چھوڑ دیا)

مفتی صاحب نے پہلے کہا تھا کہ ہمارا بڑا تسکین الصدور والا ہے اب کہتا ہے کہ ہمارے بڑے نے آپ کے بڑے پر ۱۰۴ سوالات کیے جس کے جوابات نہیں آئے۔ مفتی صاحب آپ کے بڑے کتنے ہیں؟ ایک طرف کہتے ہو کہ ہمارا بڑا تسکین الصدور والا ہے دوسری طرف کورنڈی کو پیش کرتے ہو۔ اس سے پتہ چلا کہ آپ کے بڑے اور بھی ہیں لیکن دجل اور فریب سے کام لے رہے ہوں۔ آپ کا بڑا تسکین الصدور میں صفحہ ۲۳۱ پر لکھتے ہیں:

”پہلے باحوالہ یہ بات گزر چکی ہے کہ قبر اور برزخ میں مومنین اور کفار سب کی طرف ارواح لوٹائے جاتے ہیں“

اس نے قبر اور برزخ دونوں لکھا ہے جبکہ آپ نے دعویٰ میں صرف برزخ لکھا ہے۔ آپ مومنین اور کفار سب کے لیے جس میں ابو جہل، عتبہ، شیبہ، منافقین اور موجودہ کافر سب اس میں شامل ہیں، کے حیات کے قائل ہیں۔ لیکن آج آپ ہمارے تنقیحات کے جوابات اس لیے نہیں دے رہے کہ آپ کا یہ غلط اور مخترع عقیدہ ظاہر ہو رہا ہے۔

یہ آپ کے بڑے مولانا قاضی ظہور الحسینی صاحب کی کتاب ”رحمت کائنات“ ہے اس میں لکھا ہے:

”کفن چور کفن چرانے آیا تو میت زندہ ہو کر قبر سے بھاگ کر گھر آیا۔ ایک سال زندہ رہا اور بیوی سے صحبت بھی کرتا رہا اور اس کا ایک بیٹا بھی پیدا ہو گیا جس کا نام تھا ”مالک“

مفتی صاحب یہ آپ کا عقیدہ ہے کہ مردے اپنے گھروں کو آتے ہیں اور وہ اپنے بیویوں کے ساتھ مباشرت بھی کرتے ہیں۔ پھر آپ نے کہا کہ موت کا منکر کافر ہے جبکہ آپ کا بڑا لکھتا ہے:

”(الف) محمد بن یحیٰ ایک شخص فوت ہو گیا اس کو دفن کر دیا گیا رات کو کفن چوروں نے اس کی قبر کھودی تو وہ اچانک بیٹھ گیا اور دوڑتا ہوا گھر آپہنچا کافی زمانہ زندہ رہا اس کو حامل کفنہ کہا جاتا تھا۔(یعنی وہ آدمی جو اپنا کفن اٹھا کر لے آیا)

(ب) اسی طرح ایک آدمی کے دفن کے بعد جب کفن چوروں نے اس کی قبر کھودی تو وہ زندہ ہو کر بھاگ آیا پھر کافی زمانہ زندہ رہا اس کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا بھی دیا جس کا نام مالک تھا۔(یہ واقعات مشہور محدث، مفسر، مؤرخ اسلام علامہ ابن الجوزیؒ نے اپنی کتاب المنتظم کے جلد ۶ صفحہ ۱۱۴ پر لکھیں ہیں۔ لیکن مماتی مولوی صاحب نے اس حوالے کو ذکر نہیں کیا۔ طاہر گل دیوبندی)

آپ کا عقیدہ تو یہ ہے کہ مردے اپنے گھروں کو آتے ہیں تو آج کیوں اپنا عقیدہ نہیں لکھ رہے۔

مفتی صاحب آپ نے کہا کہ تمہارے بڑے کو ”رشیدیہ“ سمجھ نہیں آرہا تھا؟ تو مفتی صاحب ہمارے بڑے کو ”رشیدیہ“ سمجھ آرہا تھا۔ میں آپ سے یہ نہیں کہہ رہا کہ ایک مجلس آج کرتے ہیں اور دوسرا مجلس کل کریں گے۔

بلکہ میں کہتا ہوں جس طرح شرائط میں لکھا ہے دعویٰ، جواب دعویٰ اور دلائل سب ایک مجلس میں کریں گے لیکن میں مفتی صاحب سے کہتا ہوں کہ اگر آپ علماء ہیں اور سمجھ رہے ہیں تو تداخل نہ کریں۔ پہلی بحث مبادیات کا ہے اس میں آپ اپنا دعویٰ منقح اور مبیّن کریں۔ ہم تنقیحات کرتے ہیں کہ آپ کا یہ دعویٰ نہیں ہے جو لکھا ہے اور آپ کی کتابیں اس پر گواہ ہیں۔ لہٰذا مفتی صاحب اپنا صحیح دعویٰ اور عقیدہ جس پر ہم تنقیحات کریں تحریر کریں۔ اس کے بعد ہم جواب دعویٰ لکھیں گے پھر دلائل کی طرف جائیں گے۔

مفتی صاحب نے پہلی ٹرن میں کہا تھا کہ موت کا منکر کافر ہے جبکہ یہ مفتی محمد فرید صاحب کے بیٹے کی کتاب ہے یہ کہتا ہے کہ

"عقیدہ یہ ہے کہ الانبیاء لا یموتون بل ینتقلون من دار الی دار"

انبیاء علیہم السلام کے بارے میں ان لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر سرے سے موت ہی نہیں آئی۔ قرآن تو کہتا ہے کہ انک میت وانھم میتون قرآن تو کہتا ہے کہ کل نفس ذائقة الموت۔ وما محمد الا رسول افائن مات (یہاں آیت بھی غلط پڑھی۔ ناقل) ابو بکر صدیق کا عقیدہ یہ تھا کہ طبت حیا و میتا۔ مفتی صاحب آپ ہمارے تنقیحات اس لیے نہیں سن رہے ہیں کہ آپ کا عقیدہ ظاہر ہو رہا ہے۔ یہ آپ کا بڑا قاضی ظہور احمد الحسینی کی کتاب "رحمت کائنات" ہے کہتے ہیں:

"انبیاء کرام علیہم السلام نہیں مرتے۔"

آپ کا عقیدہ تو یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر سرے سے موت ہی نہیں آتی۔ آج کیوں کہتے ہو کہ موت میں اختلاف نہیں ہے۔ یہ "رحمت کائنات" کا صفحہ ۳۲۱ ہے:

"انبیاء علیہم السلام نہیں مرتے اور نماز پڑھا کرتے ہیں اپنی قبور میں" (یہ بات "رحمت کائنات" میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی کتاب "فیوض حرمین" سے نقل کی گئی ہے۔ طاہر گل دیوبندی)

پھر مفتی صاحب نے "آب حیات" کا حوالہ دیا تو مفتی صاحب آپ تو "آب حیات" سے منکر ہیں چنانچہ تسکین الصدور میں لکھا ہے کہ موت انقطاع روح کا نام ہے، ابانة الروح عن الجسد کا نام ہے جبکہ "آب حیات" میں لکھا ہے کہ موت حفص روح کے ساتھ آئی ہے۔ لہٰذا آپ "آب حیات" کے منکر ہیں۔ ﴿وقت ختم﴾

سنّی مناظر مفتی محمد ندیم محمودی صاحب کی چوتھی تقریر

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد!

اس بار مولوی صاحب محترم کے اوسان اتنے خطا تھے کہ جو بھی دیکھیں گے ان شاءاللہ خود فیصلہ کریں گے۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ تنقیحات کے جوابات نہیں مل رہے۔ تو مولوی صاحب نے کوئی تنقیح کی ہے؟

دوسری بات، مولوی صاحب (مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ کے بارے میں۔ ناقل) کہتے ہیں کورنڈی۔ میں مفتی مجتبیٰ صاحب کو کہتا ہوں کہ اپنے مولوی صاحب کو بے ادبی کرنے سے منع کریں۔ میرے بڑے کی بے ادبی کی گئی۔ ہم اگر آپ کے بڑوں کی بے ادبی کریں گے تو یقیناً آپ کو برا لگے گا۔ میں یہاں کے جو مالک (انتظامیہ والا) ہے ان سے بھی کہتا ہوں کہ مولوی صاحب کو بے ادبی سے منع کریں۔ میرے بڑے کی بے ادبی اس بار کی گئی میں اللہ کے لیے معاف کر رہا ہوں آئندہ اگر کوئی بے ادبی کرے گا تو پھر میں آپ کے بڑوں کے نام بے ادبی سے لوں گا پھر شکوہ نہیں کرنا۔

مماتی مولوی صاحب: آپ تو کہتے ہیں کہ یہ میرا بڑا نہیں ہے۔

مفتی محمد ندیم صاحب: میرا کیوں بڑا نہیں ہے۔ مجھ پر جھوٹ مت باندھو۔ میں نے یہ کہا تھا کہ تسکین الصدور کے خلاف جس نے کچھ لکھا ہو۔ مولانا تونسوی رحمہ اللہ کی ایک عبارت دکھا دو جو تسکین الصدور کے خلاف ہو پھر ٹھیک ہے۔

تیسری بات، مولوی صاحب کہتے ہیں کہ آپ نے دعویٰ میں قبر نہیں لکھا ہے برزخ لکھا ہے۔ تو مولوی صاحب میں نے جسد عنصری بھی لکھا وہ آپ کو نظر نہیں آرہا؟ جسد عنصری کہاں ہوتا ہے؟ قبر میں ہی تو ہوتا ہے۔ میرا تو ذہن نہیں مان رہا ہے کہ آپ اتنا جاہل ہیں۔ پتہ نہیں آپ ہوش و حواس میں ہیں بھی یا نہیں۔

پھر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ عتبہ اور شیبہ کی حیات۔ تو مولوی صاحب میرا اور آپ کا یہ موضوع نہیں لیکن میں کہتا ہوں عتبہ اور شیبہ کی حیات اور عذاب سے جو منکر ہے وہ باجماع امت کافر ہے۔ اگر آپ اس کے منکر ہیں تو اس موضوع (حیات النبی ﷺ) پر اپنی شکست تسلیم کریں پھر اس پر بات کریں گے کہ جو مطلق حیات فی القبر کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ اگر آپ عتبہ اور شیبہ کے لیے مطلق حیات کے منکر ہیں تو میں یہاں کھل کر باحوالہ آپ پر فتویٰ لگاتا ہوں کہ آپ کافر ہیں دوبارا کلمہ پڑھو، غسل کرو اور تجدید نکاح بھی کرو مگر ہاں اتنا کہو کہ عتبہ اور

شیبہ کے لیے حیات نہیں مانتا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ موضوع سے خروج نہ کریں۔ میں نے بار بار کہا ہے اور تحریر میں بھی لکھا گیا ہے کہ موضوع حیات النبیؐ ہے۔ میں نے آپ کو کہا کہ آپ کے جن ساتھیوں نے میرے ساتھ حیات النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا لکھا ہے انہیں گریباں سے پکڑ کر پوچھو کہ یہ موضوع کیوں لکھا ہے۔ آپ کے ساتھیوں نے یہ موضوع لکھ کر تسلیم کیا ہے ہم اور آپ دونوں اس پر کتابیں لائے ہیں۔ مجھے پتہ ہے کہ آپ عقیدہ نہیں لکھ سکتے، اس پر دلیل نہیں دے سکتے۔ بس صرف تنقیحات، تنقیحات کریں گے۔ آپ کی پوری زندگی تنقیحات تنقیحات کرتے گزری ہے۔

پھر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ مردہ قبر سے باہر آ گیا۔ تو مولوی صاحب قرآن کریم کہتا ہے اور عام قانون بھی یہی ہے کہ انسان موت کے بعد عادتاً دنیا میں نہیں آ سکتا لیکن اگر خرقِ عادت ایسا ہو جائے تو اس سے ہم انکار نہیں کرتے۔ مولوی صاحب اصحاب کہف کا دوبارا زندہ ہونا قرآن نے ذکر کیا ہے اسی طرح حضرت عزیر علیہ السلام کا دوبارا دنیا میں زندہ ہونا قرآن نے ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی چیز خرق عادت ہو جائے تو اس کا مذاق نہ اڑائیں۔ پھر مولوی صاحب نے عبارت دکھائی (الانبیاء لا یموتون بل ینتقلون من دار الی دار) تو مولوی صاحب یہ آپ کے نیلوی صاحب کی کتاب "نداء حق" ہے اس کا جلد نمبر ا صفحہ ۵۹ ہے یہ موت کا وہی معنی کرتے ہیں جو مفتی فرید صاحب رحمہ اللہ کے بیٹے نے کیا ہے۔ یہ لکھتے ہیں:

"ایک عالَم سے دوسرے عالَم میں منتقل ہونے کو موت کہتے ہیں۔"[1]

اب جو ہم پر لگاتے ہو وہی اس پر بھی لگائیں۔ میں نے آپ کو کہا تھا کہ ہم موت سے منکر نہیں ہیں۔ پھر آپ نے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی بات کی تو مولوی صاحب ہمارا بحث موت کی کیفیت میں نہیں ہے بلکہ بحث حیات النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں ہے۔ ہماری بات حیات بعد الوفات میں ہے۔ اور حضرت شیخ (صفدر) رحمہ اللہ نے مستقل باب لگایا ہے اس میں مولانا غلام غوث ہزاروی نور اللہ مرقدہ کی تقریر بھی موجود ہے اور شیخ رحمہ اللہ نے آیات بھی (وفات سے متعلق) نقل کیے ہیں۔

پھر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ آپ اپنا عقیدہ پیش نہیں کر رہے تو یہ لیں مولوی صاحب تسکین الصدور کا صفحہ ۲۱۹ ہے۔ حضرت لکھتے ہیں:

[1] واضح رہے نیلوی صاحب نے خود اسی نداء حق میں یہ الفاظ استدلال میں نقل کیے ہیں کہ الانبیاء لا یموتون بل ینتقلون من دار الی دار یعنی اللہ کے نبی نہیں مرتے بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل کر دیئے جاتے ہیں۔ دیکھئے جلد اول صفحہ ۲۷۹۔ (طاہر گل دیوبندی)

"تمام اہل سنت والجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام قبر اور برزخ میں زندہ ہیں۔"

مولوی صاحب آپ بھی اسی طرح اپنا عقیدہ کھل کر پیش کریں۔

میں نے آپ کے عقیدے پر ایک حوالہ پیش کیا تھا۔ آپ اگر اِدھر اُدھر کی عبارتیں پیش کریں گے تو میں آپ کی وہ عبارتیں بھی پیش کروں گا جن میں آپ نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارکہ میں موجود جسم کو نبی بھی نہیں کہتے۔ بلکہ اسے انسان بھی نہیں مانتے العیاذ باللہ۔ لیکن میں ابھی پیش نہیں کر رہا لہذا آپ موضوع سے خروج نہ کریں۔ آپ کے نزدیک وہ جسم مبارک جو مدینہ منورہ کے روضہ مبارک میں موجود ہیں اور تمام مسلمان وہاں جاتے ہیں کہ ہمارا نبی علیہ السلام یہاں موجود ہیں اور اسے اجماعی عقیدہ مانتے ہیں۔ چودہ سو سال میں کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا ہے۔ مسلمان وہاں جاتے ہیں کہ نبی علیہ السلام یہاں موجود اور حیات ہیں اور ہمارا درود و سلام یہاں سنتے ہیں۔ مولوی صاحب اس عقیدے کے خلاف اٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس جسم میں حیات نہیں بلکہ ایک اور جسم اللہ نے دیا اور اس کو حیات حاصل ہے۔ اس (عقیدہ) سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے۔ میں اسی لئے تو آپ سے کہتا ہوں کہ اپنا عقیدہ لکھیں اور پھر اس پر میرے تنقیحات کے جوابات دیں۔ لیکن نہ تو آپ جواب دے سکتے ہیں اور نہ آپ کے بڑوں نے جوابات دیئے ہیں اور قیامت کی صبح تک جوابات نہیں دے سکتے۔ میں تو آپ سے کہتا ہوں کہ میرے دعویٰ پر تنقیح کریں اگر میری طرف سے جواب نہیں دیا گیا تو پھر کہنا۔ آپ کے نزدیک نبی علیہ السلام کو ایک اور جسم دیا جاتا ہے تو یہ جسم تو ختم نبوت اور حیات سے محروم ہو گیا۔

میں نے آپ کی ایک عبارت پیش کی تھی۔ دوسری عبارت پیش کر رہا ہوں۔ یہ مولانا حسین نیلوی صاحب کی "مجموعہ رسائل" ہے اس کا جلد نمبر ا صفحہ ۵۹ ہے لکھتے ہیں:

"اہل اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ بعد از وفات انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح مبارکہ موہوبہ اجساد مثالیہ میں داخل ہو کر اعلیٰ علیین میں تشریف لے جاتے ہیں۔"

تو مولوی صاحب ارواح تو جسم مثالی کے ساتھ جنت میں چلے گئے اور جسم عنصری اس سے محروم ہو گیا۔ جبکہ حدیث مبارک میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کا روضہ مبارکہ جنت کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے۔ اس سے آپ انکار کر رہے ہیں۔

یہ میرے پاس تیسری عبارت عبد المقدس صاحب کی کتاب تحقیق الحق کی ہے یہ صفحہ ۱۵۸ پر لکھتے ہیں:

"انبیاء کرام علیہم السلام بحیات برزخیہ باجسام برزخیہ حیات ہیں نہ کہ حیات ہیں بحیات دنیویہ باجساد عنصریہ"

یعنی ایک دوسرا جسم ان کو ملا۔ مولوی صاحب آپ کیوں اپنا عقیدہ نہیں لکھ رہے۔ میرے پاس مزید بھی بہت سے عبارات ہیں لیکن میں نے اپنے دلائل بھی بیان کرنے ہیں صرف آپ کی طرح تنقیحات، تنقیحات نہیں کرتا ۔مولوی صاحب آپ کتابیں لائے ہیں ایک کتاب کو تو ہاتھ لگاؤنا۔ آج قرآن آپ کے سر پر ہاتھ نہیں رکھتا، پیغمبر کی حدیث اور امت کی اجماع آپ کے سر پر ہاتھ نہیں رکھتا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ قیامت کی صبح تک آپ اپنا عقیدہ پیش نہیں کرسکتے۔ میں نے اپنا عقیدہ پیش کیا ہے ایک بار پھر سن لیجئے:

"نبی کریم ﷺ عالم برزخ میں جسد دنیوی عنصری کے ساتھ حیات اور زندہ ہیں۔"

اس ویڈیو میں ان شاء اللہ تمام مسلمان دیکھیں گے۔ میرے دعویٰ میں اگر کوئی ابہام ہے تو تنقیح کیجئے میں ان شاء اللہ جواب دوں گا۔ لیکن زیادہ سے زیادہ مولوی صاحب نے یہ تنقیح کی کہ آپ نے برزخ لکھا ہے اور قبر نہیں لکھا ہے۔ تو میں نے مولوی صاحب کو بتایا کہ کان اور آنکھیں کھول کر دیکھیں میں نے جسد عنصری لکھا ہے اور وہ قبر میں ہی ہوتا ہے۔لہٰذا قبر کی تصریح کی ضرورت نہیں ہے۔

دلیل نمبر۴: یہ میرے پاس چوتھی دلیل مسلم شریف کی حدیث ہے اس کا جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۶۸ ہے:

"﴿عن انس بن مالک﴾ روایت ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ﴿ان رسول اللہ﴾ بے شک نبی علیہ السلام نے ﴿قال﴾ فرمایا ﴿آتیت﴾ میں آیا ﴿و فی روایت مررت علی موسی﴾ اور ایک روایت میں ہے کہ میں گذرا موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ﴿لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر﴾ اس رات جب مجھے معراج کے لئے لے جایا گیا، سرخ رنگ کے ٹیلے کے پاس ﴿وھو قائم یصلی فی قبرہ﴾ اور وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔"

مولوی صاحب سرخ رنگ کے ٹیلے زمین پر تھے آسمان میں نہیں تھے۔ ﴿قائم﴾ کھڑا ہونا جسم کی صفت ہے۔ مولوی صاحب میرے پاس اس کے کثیر اسناد ہیں اور اصول یہ کہ ایک حدیث جو مختلف اسناد سے مروی ہو وہ

الگ الگ دلیل شمار ہوتی ہے۔ بہر حال یہ چار دلائل ہو گئے، میں پانچویں دلیل کی طرف جاتا ہوں۔

﴿وقت ختم﴾

مماتی مناظر کی چوتھی تقریر

الحمدللہ وکفی والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد!

مفتی صاحب اپنی عادت سے مجبور ہیں۔ ایک تو اس نے مجھے جاہل کہا۔ میں ان عوام سے کہتا ہوں کہ مفتی تسلیم کریں کہ مجھ سے یہ غلطی ہو گئی کیونکہ میں نے ایسے الفاظ استعمال نہیں کیے ہیں۔ اگر مفتی صاحب کے کسی بڑے سے متعلق میں نے کچھ کہا ہے تو پہلے مفتی صاحب نے یہ کہا تھا کہ یہ (صاحبِ تسکین) ہمارا بڑا اس کے خلاف اگر کسی نے کچھ لکھا ہے تو وہ ہمیں منظور نہیں۔ اسی لئے میں نے کورنڈی کہا۔ بہر حال یہ ایک اصطلاح تھا لیکن مفتی صاحب کو پتہ نہیں چلا کہ میں نے کیوں ایسا کہا۔ لیکن اس نے مجھے جاہل کہا اور یہ جاہل اس کے جہل پر دلالت کرتی ہے یہ جواب ترکی بتر کی ہے۔ کیونکہ وہ اپنی غلطی نہیں مانتے۔ میں مفتی صاحب سے کہتا ہوں کہ آپ اپنا دعویٰ صحیح نہیں لکھ سکتے۔ ابھی تک آپ نے ایک مناظرہ میں بھی اپنا دعویٰ صحیح نہیں لکھا۔ کیا آپ کا یہ دعویٰ پشاور مناظرہ والے دعویٰ کے ساتھ برابر ہے؟ آپ نے پشاور مناظرہ میں لکھا تھا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں بتعلق حیات زندہ ہیں، اس طرح آپ نے الفاظ لکھے تھے۔ پھر قبر کے ساتھ بریکٹ میں برزخ لکھا تھا۔ آپ کا عقیدہ کیوں جگہ جگہ بدلتا ہے؟ آپ کی کتاب کچھ کہتی ہے اور آپ کچھ اور کہتے ہیں۔ ایک مناظرہ میں کچھ کہتے ہیں دوسری مناظرہ میں کچھ اور۔ میں پھر کہتا ہوں کہ مفتی صاحب تنقیحات کے لیے اسی لیے تیار نہیں ہیں کہ ان کا اصل دعویٰ سامنے آنے والا ہے۔ مفتی صاحب نے کہا کہ میں آپ پر کفر کا فتویٰ لگاتا ہوں کیونکہ آپ جسد مثالی کے قائل ہیں۔ یہ دیکھیں یہ اشرف الجواب ہے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی، جنہیں حکیم الامت کہا جاتا ہے۔ یہ اشرف الجواب صفحہ ۴۳۵ پر فرماتے ہیں:

> ”مگر صوفیاء اس کے قائل ہوتے ہیں کہ دوسرا بدن جو مشابہ اس بدن عنصری کے ہوتا ہے عالم برزخ میں دیا جاتا ہے تو جس طرح یہ حی تھا وہ بھی حی ہے۔ یہ دوسرا بدن جو مشابہ ہے اس بدن عنصری کے“

یہ تھانوی صاحب نے صوفیاء کا عقیدہ ذکر کیا ہے کہ انبیاء کرام اور عام اموات کو جسد مثالی ملتا ہے۔ آپ کے ”رحمت

کائنات" والے نے بھی اپنی کتاب میں اٹھارہ (۱۸) جگہ جسم مثالی کا قول کیا ہے۔ ایک نہیں، دو نہیں، تین نہیں، چار نہیں، پندرہ نہیں، سولہ نہیں، سترہ نہیں بلکہ پورا اٹھارہ جگہ جسم مثالی مانا ہے۔ مفتی صاحب نے فتویٰ دیا تو یہ لیں "رحمت کائنات" کا فتویٰ۔ صفحہ نمبر ۳۵۴ ہے:

"الجاحد بالوجود المثالی لیس من اهل السنة بل فیه شوب من الاعتزال" (یہاں حضرت مفتی صاحب نے کتاب کا مطالبہ کیا لیکن مماتی مناظر نے کتاب نہیں دیا۔ مرتب)

آپ نداء حق کی بات کر رہے تھے کہ جسد مثالی کے قائل ہیں۔ میں نداء حق سے حوالے دکھا سکتا ہوں کہ وہ روح کا تعلق جسد عنصری کے ساتھ مانتے ہیں۔ آپ جسد مثالی کے منکر ہیں اور الجاحد بالوجود المثالی لیس من اهل السنة بل فیه شوب من الاعتزال۔ لہٰذا آپ جسد مثالی کی طرف مت جائیں میرا اور آپ کا بحث جسد مثالی میں نہیں ہے بلکہ ہمارا بحث جسد عنصری میں ہے۔ آپ جسد عنصری میں روح کے اعادے کا قائل ہیں۔ میں بار بار اسی لئے آپ سے کہتا ہوں کہ تنقیحات کی طرف آئیں۔ یہ آپ کے بڑے شیخ سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ کی کتاب ہے یہ لکھتے ہیں:

"اجساد مثالیہ: ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ اجساد مثالی کا ہمیں انکار نہیں"

آپ نیلوی صاحب پر کیوں یہ الزام لگا رہے ہیں۔ یہ اشرف الجواب ہے اشرف علی تھانوی صاحب کی۔ صفحہ نمبر ۵۰۸، ۵۱۴ اور اسی طرح ۵۱۷ ہے۔ مفتی صاحب دیوبندی حضرات جسد مثالی کے قائل ہیں۔ مفتی صاحب موضوع سے بار بار خروج مت کریں، ہماری بحث جسد مثالی میں نہیں ہے۔

﴿وقت ختم﴾

سنّی مناظر مفتی محمد ندیم محمودی صاحب کی پانچویں تقریر

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد!

مولوی صاحب محترم کہتے ہیں کہ آپ نے ایک مناظرہ میں بھی ابھی تک اپنا عقیدہ ظاہر نہیں کیا ہے۔ مولوی صاحب جھوٹ وہی بولیں جس کا کسی کو پتہ تو نہ ہو۔ ہم دونوں مناظرہ میں بیٹھے ہیں اور چوتھا، پانچواں ٹرن ہے کہ میں نے اپنا عقیدہ پیش کیا ہے۔ لیکن آپ نے ابھی تک اپنا عقیدہ پیش نہیں کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ دروغ گو را

حافظہ نہ باشد آپ کو اس مجلس کا بھی یاد نہیں کہ میں اپنا عقیدہ پیش کر چکا ہوں۔ میں مولوی صاحب کو کہتا ہوں کہ اپنا عقیدہ پیش کریں۔

مولوی صاحب کہتا ہے کہ آپ نے دعویٰ منقح نہیں کیا تو میں نے مولوی صاحب سے کہا کہ بسم اللہ کریں اور میرے دعویٰ پر تنقیح کریں کہ میں جواب دے دوں لیکن ابھی تک آپ تنقیح نہیں کر رہے۔

پھر مولوی صاحب نے پشاور مناظرہ کی بات کی تو مولوی صاحب پشاور مناظرہ میں بھی آپ نے عقیدہ سے انکار کیا تھا۔ میں نے تو اپنا عقیدہ لکھ کر دیا تھا۔ میرے اس عقیدہ میں جو لفظ اس کے خلاف ہے وہ آپ دکھائیں میں جواب دیتا ہوں۔

پھر مولوی صاحب ابھی تک نعرے لگا رہے تھے کہ عقیدہ کے لیے نص قطعی چاہئے جیسا کہ مفتی مجتبیٰ صاحب محترم نے ابتداء میں فرمایا تھا کہ قرآن وسنت سے دلائل پیش کریں گے۔ آپ لوگ آج تک صوفیاء پر شرک کے فتوے لگا رہے تھے لیکن آج یہاں صوفیاء کرام کا سہارا لے رہے ہیں اور ان سے اپنا عقیدہ پیش کر رہے ہیں۔ قرآن کو چھوڑا، پیغمبر کی حدیث متواتر کو چھوڑا، نص قطعی کو چھوڑا، فقہاء کرام کو چھوڑا، متکلمین کو چھوڑا۔ آج ان کو سہارا کہاں مل گیا؟ صوفیاء کرام، ماشاء اللہ!

مولوی صاحب صوفیاء کرام کے عبارات کو بھی آئندہ ہاتھ مت لگانا۔ صوفیاء کرام جس جسم مثالی کے قائل ہیں وہ اسے جسم عنصری کا سایہ اور عکس مانتے ہیں اور وہ جسم عنصری کے ساتھ باقاعدہ تعلق مانتے ہیں۔ یہ دیکھیے وہی ''اشرف الجواب'' جو آپ نے پیش کیا اس کا صفحہ ۲۲۳ ہے مولانا تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

> ''حضور ﷺ کی قبر مبارک کیلئے بہت کچھ شرف حاصل ہے کیونکہ جسد اطہر اس کے اندر موجود ہے۔ بلکہ حضور ﷺ خود یعنی جسد مع تلبس الروح اس کے اندر تشریف رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ قبر میں زندہ ہیں قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق ہیں''

(اس موقع پر مماتی حضرات شور مچانے لگے کہ آگے عبارت پیش کریں۔ مفتی صاحب حفظہ اللہ نے انہیں کتاب دیا اور فرمایا) کہ میں نے آپ سے کتاب کا مطالبہ کیا لیکن آپ نے نہیں دیا حالانکہ مناظرے کا اصول یہی ہے کہ مخاطب مناظر اگر کتاب کا مطالبہ کریں تو آپ کو کتاب دینا ہوگا۔ آپ نے کتاب نہیں دیا لیکن یہ لیجئے کتاب، آگے ہمارے خلاف اس میں کچھ ہے بھی نہیں لیکن مجھے پتہ ہے کہ آپ نے اپنا اگلا ٹرن کس چیز سے پورا کرنا ہے۔

پھر مولوی صاحب نے کہا کہ ہمارے بڑے تعلق روح کے قائل ہیں یہ لیجئے مولوی صاحب یہ نداء حق ہے اس میں نیلوی صاحب کہتے ہیں:

"آیت قرآن کا اشارہ کہ قبر میں بغیر روح کا محض مردہ جسم ہوتا ہے۔"

یہ میرے پاس علامہ خان بادشاہ جو اشاعت التوحید کے ترجمان ہیں ان کی کتاب البرھان الجلی ہے اور یہ اشاعت اکیڈمی سے شائع ہوا ہے یہ صفحہ ۱۸۱ پر لکھتے ہیں:

"اور روح جسد عنصری کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اور یہ الحمدللہ ہمارے اہل السنّت والجماعت کا عقیدہ ہے۔"

مولوی صاحب اب آپ جھوٹ بول رہے ہیں یا آپ کا بڑا جھوٹ بول رہا ہے۔

پھر مولوی صاحب ایک اور بات کی اور اتنا بڑا اغلط فہمی کا مظاہرہ کیا چنانچہ مجھے کہتا ہے کہ جسد مثالی والوں پر آپ نے فتویٰ لگایا۔ میں کہتا ہوں لعنت اللہ علی الکاذبین۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ جو شخص عتبہ اور شیبہ اور دیگر کفار کے مطلق حیات اور عذاب سے انکار کرتا ہے اس شخص پر میں کفر کا فتویٰ لگاتا ہوں اور میرے اکابر نے بھی دیا۔ مولوی صاحب میں اسی لئے تو آپ سے کہتا ہوں کہ دوران مناظرہ تیاری مت کریں بلکہ میرے باتوں کو غور سے سنا کریں تاکہ جواب دے سکے۔ آپ کی کانوں میں ایک اس طرف سے بات کر رہا ہے دوسرا اس طرف سے۔ آپ میری بات نہیں سن رہے تو جواب کس طرح دیں گے۔ اسی لیے میں کہتا ہوں کہ جو مطلق حیات کا منکر ہے اس پر کفر کا فتویٰ ہے اور مولوی صاحب کہتے ہیں کہ آپ نے جسد مثالی والوں پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ آپ اپنی طرف سے باتیں کر رہے ہیں۔ میں آپ کے ساتھیوں سے بھی کہتا ہوں کہ مولوی صاحب کو چھوڑیں کہ میری بات سن کر جواب دے۔ یہ اصول کے خلاف ہے کہ مناظرہ میں بیٹھ کر تیاری کرے۔

دلیل نمبر ۵: یہ میرے پاس مسند امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پانچویں دلیل ہے۔ اس کا جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۴۳۷ ہے۔ یہ روایت نقل کرتے ہیں:

"﴿عن انس بن مالک قال بعض اصحاب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم﴾ روایت ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ بعض صحابہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں ﴿ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیلۃ اسری بہ

مررت علی موسی وھو یصلی فی قبرہ﴾ کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس رات مجھے معراج کے لئے لے جایا گیا تو میرا گزر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہوا اور وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔"

مولوی صاحب صاحب ﴿وھو﴾ ضمیر سے ذات کی طرف اشارہ ہوتا ہے صفت کی طرف نہیں یعنی موسیٰ علیہ السلام اور موسیٰ جسم مثالی کا نام نہیں ہے اور نہ صرف روح کا نام ہے۔ ﴿قائم یصلی﴾ مولوی صاحب کھڑا ہونا جسم کی صفت ہے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا حیات کی دلیل ہے۔

دلیل نمبر۶: یہ میرے پاس مصنف ابن ابی شیبہ ہے۔ اس کا جلد نمبر ۲۰ صفحہ ۳۹ ہے۔

"﴿عن انس بن مالک﴾ روایت ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ﴿قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم﴾ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿أتیت علی موسیٰ لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر﴾ میں معراج کی رات سرخ ٹیلے کے قریب موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا ﴿وھو قائم یصلی فی قبرہٖ﴾ اور وہ قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔"

دلیل نمبر۷: یہ مسند ابی یعلیٰ ہے اس کا جلد نمبر ۶ صفحہ ۲۵ ہے۔

"﴿عن انس بن مالک﴾ روایت ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ﴿قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم﴾ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿مررت علی موسیٰ﴾ میں موسیٰ علیہ السلام پر گزرا ﴿وھو یصلی فی قبرہٖ﴾ اور اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

دلیل نمبر۸: یہ میرے پاس مصنف عبد الرزاق ہے اس کے جلد نمبر ۳ صفحہ ۵۷۷ پر ہے۔

"﴿عن انس بن مالک یحدث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال﴾ انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ﴿مررت بموسیٰ لیلۃ اسری بی وھو قائم یصلی فی قبرہٖ﴾ میں اسراء کی رات موسیٰ علیہ السلام

کے پاس سے گذرا، وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔“

دلیل نمبر۹: یہی روایت امام مسلم نے الگ سند سے ذکر کی ہے۔ الفاظ یہ ہیں:

”﴿قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مررت على موسى ---- وهو قائم يصلي في قبره﴾ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میرا گزر موسیٰ علیہ السلام پر ہوا۔۔۔ اور اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔“

دلیل نمبر۱۰: یہ امام بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب ”حیات الانبیاءؑ“ ہے اس کا صفحہ ۸۷ پر نقل کرتے ہیں:

”﴿عن انس بن مالك --- ان النبي صلى الله عليه وسلم --- مر على موسى عليه السلام و هو يصلي في قبره﴾ روایت ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ آپ ﷺ موسیٰ علیہ السلام کے قریب سے گزرے اور وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔“

مولوی صاحب یہاں تک میرے دس (۱۰) دلائل ہوگئے۔ میں آگے مزید دلائل پیش کروں گا۔ لیکن میں پھر آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اپنا عقیدہ پیش کریں جس طرح میں نے پیش کیا ہے۔ اگر میرے عقیدہ پر کسی قسم کی تنقیح کرنی ہے تو کریں میں جواب دوں گا۔ میں ہر ٹرن میں اپنا عقیدہ پڑھ کر سناتا ہوں۔ عوام بھی ان شاءاللہ ویڈیو دیکھ کر سمجھ سکتے ہیں۔ میں کہتا ہوں مولوی صاحب اگر ماں کا حلال دودھ پیا ہے[2] تو بسم اللہ کر کے مجھے تحریراً اپنا عقیدہ پیش کریں اور جس طرح میں نے جرأت کے ساتھ بیان
کیا آپ بھی جرأت کے ساتھ بیان کریں۔﴿وقت ختم﴾

---

[2] مماتی حضرات نے ان الفاظ کا برا منایا کہ مفتی صاحب نے ہمیں گالی دی۔ اس کے جواب میں مفتی صاحب نے وضاحت کی ہماری مراد اس لفظ سے صرف یہی تھی کہ جس طرح ماں اپنے بیٹے سے کہتی ہیں کہ بیٹا دودھ حلال کرو یعنی بہادری سے لڑو تو واللہ العظیم میری مراد ان الفاظ سے فقط یہی تھی کہ آپ بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا عقیدہ تحریر کریں جس طرح میں نے جرأت سے اپنا عقیدہ تحریر کیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود مفتی صاحب نے بڑے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے معذرت کی تاکہ مناظرہ متاثر نہ ہو اور مماتی حضرات کو مناظرہ سے بھاگنے کا بہانہ نہ ملے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ مماتی مناظر نے مولانا نور محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کو ”کورنڈی“ کہا اور مفتی صاحب کے احتجاج کے باوجود نہ معذرت کی اور نہ کوئی معقول وضاحت کی، کیوں؟۔ مرتب

مماتی مناظر کی پانچویں تقریر

اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ولاتقوالوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ط بل احیاء ولاکن لاتشعرون ۝

مفتی صاحب میں ایک بار پھر آپ کا توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ آپ اصول مناظرہ سے ناخبر ہیں میں پھر ”رشیدیہ“پیش کر رہا ہوں کہ آپ اپنا دعویٰ منقح کریں۔ آپ کا دعویٰ حیات النبی کا نہیں ہے۔ آپ کیوں عوام سے اپنا عقیدہ چھپا رہے ہیں۔ ان آیات سے آپ کو تلاوت کا ثواب تو مل سکتا ہے لیکن آپ کا دعویٰ اس سے ثابت نہیں ہوتا۔ باقی آپ نے جو دس دلائل پیش کیے تو مفتی صاحب یہ عقیدے کا مسئلہ ہے۔ اور عقیدہ کے لئے قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت نص چاہئے۔ یا قرآن کریم کی آیت ہوگا یا حدیث متواترہ ہوگا۔ ہم اس طرف نہیں جاتے۔ نہ یہ قرآنی آیت آپ کی دلیل بنتی ہے اور نہ یہ احادیث۔ آپ ان میں سے ایک حدیث کو متواتر ثابت کریں۔ پہلے تو ان احادیث پر کلام ہے۔ اس پر جرح موجود ہے جو ہم ان شاء اللہ اپنے وقت پر پیش کریں گے۔ ان دلائل سے آپ کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔ ہم آپ سے تنقیحات کر رہے ہیں کہ آپ صرف نبی علیہ السلام کے حیات کے قائل ہیں یا باقی انبیاء کرام علیہم السلام کے حیات کے بھی قائل ہیں؟ دوسری بات یہ کہ آپ صرف انبیاء کرام علیہم السلام کے حیات کے قائل ہیں یا عام اموات کے حیات کے بھی قائل ہیں؟ یہ ہمارا پہلی تنقیح ہے۔ دوسری تنقیح یہ کہ آپ اعادہ روح کے ساتھ حیات مانتے ہیں یا تعلق روح کے ساتھ۔ ان تنقیحات کے ہمیں جوابات دیجئے۔ میں اپنا وقت بھی آپ کو دیتا ہوں۔ آپ نے دعویٰ حیات النبی کا پیش کیا ہے اور دلیل میں رأیت موسی یصلی قائم فی قبرہ۔ دعویٰ حیات النبی کا لکھا ہے اور ”نبی“ جب مطلق بولا جائے تو مراد اس رسول اللہ ﷺ ہوتے ہیں اور دلیل میں موسیٰ علیہ السلام پیش کرتے ہیں۔ اتنا تو آپ کا علم ہے۔ یہ آپ کا مناظرہ ہے۔ ان دلائل سے آپ کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔

پہلی تنقیح: آپ صرف نبی علیہ السلام کے حیات کے قائل ہیں یا باقی انبیاء کرام علیہم السلام کے حیات کے بھی قائل ہیں؟

دوسری تنقیح: آپ صرف انبیاء کرام علیہم السلام کے حیات کے قائل ہیں یا عام اموات کے حیات کے بھی قائل ہیں؟

تیسری تنقیح: آپ اعادہ روح کے ساتھ حیات مانتے ہیں یا تعلق روح کے ساتھ ؟

پہلے ہمارے ان تنقیحات کے جوابات دیجئے پھر ہم مزید تنقیحات کریں گے۔ مفتی صاحب دلائل کی طرف مت جائیں پہلے دعویٰ منقح کریں اس کے بعد ہم آپ کو دکھائیں گے کہ لاتقول لمن یقتل سے آپ کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔یا رأیت موسی یصلی قائم فی قبرہ سے آپ کا استدلال درست ہے یا نہیں۔پہلے ان عوام کے لیے اپنا دعویٰ منقح کریں اور ہم جو تنقیحات کرتے ہیں برائے مہربانی ان کے جوابات دیں۔ قرآن کی آیتیں پڑھیں اس پر آپ کو ثواب تو ملے گا لیکن دعویٰ ثابت نہیں ہوگا۔ان دلائل میں کسی میں بھی یہ نہیں ہے کہ نبی جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں حیات ہیں۔

پھر آپ نے اشرف الجواب پیش کی تھی تو میں مفتی صاحب سے کہتا ہوں کہ دیانت سے کام لینا چاہیے۔دیانت مسلمان خصوصاً عالم کے لیے ضروری ہے۔ہم نے آپ سے کہا تھا کہ آگے عبارت بھی پڑھ لیجئے۔ حضرت تھانوی صاحب آگے کہتے ہیں:

> ”مگر یاد رہے کہ اس حیات سے مراد ناسوتی نہیں وہ دوسری قسم کی حیات ہے۔جس کو برزخیہ کہتے ہیں۔“

انہوں نے اس حیات کو دنیوی، جسدی، عنصری، حقیقی، تامہ اور کامل حیات نہیں کہا ہے۔

پھر مفتی صاحب نے کہا تھا کہ آپ نے تیاری نہیں کی ہے تو میں کہتا ہوں کہ ہم ایسے لوگوں کے لیے تیاری نہیں کرتے۔کیونکہ ہمیں پتہ ہے کہ آج تک آپ نے اپنا صحیح عقیدہ نہیں لکھا ہے۔اور نہ تنقیحات کے جوابات آپ نے کبھی دیئے ہیں لہٰذا میں آپ سے مناظرہ کے لیے کیوں تیاری کروں؟ یہ تمام کتابیں اس عاجز کے نظروں سے گزرے ہیں۔یہ نہ کہنا کہ ہم نے تیاری نہیں کی ہے۔اور اگر آپ کو تیاری نظر نہیں آتی تو وہ اس لئے کہ آپ نہ اپنا دعویٰ لکھ سکتے ہیں اور اس پر تنقیحات کے جوابات دے سکتے ہیں۔وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

﴿وقت ختم﴾

سنّی مناظر مفتی محمد ندیم محمودی صاحب کی چھٹی تقریر

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد!

سب سے پہلے ہماری اور آپ کی ایک لفظ پر بات چلی تو مولوی صاحب ہماری اصطلاح یہ ہے کہ ماں اپنے بیٹے سے کہتی ہے کہ دودھ حلال کرو یعنی بہادری سے لڑو۔ اور واللہ العظیم ہماری مراد اس لفظ سے فقط یہی تھا۔

پھر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ دعویٰ منقح کریں تو مولوی صاحب جن باتوں کے جوابات ہو چکے ہیں انہیں بار بار مت دہرائیں۔ مناظرہ اسے نہیں کہتے کہ ایک بات کی جواب ہو جائے اور آپ بار بار اسے دہراتے رہیں۔

پھر مولوی صاحب کہتے ہیں نص قطعی پیش کرنا ہو گا۔ آپ مجھ سے نص قطعی مانگتے ہیں اور اپنا عقیدہ صوفیاء کرام سے ثابت کر رہے ہیں اور اس کا بھی میں نے جواب دیا ہے۔

پھر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں تنقیحات کروں گا تو مولوی صاحب پہلے آپ اپنا عقیدہ تو لکھیں۔ اس کے بعد تنقیحات کریں۔

مولوی صاحب کی ایک تنقیح یہ ہے کہ یہ حیات تعلق روح کے ساتھ ہے یا اعادہ روح کے ساتھ ہے؟ مولوی صاحب کوئی اگر تعلق کے ساتھ حیات مانتا ہے تو بھی ٹھیک ہے اور اگر اعادہ روح کے ساتھ مانتا ہے تو بھی ٹھیک ہے۔ یہ عقیدے کا اختلاف نہیں ہے بلکہ کیفیت کا اختلاف ہے۔ مولوی صاحب آپ تعلق کے ساتھ حیات مانتے ہیں یا اعادہ روح کے ساتھ مانتے ہو جو بھی آپ مانتے ہیں یہاں تحریر کریں اور اس کے منکر کو گمراہ لکھیں میں آپ کے ساتھ اختلاف ختم کرتا ہوں۔

دوسری تنقیح یہ کی کہ آپ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے حیات مانتے ہیں یا صرف نبی کریم ﷺ کے لیے۔ تو مولوی صاحب ہم تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے حیات کے قائل ہیں لیکن یہاں ہمارا موضوع صرف حیات النبی ﷺ ہے۔ یہاں کوئی دوسرا موضوع نہیں ہے۔ آپ کے ساتھیوں نے موضوع یہی لکھی ہے۔

پھر مولوی صاحب کہتے ہیں رأیت موسی قائم یصلی فی قبرہ کیوں پیش کر رہے ہیں جبکہ دعویٰ نبی کریم ﷺ کے حیات کا ہے تو مولوی صاحب سادہ لوگوں کی طرح باتیں مت کریں آپ نے یہ اصولی قانون عصمت انبیاء کے بحث میں پڑھا ہو گا کہ ایک نبی کیلئے ایک صفت ثابت ہو جائے تو تمام انبیاء کے اسے ماننا ضروری ہے کیونکہ صفت نبوت میں سب برابر ہیں۔

پھر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ حضرت تھانوی صاحب نے جسم عنصری نہیں کہا ہے تو مولوی صاحب آپ اشرف الجواب اٹھا کر دیکھیں حضرت کہتے جسد مع تلبس الروح یعنی روح جسم کے اندر ہے۔ اس میں جسم کی

تصریح موجود ہے۔ ہاں آگے جو کہا ہے کہ یہ حیات ناسوتی نہیں بلکہ حیات برزخی ہے تو یہ تو ہم بھی کہتے ہیں کہ وہ حیات دنیا کی نہیں ہے بلکہ دوسری قسم کی حیات ہے۔(یہاں مماتی حضرات نے شور مچانا شروع کیا تو مجبوراً وہاں کے مالک درمیان میں کھڑے ہوگئے کہ آپ شور مچا رہے ہیں یہ شور کرنے کی باتیں نہیں ہیں اس کے بعد مماتی حضرات جب چپ ہوگئے تو مفتی صاحب نے دوبارا اپنی تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا) مولوی صاحب ہم نے ابتداء میں کہا تھا کہ اگر کوئی بات کرنی ہو تو اپنے ٹرن میں کریں گے آپ سب نے جو شور مچایا یہ اصولوں کی خلاف ورزی ہے یا نہیں؟

دوسری بات، مولوی صاحب میں اب بھی کہتا ہوں کہ یہ حیات برزخی جسمانی ہے آپ حیات برزخی جسمانی لکھیں جس طرح حضرت تھانوی صاحب کی عبارت میں ہے آج میں آپ کے ساتھ اس مسئلہ پر اختلاف ختم کرتا ہوں۔ یہ اگر آپ اعادہ روح کے ساتھ مانتے ہو یا تعلق روح کے ساتھ ہو لیکن جسم عنصری کے لئے حیات ماننا ہو گا۔ میں آپ کو کہتا ہوں کہ حیات برزخی ہے اور شیخ رحمہ اللہ کی تسکین الصدور کا حوالہ میں ساتھ لایا ہوں کہ حیات دنیوی کا یہ مطلب لینا کہ تمام دنیوی آثار کے ساتھ حیات ماننا تو ہم قطعاً ایسے حیات دنیوی کے قائل نہیں ہیں۔ ہم جو دنیوی کہتے ہیں تو اس کا مطلب صرف یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ دنیا والے جسم کے ساتھ حیات ہیں یہ لیں تسکین الصدور کا صفحہ ۲۸۰ ہے:

> ”علماء دیوبند جہاں آنحضرت ﷺ کے حیات دنیوی اور حیات جسمانی کا لفظ بولیں گے تو اس سے یہی مراد ہو گی کہ آپ کی روح کا بدنِ دنیا سے تعلق ہے۔ نہ یہ کہ تمام احکام میں یہ حیات دنیوی ہے“

نیچے حاشیہ میں مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ کا حوالہ بھی پیش کیا ہے اور یہاں ماہنامہ تعلیم القرآن کا حوالہ بھی پیش کیا ہے۔

پھر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ آپ جیسے لوگوں کے لیے ہم تیاری نہیں کرتے تو میں کہتا ہوں کہ آپ نے تیاری نہیں کی تھی اسی لئے کتابیں لا کر سامنے رکھے تو ہیں لیکن آپ کو بھی پتہ نہیں ہے کہ کس موضوع پر ہیں اور ان میں میری دلیل ہے بھی یا نہیں۔ تبھی تو آپ کا یہ حال ہے۔ آپ کی مثال ایسی ہے:

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

مولوی صاحب مجھے کہتے ہیں کہ قطعی دلائل پیش کریں تو مولوی صاحب یہ میرے پاس امام سیوطی رحمہ اللہ کی الحاوی للفتاوی ہے اس کا صفحہ نمبر ۵۴ ہے۔ یہ لکھتے ہیں:

﴿فاقول حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہٖ ھو و سائر الانبیاء معلومۃ عندنا علما قطعیا لما قام عندنا من الادلۃ فی ذالک وتواترت بہ الاخبار﴾ قبر میں نبی علیہ السلام اور دیگر انبیاء کی حیات کا علم ہمارے نزدیک قطعی ہے کیونکہ اس کے بارے میں ہمارے نزدیک ادلہ قائم ہیں اور متواتر احادیث ہیں۔“

مولوی صاحب میں نے دس (۱۰) دلائل پیش کیے تھے۔

دلیل نمبر ۱۱: یہ میرے پاس امام بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب حیات الانبیاء ہے انہوں نے اس مسئلہ پر مکمل کتاب لکھا ہے یہ فرماتے ہیں:

﴿ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أتیت علی موسیٰ --- وھو قائم یصلی فی قبرہٖ﴾ رسول اللہ ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے اور وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔“

یہ روایت تقریباً تمام محدثین نے اپنی اپنی سند کے ساتھ نقل کی ہے۔ حتیٰ کہ تاریخ جرجان نے بھی اپنی سند کے ساتھ صفحہ ۳۷۷ پر نقل کیا ہے بطور تائید یہ بھی سن لیں:

”﴿عن ابوھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مررت بموسیٰ وھو قائم یصلی فی قبرہٖ﴾ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا گزر موسیٰ علیہ السلام پر ہوا اور وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

مولوی صاحب یہ میں نے گیارہ دلائل پیش کیے تین قرآن مجید سے اور آٹھ احادیث مبارکہ سے۔ اسی طرح مولوی صاحب سے بھی مطالبہ کرتا ہوں کہ اپنا عقیدہ لکھ کر میرے حوالے کر دیں۔ اور اس پر صرف ایک دلیل پیش کریں کہ نبی کریم ﷺ اپنی قبر میں مردہ ہیں العیاذ باللہ اور حیات جسم مثالی کے ساتھ ہے۔ مولوی صاحب حیات برزخی، کافوری، مشکی، جتنی جتنے الفاظ آپ کے بڑوں نے لکھیں ہیں ان کے اثبات پر ایک دلیل پیش کریں۔ صحیح نہ

ہو تو ضعیف، ضعیف نہ ہو تو موضوعی حدیث دکھادیں بشرط کہ پہلے کتابوں نے نقل کیا ہو۔واضح رہے ابھی اپنی طرف سے نہ گھڑنا۔

دلیل نمبر ۱۲: یہ بخاری شریف کی جلد اول صفحہ ۳۴۳ ہے یہ نقل کرتے ہیں:

”﴿عن ابوھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مابین بیتی و ممبری روضۃ من ریاض الجنۃ﴾ روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر اور ممبر کے درمیان جو حصہ ہے یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔“

تو نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرا روضہ جنت کے ٹکڑوں سے ایک ٹکڑا ہے اور مولوی صاحب جنت میں مردے نہیں بلکہ زندے رہتے ہیں۔

دلیل نمبر ۱۳: یہ میرے پاس مسند احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی جلد ۴ صفحہ ۲۹ ہے۔یہی حدیث اپنی سند سے نقل کی ہے:

”﴿ مابین بیتی و ممبری روضۃ من ریاض الجنۃ﴾ میرے گھر اور ممبر کے درمیان جو حصہ ہے یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔“

دلیل نمبر ۱۴: یہ صحیح ابن حبان کا جلد نمبر ا صفحہ ۲۷۳ ہے۔یہ اپنی سند کے روایت نقل کرتے ہیں:

”﴿عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مابین بیتی و ممبری روضۃ من ریاض الجنۃ﴾ میرے گھر اور ممبر کے درمیان جو حصہ ہے یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔“

مولوی صاحب جنت زندوں کی جگہ ہے مردوں کا نہیں۔

دلیل نمبر ۱۵: یہ مصنف ابن ابی شیبہ کی جلد نمبر ۱۶ اور صفحہ نمبر ۴۰۱ ہے۔یہ روایت کرتے ہیں:

”﴿عن ابوھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مابین قبری و ممبری روضۃ من ریاض الجنۃ﴾ روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے قبر اور ممبر کے درمیان جو حصہ ہے یہ جنت کے باغوں میں

سے ایک باغ ہے۔"

دلیل نمبر ۱۶: یہ صحیح مسلم کی جلد نمبر ا صفحہ ۴۴۶ ہے:

"﴿عن ابوهريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مابين بيتى و ممبرى روضة من رياض الجنة﴾ روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر اور ممبر کے درمیان جو حصہ ہے یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔"

دلیل نمبر ۱۷: یہ مصنف عبد الرزاق جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۸۲ ہے:

"﴿قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مابين قبرى و ممبرى روضة من رياض الجنة﴾ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے قبر اور ممبر کے درمیان جو حصہ ہے یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔"

مولوی صاحب میں نے پندرہ (سترہ۔ مرتب) دلائل پیش کیے۔ آپ سے پھر مطالبہ کرتا ہوں کہ اپنا عقیدہ لکھ کر مجھے دے دیں۔ اور اس پر ایک دلیل پیش کریں کہ نبی علیہ السلام اپنی قبر میں مردہ ہیں زندہ نہیں ہیں بلکہ ایک اور مثالی جسم کے ساتھ زندہ ہیں۔ اصلی جسد عنصری کے ساتھ حیات نہیں ہیں اس پر ایک دلیل ضعیف تو کیا موضوع پیش کریں۔ ﴿وقت ختم﴾

مماتی مناظر کی چھٹی تقریر

الحمدلله وكفى والصلوة والسلام على من لا نبى بعده اما بعد!

مفتی صاحب میں پھر آپ سے کہتا ہوں کہ احادیث اور آیات پڑھنے پر آپ کو ثواب تو مل سکتا ہے لیکن قیامت کی صبح تک ان آیات و احادیث سے آپ کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا۔ آپ نے ہمارے ایک تنقیح کا جواب ہمیں نہیں دیا۔ میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ صرف حیات النبی کے قائل ہیں یا تمام انبیاء کرام کے حیات کے قائل ہیں آپ نے کہا کہ ہم تمام انبیاء کرام کے حیات کے قائل ہیں۔ مفتی صاحب آپ حیات الاموات کے قائل ہیں آپ نے اپنا دعویٰ کیوں چھپایا ہے؟ تحریر میں آپ نے دجل سے کام لیا ہے۔ اپنا کلی عقیدہ کیوں چھپایا ہے وہ نکالیں۔ شرائط تو ہم نے آپ کے ساتھ تسلیم کیے تھے لیکن آپ دجل و فریب سے کام لے رہے ہیں اور عوام سے

اپنا کلی عقیدہ چھپاتے ہیں۔ اپنا یہ کلی عقیدہ لکھیں کہ تمام اموات زندہ ہیں۔

پھر آپ نے کہا کہ تعلق اور اعادہ دونوں موقف ٹھیک ہے لیکن آپ نے اپنا عقیدہ ظاہر نہیں کیا کہ آپ کا عقیدہ کیا ہے؟ آپ کے بڑے سرفراز صفدر صاحب نے تسکین الصدور میں لکھا کہ روح بدن میں لوٹ آئی ہے۔ ہم پھر آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارے تنقیحات کے جوابات دیں۔ مفتی پہلے یہ بتائیں کہ آپ کا عقیدہ تعلق روح کا ہے یا اعادہ روح کا ہے۔ پھر یہ بتائیں کہ جو تعلق روح کے قائل ہیں ان کا کیا حکم ہے اور جو اعادہ روح کے قائل ہیں ان کا حکم کیا ہے؟ مفتی صاحب ان تنقیحات کے جوابات دیں۔ یہ بھی منقح کریں کہ آپ حیات الاموات سے کیوں انکار کر رہے ہیں اور کیوں عوام کے سامنے اپنا عقیدہ پیش نہیں کر رہے؟ مفتی صاحب کتابیں پیش کر کے عوام کو دھوکا نا دیں ایک دلیل سے بھی آپ کا عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔ واللہ العظیم ان آیات اور احادیث سے آپ کا عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔ عقیدے کیلئے نص قطعی چاہئے جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت ہو۔ آپ نے جو احادیث پیش کی ہیں میں ان پر مستقل جرح کروں گا۔

میں پھر مفتی صاحب کو کہتا ہوں کہ آپ دجل و فریب نہ کریں بلکہ دعویٰ پیش کریں۔ آپ کا جو اصل عقیدہ ہے کہ حیات دنیوی، حسی، حقیقی ہے اور حیات کاملہ اور تامہ اور اعادہ روح کے ساتھ حیات کے قائل ہیں۔ اسی طرح آپ کا عقیدہ ہے کہ مردے گھروں کو آتے ہیں وہ عقیدہ لکھیں۔ آپ نے جو عقیدہ لکھا ہے یہ آپ کا صحیح عقیدہ نہیں ہے۔

آپ اصول مناظرہ سے ہٹ کر جا رہے ہیں مبادیات کی طرف آئیں۔ میں آیات کا جواب نہیں دوں گا بلکہ آیات سے آپ جو استدلال کر رہے ہیں اس کا جواب دوں گا۔ واللہ العظیم آپ کے پاس اپنے اس عقیدہ پر ایک بھی حدیث نہیں ہے کہ یہ حیات دنیوی، حسی، حقیقی، کامل ہے اور وہ سنتے ہیں قیام، رکوع اور سجدہ کرتے ہیں اور قبروں سے نکل کر اپنے گھروں میں آتے ہیں اور اپنی بیویوں سے صحبت کرتے ہیں اور ان کے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ واللہ العظیم اس پر ایک صحیح حدیث کیا ضعیف کیا موضوع بھی آپ پیش نہیں کر سکتے۔ لہذا پہلے اپنا دعویٰ منقح کر کے پیش کریں لیکن ان شاء اللہ قیامت کی صبح تک آپ اپنا صحیح دعوی کہ یہ حیات دنیوی، حسی، حقیقی اور کامل ہے اور میت سماع اور کامل تصرف کرتی ہے۔ لہذا آپ اپنا صحیح عقیدہ لکھیں۔ اس کے بعد ان شاء اللہ ہم بھی جواب دعویٰ لکھیں گے۔ آپ نے تین گھنٹے وقت اسی لئے مقرر کیا تھا کہ تین گھنٹے ادھر ادھر سے پورا کر کے راہِ فرار اختیار

کریں۔ لہذا اپنا دعویٰ لکھیں اور اس پر ہمارے تنقیحات کے جوابات دیں۔ باقی اگر آپ آیات اور دلائل پیش کرتے ہیں تو کسی دلیل سے آپ کا یہ صحیح اور کلی عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔ ہم نے جو تنقیحات کی ہیں ایک کا جواب بھی نہیں آیا۔ مفتی صاحب کہتے ہیں کہ اگر کوئی تعلق کے ساتھ حیات کا قائل ہے یا اعادہ روح کے ساتھ حیات کا قائل ہے انہیں میں کچھ نہیں کہتا۔ آپ کیوں کچھ نہیں کہتے! آپ کا عقیدہ مذبذب ہے۔ آپ کے بڑے کوئی کچھ کہتے ہیں کوئی کچھ۔

﴿وقت ختم﴾

سنّی مناظر مفتی محمد ندیم محمودی صاحب کی چھٹی تقریر

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد!

مولوی صاحب سب سے پہلے یہ بات کہ نفس تلاوت پر آپ کو ثواب ملے (دعویٰ ثابت نہیں ہوگا) تو مولوی صاحب الحمدللہ میں نے جو بھی دلیل پیش کی ہے اس کے بعد اپنا استدلال پیش کیا ہے۔ مولوی صاحب ﴿وھو قائم یصلی﴾ یہ حیات کی دلیل ہے ﴿فی قبرہ﴾ یہ جسد عنصری کی دلیل ہے اس کے بعد کون سی تصریح چاہئے؟

(یہاں پھر مماتی حضرات نے بولنا شروع کیا کہ نص قطعی پیش کریں حالانکہ ابتداء میں صدرین نے کہا تھا کہ درمیان میں کوئی بات نہیں کرے گا بلکہ اپنی ٹرن میں ہی بات کرے گا)

پھر یہ کہتے ہیں کہ حیات النبی ﷺ موضوع نہیں ہے۔ مولوی صاحب آپ کے بڑے جو آپ کو مناظرہ میں لائے ہیں وہ اندھے تھے؟ انہوں نے کہا تھا کہ موضوع حیات النبی ﷺ کا ہوگا اور یہ بھی کہا کہ میں مولانا خضر حیات صاحب کا شاگرد ہوں اگر ابھی مناظرہ کرنا ہے تو بسم اللہ کیجئے۔ میں نے اسے کہا کہ مباحثہ کرنا ہے تو ابھی ہو سکتا ورنہ مناظرہ کے لیے کتابوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ کے اپنے ساتھی نے لکھا ہے کہ:

"حیات النبی کے بارے میں کچھ احباب آپ کی چیلنج کو قبول کرتے ہیں"

یہ سن لیں مولوی صاحب اب تیاری مت کریں۔ یہ تحریر دیکھیں! میں نے بھی جوابی تحریر میں لکھا ہے کہ:

"موضوع حیات النبی ﷺ ہوگی جیسے کہ تحریر میں لکھا ہے۔"

تیسری تحریر میں بھی لکھا ہے کہ:

"موضوع حیات النبی ﷺ ہوگی۔"

جب تینوں تحریروں میں یہ موضوع لکھی گئی ہے تو اب جب مناظرہ میں میرے سامنے آئے تو اب کیوں اس موضوع سے انکار کرتے ہیں؟ مولوی صاحب اگر آپ مناظرہ نہیں کرسکتے تو آپ سائیڈ پر ہو جائیں جنہوں نے میرے ساتھ موضوع لکھا ہے انہیں آگے کریں۔ لیکن مجھے پتہ ہے مولوی صاحب صاحب!

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے　　　　یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

مولوی صاحب کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے جوابات نہیں دیئے تو مولوی صاحب اگر فرمائشی جوابات چاہیے تو میں نے نہیں دیئے اور اگر میری مرضی کے مطابق ہو تو میں دے چکا ہوں۔

پھر مجھے کہتے ہیں کہ تحریر میں دجل سے کام لیا ہے تو مولوی صاحب تحریر تو آپ کے ساتھیوں نے لکھا ہے۔ وہ بچے نہیں بلکہ علماء تھے اور مولانا خضر حیات کے شاگرد ان میں موجود تھا۔ نہ وہ بچے تھے نہ مجنون۔ انہوں نے میرے ساتھ تحریر لکھی ہے اور اس پر دستخط کیے ہیں۔ لہذا یہ سوال ان سے کریں۔

مولوی صاحب پھر کہتے ہیں کہ آپ تعلق کے ساتھ حیات مانتے ہیں یا اعادہ روح کے ساتھ۔ میں نے پہلے وضاحت کی ہے کہ تعلق کے ساتھ بھی حیات انہیں حیات ملتا اور اعادہ کے ساتھ بھی۔ مولوی صاحب ایسا نہیں ہو سکتا کہ تعلق بھی نہ ہو اور اعادہ روح بھی نہ ہو اور حیات حاصل ہو۔ مولوی صاحب آپ حیات کی تعریف کریں تو بات اور بھی واضح ہو جائے گی۔ حجر، شجر کی حیات والا معنی یہاں کرکے گستاخی نا کریں۔ انسان کے لئے حیات کا معنی کیا ہے اس کی وضاحت آپ کریں بات واضح ہو جائے گی لیکن ان شاءاللہ مناظرہ کی آخر تک آپ حیات کی تعریف نہیں کر سکیں گے۔

پھر کہتے ہیں کہ آپ کا عقیدہ کیا ہے تو میں نے اپنا عقیدہ لکھ دیا ہے اگر فرمائشی عقیدہ مانتے ہیں تو بے شک وہ میں نے نہیں لکھا ہے۔ میں نے اپنا عقیدہ لکھا ہے اور اس پر تسکین الصدور کا حوالہ بھی دیا ہے۔ تین کتابوں کے حوالے نیچے دیئے ہیں۔

پھر کہتے ہیں کہ عوام کو دھوکا مت دیں۔ تو مولوی صاحب یہاں عوام نہیں بیٹھے ہیں ہم بھی علماء ہیں اور آپ بھی علماء ہیں۔ اگر آپ خود کو عوام کہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ آپ اگر علماء ہیں تو میں نے قرآن وسنت پیش کیا ہے اس پر کوئی کسی کو دھوکا نہیں دیتا، بلکہ حق عقیدہ کی طرف ان کے زریعے دعوت دیتے ہیں اور میں بھی آپ کو اس کی دعوت دیتا ہوں۔

پھر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں آپ کی دلائل کے جوابات نہیں دیتا۔ تو مولوی صاحب آپ قیامت تک جوابات دے بھی نہیں سکتے۔ آپ بھلا میرے دلائل کے کیا جوابات دیں گے۔

میں نے سترہ(۱۷)دلائل پیش کیے تھے یہ میرے پاس اگلا دلیل ہے:

دلیل نمبر۱۸: یہ صحیح مسلم کی حدیث ہے:

"﴿عن عبدالله بن زيد المازني ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما بين بيتي و ممبري روضة من رياض الجنة﴾ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر اور ممبر کے درمیان جو حصہ ہے یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔"

اور میں نے پہلے کہا تھا کہ جنت میں زندہ رہتے ہیں نہ کہ مردے۔

دلیل نمبر۱۹: یہ مصنف عبد الرزاق جلد نمبر ۳ صفحہ ۔۔۔ہے۔ عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں:

"﴿انه سمع عن النبي صلى الله عليه وسلم يقول ما بين بيتي و ممبري روضة من رياض الجنة﴾ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر اور ممبر کے درمیان جو حصہ ہے یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔"

دلیل نمبر۲۰: یہ میرے پاس مسند امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی جلد ۴ صفحہ ۶۲۸ ہے روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"﴿ما بين بيتي و ممبري روضة من رياض الجنة﴾ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر اور ممبر کے درمیان جو حصہ ہے یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔"

دلیل نمبر۲۱: یہ بخاری شریف جلد نمبر ۲ صفحہ ۵۰۴ ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں:

"﴿قال ما بين بيتي و ممبري روضة من رياض الجنة﴾ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر اور ممبر کے درمیان جو حصہ ہے یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔"

دلیل نمبر۲۲: یہ میرے پاس مسند امام احمد بن حنبل کی جلد ۴ ہے یہ ایک اور سند سے نقل کرتے ہیں:

”﴿قال ما بین بیتی و ممبری روضة من ریاض الجنة﴾ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر اور ممبر کے درمیان جو حصہ ہے یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔“

دلیل نمبر ۲۳: یہ میرے پاس سنن ابوداؤد شریف ہے اس کا جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۲۱ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ آپ مجھ پر کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھا کریں کیونکہ آپ درود مجھ پر پیش ہوتا ہے۔ صحابہ نے اشکال پیش کیا:

”﴿کیف تعرض صلواتنا علیک﴾ ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش ہوگا ﴿وقد ارمت﴾ جب کہ آپ ریزہ ریزہ ہو چکے ہوں گے ﴿قال ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء﴾ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔“

مولوی صاحب صحابہ کرام کو اشکال یہ تھا کہ جب جسم نہیں ہوگا تو درود کس طرح پیش ہوگا۔ تو نبی علیہ السلام نے یہ جواب نہیں دیا کہ آپ کا درود میرے روح پر پیش ہوگا اور وہ ریزہ ریزہ نہیں ہو جاتا۔ بلکہ فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔“

اس سے پتہ چلا کہ نبی علیہ السلام کے جسم مبارک کو حیات حاصل ہے۔

دلیل نمبر ۲۴: یہ میرے پاس سنن دارمی ہے۔ یہ بھی یہی روایت نقل کرتے ہیں۔ اس میں ہے:

”﴿قال ... فان صلاتکم معروضة علی۔ قال رجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کیف تعرض صلواتنا علیک وقد ارمت۔ قال ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء﴾

دلیل نمبر ۲۵: یہ میرے پاس نسائی شریف جلد ۱ صفحہ ۲۰۴ ہے۔ اس میں یہی روایت ذکر کیا ہے اس کے آخر میں ہے:

”﴿قال ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء﴾ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔“

یہ میرے پاس تحریرات حدیث مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ اس کا صفحہ ۳۳۱ ہے۔ یہی

روایت بطور استدلال نقل کرتے ہیں۔پہلے باب باندھا ہے پھر اس کے نیچے یہی روایت نقل کی ہے۔ مولوی صاحب یہ شیخ طاہر صاحب کے استاد ہیں۔آپ بھی انہیں (مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ کو) دیوبندی مانتے ہیں ہم بھی۔آپ بھی ان پر فخر کرتے ہیں اور ہم بھی۔وہ اپنی کتاب ”تحریرات حدیث“میں نقل کرتے ہیں:

”﴿ ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء﴾ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔“

مولوی صاحب محدثین کی تصحیح کے بعد آپ کو اس پر اعتراض کا حق نہیں۔

دلیل نمبر ۲۶: یہی روایت امام حاکم رحمہ اللہ نے اپنی سند سے نقل کی ہے اور اس کے بعد لکھتے ہیں:

”﴿ھذا حدیث صحیح علی شرط البخاری﴾ یہ روایت بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔“

﴿وقت ختم﴾

(اس کے بعد مفتی مجتبیٰ عامر صاحب نے مفتی طیب الرحمٰن صاحب کو مخاطب کرکے بات کی۔مرتب)

مفتی مجتبیٰ عامر صاحب: میں صدر صاحب سے ایک عرض کرتا ہوں۔

مفتی طیب الرحمٰن صاحب: جی فرمائیں!

مفتی مجتبیٰ عامر صاحب: مسئلہ یہ ہے کہ ہمارا مناظر اگر کوئی سوال پوچھے تو ان سوالات کا جواب آنا چاہیے۔یہ (مفتی محمد ندیم محمودی صاحب) اگر اس طرح احادیث پڑھتے جائیں گے تو ہمارے ساتھی ان کے منکر تو نہیں ہیں لہذا یہ تو کوئی مسئلہ نہیں۔ان احادیث اور احوال برزخیہ سے کون منکر ہیں؟ یہ کہتا ہے کہ حیات دنیوی نہیں ہے۔لہذا آپ اپنے مناظر کو اس کا پابند کریں کہ جو سوال ہمارا مناظر پوچھتا ہے تو اس کا جواب دے۔

مفتی طیب الرحمٰن صاحب: مفتی صاحب آپ کی طرف سے جو تنقیحات ہوئے ہیں ان کے جوابات دیئے گئے ہیں۔مفتی صاحب نے تین بار اور میں نے بھی ابتداء میں کہا تھا کہ آپ کی طرف سے یہ تحریر آئی تھی کہ ”مسئلہ حیات النبی پر آپ نے جو چیلنج دیا ہے وہ ہمیں قبول ہے“تو پھر آپ کا مناظر حیات النبی کی موضوع سے ہٹ کر حیات الاموات کی طرف کیوں جاتے ہیں؟ آپ کو چاہیے کہ اپنے مناظر کو موضوع کا پابند کریں۔

مفتی مجتبیٰ عامر صاحب: میرے مناظر نے آپ سے صرف یہی سوال کیا کہ یہ جو ”نبی“ کی قید لگائی گئی ہے تو یہ دجل

کے لیے ہے یا احترام کے لئے ہے؟ یہ تو طریقہ نہیں ہے کہ میں آیتیں پڑھوں گا اور آپ کو کہوں کہ آپ اس کے منکر ہیں، اُس کے منکر ہیں۔ یہ تو طریقہ نہیں ہے۔

مفتی طیب الرحمٰن صاحب: یہ تو آپ نے ابتداء میں بھی فرمایا تھا کہ موضوع سے ادھر ادھر نہیں جائیں گے لیکن آپ کو چاہیے تھا یہ ترتیب اپنے مناظر کو دیتے تاکہ وہ موضوع سے ہٹ کر نہ جاتے۔ آپ کی طرف سے جو تنقیحات آئے ہیں ان کے جوابات ہو چکے ہیں۔ اب مناظرین کو چھوڑیں کہ آپس میں بات کریں۔

(اس دوران دوسرے مماتی حضرات بھی بولتے رہے۔ تو مفتی ندیم صاحب حفظہ اللہ نے فرمایا کہ) مفتی صاحب ایک بجے تک کا ٹائم ہیں ہمیں بات کرنے دے۔ یہ مناظر اگر لاچار ہو چکا ہے تو دوسرا بندہ بٹھائیں مفتی مجتبیٰ صاحب اگر آپ ان کی جگہ بیٹھتے ہیں تو بھی ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

مفتی مجتبیٰ عامر صاحب: عام اموات کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

مفتی محمد ندیم محمودی صاحب: آپ بحث چھوڑیں مناظر کو بات کرنے دیں ہم اپنی ٹرن میں جواب دیں گے۔ مناظر کو بات کرنے دیں۔ اگر مناظرہ نہیں کرنا ہے تو شکست لکھ کر جا سکتے ہیں۔

(اس دوران پھر سب مماتی شور مچانے لگے تو وہاں کا جو مالک تھا انہوں نے درمیان میں آکر مماتیوں کو کہا کہ سب بات مت کریں)

مفتی محمد ندیم محمودی صاحب: آپ اپنا عقیدہ تو پیش کریں۔

مماتی مناظر: آپ نے جو دعویٰ لکھا ہے پہلے اسے منقح کریں۔

مفتی محمد ندیم محمودی صاحب: آپ کی کون سی تنقیح کا جواب نہیں دیا ہے؟

مماتی مناظر: آپ نے جو دعویٰ لکھا ہے پہلے اسے منقح کریں۔ دلائل بعد میں دیں۔

مفتی محمد ندیم محمودی صاحب: آپ کی کون سی تنقیح کا جواب نہیں دیا ہے؟ (مفتی صاحب بار بار پوچھتے رہے لیکن مماتی مناظر نے یہی رٹ لگایا تھا کہ دعویٰ منقح کریں اس کے بعد دلائل پیش کریں گے پھر مفتی صاحب نے فرمایا) دلائل کیوں پیش نہ کروں؟ میں ساٹھ (۶۰) تک دلائل ساتھ لایا ہوں وہ ضرور پیش کروں گا۔ (اس کے بعد پھر کافی شور شرابہ ہوتا رہا پھر مفتی مجتبیٰ صاحب SHO کے پاس کھڑے ہوگئے۔ اور شروع ہوگئے:

مفتی مجتبیٰ عامر صاحب: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام ماسوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

دنیوی موت کے ساتھ وفات پاگئے ہیں یہ بات ہم بھی مانتے ہیں اور یہ حضرات بھی مانتے ہیں۔ باعتبار دنیا کے انہیں میت کہہ سکتے ہیں یہ ہم بھی مانتے ہیں اور یہ حضرات بھی۔ موت کے بعد پھر حیات ہیں یہ ہم بھی مانتے ہیں یہ حضرات بھی۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ دنیا کی زندگی نہیں ہے اور ہم بھی کہتے ہیں کہ دنیا کی زندگی نہیں ہے۔ پھر مسئلہ کیا ہے؟(یہاں SHO صاحب بھی کنفیوژ ہوگئے کہ بات تو اتفاقی ہے پھر مناظرہ کس بات پر ہے؟۔ مرتب)

مفتی محمد ندیم محمودی صاحب: توجہ کریں! ہماری بات بالکل آسان ہوگئی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ دنیوی موت میں اختلاف نہیں ہے تو شکر ہے آج انہوں نے تسلیم کیا کہ حیاتی موت کے منکر نہیں ہیں ورنہ آج تک یہ ہمیں موت کے منکر کہتے تھے[3]۔

پھر انہوں نے کہا کہ ہم بھی حیات کے قائل ہیں اور یہ بھی حیات کے قائل ہیں تو سن لیں ہم جس طرح حیات کے قائل ہیں وہ لکھ کر آپ کو دیا ہے۔ آپ جس طرح حیات کے قائل ہیں وہ ابھی تک نہ ہمیں لکھ کر دیا اور نہ ہی زبانی آپ نے بیان کیا ہے[4]۔ میں نے کہا تھا کہ مدینہ منورہ میں نبی علیہ السلام کی جو قبر مبارک ہے، اور اس میں جو جسم نبی کریم ﷺ کا دفن ہے اسی قبر میں نبی علیہ السلام حیات ہیں اور میں نبی علیہ السلام کی اسی حیات کے لئے دلائل پیش کر رہا ہوں۔ لیکن انہوں نے ابھی تک اپنا عقیدہ نہیں لکھا ہے۔ اور مجھے کہتا ہے کہ ایسا دعویٰ لکھیں۔ فرمائشی باتوں کا مجھے کہتے ہیں لیکن اپنا عقیدہ پیش نہیں کر رہے۔ (یہاں کافی شور شرابہ ہوتا رہا پھر جائے مناظرہ کے مالک نے مماتیوں کو خاموش کیا اور مفتی محمد ندیم محمودی صاحب حفظہ ہے کی اجازت سے چند باتیں کی ملاحظہ فرمائیں)

جناب عارف خان صاحب: آپ کا مناظرہ حیات النبی ﷺ پر ہے۔ اس سے ہٹ کر تو نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ حضرات (نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند) کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ آپ (مماتی حضرات کو مخاطب کر کے کہا کہ) کہتے ہیں کہ زندہ نہیں ہے۔ آپ یہ ثابت کریں گے۔ (اس کے بعد مماتی حضرات نے پھر شور شرابہ شروع کیا) جناب عارف خان صاحب نے دوبارا ایہی الفاظ دہرائے۔ مماتی حضرات نے کہا کہ ہم زندہ

---

[3] مماتی حضرات نے حسب عادت پھر شور مچانا شروع کیا کیونکہ انہیں احساس ہوگیا کہ بری طرح پھنس گئے۔ مرتب

[4] مماتی حضرات اس دوران خوب شور مچارہے تھے کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ اب اپنا عقیدہ ظاہر کرنا ہوگا اور اسی سے یہ حضرات ابھی تک پہلو تہی کر رہے تھے۔ لیکن اب بری طرح پھنس گئے تھے ان کے سامنے اب عقیدہ چھپانے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ اب بس دو راستے تھے یا تو اہل حق کا عقیدہ اپناتے ہوئے اپنی شکست قبول کرتے یا اپنا غلط عقیدہ لوگوں کے سامنے پیش کرتے کہ یہ ہمارا عقیدہ ہے۔ مرتب

مانتے ہیں تو مفتی محمد ندیم محمودی صاحب حفظہ اللہ نے ان سے کہا کہ پہلے یہ لکھ کر دیں اور پھر حیات کی تعریف کریں تاکہ پتہ چلے کہ آپ کس قسم کے حیات کے قائل ہیں لیکن مماتی حضرات یہ عقیدہ لکھ کر دینے کے موڈ میں نہیں تھے۔

مماتی مناظر کی چھٹی تقریر

اعوذباللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ولاتقوالوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولاکن تشعرون۔

میرے عزت مند دوستو! یہ انتظامیہ والے بھی موجود ہیں۔ جناب عارف صاحب بھی موجود ہیں اور عوام بھی یہ ویڈیو دیکھیں گے کہ بحث کے تقریباً دو گھنٹے ہو گئے لیکن ابھی تک اصول مناظرہ کے مطابق،SHO صاحب میں آپ کو مخاطب کرتا ہوں SHO صاحب آپ جب کسی شخص پر ایف آئی آر کاٹتے ہیں تو وہ اصول کے مطابق ہوتا ہے یا نہیں؟

SHO صاحب: نہیں جی اصول کے مطابق ہوتی ہے۔

مماتی مناظر: اصول کے مطابق ہوتا ہے تو یہ مناظرہ ایک بحث ہے اس کے باقاعدہ اصول لکھے گئے ہیں۔ میں نے ابتداء میں "رشیدیہ" پیش کیا کہ اصول یہ ہے کہ اپنا دعویٰ منقح کریں۔ مولانا صاحب! برائے مہربانی اصول کی طرف آئیں۔ SHO صاحب یہ حیات کے قائل ہیں لیکن ہم ان سے یہ سوال کرتے ہیں کہ آپ کا یہ دعویٰ آپ کے کتابوں کے ساتھ کیوں برابر نہیں ہے؟ پشاور میں آپ کا بحث تھا اس میں آپ کچھ اور کہہ رہے تھے، فقیر آباد میں آپ کا بحث تھا وہاں کچھ اور کہہ رہے تھے۔ پنڈی میں کچھ اور کہہ رہے تھے۔ اسی طرح تسکین الصدور والا کچھ کہتا ہے رحمت کائنات والا کچھ اور کہتا ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ اپنا دعویٰ اور عقیدہ صحیح بیان کریں۔ پھر ہم اس پر سوالات کریں گے اور جو اشکالات اور تحفظات ہیں آپ ان کے جوابات دیں گے۔ اس بعد یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں۔ ہمارے دلائل ان شاء اللہ خواب، قصے کہانیاں اور منگھڑت روایات نہیں بلکہ اللہ کی کتاب، پیغمبر کی صحیح احادیث یہ ہم اشاعت التوحید والسنۃ اپنے عقیدہ پر دلائل پیش کریں گے۔

ہم کہتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دنیا کے اعتبار سے موت آئی ہے۔ اس پر دلائل ملاحظہ کریں!

دلیل نمبر۱:

﴿ولاتقوالوالمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولاکن لا تشعرون۔﴾

ترجمہ آپ سمجھتے ہیں۔

مفتی محمد ندیم محمودی صاحب: آیت کا ترجمہ کریں۔

مماتی مناظر: ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں انہیں عبث مردہ نہ کہو۔

مفتی محمد ندیم محمودی صاحب: "عبث" ترجمہ کس لفظ کا ہے؟

مماتی مناظر: یہ میں تفسیر سے پیش کرتا ہوں۔(آیت کا بقیہ ترجمہ) بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے۔ یہ شیخ زادہ حنفی مفسر ہیں یہ کہتے ہیں کہ:

"﴿محصول ما روی عنه ﷺ انه لاشک ان حیات الشهداءلیست بهذا الجسد بالضرورة لانعدامه و تلاشیه والضمحلاله﴾

آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ اس جسد عنصری کو حیات حاصل ہے یہ کہتے ہیں ﴿لیست بهذا الجسد﴾ یہ حنفی مفسر کہتے ہیں کہ "اس جسد میں حیات نہیں ہے"۔ مفتی صاحب کان کھول کر سنیں حیات اس جسد میں نہیں۔ مزید بیضاوی کی سنیں:

"﴿ وهو تنبیه علی ان حیاتهم لیست بالجسد ولا من جنس ما یحس به من الحیوانات وانما هی امر لا یدرک بالعقل بل بالوحی وعن الحسن وان الشهداء احیاء عند ربهم تعرض ارزاقهم علی ارواحهم فیصل الیهم الروح والفرح کما تعرض النار علی الارواح﴾

(یہ اتنا لمبا عبارت مماتی مناظر نے بیضاوی کا نام لے کر پیش کیا لیکن جب مفتی محمد ندیم محمودی صاحب نے اپنی ٹرن میں بیضاوی پر مماتیوں کے پسندیدہ کتاب سے جرح پیش کی تو مماتی مناظر اس عبارت سے مکر گیا کہ میں نے بیضاوی پیش نہیں کیا۔ مرتب)

یہ شیخ زادہ حنفی لکھتے ہیں:

﴿ولهذا قال ولاکن تشعرون لان شعورهم لیس الا بالحیوة بهذا الجسد۔ والحیات لیست بهذا الجسد﴾

مفتی صاحب آپ نے دعویٰ میں لکھا تھا کہ اس جسد عنصری کو حیات حاصل ہے۔ یہ شیخ زادہ حنفی کہتے ہیں:

﴿لیست بهذا الجسد بل هی حیوة معنویة روحانیة فان الانسان ان کان محسنا کان روحه متنعما الی یوم القیامة﴾

یہ حنفی مفسر کہتے ہیں کہ جب انسان نیک ہو تو

"﴿کان روحه متنعما الی یوم القیامة وانا کان مسیئا کان معذبا الی یوم القیامة والی هذا ذهب جماعة الصحابة والتابعین واصحاب الحدیث﴾

یہ مسلک صحابہ کا ہے آپ بتائیں جو صحابہ کے مذہب سے انکار کرے وہ کیا کہلاتے ہیں؟ صحابہ کا مذہب یہ ہے کہ یہ حیات جسدی نہیں ہے۔ اسی طرح تابعین کا مذہب یہ ہے کہ یہ حیات جسد عنصری کے ساتھ نہیں ہے۔

﴿وقت ختم﴾

سنّی مناظر مفتی محمد ندیم محمودی صاحب کی آٹھویں تقریر

الحمدللہ وکفی وسلام علی عباده الذین اصطفی!

سب سے پہلے مولوی صاحب نے (SHO صاحب کو مخاطب کر کے) یہ بات کی ہے کہ بات اصولوں کے موافق کرنی چاہیے ۔ تو مولوی صاحب آپ SHO صاحب کو ہمارے خلاف مت بھڑکائیں ۔ SHO صاحب ہمارے محترم ہیں۔ آپ کا مناظرہ میرے ساتھ ہے SHO صاحب کے ساتھ نہیں ہے۔ SHO صاحب قانون کا پاسدار ہیں یہاں آئے ہیں۔ ہمارے اور آپ کے لئے قانون کے مطابق پاسداری کر رہے ہیں۔ SHO صاحب کے پاس اگر مناظرہ کرنا ہے تو مجھ سے انکار کر کے ادھر منہ کریں۔

SHO صاحب رشیدیہ کو نہیں سمجھتے کیونکہ یہ اصول مناظرہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ میں نے آپ کو پہلے کہا تھا کہ اپنے بڑوں کا ایک مناظرہ دکھائیں جس میں پہلے دعویٰ پر تنقیحات کی ہیں۔ شیخ طاہر صاحب کے مناظرے ہوئے ہیں ایک مناظرہ دکھائیں کیا اسے رشیدیہ سمجھ نہیں آرہا تھا؟ اسی طرح عبد السلام رستمی صاحب کا یہاں دعا بعد السنن پر مناظرہ ہوا ہے آپ دکھا سکتے ہیں کہ دعویٰ پر تنقیحات کرنے تک دلائل پیش نہیں کیے ہیں۔ مولوی صاحب کیا آپ کے بڑوں کو رشیدیہ سمجھ نہیں آرہا تھا؟

پھر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ منگھڑت روایات پیش کرتے ہیں انااللہ وانا الیہ راجعون۔ مولوی صاحب

میں نے بخاری، مسلم اور احادیث کی صحیح کتابیں پیش کی ہیں۔

پھر یہ کہتے ہیں کہ موت پر دلائل پیش کرتا ہوں تو مولوی صاحب یہاں مفتی مجتبیٰ صاحب اور میں نے وضاحت کی ہے کہ موت میں ہمارا اختلاف نہیں ہے لہذا اس پر دلائل پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلے یہ کہیں مولوی صاحب کہ میرے پاس دلائل نہیں ہے اسی لئے موت والے آیات پیش کرتا ہوں پھر ہم آپ کو منع نہیں کریں گے۔

پھر مولوی صاحب نے بیضاوی کی عبارت پیش کی تو مولوی صاحب یہ لیجئے آپ کے شیخ القرآن شیخ طیب صاحب وہ کہتے ہیں یہ کتاب ﴿نفی سماع موتیٰ﴾ اتفاقی ہے۔ اس کتاب ﴿نفی سماع موتیٰ﴾ کے صفحہ ۱٦۷ پر ہے:

”دوسری بیضاوی شافعی المذہب زمخشری معتزلی کا معتقد ہے۔“

مولوی صاحب یہ اگر حنفی بھی ہو تو صرف فروع میں حنفی ہے اصول میں حنفی نہیں ہے۔ آپ اصول میں ایک معتزلی کی عبارت میرے خلاف پیش کر رہے ہیں۔ انصاف سے بتائیں میں چار حوالے اس آیت کی تفسیر میں علماء دیوبند سے پیش کیے تھے۔ میرا اور ان کا عقیدہ بھی ایک ہے۔ کم از کم آپ بھی ایک دیوبندی عالم کی تفسیر پیش کرتے۔ دوسری بات اسی کتاب کے ۲۵۲ پر دوبارا لکھتے ہیں:

”بیضاوی شافعی مذہب مقلد زمخشری کی عبارت کا بھی وہی مطلب ہے۔“

یہ معتزلی ہیں اور میں نے آپ کو کہا تھا کہ عذاب قبر اور حیات النبی سے انکار کرنے والا معتزلی ہو گا اہل السنت والجماعت نہیں ہو گا۔ معتزلہ آج معتزلہ کی کتابیں اٹھاتے ہیں اور اس سے عبارت پیش کرتے ہیں۔

پھر یہ کہتے ہیں کہ میں دلیل پیش کرتا ہوں تو ابھی تک آپ نے دعویٰ اور عقیدہ پیش نہیں کیا ہے پھر دلیل کس چیز پر پیش کرتے ہیں۔

پھر اس نے انسپکٹر صاحب کو کتاب دکھایا کہ اس میں لکھا ہے:

”حیات دنیوی، حقیقی، جسمانی ہے نہ کہ معنوی روحانی۔“

میرے بڑے مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ نے اس کی وضاحت کی ہے۔ میں اپنی طرف سے عقیدہ نہیں گھڑتا SHO صاحب میں آپ کو مخاطب کرتا ہوں۔ یہ تسکین الصدور صفحہ ۲۸۰ ہے:

”علماء دیوبند جہاں آنحضرت ﷺ کے حیات دنیوی اور حیات جسمانی کا لفظ بولیں گے تو اس سے یہی

مراد ہو گی کہ آپ کی روح کا بدنِ دنیا سے تعلق ہے۔نہ یہ کہ تمام احکام میں یہ حیات دنیوی ہے۔"
(اس کے بعد مفتی صاحب نے پھر دلائل کا آغاز کیا)

دلیل نمبر ۲۷: یہ میرے پاس ابن ماجہ ہے۔اس کا صفحہ ۱۱۸ ہے۔وہی روایت ذکر کرتے ہیں۔

"﴿ ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء فنبى الله حى يرزق﴾ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔پس اللہ کے نبی زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے۔"

یہ مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ جنہیں یہ بھی موحد کہتے ہیں اور ہم بھی۔یہ بھی انہیں دیوبندی کہتے ہیں اور ہم بھی۔یہ ان کی کتاب "تحریرات حدیث" ہے انہوں نے یہی روایت استدلال میں پیش کی ہے۔اگر جرح کرنا ہے تو ان پر کریں کہ یہ حدیث ضعیف تھا آپ نے کیوں استدلال میں نقل کیا ہے؟ انہوں باب لگایا ہے اور پھر نیچے صفحہ ۱۳۳ پر یہی روایت نقل کی ہے:

"﴿ ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء فنبى الله حى يرزق﴾ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔پس اللہ کے نبی زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے۔"

یہ میرے پاس قاضی شوکانی صاحب کی کتاب نیل الاوطار ہے۔یہ اس حدیث کے متعلق کہتے ہیں:

"﴿وقد اخرج ابن ماجةباسناد جيدوقد ذهب جماعة المحققين الى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حى بعد وفاته ﴾ اس حدیث کی جید سند کے ساتھ ابن ماجہ نے تخریج کی ہے اور محققین کی اس طرف گئے ہیں کہ نبی کریم ﷺ وفات کے بعد زندہ ہیں۔"

سراج المنیر جلد ۱ صفحہ ۲۹۰ پر علامہ عزیزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"﴿ورجاله ثقات﴾ اس کے راوی ثقہ ہیں۔"

مولوی صاحب یہ میرے پاس امام بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب "حیات الانبیاء" ہے یہ بھی یہی روایت نقل کرتے ہیں:

”﴿ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء ﴾ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔ پس اللہ کے نبی زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے۔“اس روایت کے بارے میں امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ﴿رجالہ ثقات﴾ اس کے راوی ثقہ ہیں۔“

یہ میرے پاس شفاء السقام ہے اس کے صفحہ ۱۷۳ ہے یہ بھی یہی حدیث نقل کرتے ہیں:

﴿ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق﴾ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔ پس اللہ کے نبی زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے پس اللہ کے نبی زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے۔“اس روایت کی سند کے بارے میں کہتے ہیں ﴿ھؤلاء ثقات مشھورون﴾ اس کے رواۃ ثقہ اور مشہور ہیں۔

یہ میرے پاس حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی کتاب ”نشر الطیب“ ہے۔ یہی روایت نقل کرتے ہیں:

”مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھا سکے۔ پس خدا کے پیغمبر زندہ ہوتے ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے۔

فائدہ: پس آپ کا زندہ ہونا بھی قبر شریف میں ثابت ہوا۔ اور یہ رزق اُس عالم کے مناسب ہوتا ہے اور گو شہداء کے لئے بھی حیات اور مرزوقیت وارد ہے مگر انبیاء علیہم السلام میں ان سے اکمل واقویٰ ہے۔“

آگے لکھتے ہیں کہ

”انبیاء علیہم السلام اپنے قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں“

یہ میرے پاس حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی کتاب تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۶۰۴ ہے۔ یہ فرماتے ہیں:

”﴿قلت رجالہ ثقات﴾ میں کہتا ہوں اس کے راوی ثقہ ہیں۔“

اور حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

”﴿باسناد جید نقله میرک عن المنذری وله طرق کثیرة بالفاظ مختلفة﴾ اس کی سند جید ہے، محدث میرک نے امام منذری رحمہ اللہ سے اس کو نقل کیا ہے اور مختلف الفاظ کے ساتھ اس کے طرق بہت ہیں۔“

﴿وقت ختم﴾

مماتی مناظر کی ساتویں تقریر

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم قال اللہ تبارک وتعالی ولاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربهم یرزقون۔

میں پھر یہ بات کرتا ہوں کہ مفتی صاحب اصول مناظرہ سے ہٹ کر جا رہے ہیں۔ مفتی صاحب نے یہ بات کی کہ آپ نے دعویٰ پیش نہیں کیا ہے تو دلیل کس چیز پر پیش کرتے ہیں؟ مفتی صاحب میں نے کہا تھا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر دنیاوی موت آئی ہے۔ اس پر میں نے شیخ زادہ کا حوالہ پیش کیا ہے۔ آپ نے بیضاوی پر جرح پیش کی۔ میں نے شیخ زادہ حنفی پیش کیا تھا اور آپ نے بیضاوی پر جرح کی۔

آج یہ جو بحث دس بجے کے بعد چل رہا ہے اس میں مفتی صاحب نے دو یا تین بار یہ بات مان لی کہ یہ حیات دنیا کی طرح نہیں۔ یہ بات آپ لکھیں۔ اس کا اقرار آپ نے کیا ہے کہ یہ حیات دنیا کی طرح ظاہری نہیں ہے۔ یہ بات لکھ کر ہمیں دے دیں مناظرہ ختم کرتے ہیں۔ البتہ ہمارا اگلا دلیل سنیں:

دلیل نمبر ۲: قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربهم یرزقون﴾ اور گمان مت کرو ان لوگوں کے بارے میں جو قتل ہو جائیں اللہ کے راستے میں مُردوں کا بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔“

آپ نے حیات شہداء سے بطریقہ اقتداء النص استدلال کرتے ہیں ہم بطریق عبارت النص استدلال کرتے ہیں۔ یہ مسلم شریف کی حدیث ہے:

اس نے باب لگایا ہے کہ ﴿باب بیان ان ارواح الشھداء فی الجنۃ وانھم احیاء عند ربھم یرزقون﴾ آپ جسد عنصری کے قائل ہیں اور امام مسلم جو صحاح ستہ میں معتبر کتاب ہے انہوں نے باب لگایا ہے ﴿باب بیان ان ارواح الشھداء فی الجنۃ وانھم احیاء عند ربھم یرزقون﴾ پھر انہوں نے حدیث نقل کی ہے مسبوق فرماتے ہیں کہ:

﴿سألنا عبداللہ عن ھذہ الآیۃ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون۔فقال،ارواحھم فی جوف طیر خضر لھا قنادیل معلقۃ بالعرش تسرح من الجنۃ حیث شائت ثم تأوی الی تلک القنادیل فاطلع الیھم ربھم اطلاعۃ فقال ھل تشتھون شیئا قالو ای شیئ نشتھی ونحن نسرح من الجنۃ حیث شئنا ففعل بھم ثلاث مرات فلما رأو انھم لن یترکوا من أن یسئلوا قالو یارب نرید ان ترد ارواحنا فی اجسادنا حتی نقتل فی سبیلک مرۃ اخری﴾

مولوی صاحب یہ قنادیل قبر میں ہوتے ہیں؟ اس میں جسد کا ذکر نہیں ہے۔حیات کا تعلق روح کے ساتھ ہوتا ہے جسد کے ساتھ نہیں(یعنی روح زندہ ہے جسم نہیں)۔ تبھی تو شہداء یہ آرزو کرتے ہیں﴿ان ترد ارواحنا فی اجسادنا حتی نقتل فی سبیلک مرۃ اخری﴾اس سے معلوم ہوا کہ شہداء کی حیات روحانی ہے۔یہ مسلم کی روایت ہے اس کے ایک راوی پر بھی کلام نہیں ہے۔اور عمدۃ المفسرین فخر المحدثین شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:

"یہ حدیث باعتبار اصل کے متواتر ہے۔"

مفتی صاحب! یہ متواتر حدیث ہے اور آپ نے اپنے عقیدے پر ایک متواتر حدیث پیش نہیں کی بلکہ اخبار آحاد صحیح بھی نہیں بلکہ ضعیف پیش کیے ہیں۔ایک ہی صحیح اور متواتر حدیث اپنے عقیدے پر پیش کریں۔

یہ مشہور تفسیر ابن کثیر ہے۔اس میں لکھا ہے:

"﴿یخبر تعالی ،ان الشھداء فی البرزخ احیاء یرزقون کما جآء فی صحیح المسلم﴾ اللہ تعالیٰ اس بات کی خبر دے رہا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح

جنت میں زندہ ہیں۔(مماتی مناظر نے عبارت کا من مانا ترجمہ کیا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کی خبر دے رہا ہے کہ شہداء برزخ میں زندہ ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے۔مرتب)

آپ کیسے شہداء کی اس حیات سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات ثابت کرتے ہیں؟ آگے کہتے ہیں:

﴿قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نسمة المؤمن طائر يعلق فى شجرة الجنة حتى يرجعه الله الى جسده يوم القيامة﴾

مومن کی روح ایک پرندے کی شکل میں جنت کے درختوں میں معلق رہے گی، یہاں تک قیامت کے دن اسے اپنی جسد میں لوٹائیں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جسد میں حیات نہیں ﴿5﴾ ہے۔

سنّی مناظر مفتی محمد ندیم محمودی صاحب کی نویں تقریر

الحمدللّٰہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

مولوی صاحب نے دلائل شروع کیے لیکن ہمارا ان سے شکوہ ہے کہ آپ نے ابھی تک عقیدہ پیش نہیں کیا۔ مولوی صاحب کا عقیدہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ منورہ کے روضہ میں مردہ ہیں بلکہ ایک اور جسم اللہ نے انہیں دیا ہے اور اسی جسم کے ساتھ انہیں حیات حاصل ہیں۔

اب ان کے سوالات کے جوابات دیتا ہوں۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ آپ نے بیضاوی پر کیوں جرح کی ہم نے بیضاوی پیش نہیں کیا ہے تو مولوی صاحب آپ نے جب کتاب اٹھایا تو کہا کہ "بیضاوی" اور بیضاوی کے حوالے سے عبارت بھی پیش کی۔(یہاں مماتیوں نے پھر شور مچانا شروع کیا تو مفتی صاحب نے سختی سے منع کیا اور کہا) جو بولنا ہے اپنی ٹرن میں بولیں میری ٹرن میں خاموش ہو جائیں۔

﴿5﴾ 5 قارئین سے گزارش ہے کہ مماتی مناظر کا طرز استدلال ذہن میں محفوظ فرمائیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ارواح سبز رنگ کے پرندوں کے جوف میں ہیں لہذا ثابت ہوا کہ جسد عنصری میں حیات نہیں ہے۔ ہم اس طرز استدلال کے جواب میں کہتے ہیں کہ اگر جسد عنصری کیلئے حیات مانا جائے تو آپ کے طرز استدلال کی روشنی میں اس کا مطلب پھر یہی ہونا چاہیے کہ روح جسد عنصری میں موجود ہے۔ واضح رہے مماتی حضرات نے بالآخر اس مناظرہ میں جسد عنصری کے لئے حیات تسلیم کیا ہے آگے ان شاءاللہ آئے گا۔ اور مماتی حضرات نے باقاعدہ جسد عنصری کے ساتھ حیات والے عقیدہ پر دستخط بھی کر دیئے فللہ الحمد۔ مرتب

پھر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ اگر آپ دنیا کی حیات نہیں مانتے تو لکھ کر دیں۔ مولوی صاحب صاحب! میں بار بار تسکین الصدور صفحہ ۲۸۰ کے حوالے سے وضاحت کر رہا ہوں کہ دنیا میں جو حیات انسان کو حاصل ہے جس سے انہیں کھانے پینے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور مکلف ہے ایسا دنیوی ظاہری حیات کے ہم قائل نہیں ہیں۔ بلکہ ہمارے نزدیک حیات دنیوی صرف اس معنی میں ہے کہ جسد عنصری کے ساتھ انہیں برزخی حیات حاصل ہے۔(یہاں مماتی حضرات نے پھر شور شرابہ شروع کیا کہ لکھ کر دیں تو مفتی صاحب نے انہیں مخاطب کرکے فرمایا) مولوی صاحب اگر آپ میں انصاف ہے تو تسکین الصدور آپ کے پاس موجود ہے اس میں حضرت شیخ نے لکھا ہے پھر سن لیں:

"علماء دیوبند جہاں آنحضرت ﷺ کے حیات دنیوی اور حیات جسمانی کا لفظ بولیں گے تو اس سے یہی مراد ہوگی کہ آپ کی روح کا بدنِ دنیا سے تعلق ہے۔نہ یہ کہ تمام احکام میں یہ حیات دنیوی ہے۔"

یہ میرے بڑے نے پہلے سے لکھا ہے آپ مجذوبانہ واویلا نہ کریں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اگر مفتی واحد الرحمٰن صاحب مناظرہ نہیں کرسکتے تو مفتی شریف حسین صاحب کو آگے کریں اگر وہ بھی نہیں کرسکتے تو کسی اور کو آگے کریں۔ سب کیوں باتیں کر رہے ہیں۔ حاجی عارف خان صاحب آپ سے گزارش ہے کہ میں ان کی ٹرن میں بات نہیں کرتا یہ میرے ٹرن میں باتیں کرتے ہیں آئندہ جو اس طرح کرے اسے باہر نکالیں۔

پھر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ رزق ملتا ہے اور اقتداء النص کے ثابت ہے۔ مولوی صاحب پہلے بات کو سمجھیں اقتداء النص کے ساتھ نہیں بلکہ دلالۃ النص کے ساتھ ثابت ہے۔ میں نے آپ کے بڑے کا حوالہ بھی مسالک العلماء سے پیش کیا تھا۔ پتہ نہیں آپ ان اصطلاحات کو سمجھتے بھی ہیں یا نہیں۔

مولوی صاحب کہتے ہیں کہ انہیں رزق ملتا ہے تو یہ رزق کھانا روح کا کام ہے یا جسم کا؟ کچھ تو عقل سے کام لیں۔

پھر شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کا حوالہ کیا۔ قرآن وحدیث نے آپ کا ساتھ نہیں دیا تو مفسرین کے پاس چلے گئے اور جو حدیث پیش کی اس میں بھی غلط بیانی سے کام لیا۔ آپ نے کہا کہ ارواح کہتے ہیں کہ ہمیں اپنے جسموں کی طرف لوٹا دے۔ ارواح نہیں کہتے ہیں مولوی صاحب، حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

”﴿یا رب نرید ان ترد ارواحنا﴾اے رب ہم چاہتے ہیں کہ تو ہمارے ارواح کو لوٹا دے۔“

اگر ارواح یہ بات کہتے تو”ہمارے ارواح“ کے الفاظ نہ ہوتے بلکہ یہ الفاظ ہوتے کہ ”ہمیں لوٹا دے“آگے الفاظ اس طرح ہیں:

”﴿حتی نقتل فی سبیلک مرۃ اخری﴾ حتی کہ ہم دوبارا تیری راہ میں قتل ہوجائیں“

مولوی صاحب قتل جسم ہوتا ہے یا روح قتل ہوتا ہے؟ مولوی صاحب صاحب! میں جب آپ کا عقیدہ پیش کرتا ہوں تو آپ شور شروع کرتے ہیں۔ آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ جسم مثالی کو حیات حاصل ہے۔ مولوی صاحب اگر آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ شہید کے لئے سبز پرندے جسم مثالی ہے تو آپ سے بڑا گستاخ کوئی نہیں؟ مولوی صاحب آیت تو شہید کی جسم کی حیات پر دلالت کرتی ہے اور یہ حدیث روح کی زندگی (اور بقا) بیان کرتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ روح اور جسم کا آپس میں تعلق ہیں۔ تو ہم نے قرآن اور حدیث دونوں کو مان لیا۔ مگر آپ نے حدیث کا ایسا مطلب لیا کہ اللہ کے قرآن سے انکار کردیا۔ اور جو یہ کہتا ہے کہ روح کا جسم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے تو یہ دیکھیں مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ جو نیلوی صاحب کے استاد ہیں کفایت المفتی جلد نمبر ا پر لکھتے ہیں:

> ”حضرت رسالت پناہ ﷺ قبر مبارک میں زندہ ہیں جیسا کہ اہل السنت والجماعت کا مذہب ہے تو پھر آپ کی روح مبارک کا مجالس میلاد میں آنا بدن سے مفارقت کرکے ہوتا ہے (کہ بدن سے تعلق ہی نہ رہے یا تعلق کمزور ہو جائے) اگر مفارقت کرکے مانا جائے تو آپ کا قبر میں زندہ ہونا باطل ہو جاتا ہے یا کم از کم زندگی میں فرق آنا ثابت ہوتا ہے تو یہ صورت علاوہ اس کے کہ بے ثبوت ہے باعث توہین ہے نہ کہ مؤجب تعظیم۔“

یہ نیلوی صاحب کا استاد اور دار العلوم دیوبند کا مفتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو کہتے ہیں﴿وللآخرۃ خیر لک من الاولی﴾اور پچھلی حالت آپ کے پہلی حالت سے بہتر ہوگا اور آپ نے پرندے کو جسم مثالی مانا۔ کیا آپ کے نزدیک وہ بہتر حالت یہ ہے؟ مولوی صاحب میں اگر آپ کو کہوں کہ آپ سے ایک خوبصورت پرندہ مثلاً طوطا بن گیا تو آپ اپنے لیے اسے برداشت نہیں کریں گے پھر نبی علیہ السلام اور شہید کے لیے کیوں برداشت کر رہے ہیں۔ ہاں شہید کے یہ سواری ہیں چنانچہ دار العلوم دیوبند کے شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحب

رحمہ اللہ نے یہی لکھا ہے۔ اب میں مزید دلائل پیش کرتا ہوں۔

دلیل نمبر ۲۸: یہ ابوداؤد شریف صفحہ ۲۸۶ ہے یہ فرماتے ہیں:

"﴿عن ابی هريرة رضی الله عنه﴾ روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ﴿ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال﴾ کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ﴿ما من احد يسلم على آلا رد الله على روحى حتى ارد عليه السلام﴾ نہیں کوئی شخص جو مجھ پر سلام کرے گا مگر اللہ تعالیٰ میری روح کو متوجہ کر دے تاکہ میں اسے سلام کا جواب دوں۔"

دلیل نمبر ۲۹: یہ میرے پاس سنن الکبریٰ للبیہقی رحمہ اللہ ہے۔ اس کا جلد نمبر ۵ صفحہ ۲۲۵ ہے:

"﴿عن ابی هريرة رضی الله عنه﴾ روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ﴿ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال﴾ کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ﴿ما من احد يسلم على آلا رد الله على روحى حتى ارد عليه السلام﴾ نہیں کوئی شخص جو مجھ پر سلام کرے گا مگر اللہ تعالیٰ میری روح کو متوجہ کر دے تاکہ میں اسے سلام کا جواب دوں۔" ﴿وقت ختم﴾

مماتی مناظر کی آٹھویں تقریر

نحمده و نصلى على رسوله الكريم اما بعد!

پہلی بات مفتی صاحب کی یہ تھی کہ آپ نے کہا کہ ﴿بل احياء عند ربهم يرزقون﴾ مفتی نے پوچھا کہ آپ یہ بتائیں کہ کھانا پینا روح کی صفت ہے یا جسم؟ یہ مفتی صاحب نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر استہزاء کیا۔ کیونکہ وہ فرماتے ہیں: ﴿ارواحها فى جوف طير خضرلها قناديل معلقة بالعرش تسرح من الجنة حيث شائت﴾ مفتی صاحب یہ معنیٰ کہ غذا روح کو ملتی ہے میں نے اپنی طرف سے نہیں کی ہے۔

پھر مفتی صاحب کہتے ہیں کہ یہ ارواح کی باتیں نہیں ہیں تو مفتی صاحب کیا ارواح جسد میں موجود ہیں اور پھر بھی کہتے ہیں کہ ہمیں جسموں میں لوٹا دے؟ اگر یہ بات جسد کرتی ہے تو جسد کیوں کہتی ہے کہ ہمارے ارواح کو ہمارے جسموں میں لوٹا دے؟ یہ تو تحصیلِ حاصل ہے۔

آپ نے کفایت المفتی پیش کی تھی تو کفایت المفتی میں یہ بھی ہے:

"جماہیر امت محمدیہ کا یہ قول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر اطہر میں میں حیات مخصوص کے ساتھ حیات ہیں، باقی اس حیات کی کیفیت کیا ہے؟ یہ حضرت حق کو ہی معلوم ہے، اور وہ حیات حضور انور پر میت کے اطلاق کے منافی نہیں"

اور آپ حضرات میت کے اطلاق کی نفی کرتے ہیں اسی لئے ہمیں کہتے ہیں کہ موت والی آیات بیان نہ کریں۔ یہ میرے پاس کتاب "احکام میت" ہے اس میں عبد الحی عارفی صاحب فرماتے ہیں:

"بعض علماء نے فرمایا کہ ان کی صورت عالم برزخ میں سبز چڑیوں کے مثل خوش نمابنادی جاتی ہے جس طرح فرشتے کبھی انسان کی صورت بن جاتی ہیں۔"

مفتی صاحب آپ نے کفایت المفتی کا حوالہ پیش کیا کہ یہ گستاخی ہے تو یہ گستاخی عبد الحی عارفی صاحب نے بھی کی ہے۔ اس پر نظر ثانی کریں۔

آپ جو روایت پیش کر رہے ہیں اس کے لیے یہ میرے پاس فتاویٰ لجنہ ہے اس کے جلد نمبر ۳ صفحہ ۲۱ پر لکھتے ہیں:

"﴿والاحاديث كلها تدل على ان النبى وغيره من الاموات انما يخرجون من قبورهم يوم القيامة وهذا امر مجمع عليه بين علماء المسلمين ليس فيه نزاع﴾[6]

روح پھر قیامت کو جسم میں لوٹائی جائے گی اور حیات اس کے بعد پیدا ہو گی۔

دلیل نمبر ۳: قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اموات غير احياء وما يشعرون ايان يبعثون﴾ وہ مردے ہیں زندہ نہیں ہیں اور انہیں اس بات کا کوئی پتہ نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔"

---

[6] 6 مماتی مناظر نے مفتی محمد ندیم محمودی صاحب کے انکار کے باوجود غیر مقلدین کا فتاویٰ پیش کیا۔ لیکن جو عبارت پیش کی اس کا ترجمہ نہیں تاکہ پتہ نہ چلے کہ اس میں جو مسئلہ ہے اس کا تو موضوع مناظرہ سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ تمام احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ نبی علیہ السلام اور ان کے علاوہ دوسرے اموات قیامت کے دن قبروں سے نکلیں گے اور یہ بات علماء مسلمین کے درمیان اتفاقی ہے اس میں کوئی نزاع نہیں۔ قارئین خود فیصلہ کریں کہ علماء دیوبند جو انبیاء کرام علیہم السلام کے حیات فی القبور کے قائل ہیں اس عبارت میں ان کے خلاف کیا ہے۔ مرتب

مفتی صاحب ﴿اموات﴾ مردے ہیں مردے۔ یہ میرے پاس تفسیر عثمانی ہے علامہ شبیر احمد عثمانی کی:

”یعنی جن چیزوں کو خدا کے سوا پوجتے ہیں سب مردے اور بے جان ہیں۔ خواہ دواماً مثلاً بت یا فی الحال مثلاً بزرگ جو مر چکے ہیں۔“

مفتی صاحب انبیاء علیہم السلام بزرگ ہیں یا نہیں؟ انبیاء بزرگ ہیں یا نہیں؟

یہ قرآن پاک کی تفسیر (۔۔۔) ہے اور اس پر قاری طیب صاحب کی تقریظ بھی ہے۔ اس میں لکھا ہے:

”تیسری بات یہ ہے کہ وہ مر چکے ہیں۔ وہ چاہے نبی ہو یا ولی، فرشتے ہو یا جن یا شیطان ہو۔“

﴿وقت ختم﴾

سنّی مناظر مفتی محمد ندیم محمودی صاحب کی دسویں تقریر

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

مولوی صاحب نے سب سے پہلے کفایت المفتی کا حوالہ دیا تو مولوی صاحب کفایت المفتی میں نے پیش کیا ہے۔ میں نے جو عبارت پیش کی ہے اس کا توڑ اور جواب پیش کریں۔

پھر مولوی صاحب نے مولانا عبد الحی عارفی صاحب کی کتاب پیش کی۔ مولوی صاحب مناظرے کا اصول ہے کہ مخاطب مناظر اگر کتاب کا مطالبہ کرے تو آپ کو کتاب دینا ہوگا لیکن آپ کتاب نہیں دے رہے۔

پھر مولوی صاحب نے غیر مقلدین کا فتاویٰ پیش کیا تو مولوی صاحب غیر مقلدین کی کتابیں پیش نا کریں بلکہ علماء دیوبند اور مقلدین کی کتابیں پیش کریں۔

مولوی صاحب نے دلیل پیش کی تو مولوی صاحب آپ نے ابھی عقیدہ نہیں لکھا۔ میرا حاجی عارف خان صاحب سے بھی گزارش ہے کہ ان سے عقیدہ لے کر مجھے دیجئے لیکن قیامت کی صبح تک مولوی صاحب اپنا عقیدہ نہیں لکھ سکتا۔

مولوی صاحب نے کہا اموات ہیں! میں نے پوچھا کون؟ مولوی صاحب نے انبیاء! میں پوچھا کیوں؟ مولوی صاحب نے کہا کہ وہ بزرگ ہیں یا نہیں۔ نئی نئی تفاسیر گھڑتے ہیں۔

مولوی صاحب یہ میرے پاس تفسیر جلالین ہے۔ یہ لکھتے ہیں:

”﴿اموات ای اصنام﴾ اموات یعنی بت۔“

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کے مخلوقات میں بد ترین لوگ وہی ہیں جو مشرکین کے بارے نازل آیتیں مومنوں پر فٹ کرتے ہیں۔ لیکن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو معلوم نہیں تھا کہ ایک مناظر ایسا بھی آئے گا جو بتوں کے بارے میں نازل آیتیں انبیاء علیہم السلام پر فٹ کرے گا۔ یہ میرے پاس تفسیر قرطبی ہے یہ بھی کہتے ہیں ﴿اصنام﴾ یعنی بت مراد ہیں۔ تفسیر مدارک میں بھی لکھا ہے کہ اس آیت میں بت مراد ہیں۔

مولوی صاحب اگر اس آیت سے انبیاء بھی مراد لیں پھر بھی اس سے دنیا کی وفات مراد ہو گا۔ آپ اس آیت میں قبر کی زندگی کا انکار دکھادے میں آپ کو شکست لکھ دیتا ہوں۔ میں نے تو آپ کو کہا تھا کہ دنیا میں وفات پاچکے ہیں قبر میں زندہ ہیں۔ مولوی صاحب آپ کا دعویٰ یہ تھا کہ نبی علیہ السلام قبر میں مردہ ہیں۔ برزخ اور علیین میں جسد مثالی کے ساتھ حیات ہیں۔ مولوی صاحب دلیل اس پر پیش کریں۔ ﴿اموات﴾ میں قبر کی حیات کی نفی نہیں ہے۔

مولوی صاحب آپ بار بار سبز پرندوں والی روایت پیش کرتے ہیں۔ یہ سن لیں دار العلوم دیوبند کے شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ سبز پرندے روح کے بمنزل سواری کے ہیں اور روح کا جسد عنصری کے ساتھ تعلق ہے۔ یہ لیں معارف القرآن جلد نمبر ا صفحہ ۳۲۳ ہے یہ کہتے ہیں:

> "پرندے کا جسم اور روح علیحدہ ہیں اور شہید کی روح علیحدہ ہے اور وہ اس میں سوار ہیں۔ اور وہ سبز رنگ کا پرندہ شہید کی روح کے لیے سواری ہے۔"

مولوی صاحب میں اگلے دلائل پیش کرتا ہوں۔

دلیل نمبر ۳۰: مولوی صاحب یہ مسند ابی یعلیٰ جلد نمبر ۵ صفحہ ۲۰۲ ہے۔

> "﴿عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون﴾ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔"

مولوی صاحب میں نے مسند ابی یعلیٰ کی سند سے روایت نقل کی اس میں کسی راوی پر جرح ہو تو پیش کریں میں جواب دوں گا۔ یہ میرے پاس مجمع الزوائد ہے یہ دلیل نقل کرتے ہیں:

> "﴿عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء

احیاء فی قبورھم یصلون﴾ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔“

اس کے بعد فرماتے ہیں:

”﴿رواہ ابی یعلیٰ والبزار ورجال ابو یعلیٰ ثقات﴾ اسے مسند ابی یعلیٰ اور بزار نے روایت کیا اور ابو یعلیٰ کے رجال ثقہ ہیں۔“

دلیل نمبر ۱۳: مولوی صاحب یہ حیات الانبیاء للبیہقی رحمہ اللہ ہے:

”﴿عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون﴾ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔“

یہ میرے پاس فیض القدیر ہے علامہ مناوی رحمہ اللہ کی۔ فرماتے ہیں:

”﴿الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون وھو حدیث صحیح﴾ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور وہ حدیث صحیح ہے۔“

مولوی صاحب محدثین اس کو صحیح کہتے ہیں میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا۔ اعتراض کرنا ہے تو ان پر کریں کہ انہیں صحیح اور ضعیف کی تعریف آتی ہے یا نہیں؟

یہ میرے پاس وفاء الوفاء صفحہ ۲۰۹ ہے۔ یہ فرماتے ہیں:

”﴿ورواہ ابو یعلیٰ برجال ثقات﴾ یہ حدیث ابو یعلیٰ نے ثقہ رواۃ سے روایت کی ہے۔ ﴿ورواہ البیہقی وصححہ﴾ اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی تصحیح کی ہے۔“

یہ میرے پاس القول البدیع للسخاوی ہے اس نے یہی روایت نقل کی ہے:

”﴿الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون وھو من رجال صحیح﴾ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور اس کے رواۃ صحیح ہیں۔“

مولوی صاحب یہ میرے پاس شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی صاحب جن کے خلاف غیر مقلدین

نے ”صحیح فضائل اعمال“ لکھی تو آپ کے گھر سے بھی اس پر تقریظ لکھی گئی۔ شیخ الحدیث رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”انبیاء اپنے قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں، صحیح ہے“

یہ میرے پاس نشر الطیب ہے حضرت مولانا اشرف تھانوی رحمہ اللہ کی کتاب ہے یہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

فائدہ: یہ تکلیفی نہیں بلکہ تلذذ کے لئے ہے، اور اس حیات سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ آپ کو ہر جگہ سے پکارنا جائز ہے۔“

جیسا کہ بریلویوں کا عقیدہ ہے حاضر وناظر کا۔ اس پر ہمارے مناظرے ہوئے ہیں اور ہمارے شیخ صفدر رحمہ اللہ نے اس موضوع پر کتاب لکھی ہے ”آنکھوں کی ٹھنڈک“۔

اسی طرح علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے فتح الملھم کے جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۶۲۹ ہے فرماتے ہیں:

”﴿اورد فیه حدیث الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون اخرجه من طریق یحییٰ بن ابی کثیروهو من رجال الصحیح﴾

مولوی صاحب میں نے کم از کم چھ (۶) محدثین کے حوالے پیش کیے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

دلیل نمبر ۳۲: مولوی صاحب یہ میرے پاس حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی کتاب ”جلاء الافہام“ ہے اس کا صفحہ ۹۲ ہے فرماتے ہیں:

”﴿من علی عند قبری سمعته ومن صلی علی من بعید اعلمته﴾ جس نے میری قبر کے پاس درود پڑھا تو میں خود اسے سنتا ہوں اور جس نے مجھ پر دور سے درود شریف پڑھا تو مجھے بتلایا جاتا ہے“

دلیل نمبر ۳۳: یہ میرے پاس مشکوٰۃ شریف ہے اس کے الفاظ الگ ہیں:

”﴿من علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا ابلغته﴾ جس نے میری قبر کے پاس درود پڑھا تو میں خود اسے سنتا ہوں اور جس نے مجھ پر دور سے درود شریف پڑھا تو وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے“

مولوی صاحب یہ میرے پاس الحاوی للفتاوی ہے اس سے میں نے پہلے بھی حوالہ پیش کیا تھا۔

”﴿حیاة النبی صلی اللہ علیه وسلم فی قبرہ هو وسائر الانبیاء معلومة عندنا علما قطعیا لما قام عندنا من الادلة فی ذالک وتوارت به الاخبار﴾ قبر میں نبی علیہ السلام اور اسی طرح دیگر انبیاء کی حیات کا علم ہمارے نزدیک قطعی ہے کیونکہ اس بارے میں ہمارے نزدیک ادلہ قائم ہیں اور متواتر احادیث ہیں۔“

یہ میرے پاس القول البدیع للسخاوی ہے یہ صفحہ ۴۳۹ پر لکھتے ہیں:

”﴿نحن نومن ونصدق بانه صلی اللہ علیه وسلم حی یرزق فی قبرہ وان جسدہ الشریف لاتاکل الارض والاجماع علی هذا﴾ ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے اور ان کے جسد شریف کو زمین نہیں کھاتی اور اسی پر اجماع ہے۔“

مولوی صاحب مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اجماع ہے۔ یہ میرے پاس فتاویٰ رشیدیہ ہے اس کا صفحہ ۱۵۲ ہے۔ یہ لکھتے ہیں:

”مگر انبیاء کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں“

یہ میرے پاس براہین قاطعہ مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کی کتاب ہے صفحہ ۲۰۳ ہے:

”عقیدہ سب کا یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنے قبور میں زندہ ہیں۔“

مفتی مجتبیٰ عامر صاحب: (مفتی طیب الرحمٰن حقانی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے) صدر صاحب ایک بات کرتا ہوں اگر یہ بات لکھی جائے کہ نبی علیہ السلام کی دنیاوی زندگی ختم ہو چکی ہے دنیا کی اعتبار سے وفات ہیں اور برزخ میں زندہ ہیں اور یہ حیات دنیاوی نہیں ہے۔

مفتی محمد ندیم محمودی صاحب: مفتی مجتبیٰ صاحب نبی علیہ السلام پر دنیا میں موت آئی ہے دنیا کے اعتبار سے انہیں میت کہنا جائز ہے اور باعتبار برزخ کے قبر میں جسد عنصری کے ساتھ حیات ہیں۔ قاری طیب صاحب رحمہ اللہ نے جو عقیدہ لکھا تھا آئیں پھر اس پر دستخط کرتے ہیں۔

مفتی طیب الرحمٰن حقانی صاحب: آپ جو بات کرتے ہیں یہ پچھلی ٹرن میں بھی آپ نے کی ہے۔ ہمارے مفتی

صاحب نے تین بار مولانا سرفراز خان صفدر صاحب عبارت دکھائی کہ حیات دنیوی کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے پہلے بات کی کہ دنیا کی وفات ہم بھی مانتے ہیں اور آپ بھی۔ برزخ میں زندہ ہم بھی مانتے ہیں اور آپ بھی۔ تو ہم جو حیات مانتے ہیں وہ آپ کو لکھ کر دیا ہے آپ کی طرف سے ابھی تک کیوں عقیدہ لکھ کر پیش نہیں کیا گیا؟

مفتی مجتبیٰ عامر صاحب: میں یہ بات کرتا ہوں کہ دونوں فریق ایک عبارت پر متفق ہوسکتے ہیں مفتی صاحب نے بار بار کہا کہ یہ حیات دنیاوی نہیں ہے اور دنیا کے احکام اس کے ساتھ لازم نہیں ہیں۔ مکلف نہیں ہیں یہ بات بار بار مفتی صاحب نے کی۔ ہم سب بھی یہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام اور تمام انبیاء کے لئے حیات ثابت ہے لیکن دنیا کی طرح نہیں ہے۔ آپ نے جو عقیدہ لکھا ہے اس میں اتنا لکھیں کہ دنیوی نہیں ہے۔

مفتی طیب الرحمٰن حقانی صاحب: حیات برزخی آپ بھی مانتے ہیں اور ہم بھی۔ ہم کہتے ہیں کہ قبر میں زندہ ہیں ہم نے یہ لکھا بھی ہے اور اس پر دلائل بھی پیش کیے ہیں۔ ﴿قائم یصلی﴾ کھڑا ہونا اور نماز پڑھنا حیات کی دلیل ہے ﴿فی قبرہ﴾ اسی قبر میں۔ یہ اسی قبر ہوتا ہے اس کے دلائل پیش کیے گئے۔ آپ صرف اتنا کہیں کہ نبی علیہ السلام اسی قبر میں زندہ ہیں یا نہیں؟ ابھی تک آپ نے عقیدہ پیش نہیں کیا۔ جسم عنصری کے ساتھ زندہ ہیں یا نہیں ؟بس یہ صاف صاف بتائیں۔

مماتی مناظر: زندہ ہیں لیکن دنیوی حیات نہیں ہے۔

حاجی عارف صاحب: آپ دونوں کی بات تو ایک ہے۔

مفتی محمد ندیم محمودی صاحب: بات ایک نہیں ہے عارف صاحب! یہ کہتا ہے کہ میں قبر میں زندہ مانتا ہوں یہ اس کے بڑے خان بادشاہ صاحب کی کتاب البرہان الجلی ہے اس میں یہ لکھتے ہیں:

> ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ کے روضہ میں جسد عنصری کے ساتھ زندہ سمجھنا، یہ شیعہ کا مذہب ہے“

میں نے دلائل پیش کیے کہ ﴿وهو قائم يصلي في قبره﴾ اسی طرح ﴿الانبياء احياء في قبورهم يصلون﴾ میں نے قرآن وسنت سے تیس (۳۰) دلائل پیش کیے تین آیات اور باقی احادیث۔ اس کا بڑا کہتا ہے کہ یہ شیعہ کا مسلک ہے۔ میں انہیں کہتا ہوں کہ ایک دلیل آپ اس پر پیش کریں کہ اسی قبر میں مردہ ہیں بلکہ دوسری جسم کے ساتھ حیات ہیں۔ یہ مجھے کہتے ہیں کہ حیات برزخی میں اتفاق ہیں جبکہ آیتیں یہ پیش کی کہ

﴿اموات غیر احیاء﴾﴿انک میت وانھم میتون﴾۔ اگر آپ کا اتفاق حیات النبیؐ پر ہے تو یہ آیتیں کیوں پیش کیے۔

مفتی مجتبیٰ عامر صاحب: آپ کی عبارات سے بھی یہ معلوم ہو گیا کہ ہم جو اس دنیا میں اس طرح ہیں اور چلتے پھرتے ہیں اسی طرح دنیوی حیات نہیں ہے۔

مفتی محمد ندیم محمودی صاحب: ہم کہتے ہیں دنیوی ظاہری حیات نہیں ہے۔ بلکہ جسد عنصری کے ساتھ انہیں (برزخی) حیات حاصل ہے۔

مفتی مجتبیٰ عامر صاحب: ٹھیک ہو گیا۔ یہاں تک آپ نے ہمارا دعویٰ تسلیم کیا؟

مفتی محمد ندیم محمودی صاحب: ہم نے نہیں بلکہ آپ نے ہمارا دعویٰ تسلیم کیا۔

مفتی مجتبیٰ عامر صاحب: نہیں جی آپ نے تسلیم کیا۔

مفتی محمد ندیم محمودی صاحب: حاجی عارف صاحب میں نے پہلے وضاحت کی تھی کہ قبر میں زندہ ہیں دنیا میں نہیں ۔ یہ اگر اس کا موقف تھا تو انہوں نے تین گھنٹے مناظرہ کیوں کیا۔ آپ پہلی ٹرن میں کھڑے ہو جاتے کہ بات اتفاقی ہے۔ میں نے تین گھنٹوں میں تیس (۳۰) دلائل اپنے دعویٰ پر پیش کیے آپ ان کے جواب دے رہے تھے۔ پھر کیوں کہتے ہو کہ یہ ہمارا عقیدہ ہے (اور آپ نے ہمارے ساتھ تسلیم کیا؟)

مفتی مجتبیٰ عامر صاحب: یہ کہتے ہیں کہ قبر میں زندہ ہیں ہم بھی کہتے ہیں کہ قبر میں زندہ ہیں لیکن ہماری طرح نہیں۔ ہم روح کا تعلق مانتے ہیں۔ آپ جسد عنصری کے ساتھ حیات مانتے ہیں کیا ہم جس طرح ہیں اسی طرح حیات ہیں؟

مفتی محمد ندیم محمودی صاحب: ایسا دنیوی ظاہری حیات نہیں ہے۔ دنیا کے اعتبار سے وفات ہیں اور میت ہیں لیکن قبر میں جسد عنصری کے ساتھ حیات ہیں۔

مفتی مجتبیٰ عامر صاحب: بالکل صحیح ہے نا۔ آپ یہ لکھیں!

مفتی محمد ندیم محمودی صاحب: ہم نے پہلے ہی لکھا ہے آپ لکھیں۔ ہم نے تو آپ کو بتایا کہ

> ”نبی علیہ السلام کی دنیاوی زندگی ختم ہو چکی ہے۔ دنیاوی موت کے بعد عالم برزخ میں جسد عنصری کے ساتھ حیات اور زندہ ہیں، لیکن دنیوی ظاہری حیات کے ساتھ نہیں۔“

یہ آپ بھی لکھ کر ہمیں دیں دونوں اس پر دستخط کرتے ہیں۔

مفتی مجتبیٰ عامر صاحب: کفایت المفتی سب کیلئے مسلّم ہے اس کی عبارت لکھتے ہیں سب اس پر دستخط کرتے ہیں۔

مفتی محمد ندیم محمودی صاحب: میں نے جو عبارت کفایت المفتی سے پیش کی تھی اور آپ جو پیش کرتے ہیں دونوں عبارتیں لکھتے ہیں۔ آپ ان کی عبارت پیش کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ حیات برزخی سے آپ کوئی اور مطلب نکالیں، میں کوئی اور۔ تو ایسا کرتے ہیں کہ اسی کفایت المفتی میں مفتی کفایت اللہ صاحب نے ایک اور جگہ وضاحت کی ہے کہ حیات برزخی سے کیا مراد ہے۔ آپ جو عبارت پیش کرتے ہیں وہ بھی لکھتے ہیں اور یہ عبارت بھی لکھتے ہیں۔

حاجی عارف خان صاحب: ٹھیک ہے دونوں عبارتیں لکھتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد ندیم محمودی صاحب اور مفتی مجتبیٰ عامر صاحب دونوں ایک ساتھ بیٹھ گئے اور اتفاقی طور پر کفایت المفتی کی عبارات کا قدر مشترک عبارت لکھا جو درجہ ذیل ہے۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ا: نبی علیہ السلام کی دنیوی زندگی ختم ہو چکی ہے اور دنیوی وفات کا منکر کافر ہے۔

۲: نبی علیہ السلام برزخی حیات کے ساتھ اپنی قبر مبارک میں جسد عنصری کے ساتھ روح کے تعلق سے زندہ ہیں۔

۳: لیکن قبر کی یہ حیات ایسا نہیں ہے جس طرح انسان کو دنیا میں دنیوی ظاہری حیات حاصل ہوتی ہے۔

حکم: اس عقیدے کا منکر گمراہ اور اعتقادی بدعتی ہے۔"

یہ عبارت اتفاقی طور پر تحریر کی گئی اور اس پر درجہ ذیل حضرات نے دستخط کیے:

علمائے نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند

حضرت مولانا مفتی محمد ندیم محمودی صاحب

حضرت مولانا مفتی طیب الرحمٰن حقانی صاحب

حضرت مولانا مفتی اکبر علی حقانی صاحب

حضرت مولانا مفتی فیض الحسین حقانی صاحب

علمائے جماعت اشاعت التوحید والسنۃ

مفتی مجتبیٰ عامر صاحب

سلیمان ساجد صاحب

مفتی واحد الرحمٰن نعمانی صاحب

ظفر احمد صاحب

گواہان حضرات

جناب حاجی عارف خان صاحب

محمد شاکر الرحمٰن صاحب

(فیصلے کی اصل فوٹو کافی رسالہ کے اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

اس عبارت پر دستخط کرنے کے بعد فریقین ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر باہر آئے اور ان کی موجودگی میں جائے مناظرہ کے مالک جناب عارف خان صاحب نے تحریر عوام کے سامنے سنائی۔ اس فیصلے سے عوام میں خوشی کی ایک لہر پیدا ہوئی اور سب نے نعرے لگائے:

سر بکف سر بلند　　دیو بند دیو بند

نر ملا پختون ملا　　ندیم ملا ندیم ملا

اس کے بعد سب خوشی خوشی اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔

آخری گزارش

الحمدللہ ہم آج بھی اسی موقف پر قائم ہیں اور جو حضرات اس مسئلہ میں بار بار اختلاف کا اظہار کرتے ہیں ان حضرات سے بھی کہتے ہیں کہ آئیں اور اسی اتفاقی تحریر پر دستخط کریں اور اس مسئلہ کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حل کریں۔

(طاہر گل دیوبندی)

تنظیم نوجوانانِ احناف طلباء دیوبند اور اشاعۃ التوحید والسنہ کے درمیان عقیدۂ حیاۃ النبی ﷺ پر اتفاق۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) د نبی علیہ السلام دنیوی ژوند ختم شوے دے، او د دنیوی مرگ نہ منکر کافر دے۔

(۲) نبی علیہ السلام پہ حیات برزخی سرہ پہ خپل مبارک قبر کښې پہ جسد عنصری سرہ پہ تعلق د روح سرہ ژوندے دے۔

(۳) ھاغہ د نخہ و قبر ژوند حاصل نہ دے څنګہ چہ انسان تہ پہ دنیا کښې دنیوی ظاهری ژوند حاصل وی۔

حکم:- د دے عقیدے منکر گمراہ او اعتقادی بدعتی دے۔

(تنبیہ)

د یکم اگست ضلع صوابی مناظرہ چہ کومہ پہ مسئلہ د حیات النبی ﷺ باندی مقرر شوی وہ پہ لیک کښې پہ دے تحریر باندی د فریقینو اتفاق راغے۔

دستخط علمائے اشاعۃ التوحید والسنۃ | دستخط علماء و نوجوانان احناف

(۱) [illegible] | (۱) محمد [illegible]
(۲) سلیمان ساجد [illegible] | (۲) [illegible]
(۳) مولانا عبدالرحمٰن [illegible] | (۳) اکبر علی حقانی
(۴) ظفر [illegible] | (۴) فیض الحسین حقانی

گواہان

[illegible] Khan

حاجی عارف خان

[illegible]

محمد شاکر الرحمٰن [illegible]

بمقام:- حجرہ عارف خان ترخہ سر د چینہ هریان تحصیل و ضلع صوابی۔

بتاریخ:- یکم اگست بروز ہفتہ 2015ء بوقت 1:30۔

یا اللہ مدد

خلافت راشدہ حق چار یار زندہ باد

مذہب اہل سنت والجماعت زندہ باد

مسلک علمائے دیوبند زندہ باد

عقیدہ حیات النبی ﷺ زندہ باد

مسئلہ حیات النبی ﷺ کے متعلق

اکابر دیوبند کا مسلک

علمائے دیوبند کا متفقہ اعلان

حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اکابر دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہٖ محفوظ ہیں۔ اور جسدِ عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے۔

صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں۔ لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں۔ اور روضہ اقدس میں جو درود پڑھا جائے بلا واسطہ سنتے ہیں۔ اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے۔ اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تو مستقل تصنیف ثبات انبیاءؑ پر آبِ حیات کے نام سے موجود ہے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے ارشد خلفاء میں سے ہیں۔ ان کا رسالہ المہند علی المفند بھی اہل انصاف ..... اور اہل بصیرت کے لئے کافی ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف دعوے کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

۱۔ مولانا محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہٗ مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی نمبر ۵

۲۔ مولانا عبد الحق عفی عنہٗ مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

۳۔ مولانا محمد صادق عفا اللہ عنہٗ سابق ناظم محکمہ امور مذہبیہ بہاولپور

۴۔ مولانا ظفر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ شیخ الحدیث دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار سندھ

۵۔ مولانا شمس الحق عفا اللہ عنہٗ صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

۶۔ مولانا محمد ادریس کان اللہ لہٗ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

۷۔ مولانا مفتی محمد حسن مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

۸۔ مولانا محمد رسول خاں عفا اللہ عنہٗ جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

۹ مولانا مفتی محمد شفیع عفا اللہ عنہٗ مہتمم دار العلوم کراچی ۱۴

۱۰۔ مولانا احمد علی عفی عنہٗ امیر نظام العلماء و امیر خدام الدین لاہور (تلک عشرۃ کاملۃ)

منجانب:- حیات الانبیاء سوسائٹی گجرات

پیغام مشرق ستمبر ۱۹۶۰ء

مفتی رب نواز حفظہ اللہ، مدیر اعلی مجلہ الفتحیہ احمد پور شرقیہ

مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد کی کتاب
"مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم" پر طائرانہ نظر

مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد کی اس کتاب کا مقصود مماتیوں کے بزرگ مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری کی اس رائے کو درست بتانا ہے جو انہوں نے جامعہ خیر المدارس ملتان کے جلسہ میں پیش کی تھی۔ اس رائے کو درست بتاتے ہوئے نہ صرف علمائے دیوبند پر مہربانی فرمائی بلکہ محدثین: امام بیہقی، حافظ ابن قیم، امام سیوطی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہم اللہ کے موقف کو بھی غلط قرار دیا۔ ان میں سے بعض کے متعلق کہا کہ وہ موضوع کو صاف نہیں کر سکے اور نہ ہی ان کا اپنا ذہن صاف تھا، بعض کی بابت دعوی کیا وہ تعارض کو رفع نہیں کر پائے، بعض کے بارے میں لکھا کہ ان کے نظریات سے قبر پرستوں کو مدد ملے گی اور ان نظریات سے عوام کے پھسلنے کا خطرہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب کچھ آپ آئندہ اوراق میں لفظ بہ لفظ پڑھیں گے ان شاء اللہ۔

یہ ساری کتاب اس زعم کے گرد گھومتی ہے کہ دیوبندی دنیاوی حیات کے قائل ہیں اور یہ نظریہ غلط اور بریلویوں والا ہے۔ حالاں کہ علمائے دیوبند کے ہاں اس حیات کو دنیاوی کہنے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا والا جسم ہی حیات سے فائز ہے۔ مگر سلفی صاحب دنیاوی سے وہ حیات مراد لیتے رہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں گزار کر گئے۔ پھر اس کی تردید میں خود کو مصروف کئے رکھا۔ اس کتاب کے مختصر تعارف کے بعد اب ہم اس پر طائرانہ نظر ڈالتے ہیں، وباللہ التوفیق۔

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کی ابتداء عنایت اللہ شاہ بخاری نے کی

کتاب کی ابتداء میں مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی (غیر مقلد) کی "تقریب" ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں:

> "اس افسوس ناک خلفشار کی ابتداء ایک تقریر سے ہوئی جو ایک جید دیوبندی عالم، صاحب علم و عرفان مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری دام مجدہ نے حنفیہ کرام ملتان کے ایک جلسہ میں فرمائی جس پر ان کے رفقائے مذہب نے نہ صرف یہ کہ اس وقت ہی ہنگامہ بپا کر دیا بلکہ بعد میں بھی فتویٰ بازی اور مضامین سازی کی مہم چلادی۔ حتی کہ خود مدرسہ دیوبند اور اس

کے رسالہ ''دار العلوم'' نے بھی اس میں کافی دلچسپی لی۔''

(تقریب مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۷، ناشر: المکتبۃ السلفیہ لاہور)

بھوجیانی صاحب کے اعتراف کے مطابق خلفشار کی ابتداء سید عنایت اللہ شاہ بخاری کی تقریر سے ہوئی۔ جب خلفشار ہوئی تو علمائے دیوبند نے فوراً اس کا تدارک فرمایا، یہاں تک کہ دیوبند کے مرکز سے بھی اس کی تردید شائع ہوئی۔ اس سے ایک تو یہ ثابت ہوا کہ بروقت اس خلفشار کا تعاقب کیا گیا، دوسرا یہ معلوم ہوا کہ دار العلوم دیوبند عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والوں کا مرکز ہے۔ جو لوگ حیات کا انکار کر کے خود کو دیوبند کی طرف منسوب کرتے ہیں انہیں اپنی نسبت پہ نظر ثانی کرنی چاہیے۔

بھوجیانی صاحب مولانا عنایت اللہ شاہ بخاری کو ''صاحب علم و عرفان'' باور کرا رہے ہیں۔ پہلے یہ بتایا جائے کہ بخاری صاحب تمہارے ہاں مقلد ہیں یا غیر مقلد؟ اگر مقلد ہیں تو تمہارے بقول تقلید جہالت اور مقلد جاہل ہوتا ہے تو وہ مقلد ہو کر ''صاحب علم و عرفان'' کیسے بن گئے؟ اگر وہ آپ کے ہاں غیر مقلد ہیں تو انہیں دیوبند کے ایک فریق کے طور پر پیش نہ کریں بلکہ غیر مقلد باور کرائیں۔

تنبیہ: مولانا عطاء اللہ حنیف کا نظریہ ہے کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور روضہ پر پڑھے گئے درود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں۔

(التعلیقات السلفیة علی سنن النسائی :۱/۲۲۳ بحوالہ تسکین الصدور صفحہ ۲۶۵)

عقیدہ ممات کے ''مخالف رحیاتی'' با اثر اور اہل علم حضرات ہیں

مولانا محمد اسماعیل سلفی لکھتے ہیں:

''چوں کہ مخالفت با اثر اور اہلِ علم حضرات کی طرف سے تھی۔ اور یہ حضرات بھی دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لیے اس کا اثر پاکستان میں دوسرے مقامات پر بھی ہوا اور کوشش ہوئی کہ اس قسم کے صاف گو مبلغین کا مقاطعہ کیا جائے۔ بلکہ اس کا اثر ہندوستان تک بھی پہنچا۔ چنانچہ ماہنامہ ''دار العلوم'' دیوبند میں ایک مضمون مولانا زاہد الحسینی کے قلم سے اور ایک تعارفی نوٹ مولانا سید انظر صاحب کے قلم سے شائع ہوا۔''

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۱۰)

سلفی صاحب نے ماشاء اللہ حیاتی علماء کو ''بااثر اور اہلِ علم حضرات''، تسلیم کیا ہے۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی عقیدہ حیات کے قائل تھے

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

''متنازعہ فیہ مسئلہ میں مجلہ ''دار العلوم'' کے مضمون نگار حضرات نے جو کچھ فرمایا ہے اس میں حیاتِ دنیوی کی صراحت شیخ عبد الحق صاحب کے بعد صرف اکابر دیوبند ہی نے فرمائی ہے۔''

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ١٦)

سلفی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''شیخ عبد الحق محدث دہلوی ۱۰۵۲ھ نے بھی مدارج النبوۃ میں حیاتِ دنیوی کا اعتراف کیا۔ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے سبکی رحمہ اللہ سے بھی اس قسم کے الفاظ نقل کئے ہیں۔''

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ٢٢)

غیر مقلدین کی کتابوں میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی بہت زیادہ مدح سرائی مذکور ہے یہاں تک علامہ عبد الرشید عراقی غیر مقلد نے ''دو روشن ستارے'' کتاب لکھی جس میں ایک روشن ستارہ حضرت مجدد الف ثانی کو باور کرایا جب کہ دوسرا روشن ستارہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی کو کہا۔ ان دونوں بزرگوں بالفاظ دیگر دونوں حنفیوں کو خراج تحسین پیش کیا۔

حافظ بیہقی اور سیوطی موضوع صاف نہیں فرما سکے

سلفی صاحب آگے لکھتے ہیں:

''ہاں شاہ عبد الحق رحمہ اللہ سے پہلے حافظ بیہقی رحمہ اللہ اور سیوطی نے اس موضوع پر مستقل رسائل لکھے ہیں۔ مگر افسوس موضوع صاف نہیں فرما سکے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے ان حضرات نے اس قسم کا ذخیرہ جمع فرمایا ہے جس کے متعلق ان کے ذہن بھی صاف نہیں کہ وہ حیات ثابت فرمانا چاہتے ہیں لیکن اس کی نوع متعین نہیں فرماتے۔''

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ١٦)

غیر مقلدین دعویٰ کیا کرتے ہیں کہ حدیث کی فہم کو محدثین دوسروں کی بہ نسبت زیادہ جانتے ہیں۔(علمی مقالات:۳/۸۳، توضیح الاحکام:۳/۱۸۹)مگر یہاں حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آئی تو یہ تاثر چھوڑ دیا کہ امام بیہقی رحمہ اللہ اور امام سیوطی رحمہ اللہ نہ تو موضوع صاف فرما سکے اور نہ ہی ان کا اپنا ذہن صاف تھا۔امام بیہقی اور امام سیوطی رحمہما اللہ دونوں شافعی المسلک ہیں مگر موجودہ دَور کے غیر مقلدین انہیں تارک تقلید باور کرانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔مثلاً حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"امام بیہقی مقلد نہیں تھے۔"

(علمی مقالات:۴/۵۵)

اسی طرح انہوں نے امام سیوطی رحمہ اللہ کو بھی "غیر مقلد" کہا ہے۔(ماہنامہ الحدیث حضرو، شمارہ:۹۰)

جب غیر مقلدین کے ہاں بیہقی اور سیوطی غیر مقلد ہیں تو ہم الزاماً کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے غیر مقلدین بقول آپ کے نہ تو موضوع کو صاف کر سکے اور نہ ہی ان کا اپنا ذہن صاف تھا۔

سلفی صاحب نے یہ اقرار تو کر لیا کہ محدثین: امام بیہقی رحمہ اللہ اور امام سیوطی رحمہ اللہ نے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات میں مستقل رسالے لکھے ہیں مگر اِس کے بالمقابل اس دور کے کسی محدث کی نشاندہی نہیں کی جس نے حیات انبیاء کے انکار پر رسالہ لکھا ہو؟

امام سیوطی رحمہ اللہ تعارض نہیں اُٹھا سکے

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

"حافظ سیوطی رحمہ اللہ انتہائی کوشش کے باوجود آیت انک میت وانھم میتون [سورۃ زمر] اور حدیث فیرد اللہ علی روحی اور حدیث الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون میں تعارض نہیں اُٹھا سکے۔"

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۱۷)

حافظ سیوطی رحمہ اللہ پر الزام بے جا ہے۔کیوں کہ آیت اور حدیثوں میں تعارض ہے ہی نہیں۔آیت میں دنیا والی موت کی پیش گوئی ہے کہ موت آئے گی اور حدیثوں میں قبر کی حیات کا اثبات ہے۔تعارض تو تب ہوتا جب حدیثوں میں یہ مضمون ہو دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موت نہیں آئے گی۔جب کہ کسی

حدیث میں ایسا بیان نہیں۔

امام سیوطی رحمہ اللہ کے رسالہ سے قبر پرستوں کو مدد ملے گی!!؟

سلفی صاحب آگے لکھتے ہیں:

"بلکہ حافظ سیوطیؒ نے تو حاطبِ لیل کی طرح ایک غیر موثق ذخیرہ جمع فرمادیا ہے جس سے حضرات قبوریین کو مدد ملے گی اور سادہ دل توحید کے شبہات سے لبریز ہوں گے۔"

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۱۷)

سلفی صاحب دیوبندیوں اور مماتیوں کے درمیان بزعم خود محاکمہ کرنے بیٹھے تھے، نہ جانے پھر کیا سوجھی چھلانگ لگائی اور صدیوں پہلے کے محدثین امام بیہقی رحمہ اللہ اور امام سیوطی رحمہ اللہ تک جا پہنچے اور انہیں کھری کھری سنائیں کہ وہ نہ تو موضوع صاف کر سکے اور نہ ہی اُن کا اپنا ذہن صاف تھا۔ اس سے بڑھ کر امام سیوطی رحمہ اللہ کو قبر پرستوں کا معاون باور کرایا۔ یہ سب کچھ لکھنے کے باوجود قلم رُکا نہیں بلکہ اس نے اگلے لمحے حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی کتاب "کتاب الروح" عوام کے لئے خطرہ ہے

سلفی صاحب نے حافظ سیوطی رحمہ اللہ کو کھری کھری سنانے کے بعد فوراً اپنا رخ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی طرف کر کے لکھا:

"قریباً یہی حال حافظ ابن القیم کی کتاب الروح کا ہے۔ فحول اہلِ حدیث اور ماہرین رجال کو تو کوئی خطرہ نہیں لیکن عوام کے لیے یہ موردِ مزلہ اقدام ہے۔"

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۱۷)

"یہی حال حافظ ابن القیم کی کتاب الروح کا ہے" اس کا مطلب پچھلی عبارت کو ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ سلفی صاحب کے بقول جس طرح علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی جمع پونجی سے قبر پرستوں کو مدد ملے گی، اسی طرح حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی کتاب "کتاب الروح" سے بھی قبر پرستوں کو مدد ملے گی۔ مزید یہ کہ ان کی کتاب عوام کے پھسلنے کا سبب ہے۔ سلفی صاحب نے "کتاب الروح" کو عوام کے لیے خطرہ قرار دیا ہے مگر یہ بھی جان لیں کہ "کتاب الروح" کا اردو ترجمہ اور عوام میں اس کی اشاعت بھی غیر مقلدین نے کی ہے۔ گویا عوام کو پھسلانے میں

غیر مقلدین تعاون کر رہے ہیں۔

یہاں یہ بات جانتے چلیں کہ سلفی صاحب نے "کتاب الروح" کے مندرجات پر سخت تنقید تو کی ہے مگر یوں نہیں کہا کہ یہ کتاب حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی ہے ہی نہیں۔

امام بیہقی سے لے کر اب تک محل نزاع متعین نہیں کیا گیا

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

"اس موضوع پر امام بیہقی رحمہ اللہ سے آج تک جو کچھ لکھا گیا ہے، اس میں محل نزاع کا تعین نہیں فرمایا گیا۔ امام بیہقی نے ائمہ حدیث کی طرح اس موضوع کے متعلق مواد جمع فرمایا ہے۔"

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۲۰)

اس موضوع پر محدثین: بیہقی اور سیوطی وغیرہما نے لکھا۔ غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ محدثین انہی کے ہم مسلک تھے، اسی طرح خود غیر مقلدین نے بھی اس عنوان "حیات النبی" کے اثبات میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اس سوال کو غیر مقلدین حل کریں کہ سلفی صاحب کے زمانہ تک انہوں نے محل نزاع کا تعین کیوں نہیں کیا؟

قصیدہ نونیہ کے مطالعہ کی ترغیب

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

"حافظ سیوطی نے کتاب الروح اور حیات الانبیاء سے استفادہ بھی فرمایا اور بعض احادیث کی توجیہات بھی کی ہیں۔ حافظ سیوطیؒ نے کتاب الروح سے استفادہ فرمایا ہے لیکن معلوم نہیں قصیدہ نونیہ کی طرف ان کی توجہ کیوں مبذول نہیں ہوئی۔ حالاں کہ قصیدۂ نونیہ میں حافظ ابن القیمؒ نے اس موضوع کو بہت زیادہ منقح فرمایا ہے۔"

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۲۰)

سلفی صاحب قصیدہ نونیہ کی طرف توجہ دلا رہے ہیں اور ساتھ ہی یہ دعویٰ بھی کہ اس میں مسئلہ منقح کیا گیا ہے۔ عرض ہے کہ قصیدہ نونیہ صفحہ ۱۴۵ میں بھی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اثبات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کا جواب دیتے ہیں۔ (تسکین الصدور صفحہ ۳۹۶)

سلفی صاحب ایک طرف تو دعویٰ کرتے ہیں کہ امام بیہقی رحمہ اللہ سے لے کر آج تک محل نزاع کا تعین

نہیں فرمایا گیا۔ دوسری طرف یہ بھی ارشاد ہے کہ حافظ ابن القیمؒ نے اس موضوع کو بہت زیادہ منقح فرمایا ہے۔

انبیاء کرام برزخ میں عبادت کرتے ہیں انہیں رزق بھی ملتا ہے

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

''اہل سنت کے دونوں مکاتب فکر اصحاب الرائے واہلِ حدیث کا اس امر پر اتفاق ہے کہ شہدا اور انبیاء زندہ ہیں۔ برزخ میں وہ عبادات تسبیح و تہلیل فرماتے ہیں۔ ان کو رزق بھی ان کے حسبِ حال اور حسب ضرورت دیا جاتا ہے... صحیح احادیث میں انبیاء علیہم السلام کے متعلق عبادات وغیرہ کا ذکر آتا ہے...بحث اس میں ہے کہ آیا یہ زندگی دنیوی زندگی ہے؟''

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۲۰)

جن علماء نے اسے دنیوی زندگی کہا ہے اُن کی مراد یہ ہے کہ دنیا والا جسم قبر میں حیات سے فائز ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے ان شاء اللہ۔ یہاں پر یہ سوال بھی ہے کہ سلفی صاحب نے یہ کتاب مولانا عنایت اللہ بخاری کی حمایت میں لکھی ہے تو کیا بخاری صاحب اور ان کے معتقدین کا یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام فوت ہونے کے بعد زندہ ہیں اور عبادات کیا کرتے ہیں؟

سلفی صاحب کی طرف سے احمد رضا خان کا شکریہ

سلفی صاحب ''حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بریلوی عقیدہ'' عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

''اس معاملہ میں مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی قابل شکریہ ہیں۔ انہوں نے موضوع کو وضاحت سے سامنے رکھا ہے دلیل ہو یا نہ ہو لیکن انہوں نے فرمانے میں کوئی لگی لپٹی نہیں رکھی۔''

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۲۱)

سلفی صاحب نے محدثین سے تو شکوہ کیا کہ انہوں نے موضوع کو صاف نہیں کیا اور نہ ہی اُن کا اپنا ذہن صاف تھا مگر اس کے برعکس بریلویوں کے اعلی حضرت جناب احمد رضا کا شکریہ ادا کیا۔

دیوبندیوں کی بریلویوں سے ہم نوائی کا طعنہ

سلفی صاحب ''دیوبندیوں کی بریلویوں سے ہم نوائی'' عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

”مولانا حسین احمد صاحب مرحوم مکاتیب میں فرماتے ہیں: ”آپ کی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ عام شہداء کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی اور از قبیل حیات دنیوی بلکہ بہت سی وجوہ سے اس سے قوی تر (اص ۱۳۰ جلد ا) سنا ہے مولانا نانوتویؒ اور بعض اکابر دیوبند بھی اسی قسم کے حیات کے قائل تھے۔“

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۲۲)

(ا) سلفی صاحب اس رسالے میں جابجا یہی تاثر دیتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کو حیات برزخی حاصل ہے جب کہ علمائے دیوبند حیات دنیوی کے قائل ہیں جو کہ غلط عقیدہ ہے اس کے بالمقابل عنایت اللہ شاہ بخاری کا عقیدہ درست ہے۔ حالاں کہ علمائے دیوبند نے ”حیات دنیوی“ کی وضاحت بیان کی ہوئی ہے کہ دنیا والے جسم کو حیات حاصل ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”حضرات علمائے دیوبند کے نزدیک یہ حیات دنیویہ برزخیہ ہے۔ دنیویہ تو اس لیے کہ روح مبارک کا تعلق اس جسد اطہر سے ہے جو آپ کو دنیا میں حاصل تھا گو وہ حیاتِ اہلِ دنیا کے ادراک وشعور سے بالاتر ہے اور ولکن لا تشعرون کا مصداق ہے اور برزخیہ اس لیے ہے کہ برزخ میں ہے۔ ظاہر امر ہے کہ یہ حیات روح کی تو ہرگز نہیں ہو سکتی کیوں کہ روح پر تو موت نہیں آتی موت تو جسم پر وارد ہوتی ہے۔“

(تسکین الصدور صفحہ ۴۳)

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی جو عبارت سلفی صاحب نے نقل کی ہے اس کی وضاحت میں حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”حضرت مدنیؒ کی مراد بظاہر حیات جسمانی اور دنیوی سے یہ ہے کہ آپ کی روح مبارک کا تعلق جسد مثالی سے قائم نہیں جیسا کہ بعض صوفیاء کرام کا نظریہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ وہ عذاب وثواب کے سلسلہ میں قبر میں روح کا تعلق جسدِ مثالی سے مانتے ہیں اور اسی طرح جنت کے عارضی ابدان سے بھی نہیں ہوتا جیسا کہ بعض صحیح روایات سے شہداء کے متعلق ثابت ہے کہ ان کی ارواح کا تعلق جنت کے سبز رنگ کے پرندوں سے قائم کر دیا جاتا ہے (فی جوف

طیر خضر) بلکہ روح کا تعلق دنیوی جسم سے قائم ہوتا ہے اور بایں معنٰی یہ حیات جسمانی اور دنیوی ہے چنانچہ حضرت موصوفؒ وہابی فرقہ اور علماء دیوبند کے عقائد کا فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ (وہابی) وفات ظاہری کے بعد انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی اور بقائے علاقہ بین الروح والجسم کے منکر ہیں اور یہ (علماء دیوبند) حضرات صرف اس کے قائل ہی نہیں بلکہ مثبت بھی ہیں اور بڑے زور شور سے اس پر دلائل قائم کرتے ہوئے متعدد رسائل اس بارہ میں تصنیف فرما کر شائع کر چکے ہیں۔ اھ" (نقش حیات جلد اصفحہ ۱۰۳) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ موصوفؒ روح اور جسم کے علاقہ اور تعلق کی وجہ سے جسمانی اور دنیوی حیات کا لفظ اس پر اطلاق فرما رہے ہیں اور اس کی مزید تشریح حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے بیان سے ہوتی ہے چنانچہ حضرت ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ: انبیاء علیہم السلام کو ابدانِ دنیا کے حساب سے زندہ سمجھیں گے الخ (لطائف قاسمیہ صفحہ ۴) اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ: انبیاء کرام علیہم السلام کو انہیں اجسام دنیوی کے تعلق کے اعتبار سے زندہ سمجھتا ہوں یہ نہیں کہ مثل شہدء ان ابدان کو چھوڑ کر اور ابدان سے تعلق ہو جاتا ہے اھ (لطائف قاسمی صفحہ ۳) حضرت نانوتویؒ نے اس عبارت میں صراحت سے یہ بیان فرما دیا ہے کہ جیسے شہداء کو دوسرے عارضی اجسام مرحمت ہوتے ہیں اور ان کی ارواح کا ان سے تعلق قائم کر دیا جاتا ہے (باوجود اس تعلق کے جو فی الجملہ ان کے ارواح کو ان کے اجسام عنصری سے بھی ہوتا ہے کمامر مفصلا) حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات کا یہ طریق نہیں ہے بلکہ ان کے ارواح کا تعلق ان کے ابدان دنیا سے ہوتا ہے اور اس لحاظ سے اس حیات کو دنیوی اور جسمانی کہتے ہیں۔"

(تسکین الصدور صفحہ ۲۷۶،۲۷۵)

(۲) قبر کی زندگی کے متعلق بریلویوں کا کیا عقیدہ ہے وہ بھی سلفی صاحب کی زبانی ملاحظہ ہو:

"بریلوی حضرات کے نقطۂ نظر سے یہ مسئلہ اور بھی مشکل ہو جاتا ہے کیوں کہ وہ قبر میں بظاہر بعض تکلیفات شرعیہ کا بھی صلحائے امت کو مکلف سمجھتے ہیں۔ ازدواجی تعلقات کی کہانیاں بھی ان کے ہاں مروج اور متعارف ہیں۔"

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۵۴)

کیا علمائے دیوبند کا بھی یہی عقیدہ ہے؟ اُن سے ہم نوائی کا دعویٰ کس بنیاد پر ہے؟

(۳) سلفی صاحب نے بریلویوں سے ہم نوائی کا طعنہ تو دے دیا مگر یہ بتانے کی زحمت نہیں فرمائی کہ بریلوی اپنے مخصوص عقائد اور رسومات و بدعات میں مقلد ہیں یا غیر مقلد؟ حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''تمام بریلوی حضرات عقیدہ میں ''غیر مقلد'' ہیں۔''

(علمی مقالات:۲/۵۸۸)

مزید دیکھئے علمی مقالات:۴/۷ ۴۰، ۴۰۶۔

سلفی صاحب نے تو بریلویوں کی ہم نوائی کا طعنہ دیا جب کہ داؤد ارشد غیر مقلد نے تو اس سے بڑھ کر اسے مرزا غلام احمد قادیانی کی تقلید قرار دیا:

''دیوبندی مکتب فکر میں حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تقلید سے آیا ہے۔''

(تحفہ حنفیہ صفحہ ۲۱۰)

سلفی صاحب دیوبندیوں کے نظریہ پر تبصرہ کرتے ہیں اور احمد رضا کا شکریہ بھی ادا فرماتے ہیں مگر اپنے غیر مقلدین کا عقیدہ حیات بیان کرنے اور اس پر مفصل تبصرہ کرنے سے کنارہ کش ہی رہے۔ اہلِ حدیث کہلوانے والوں کی عقیدہ حیات کے اثبات میں تحریروں کے لئے پیر جی سید مشتاق علی شاہ صاحب کی کتاب ''مضامین پیر جی'' ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت مولانا محمد سرفراز خان رحمہ اللہ کی کتاب ''تسکین الصدور صفحہ ۲۶۲'' اور بندہ کے مضمون ''عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' شائع شدہ مجلہ پیغام حق فیصل آباد میں بھی ایسے حوالہ جات منقول ہیں۔

حضرت مولانا حسین علی واں بھچراں اور مولانا نصیر الدین غور غشتوی کا عقیدہ

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرات دیوبند سے بھی حضرت مولانا حسین علی مرحوم (واں بھچراں) اور ان کے تلامذہ مولوی نصیر الدین صاحب وغیرہ بھی صراحۃً اس کے خلاف ہیں۔''

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۲۲)

عرض ہے کہ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ (واں بھچراں) والے قبر کی حیات اور بزرگوں کے وسیلہ کو مانتے ہیں۔ چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

حضرت رحمہ اللہ (واں بھچراں) فرماتے ہیں:

"ونؤمن بان المیت یعرف من یزوره اذا اتاه و آکد یوم الجمعة بعد طلوع الفجر قبل طلوع الشمس۔ اور ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ جب میت کے پاس کوئی شخص زیارت کرنے کو آتا ہے تو وہ اس کو پہچان لیتی ہے خصوصاً جمعہ کے دن طلوع فجر کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے۔"

(تحریرات حدیث صفحہ ۲۵۷ بحوالہ تسکین الصدور صفحہ ۱۵۶)

حضرت رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

" فیجوز ان یقع المسئلة و العذاب و النعیم ببعض جسد المؤمن و الکافر دون بقیة اجزاء ہ وقیل ان اللہ یجمع تلک الاجزاء المتفرقة ...والمسئلة کما یفعل ذلک للحشر۔ سو جائز ہے کہ قبر میں سوال وعذاب اور راحت مومن اور کافر کے بعض جسم سے وابستہ اور متعلق ہو نہ کہ سب اجزاء سے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قبر کی تنگی اور سوال کے لیے ان متفرق اجزاء کو جمع کر دیتا ہے جیسا کہ وہ حشر کے دن ایسا کرے گا۔"

(تحریرات حدیث صفحہ ۲۵۷ بحوالہ تسکین الصدور صفحہ ۲۰۶)

حضرت رحمہ اللہ نے علامہ ابن حجرؒ کی "الجواہر المنظوم" کے حوالہ سے لکھا:

" روی عن علی انه بعد دفنه صلی علیه و آله وسلم جاء اعرابی فقال یا رسول اللہ جئتک لتستغفرلی الی ربی فنودی من القبر الشریف قد غفر لک واتت صفیة عمة النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم بعد وفاته (فقالت) الا یا رسول اللہ انت رجائیا وکنت بنا برا ولم تک جافیا وسمع الصحابة رضی اللہ عنهم و لم ینکرها احد۔ حضرت علیؓ

سے روایت کی گئی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن کئے جانے کے بعد ایک اعرابی آیا اس نے کہا کہ یا رسول اللہ میں آپ کے پاس آیا ہوں۔ آپ میرے لئے میرے رب سے مغفرت طلب فرمائیں۔ پس قبر مبارک سے آواز آئی کہ بے شک تیری مغفرت ہو چکی ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہؓ آپ کی وفات کے بعد آئی اور اس نے یہ شعر پڑھا خبر دار! اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ میری اُمید ہیں اور آپ ہم پر مہربان تھے اور آپ سخت مزاج نہ تھے۔ حضرات صحابہ کرامؓ نے یہ سنا اور کسی ایک نے بھی اس کا انکار نہ کیا۔"

(تحریرات حدیث صفحہ ۲۵۶ بحوالہ تسکین الصدور صفحہ ۳۷۶)

حضرت رحمہ اللہ اپنی املائی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"وحل مشکلے از حق تعالیٰ طلب نمودن بتوجہ بزرگان بجا است وعین رضا است، کسی مشکل کا حل اللہ تعالیٰ سے بزرگوں کے توسل سے طلب کرنا بجا اور عین رضا ہے۔"

(بلغة الحیران صفحہ ۳۵۴ بحوالہ تسکین الصدور صفحہ ۴۱۳)

حضرت مولانا نصیر الدین غور غشتوی صاحب کے عقیدہ پر حضرت مولانا نثار احمد الحسینی صاحب نے مستقل کتاب لکھی ہے جس میں ان کے بارے میں ثابت کیا ہے کہ وہ عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل تھے۔ اس حوالہ سے بعض کتابوں کے عکس بھی دیئے ہیں۔

حیات الانبیاء پر صحیح حدیثیں نہیں ہیں۔ سلفی صاحب کا دعویٰ

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

"حیاتِ انبیاء کی احادیث اسناد کے لحاظ سے اخبار احادِ صحیحہ سے بھی فروتر ہیں۔"

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۲۳)

حیات انبیاء علیہم السلام کے اثبات میں صحیح حدیثیں موجود ہیں۔ محدثین کے حوالوں کے لیے حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی کتاب "تسکین الصدور" اور غیر مقلدین کے اعترافی حوالوں کے لیے بندہ کی کتاب "فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع" جلد اول ملاحظہ فرمائیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے قبر میں نماز پڑھنے کی

حدیث(صحیح مسلم:۲/۲۶۸)پر سلفی صاحب جرح نہیں کر سکے۔(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۳۶)

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

”حیاتِ انبیاء علیہم السلام پر اجماع امت ہے گو احادیث کی صحت محل نظر ہے۔“

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۵۲)

علی سبیل التنزل اگر ان احادیث کو سنداً غیر صحیح مان لیا جائے تو بھی اجماع امت کی وجہ سے وہ صحیح قرار پاتی ہیں، انہیں تلقی بالقبول حاصل ہے۔ اور تلقی بالقبول سے حدیث ضعف سے نکل کر صحت کی طرف آجاتی ہے۔

شیخ محمد عثیمین صاحب شیخ البانی(غیر مقلد) کے کلام پر تعلیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”شیخ البانی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس اثر سے حجت پکڑی ہے اور ان کے علاوہ بھی علماء دین نے اسے تلقی بالقبول(قبولیت) کے شرف سے نوازا ہے اگرچہ اس کی سند کے بارے میں کچھ کلام کیا گیا ہے۔“

(حاشیہ فتنہ تکفیر صفحہ ۱۵)

سلفی صاحب کا ایک طرف تو دعویٰ ہے کہ حیاتِ انبیاء علیہم السلام کے اثبات والی حدیثیں صحت سے فروتر ہیں، دوسری طرف بعد الوفات انبیاء علیہم السلام کا زندہ ہونا اور عبادت کرنا مانتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

”انبیاء کی حیات اہلِ سنت کے نزدیک شہداء سے بھی بہتر اور قوی تر ہے۔ برزخ میں عبادت، تسبیح، تہلیل اور رفعت درجات ان کو حاصل ہے۔“

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۳۶)

حضرت مدنیؒ اور نانوتویؒ کا مقام

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

”مولانا حسینؒ احمد کی جلالتِ قدر اور مولانا نانوتویؒ کی غزارتِ علمی اور شیخ عبدالحقؒ کی سادگی۔“

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۲۶)

غیر مقلدین جب تقلید پہ بحث کرتے ہیں تو کہتے ہیں تقلید جہالت اور مقلد جاہل ہے مگر اس کے برعکس

سلفی صاحب نے حنفی مقلدین حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی جلالتِ قدر اور حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی علمی حیثیت کو تسلیم کیا ہے۔

شہداء کہاں زندہ ہیں؟

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

”آلِ عمران میں احیاء عند ربهم يرزقون فرمایا...عند کا تعلق احیاء سے ہو یا یرزقون سے دونوں عند اللہ ہوں گی فی الدنیا نہیں ہوں۔“

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۲۹)

سلفی صاحب کے بقول شہداء اللہ کے ہاں زندہ ہیں۔ اللہ کہاں ہے؟ اس میں غیر مقلدین کا اختلاف ہے۔ ایک گروہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ فقط عرش پر ہے اس لیے شہداء بھی عرش پر زندہ ہوں گے۔ اور کچھ غیر مقلدین اللہ تعالیٰ کو متعدد جگہ مانتے ہیں۔ [مثلاً مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں: ”میں خدا کی صفت قرب و معیت کو اور اللہ تعالیٰ کا آسمانوں اور زمینوں میں ہونا بلا تاویل یقین کرتا ہوں۔“ (مظالم روپڑی صفحہ ۱۱ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول)] تو ان کے نزدیک شہداء متعدد جگہوں میں زندہ ہوں گے۔

فائدہ: عند کا تعلق یرزقون کے ساتھ ہے لہذا یوں ترجمہ ہو گا:

”شہداء زندہ ہیں انہیں اپنے رب کے ہاں سے رزق دیا جاتا ہے۔“

علامہ آلوسی بہت بڑے محقق اور حنفی ہیں

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

”شیخ شہادب الدین ابو الفضل السید محمود آلوسی بغدادی... جو اپنے وقت کے بہت بڑے محقق، عراق کے مفتی اور مسلکاً حنفی ہیں۔“

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۳۱)

عموماً غیر مقلدین کہا کرتے ہیں کہ تقلید چوں کہ تحقیق کی ضد ہے اس لیے مقلد کو محقق نہیں کہہ سکتے۔ مگر سلفی صاحب نے علامہ آلوسی رحمہ اللہ کو محقق بھی مانا اور حنفی المسلک مقلد بھی۔

حضرت مولانا بدر عالم ثقات میں سے

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

”مولانا بدر عالم صاحب ایسے ثقات“

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۳۳)

ماشاء اللہ سلفی صاحب نے حنفی و دیوبندی عالم کو ”ثقہ“ تسلیم کیا ہے۔

نواب صدیق حسن اکابر قدماء سے زیادہ صائب الرائے؟

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

”مولانا نواب محمد صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ والیِ بھوپال مکتب فکر کے لحاظ سے اہلِ حدیث ہیں۔ اس لیے آپ حضرات کو ان سے یقیناً اختلاف ہو سکتا ہے لیکن دقت نظر، وسعتِ مطالعہ، زہد و تقوی کے لحاظ سے ان کا مقام یقیناً بہت اونچا ہے اور فہم قرآن میں ان کا ذہن بے حد صاف ہے۔ بہت سے اکابر قدما سے بھی ان کی رائے صائب معلوم ہوتی ہے۔“

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۳۳)

۱۔ نواب صدیق حسن خان صاحب سے اختلاف صرف اہلِ سنت کو نہیں بلکہ خود غیر مقلدین کو بھی ہے۔

مثلاً نواب صاحب نے لکھا:

”عوام میں ایمان تو عصر نبوت ہی سے تقلیدی چلا آرہا ہے۔“

(ابقاء المنن صفحہ ۶۳)

نواب صاحب لکھتے ہیں:

”وجب علی العامی تقلید ہ والاخذ بفتواہ ۔“ عامی پر مجتہد کی تقلید کرنا اور اس کے فتوی کو لینا واجب ہے۔“

(لقطة العجلان صفحہ ۱۳۷)

نواب صاحب کے حالات میں درج ہے:

”والا جاہ مرحوم نماز پنجگانہ حنفی طریقہ پر پڑھتے تھے البتہ ان کو فاتحہ خلف الامام اور اول وقت کا خاص اہتمام مد نظر رہتا تھا۔“

(مآثر صدیقی: ۴/۶۳)

۲۔ ’’فہم قرآن میں ان کا ذہن بے حد صاف ہے ‘‘جی مگر یہ تب جب ان کی باتیں غیر مقلدین کے خلاف نہ ہوں۔ ورنہ تقلید و فقہ حنفی کی حمایت میں اُن کی باتیں ماننے کو تیار نہیں ہوں گے۔

۳۔ سلفی صاحب نے بریلوی علم کلام کا حاصل تین چیزیں بتایا ہے اُن میں سے ایک چیز اکابر کے بارے میں مبالغہ آرائی ہے۔(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۴۵) مگر یہاں خود ہی نواب صاحب کے متعلق مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہوئے انہیں اکابر قدماء سے بڑھا دیا ہے۔ جب کہ بعض غیر مقلدین نواب صاحب کو سرے سے اکابر میں جگہ نہیں دیتے۔

۴۔ سلفی صاحب نے نواب صاحب کو اگرچہ اہلِ حدیث قرار دیا مگر ’’ان کی رائے صائب معلوم ہوتی ہے۔‘‘ لکھ کر ان کا ’اہل الرائے‘‘ ہونا بھی ظاہر کر دیا۔

۵۔ سلفی صاحب نواب صاحب کو اکابر قدما سے زیادہ صائب الرائے کہہ رہے ہیں مگر یہ بھی معلوم رہے یہی نواب صاحب قبر کی زندگی کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں؟ پڑھیے:

> ترجمہ: "اور تمام مردے عام اس سے کہ وہ مومن ہوں یا کافر علم، شعور، ادراک، سننے، اعمال کے پیش ہونے اور زیارت کنندہ کے سلام کا جواب دینے میں برابر و یکساں ہیں اس میں حضرات انبیاء علیہم السلام اور صلحاء کی تخصیص نہیں ہے۔"

(دلیل الطالب صفحہ ۸۸۶ بحوالہ تسکین الصدور صفحہ ۲۰۹)

نواب صاحب نے عبارت بالا میں مذکور سب اوصاف کو کافر مردوں تک کے لیے مانا ہے۔

انبیاء کے اجسام محفوظ رہنے کی حدیث قابل رد ہے اور قابلِ قبول بھی

سلفی صاحب ’’پیش کردہ احادیث پر ایک نظر‘‘ عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

> ’’حیاۃ الانبیاء بیہقی کے حوالہ سے اس مسئلہ میں احادیث مرقوم ہیں۔ مقام نزاع کے تعین کے بعد ان میں سے کوئی استدلال کے قابل نہیں۔‘‘

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۳۴)

پھر سلفی صاحب حیات انبیاء علیہم السلام کے اثبات والی حدیثوں پر ضعف کی چھاپ لگاتے چلے گئے یہاں تک کہ حدیث نبوی ’’اللہ تعالیٰ نے مٹی پر انبیاء کے اجسام حرام فرما دیئے ہیں۔‘‘ کو بھی ضعیف کہہ دیا۔ مگر جب کسی

نے کہا کہ انبیاء کرام کے جسموں کا قبروں میں محفوظ ہونا ضروری نہیں۔ تب اسی حدیث کو قبول کرتے ہوئے کہا:

"گو بلحاظ سند صحیح نہیں۔ تاہم اصول ستہ کو جو فوقیت طبرانی اور ابو یعلی پر ہے اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اصول ستہ کو بحیثیت مجموعی طبرانی وغیرہ پر برتری حاصل ہے۔"

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۵۵)

آگے لکھا:

"ابن ماجہ کی روایت: ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء" کو ضعف کے باوجود جمہور امت نے قبول فرمایا ہے... قرائن کا تقاضا یہی ہے کہ ابن ماجہ کی روایت کو ترجیح دی جائے اور برزخی زندگی کے ساتھ جسم کی سلامتی کو بھی تسلیم کر لیا جائے۔"

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۵۵)

جب حیاتِ انبیاء علیہم السلام کا مسئلہ چل رہا تھا، تب اس حدیث کو ضعیف کہہ چھوڑا اور جب انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو محفوظ منوانے کی نوبت آئی تو صراحت کے ساتھ لکھ دیا کہ جمہور امت نے اس حدیث کو قبول کیا ہے۔

"فنبی اللہ حی یرزق" کو بطورِ فضیلت بیان کیا جا سکتا ہے

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

"رہا شوکانی کا تحفۃ الذاکرین میں حدیث رد اللہ علی روحی کی تشریح میں یہ لکھنا لانہ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ وروحہ لا نفارقہ لما صح ان الانبیاء احیاء فی قبورھم... تو سابق مفصل جرح کے موجود ہوتے ہوئے "صح" سے مصطلح صحت مراد لینا تو مشکل ہے۔ یہ صح بمعنیٰ ثبت ہی ہو سکتا ہے۔ جب تک حدیث پر وضع کا حکم یقینی نہ ہو محدثین کے نزدیک "ثبت" سے اس کی تعبیر ہو سکتی ہے۔ نیل الاوطار میں حافظ شوکانی نے یہی لفظ اختیار فرمایا ہے ﴿وقد ثبت فی الحدیث ان الانبیاء احیاء فی قبورھم﴾ ایسی احادیث کا تذکرہ مواعظ اور فضائل کی مجالس میں تو کیا جا سکتا ہے لیکن عقیدہ کی

بنیاد تو اس پر نہیں رکھی جا سکتی۔ اہلِ حدیث اور ائمہ فن کے نزدیک اعتقاد کے لیے خبر واحد صحیح تو ہونی چاہیے۔"

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۳۵)

سلفی صاحب نے صح کو ثبت کے معنی میں قرار دے کر جو تاثر دیا اس کا حاصل یہ ہے کہ شوکانی کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔ سلفی صاحب کی اس بات پر کئی طرح تبصرہ کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ سلفی صاحب کو پہلے تو علمائے حدیث کے حوالہ جات پیش کرنے چاہیے تھے کہ لفظ "ثبت" کہہ کر حدیث کا ضعف بتایا جاتا ہے۔

۲۔ انہوں نے صح کو ثبت کے معنی میں کہا اگر کوئی اس کے برعکس کہہ دے ثبت کا لفظ "صح" کے معنیٰ میں ہے تو؟ شوکانی نے تو صح اور ثبت دونوں ہی لفظ تحریر کئے ہیں۔

۳۔ شوکانی صاحب **ثبت** کہہ کر اسے ضعیف قرار نہیں دے رہے بلکہ اس حدیث پر اپنا نظریہ درج کرتے ہیں۔ ان کی عبارت ملاحظہ ہو:

"وقد ذهب جماعة من المحققين الى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حى بعد وفاته و انه يسر بطاعات امته وان الانبياء لايبلون مع ان مطلق الادراک کالعلم و السماع ثابت لسائر الموتى ... وورد النص فى كتاب الله فى حق الشهداء انهم احياء يرزقون وان الحيوة فيهم متعلقة بالجسد فكيف بالانبياء و المرسلين. وقد ثبت فى الحديث ان الانبياء احياء فى قبورهم رواه المنذرى و صححه البيهقى وصحيح مسلم عن النبى صلى الله عليه وآله وسلم قال مررت بموسى ليلة اسرى بى عند الكثيب الاحمر وهو قائم يصلى فى قبره انتهى .

بے شک محققین کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں اور آپ اپنی امت کی طاعات سے خوش ہوتے ہیں اور یہ کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد بوسیدہ نہیں ہوتے حالاں کہ مطلق ادراک جیسے علم اور سماع

وغیرہ تو یہ سب مردوں کے لیے ثابت ہے ...اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں صراحت سے شہداء کے بارے میں آیا ہے کہ وہ زندہ ہیں اور ان کو رزق ملتا ہے اور بلاشبہ یہ حیات ان کے جسم سے متعلق ہے تو حضرات انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی حیات بطریق اولی اجسام سے متعلق ہو گی۔بلاشبہ حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔علامہ منذریؒ نے یہ روایت بیان کی ہے اور امام بیہقیؒ نے اس کی تصحیح کی ہے۔اور صحیح مسلم میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات سرخ رنگ کے ٹیلے کے پاس موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔"

(نیل الاوطار:۳/ ۲٦۴ طبع مصر بحوالہ تسکین الصدور صفحہ ۲٦۲)

شوکانی کی عبارت "مطلق اِدراک جیسے علم اور سماع وغیرہ تو یہ سب مردوں کے لیے ثابت ہے" میں نظریہ بیان ہوا یا فضیلت؟ سب مردے جس میں فاسق و کافر بھی شامل ہیں اُن کی کون سی فضیلت ہے جو بیان ہوئی؟

فائدہ: اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شوکانی کے نزدیک انبیاء علیہم السلام کو جسموں کی حیات حاصل ہے یعنی ان کی حیات جسمانی ہے۔

۴۔شوکانی نے ابن ماجہ کی حدیث "فنبی اللہ حی یرزق" کے متعلق لکھا ہے:

"وقد اخرج ابن ماجة باسناد جيد ،امام ابن ماجہ نے جید سند کے ساتھ اس کی تخریج کی ہے۔"

(نیل الاوطار:۳/ ۲٦۴)

شوکانی کی عبارت "باسناد جید" میں کیا تاویل کریں گے؟ یہاں تو "ثبت" کی بجائے "جید سند" کے الفاظ ہیں۔

۵۔سلفی صاحب کہتے ہیں: "ایسی احادیث کا تذکرہ مواعظ اور فضائل کی مجالس میں تو کیا جاسکتا ہے۔" چلیں آپ لوگ بطور فضیلت ہی حیاتِ انبیاء والی احادیث لکھ اور بیان کر دیا کریں۔

٦۔سلفی صاحب نے یہاں تو کہہ دیا کہ یہ احادیث ضعیف ہیں، انہیں صرف فضائل کی مجلسوں میں بیان کیا

جا سکتا ہے جب کہ دوسری جگہ لکھتے ہیں:

”یہ اصل بھی خود محل نظر ہے۔“ جیسا کہ آگے ”حیات انبیاء کے اثبات والی احادیث بطور فضائل قبول ہیں۔“ عنوان کے تحت مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۴۰ کا حوالہ آرہا ہے۔

قاضی شوکانی سے اختلاف

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

”اسی مضمون کی دوسری حدیث سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں فنبی اللہ حی یرزق کی زیادتی مرقوم ہے (ص ۱۱۹ کتاب الجنائز) شوکانیؒ نے غالباً اس کو بسند جید لکھا اور صاحب تنقیح الرواۃ نے بھی ان کی متابعت میں اس سند کو جید فرمایا ہے مگر یہ درست نہیں۔“

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۳۹)

قاضی شوکانی نے حیاتِ انبیاء علیہم السلام کے اثبات کی ایک حدیث کے متعلق ”صح“ کہا تو سلفی صاحب نے (مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۳۵ میں) تبصرہ کیا کہ یہاں ”صح“ سے حدیث کا اصطلاحی طور پر صحیح ہونا مراد نہیں بلکہ ”صح“... ”ثبت“ کے معنیٰ میں ہے اور ”ثبت“ کا لفظ اس (ضعیف) روایت کے لیے بھی بول دیا جاتا ہے جو موضوع نہ ہو۔ مگر قاضی شوکانی کے قول ”بسند جید“ کے سامنے سلفی صاحب کی یہ تاویل دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔

غیر مقلدین تقلید کے موضوع پر لکھ چکے ہیں کہ بادلیل بات ماننا اتباع ہے اور بے دلیل ماننا تقلید ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ شوکانی کی پیروی میں تنقیح الرواۃ کے مصنف کا سند کو جید کہنا اتباع ہے یا تقلید؟ یہ بھی بتایا جائے کہ حدیث کی تصحیح وتضعیف میں کسی کی بات ماننا تقلید ہے یا نہیں؟

حیات انبیاء کے اثبات والی احادیث بطور فضائل قبول ہیں

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

”ان احادیث میں ضعف اور انقطاع موجود ہے لیکن مسئلہ چوں کہ درود کے فضائل کا ہے۔ اس میں حلال وحرام یا عقائد کی بحث نہیں۔ اس لیے ابن القیم رحمہ اللہ ایسے ائمہ حدیث تک نے

تسامح سے کام لیا ہے۔ بنابریں تعدد طرق سے اس کی تصحیح کی گئی اور عوام میں مشہور ہے کہ فضائل میں اس قسم کی احادیث قبول کر لیتے ہیں۔ اہلِ تحقیق کے نزدیک یہ اصل بھی خود محل نظر ہے۔"

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۴۰)

سلفی صاحب کی اس عبارت سے چند چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔ حیات انبیاء علیہم السلام کے اثبات والی حدیثوں کو حافظ ابن القیم رحمہ اللہ جیسے ائمہ حدیث نے قبول کیا ہے۔ ایک طرف ائمہ حدیث ہوں اور دوسری طرف سلفی صاحب، تو ترجیح یقیناً ائمہ حدیث کی بات کو ہونی چاہیے۔

۲۔ "بنابریں تعدد طرق سے اس کی تصحیح کی گئی" عرض ہے کہ حیاتِ انبیاء کے اثبات والی متعدد حدیثیں صحیح ہیں جن کی صحت کو خود غیر مقلدین نے بھی تسلیم کیا ہوا ہے۔ بندہ نے اپنی کتاب "فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع" جلد اول میں غیر مقلدین کے حوالے جمع کر دیئے ہیں۔ تعدد طرق کی بناء پر ہی انہیں صحیح کہا گیا ہے تو بھی غیر مقلدین کو مان لینا چاہیے اس لیے کہ انہیں یہ تسلیم ہے کہ کثرتِ طرق سے ضعیف حدیث قبولیت کا درجہ حاصل کر لیتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی حدیث کی بہت سی ضعیف سندیں ہوں تو سندوں کی کثرت کی وجہ سے وہ حدیث ضعف سے ترقی کر کے صحت تک پہنچ جاتی ہے۔

چنانچہ مولانا ثناء اللہ مدنی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"بعض ضعیف روایات ایسی ہیں جو کثرتِ طرق کی بناء پر کسی نہ کسی انداز میں قبولیت کا درجہ حاصل کر لیتی ہیں"

(فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ۱/۲۹۷)

مولانا محمد گوندلوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر کثرتِ طرق سے اس کا ضعف جاتا رہا"

(خیر الکلام صفحہ ۴۵۲)

مولانا حافظ محمد امین صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''جب کمزور حفظ والے راوی کو دیگر رواۃ کی تائید حاصل ہو جائے تو غلطی کا شبہ سرے سے مفقود ہو جاتا ہے اور وہ روایت معتبر قرار پاتی ہے''

(نماز کے بعد دعائے اجتماعی اور طائفہ منصورہ کا مسلکِ اعتدال صفحہ ۱۲۲)

۳۔ ''عوام میں مشہور ہے کہ فضائل میں اس قسم کی احادیث قبول کرلیتے ہیں۔'' فضائل میں ضعیف حدیث کی قبولیت عوام کا نظریہ نہیں۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ اٹھانوے فی صد عوام کو اس نظریہ کا علم ہی نہیں تو یہ مبالغہ نہ ہو گا چہ جائیکہ کے اسے عوام میں شہرت یافتہ نظریہ قرار دیا جائے۔ سلفی صاحب! فضائل میں ضعیف حدیث کی قبولیت کا نظریہ عوام کی بجائے اہلِ علم محدثین بلکہ خود غیر مقلدین کا ہے، جیسا کہ درج ذیل مصنفین نے اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے۔

- مولانا ابو شفیق محمد رفیق پسروری غیر مقلد۔(فتاوی رفیقیہ ۳۲/۴)
- پروفیسر عبد اللہ بہاول پوری غیر مقلد۔(خطبات بہاول پوری ۳۷۰/۳)
- مولانا ارشاد الحق اثری غیر مقلد۔(آفاتِ نظر اور ان کا علاج صفحہ ۳۸)
- مولانا عبد اللہ روپڑی غیر مقلد۔(فتاوی اہل حدیث ۱/ ۵۳۲، ۴۹۵.... ۲/ ۱۳۷، ۶۷، ۵۶)

ان کتابوں کی عبارات بندہ نے اپنی کتاب ''فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع'' میں نقل کر دی ہیں۔ یہاں محض حوالوں پر اکتفاء کیا ہے۔

۴۔ اہلِ تحقیق کے نزدیک یہ اصل بھی خود محل نظر ہے۔'' سلفی صاحب باور کرا رہے کہ محققین کے نزدیک فضائل میں بھی ضعیف حدیث قبول نہیں مگر اس کے برعکس دوسری کتاب میں یوں لکھتے ہیں:

''گو یہ حدیثیں ضعیف ہیں لیکن فضائلِ اعمال میں ضعیف حدیث قبول کر لی جاتی ہے''

(شرح مشکوۃ مترجم ۱/ ۲۴۷ مؤلفہ مولانا محمد اسماعیل سلفی، مکتبہ نعمانیہ گوجرانوالہ)

جلاء الافہام میں ''فنبی اللہ حی یرزق'' کی بحث

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

''جلاء الافہام میں جیسا کہ اوپر ذِکر ہوا ہے۔ حدیث ابو الدرداء رضی اللہ عنہ پر طویل بحث فرمائی ہے۔ انقطاع اور تضعیف کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ انقطاع کے لیے شواہد

جمع فرمائے ہیں گو وہ شواہد خود محل نظر ہیں۔"

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۴۰)

اس سے معلوم ہوا کہ حیاتِ انبیاء علیہم السلام کے اثبات پر حدیث نبوی "اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے" حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کے نزدیک نہ صرف صحیح ہے بلکہ انہوں نے اس کے ضعف پر اُٹھائے گئے اعتراضات کا جواب بھی دیا ہے۔ہاں سلفی صاحب کو اُن سے اختلاف ہے۔

سیوطی تذبذب اور خبط میں مبتلا ہیں

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

"حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے جس قدر جوابات دیئے ہیں ان میں اکثر مناظرانہ انداز کے ہیں اور جن پر حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے کچھ اعتماد ظاہر فرمایا وہ حیاتِ دنیوی کے خلاف ہیں۔ان جوابات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حافظ سیوطی رحمہ اللہ کا اپنا ذہن بھی اس حدیث سے متعلق صاف نہیں۔جوابات میں تذبذب اور خبط نمایاں ہے۔"

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۴۱)

سلفی صاحب کی اس عبارت سے درج ذیل امور معلوم ہوئے۔

۱۔ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے مناظرانہ انداز اختیار فرمایا ہے۔عرض ہے کہ کیا مناظرانہ انداز اختیار کرنا جائز نہیں، کیا یہ دینی عمل نہیں؟

۲۔ حافظ سیوطی رحمہ اللہ کا حدیث کی بابت ذہن صاف نہیں۔حالاں کہ غیر مقلدین نے اپنی کتابوں میں یہ دعویٰ کر رکھا ہے کہ حدیث کا مطلب و مفہوم محدثین زیادہ جانتے ہیں۔مگر یہاں محدث (سیوطی) کے بارے میں تاثر دیا جا رہا ہے کہ حدیث کی بابت اُن کا ذہن صاف نہیں تھا۔

۳۔ "جوابات میں تذبذب اور خبط نمایاں ہے۔" سلفی صاحب تاثر دے رہے ہیں کہ سیوطی اگرچہ محدث ہے پھر بھی تذبذب کا شکار اور خبط میں مبتلا ہے۔اس طرح کی بات کوئی دوسرے مذہب والا شخص کہتا تو نہ جانے غیر مقلدین اسے کیا کچھ سنا ڈالتے۔

قصے حجت تو نہیں مگر قابل استدلال ہیں

سلفی صاحب "حکایات اور قصص" عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

”حضرت جعفر کی شہادت، بعض ارواح کا اپنے قرضوں کے متعلق اطلاع دینا، کتاب الروح، شرح الصدور، خصائص کبریٰ وغیرہ میں اس قسم کی کئی حکایات مرقوم ہیں۔ اولاً: یہ قصے شرعاحجت نہیں۔ ثانیاً: عقائد کے لیے یہ دلائل قطعاً قابل اطمینان نہیں۔ ثالثاً: اس سے حیاتِ روح اور ان کی نقل وحرکت پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔“

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۴۲)

سلفی صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ قصے شرعاً حجت تو نہیں البتہ ان سے روح کی نقل وحرکت پر استدلال کیا جا سکتا ہے۔ مگر یہ عقدہ حل نہیں کیا کہ غیر شرعی قصوں سے روح کی نقل وحرکت پر استدلال کیسے جائز ہوا؟

کشف کا وجود

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

”خواب اور کشوف کا ظہور جب غیر نبی سے ہو تو صاحبِ کشف ممکن ہے اس پر یقین کر لے۔ عامۃ المسلمین اس کے پابند نہیں۔“

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۴۲)

سلفی صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ وہ ”کشف“ کا وجود مانتے ہیں جب کہ موجودہ دَور کے کئی غیر مقلد لکھاری اسے علم غیب کہہ کر اس کا انکار کرتے ہیں۔ چنانچہ حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”خلاصہ یہ کہ کشف بھی غیب دانی کا ایک نام ہے اور امت مسلمہ میں قیامت تک کسی کو کشف یا الہام نہیں ہوتا۔“

(توضیح الاحکام: ۱/۸۸)

سیدنا سعید بن المسیب کا روضہ نبوی سے آواز سننا

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

”واقعہ حرہ میں سعید بن مسیب رحمہ اللہ کا مسجد نبوی میں اذان سننا مدعا کے لحاظ سے بالکل بے معنی ہے۔ سعید بن مسیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز نہیں پہچانتے تھے۔ ممکن ہے یہ آواز کسی پاک باز جن یا فرشتہ کی ہو۔“

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۴۲)

۱۔ سیدنا سعید بن مسیب رحمہ اللہ کا روضہ نبوی سے آوازیں سننا حدیث کی مشہور کتاب "مشکوۃ المصابیح" میں مذکور ہے۔ صاحبِ مشکوۃ نے اس واقعہ کو "باب الکرامات" کے تحت درج کیا ہے۔ یعنی سیدنا سعید ابن المسیب رحمہ اللہ کا روضہ سے آنے والی آواز کو سننا کرامت ہے۔ سلفی صاحب نے مشکوۃ کی شرح میں اس مقام پہ لکھا:

"اس حدیث سے سعید ابن المسیب کی فضیلت نکلی۔"

(شرح مشکوۃ مترجم: ۴/ ۳۹۴)

۲۔ مولانا محمد اسماعیل کے نام کے ساتھ "سلفی" لکھا ہوا ہوتا ہے، لہذا انہیں چاہیے تھا کہ "سلفی" لفظ کی لاج رکھتے ہوئے یہاں علمائے سلف کے حوالے پیش کرتے کہ روضہ سے آنے والی آواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں بلکہ کسی جن یا فرشتہ کی تھی۔

۳۔ مزید یہ کہ صاحب واقعہ روضہ سے آنے والی آواز کو نبوی آواز کہتے ہیں اور سلفی صاحب اسے جن و فرشتہ کی آواز باور کرا رہے۔ قابلِ غور بات ہے کہ صاحب واقعہ کی بات کو ترجیح دیں یا واقعہ سے صدیوں بعد پیدا ہونے والے سلفی صاحب کی تاویل کو راجح کہیں۔

برزخی زندگی دنیاوی زندگی سے اعلیٰ وارفع ہے

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

"برزخی زندگی دنیوی زندگی سے بدرجہا اعلیٰ اور ارفع ہے۔"

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۴۳)

سلفی صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دنیاوی زندگی کا اگرچہ انکار کیا مگر یہ تسلیم کر لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برزخ میں حاصل شدہ زندگی اُن کی دنیاوالی زندگی سے اعلی وارفع ہے۔

دیوبندی اہلِ توحید اور اہلِ علم و عقل ہیں

سلفی صاحب نے دیوبندیوں کو مخاطب کر کے لکھا:

"خان صاحب بریلوی اور ان کے اتباع عقل اور علم سے بے نیاز ہیں لیکن آپ حضرات غور فرمائیں اہلِ توحید تو علم و عقل سے خالی نہیں ہوتے؟ ان فی ذلک لآیات لاولی النھی۔"

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۴۳)

مولانا ابو ذر بخاری رحمہ اللہ

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

”اتفاقاً رسالہ ”حیات النبی“ مؤلفہ مولانا اخلاق حسین ملا۔ جس کا پیشِ لفظ مولانا سید ابو ذر بخاری نے لکھا ہے۔“

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۴۳)

حدیث کو خلاف پا کر تاویل کرنے کا طعن

سلفی صاحب نے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے متعلق لکھا:

”مولانا اسی حدیث یرد اللہ علی روحی کی توجیہ فرمانے کی کوشش فرمائی۔ یہ حدیث چوں کہ دیوبندی مکتبِ خیال کے خلاف ہے اس لیے اس کی تاویل فرمائی گئی ہے کہ یہ راستہ سے ہٹ جائے۔“

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۴۳)

غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ محدثین خود کو حدیثوں کے مطابق ڈھالتے ہیں نہ کہ حدیثوں میں تاویل کر کے اپنے مذہب کے مطابق کرتے ہیں۔ اگلی بات ہم عرض کر دیتے ہیں کہ حدیثوں میں تطبیق دینے کے لیے محدثین نے بھی اس حدیث میں مختلف تاویلیں کیں۔ جن محدثین نے اس حدیث میں تاویل کی ہیں اُن میں سے چند کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ۔(فتح الباری :۳۵۲/۶طبع مصر)

علامہ سخاوی رحمہ اللہ۔(القول البدیع صفحہ ۱۲۷ طبع الہ آباد الھند)

حافظ ابن الملقن رحمہ اللہ۔(بحوالہ تحفۃ الذاکرین للشوکانی صفحہ ۲۸ و دلیل الطالب لنواب صدیق حسن صفحہ ۸۴۳)

علامہ عزیزی رحمہ اللہ۔ (السراج المنیر :۲۷۸/۳)

علامہ سیوطی رحمہ اللہ۔ (انباہ الاذکیاء صفحہ ۱۰)

حضرت مولانا محمد سر فراز خان صفدر رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا حضرات کی عبارات اپنی کتاب ”تسکین الصدور صفحہ ۳۰۱ تا ۳۰۴ میں نقل کر دی ہیں۔ خود غیر مقلدین بھی اس حدیث کی تاویل کیا کرتے ہیں مثلاً اُن کے ”امام“ علامہ وحید الزمان نے لکھا:

” رد روح سے اس کا متوجہ ہونا مراد ہے۔“

(لغات الحدیث: ۲/ ۶۳، ر)

حاصل یہ کہ علمائے دیوبند نے حدیثوں میں تطبیق دینے کے لیے زیر بحث حدیث کی بابت محدثین سے تاویل نقل کی ہے، نہ کہ اس لیے کہ یہ اُن کے مذہب کے خلاف ہے۔ اگر سلفی صاحب کے الزام کو درست مان لیا جائے تو محدثین اور خود غیر مقلدین پر الزام عائد ہوتا ہے کہ انہوں نے حدیث کو اپنے مذہب کے خلاف پا کر اسے تاویل کی نذر کر دیا ہے۔

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کو خراجِ تحسین

سلفی صاحب نے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے متعلق لکھا:

”حضرت مولانا کی جلالتِ قدر، دقت نظر، وسعتِ معلومات، تقویٰ للّٰہیت معلوم اور مسلّم ہے۔ قلم لرزتا ہے کہ مجھ ایسا کم سواد علم و حکمت کے سمندر کے خلاف تنقید کا انداز اختیار کرے لیکن ....۔“

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۴۳)

علمائے دیوبند گالیاں نہیں دیتے اور جھوٹ بھی نہیں بولتے

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

”حضرات دیوبند پہلی دو بیماریوں سے قریباً محفوظ ہیں۔ گالیاں نہیں دیتے، جھوٹ نہیں بولتے۔“

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۴۵)

سلفی صاحب کی طرف سے اتنا بھی تسلیم کر لینا غنیمت ہے کہ دیوبندی حضرات گالیاں نہیں دیتے اور جھوٹ بھی نہیں بولتے۔ اس کے بالمقابل گالی اور جھوٹ کے حوالہ سے غیر مقلدین کا کردار کیا ہے، اس کے لیے

رسائل اہلِ حدیث جلد اول و دوم ملاحظہ فرمائیں۔

امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ کے لیے رضی اللہ عنہم کا جملہ بولنا اور انہیں اپنے آباء کہنا

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

”اساتذہ کا احترام دوسری چیز ہے اور علم و دانش سے صرف نظر بالکل دوسرا اَمر۔ اس میں حضرت امام ابو حنیفہؒ اور ان کے تلامذہ کرام کا اُسوۂ آپ کے سامنے ہے کہ احترام اور اختلاف بیک وقت چل رہے ہیں ... رحمھم اللہ ورضی عنھم ۔ اولئک آبائی فجئنی بمثلھم ، اذا جمعتنا یا جریر المجامع۔“

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۴۶)

اس عبارت میں سلفی صاحب نے امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کے لیے ”رضی اللہ عنھم “ لکھا۔مزید یہ کہ انہوں نے ان مقدس شخصیات کے لیے عربی شعر درج کیا جس میں کہا گیا:

”یہ میرے آباء ہیں ان جیسا لا کر دکھاؤ“۔

حدیث سے مخلصی کے لیے سند پر جرح کر دی

سلفی صاحب نے حدیث نبوی ”رد اللہ علی روحی “ سے مخلصی کی صورت بیان کرتے ہوئے لکھا:

”اس حدیث سے مخلصی کی ایک اور راہ بھی ہو سکتی تھی کہ اس کے رواۃ میں ابو صخر حمید بن زیاد ہیں۔ مسلم نے اس کی متابعت کے طور پر روایت کی ہے ... حدیث پر جرح کر کے مخلصی ہو سکتی ہے۔“

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۴۷)

یہ حدیث محدثین اور خود غیر مقلدین کے ہاں بھی صحیح ہے مگر سلفی صاحب اس حدیث پر عمل کی بجائے مخلصی کی راہ دکھا رہے ہیں کہ اس کی سند پر جرح کر کے جان چھڑا لو۔مزید یہ کہ سلفی صاحب نے حدیث سے مخلصی پانے کے لیے جس راوی کو مجروح قرار دیا وہ ان کے بقول مسلم کا راوی ہے جس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ مسلم میں ضعیف راوی بھی موجود ہیں۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا زہد و ورع

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

"امام احمد اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ کے زہد و ورع کے مطابق..."

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۴۸)

دیوبند کے علمی اقتدار

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

"دیوبند کے علمی اقتدار اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی رفعتِ مقام کی بنا پر جب کوئی مسئلہ ان حضرات کی طرف سے آئے تو اس سے صرفِ نظر ممکن نہیں۔"

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۵۰)

اس عبارت کا حاصل یہ ہوا کہ جس مسئلہ پر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اور علمائے دیوبند کا اتفاق ہو، اسے چھوڑا نہیں جا سکتا۔ اس اُصول کی رُو سے تقلید سے انکار کی گنجائش نہیں رہتی کیوں کہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اور علمائے دیوبند دونوں نے تقلید کو ضروری مانا ہوا ہے۔ اسی اُصول سے دیگر کئی معرکۃ الاراء مسائل حل ہو سکتے ہیں مثلاً تصوف و طریقت کی اہمیت اور مسئلہ وحدۃ الوجود وغیرہ۔

آبِ حیات اور اس کے مصنف حضرت نانوتوی رحمہ اللہ

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

"حال ہی میں برادر محترم حضرت مولانا محمد چراغ صاحب کی عنایت سے حضرت مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کی "آب حیات" دیکھنے کا موقع ملا۔ مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کے علم اور جلالت قدر کا پہلے بھی یقین تھا "آب حیات" دیکھنے سے اُن کا احترام اور بھی زیادہ ہوا۔"

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۵۰)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

"ابنائے دیوبند سے ادباً گزارش ہے کہ اکابرِ دیوبند بے شک قابل احترام ہیں لیکن وہ اپنے وقت کے ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ نہیں ہیں کہ ان کی ہر بات تقلیداً مان لی جائے۔"

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ نمبر:۵۱)

اس عبارت میں دو باتیں بیان ہوئیں:

۱۔ اکابر دیوبند بے شک قابلِ احترام ہیں۔

۲۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ مقتدا ہیں جن کی تقلید کی جاتی ہے۔

اہلِ حدیث سے لغزش نہ ہونے کا دعویٰ

سلفی صاحب "حیات النبی اور اہلِ حدیث" عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

"مجھے خوشی ہے کہ اکابر اہلِ حدیث میں کسی سے اس قسم کی لغزش نہیں ہوئی۔ ہمارے اکابر سے غزنوی خاندان کو تصوف سے جو شغف رہا ہے وہ بحث و دلیل کا محتاج نہیں۔ لیکن حضرت عبد اللہ غزنوی رحمہ اللہ اور ان کے ابنائے کرام اور تلامذۂ عظام سے کوئی بھی اس قسم کی اعتقادی جمود کا شکار نہیں ہوا... اسی طرح جن لوگوں نے علمائے یمن سے علومِ سنت کا استفادہ فرمایا ہے وہ بھی ان کمزور اور دُور اَز کار تاویلات سے محفوظ رہے ہیں اور یہ ساری برکت اس بناء پر ہے کہ یہ دونوں طریق تقلیدی جمود سے پاک ہیں۔ ان میں اساتذہ کا اَدب تو یقیناً ہے لیکن جمود اور تقلید نہیں۔ یہی محدثین کی اصل راہ ہے۔"

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۵۱)

۱۔ غیر مقلدین کا عمومی دعویٰ ہے کہ اہلِ حدیث دَورِ نبوی سے چلے آرہے ہیں۔ اس لئے سلفی صاحب کو چاہیے تھا کہ مولانا عبد اللہ غزنوی سے پہلے تیرہ صدیوں کے اپنے مزعوم اہلِ حدیث اکابر کا حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت نظریہ بیان کرتے۔ اہلِ حدیث عنوان کے تحت اُن کا تذکرہ نہ کرنے کی کیا وجہ ہے؟ وہ سلفی صاحب کے نظریہ کے خلاف ہیں، پچھلی تیرہ صدیوں میں رجسٹرڈ اہلِ حدیث تھے ہی نہیں، یا کوئی اور عذر ہے؟

۲۔ یمن سے استفادہ کرنے والوں کے متعلق سلفی صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ اُن کے ہم نوا ہیں۔ حالاں کہ شوکانی بھی یمنی ہیں وہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو صحیح قرار دے کر اپنا نظریہ اس کے مطابق لکھ چکے، جیسا کہ پچھلے صفحات میں ہم نے بحوالہ نقل کر دیا ہے۔

۳۔ سلفی صاحب نے محدثین کو تارکِ تقلید / غیر مقلد قرار دیا جس سے ہمارا اتفاق ضروری نہیں۔ محدثین کے

مقلد ہونے پر علامہ عبد الرشید عراقی غیر مقلد کی کتاب ”کاروان حدیث“ ملاحظہ کرلیں۔ بہر کیف سلفی صاحب کے بقول محدثین تارک تقلید ہیں۔ اگلی بات ہم عرض کر دیتے ہیں کہ محدثین عقیدہ حیات کے قائل تھے مثلاً حافظ ذہبی رحمہ اللہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت فرماتے ہیں:

”یہ زندگی نہ تو ہر لحاظ سے دنیاوی ہے اور نہ ہر لحاظ سے جنتی ہے بلکہ اصحابِ کہف کی زندگی سے مشابہ ہے۔“

(سیر اعلام النبلاء :۹/۱۶۱)

حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد نے حافظ ذہبی رحمہ اللہ کا مذکورہ حوالہ نقل کر کے لکھا:

”حالاں کہ اصحاب کہف دنیاوی زندہ تھے جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہ اعتراف حافظ ذہبی وفات آچکی ہے۔“

(علمی مقالات:۱/۲۳)

۴۔ سلفی صاحب دعوی کر رہے ہیں کہ اہلِ حدیث سے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے لغزش نہیں ہوئی۔ ہم کہتے ہیں آپ کے مزعوم اہلِ حدیث نے حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات میں بہت کچھ شائع کیا ہوا ہے، کچھ حوالے بندہ نے اپنی کتاب ”فضائل اعمال کا عالادنہ دفاع“ میں نقل کر دیئے ہیں۔

۵۔ سلفی صاحب کے بقول ”اہلِ حدیث کے اکابر غزنوی خاندان کو تصوف سے شغف رہا ہے“ عرض ہے کہ سلفی صاحب کی یہ بات بجا ضرور مگر یہ بھی حقیقت ہے موجودہ دَور کے اکثر غیر مقلدین تصوف کے خلاف ہیں۔ لہذا یہ کہنا درست ہو گا کہ غیر مقلدین اپنے اکابر کی راہ سے فرار اختیار کر چکے ہیں۔

علمائے دیوبند کا علمی احترام

سلفی صاحب لکھتے ہیں:

”حضرات اکابر دیوبند کے علمی احترام کے وسیع اثر نے مجبور کیا۔“

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۵۱)

علی زئی کے ہاں کتاب ”حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ کتاب کی حیثیت

حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد ”عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اس سلسلے میں بہترین کتاب مشہور اہلِ حدیث عالم مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کی ”مسئلہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ ہے۔“

(علمی مقالات: ۱/ ۲۵)

جمع وترتیب: مفتی رب نواز، احمد پور شرقیہ

عقیدہ حیات الانبیاء کا اثبات عرب اور سلفی علماء کی زبانی

اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر جو شخص درود پڑھتا ہے، آپ اس کا درود سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔ لیکن اس کے بالمقابل پاکستان میں ایک طبقہ ایسا ہے جو انبیاء کرام کی حیات فی القبر کا قائل نہیں۔ ان کے بقول نہ تو قبروں میں انبیاء کے جسموں میں روح داخل ہے، اور نہ ہی اس کا جسم کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔ یہ لوگ خود کو "اشاعۃ التوحید والسنۃ" جماعت سے موصوف کرتے ہیں، مگر عرف میں انہیں مماتی کہا جاتا ہے اور بعض علاقوں میں یہ "پنج پیری" لیبل کے ساتھ بھی مشہور ہیں۔ مماتی لوگ عقیدہ حیات الانبیاء کو بریلوی عقیدہ کہہ کر جھٹک دیتے ہیں، جب کہ انہیں یہ اعتراف ہے کہ عرب کے سلفی و نجدی لوگ بریلوی نہیں، بلکہ بریلویت کے خلاف ہیں۔ اگلی بات ہم انہیں بتانا چاہتے ہیں کہ جن عربیوں کو آپ بریلویت کے خلاف مانتے ہو، وہ عقیدہ حیات الانبیاء کے قائل ہیں۔ سوال بنتا ہے کہ اگر یہ عقیدہ بریلویت کی ترجمانی ہے، تو عرب علماء اسے کیوں تسلیم کئے ہوئے ہیں!؟

اور وہ لوگ جو خود کو اہلِ حدیث کہتے ہیں اُن میں بھی ایک گروہ عقیدہ حیات الانبیاء کا انکاری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عرب کے سلفی و نجدی علماء سے ہم آہنگی کا دعوے دار بھی ہے۔ بلکہ وہ برملا یہ دعوی کیا کرتے ہیں کہ سعودیہ والے ہمارے ہم مسلک اہلِ حدیث ہیں۔ اُن کے اِس دعوے سے ہمارا اتفاق نہیں، البتہ اُن لوگوں کی خدمت میں عرب علماء کے حوالے پیش کئے جاتے ہیں، جنہوں نے عقیدہ حیات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تسلیم کیا ہے۔

یاد رہے کہ عربی علماء تو قبر میں عام لوگوں کی بھی حیات مانتے ہیں مگر ہم موضوع کی مناسبت سے اُن کی صرف وہ عبارتیں نقل کریں گے جو خاص کر حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیاتِ قبر کے اثبات میں ہیں، وباللہ التوفیق۔

شیخ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب (۱۲۰۶ھ)

شیخ محمد بن عبد الوہاب کے بیٹے شیخ عبد اللہ اپنی جماعت کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”والذی نعتقده ...انه حی فی قبره برزخية ابلغ من حياة الشهداء المنصوص عليها فی التنزيل، اذ هو افضل منهم بلا ريب انه يسمع سلام المسلم عليه ۔“

(مشاہیر علماء نجد صفحہ ۴۰، ترجمۃ الشیخ عبد اللہ)

ترجمہ: ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں حیات برزخی (مخفی حیات) کے ساتھ، جو شہداء کی حیات سے کامل ترین ہے اور شہداء کی حیات قرآن کریم میں منصوص ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہداء سے افضل ہیں تو وہ بلاشبہ بطریقِ اولی زندہ ہوں گے اور آپ سلام کرنے والے کا سلام سنتے ہیں۔

شیخ عبد العزیز بن محمد بن سعود (وفات:۱۲۱۸ھ)

شیخ عبد العزیز بن محمد بن سعود کہتے ہیں:

” مع ان حياته صلی الله عليه وسلم فی قبره برزخية ۔“

(رسالة مهمة للامام المجاهد العلامة عبد العزيز بن محمد بن سعود صفحہ ۲۸)

ترجمہ: باوجود اس کے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اپنی قبر میں برزخی ہے۔

شیخ حسین بن غنام نجدی (وفات:۱۲۲۵ھ)

کسی نے سوال کیا:

”ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیات انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی حیات فی القبر سے اعلیٰ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس سوال کرنا کیسے شرک ہے؟

شیخ نے جواب دیا:

”وحاصل الجواب ان هذه الحياة المقررة قد ذكرها الله تعالىٰ فی كتابه مكررا فليس فيها ارتياب و لا انكار ... وانما هی حياة غير معقولة لنا ولا مكلفة بل هی حياة برزخية نؤمن بها كما اخبربه علی

ای صفة ۔"

ترجمہ: جواب کا خلاصہ یہ ہے جس حیات (یعنی قبر والی حیات) کا سوال میں ذِکر کیا گیا ہے اس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بار بار ذِکر کیا ہے، لہذا اس حیات میں نہ کوئی شک ہے، اور نہ انکار کی گنجائش ہے، اور یہ حیات جس کی اللہ تعالی نے خبر دی اور اس کے بقاء کا فیصلہ کیا یہ اس حیات کی طرح نہیں جس کی فنائیت کا فیصلہ کیا اور جس کے ساتھ بندوں کا مکلف ہونا مربوط کیا ......سوائے اس کے نہیں، وہ ایسی حیات ہے جس کی کیفیت ہمارے فہم سے بالاتر ہے بلکہ یہ مخفی زیر پردہ حیات ہے، ہم س پر ایمان رکھتے ہیں جیسا کہ اس کی خبر دی گئی ہے، وہ حیات جس کیفیت پر بھی ہو۔

(تحقیق عقیدہ حیات انبیاء صفحہ ۳۸۰، تالیف: حضرت مولانا منیر احمد منور)

شیخ سلیمان بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب (وفات:۱۲۳۳ھ)

شیخ صاحب کہتے ہیں:

"انه صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ حیاة برزخية اقوی من حياة الشهداء ولكنه قد انتقل من هذه الدار الى دار القراربنص الكتاب والسنة والاجماع ۔"

(التوضیح عن توحید الخلاق صفحہ۲۹۹)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں حیات برزخیہ کے ساتھ زندہ ہیں، اور یہ حیات شہداء کی حیات سے زیادہ قوی ہے، لیکن آپ دارِ دنیا سے دار القرار یعنی عالم برزخ کی طرف منتقل ہوگئے ہیں، یہ عقیدہ کتاب وسنت کی نصوص اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔

عبد الرحمن بن حسن بن محمد بن عبد الوہاب (وفات:۱۲۸۵ھ)

شیخ صاحب نے ابن رجب کے حوالہ سے لکھا:

"قبور سے ارواح کا جدا ہونا قبور پر سلام کے منافی نہیں 'لانه يسلم على قبور الانبياء والشهداء و ارواحهم فی اعلیٰ علیيین ولكن لها مع ذلك اتصال

سريع بالبدن لا يعلم كنهه الا الله۔"

(الايمان والرد على اهل البدع صفحہ ۲۶)

ترجمہ: کیوں کہ انبیاء علیہم السلام اور شہداء کی قبور پر سلام کیا جاتا ہے، حالاں کہ ان کی ارواح اعلیٰ علیین میں ہوتی ہیں لیکن اس کے باوجود بدن کے ساتھ ان کا سریع الانتقال اتصال ہوتا ہے جس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

عبد اللطیف آلِ شیخ رعبد اللطیف بن عبد الرحمن بن حسن بن محمد بن عبد الوہاب (وفات:۱۲۹۳ھ)

شیخ صاحب کہتے ہیں:

"ا ن الانبياء احياء وانهم اعلى من الشهداء حالا بعد الموت، وهذا حق لا ريب ولا ينازع فيه مسلم۔"

(مصباح الظلام فى الرد على من كذب الشيخ الامام ونسبه الى تكفير اہل الايمان والاسلام :۳/۳۸۵)

ترجمہ: یقیناً انبیاء علیہم السلام وفات کے بعد زندہ ہیں اور ن کی حالت شہداء کی حالت سے اعلیٰ ہے، اور یہ حق ہے اس میں کوئی شک نہیں اور اس میں کوئی مسلمان اختلاف و نزاع نہیں کرتا۔

شیخ احمد بن ابراہیم عجدی(وفات:۱۳۲۷ھ)

شیخ صاحب نے حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھا:

"یہ حدیث صحیح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسراء کی رات موسی علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے اور ان کو چھٹے یا ساتویں آسمان میں بھی دیکھا، پس روح وہاں تھی ولها اتصال بالبدن فى القبر الخ اور اس کا قبر میں بدن کے ساتھ اتصال و تعلق تھا اور روح کا بدن پر عکس اور پرتوَ تھا جس کی وجہ سے آپ قبر میں نماز پڑھتے ہیں اور سلام کرنے والوں کے سلام کا جواب دیتے ہیں، حالاں کہ روح رفیق اعلیٰ میں ہے، اور دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں، کیوں کہ ارواح کے احوال ابدان کے احوال سے مختلف ہیں۔"

(توضيح المقاصد شرح الكافية الشافية نونية ابن القيم :١٦٨/٢)

شیخ صاحب آگے کہتے ہیں:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان بھی مجھ پر سلام کرے گا، اللہ تعالیٰ میری روح میری طرف متوجہ کر دیں گے اور میں سلام کا جواب دوں گا، لیکن یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت نہیں کیوں کہ دوسری حدیث حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کوئی آدمی اپنے بھائی کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے اور دنیا میں قبر والا اس کو پہچانتا تھا اور یہ گزرنے والا اس کو سلام کرتا ہے، تو صاحب قبر اس کو پہچان لیتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔“

(حوالہ مذکورہ:١٦٩/٢)

شیخ صاحب نے مزید کہا:

”ان قوله الا رد الله على روحى ......يقتضى رد الروح بعد السلام ولا يقتضى استمرارها فى الجسد الخ، موت کے بعد سلام کا جواب دینا تقاضا کرتا ہے روح کے بدن کی طرف لوٹنے کا، لیکن روح کا جسد کی طرف لوٹنا اس کا تقاضا نہیں کرتا کہ روح جسد میں ہمیشہ رہے اور نہ اس سے عالم دنیا جیسی محسوس مشاہداتی خورد و نوش کی محتاج تکلیفی زندگی ثابت ہوتی ہے، اور نہ ہی روح کا بدن کی طرف اعادہ عالَم دنیا جیسا اعادہ ہوتا ہے بلکہ موت کے بعد برزخ (قبر) میں اعادہ بھی برزخی ہوتا ہے اور حیات بھی برزخی۔“

(حوالہ مذکورہ:١٦٩/٢)

شيخ سليمان بن سحمان نجدی(وفات:١٣٤٩ھ)

شیخ صاحب کہتے ہیں:

”ومن المعلوم انه لم يكن صلى الله عليه وسلم حيا فى قبره كالحياة الدنيوية المعهودة الخ، یہ بات یقینی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیات عالم دنیا کی معروف حیات کی طرح نہیں جس میں روح کا بدن میں حلول و دخول

ہو تا ہے اور رروح بدن میں تدبیر و تصرف کرتی ہے اور بدن خورد و نوش اور لباس وغیرہ کی طرف محتاج ہو تا ہے۔ بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیاتِ برزخیہ ہے۔(یعنی مخفی زیر پردہ حیات ہے جو لوازم دنیا سے مستغنی ہے)، اور آپ کی روح مبارک رفیق اعلیٰ میں ہے، اسی طرح باقی انبیاء کی ارواح اعلیٰ علیین میں ہیں لیکن ان کی منازل جدا جدا ہیں جیسا کہ اسراء کی رات ان کو مختلف آسمانوں میں دیکھا اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بلند مرتبہ میں ہیں جس کا نام وسیلہ ہے۔"

(الصواعق المرسلة الشهابية صفحہ ۸۲)

شیخ محمد بن خضر سید عبد اللہ بن احمد شنقیطی (وفات:۱۳۵۴ھ)

شیخ صاحب کہتے ہیں:

"ووجه الاشكال فيه ان ظاهره ان عود الروح الى الجسد يقتضى انفصالها عنه الخ، سلام کے وقت ردِ روح کی حدیث کے ظاہر سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ روح بدن سے جدا تھی، اور یہ موت ہے حالاں کہ انبیاء علیہم السلام بالاتفاق زندہ ہیں۔ علماء نے اس کے کئی جواب دیئے ہیں۔(۱)ان رد روحه كان سابقا عقب دفنه لا انها تعاد ثم تنزع ثم تعاد(رد الله علی روحی کی مراد یہ ہے کہ سلام سے پہلے دفن کے بعد اللہ تعالیٰ نے روح کو جسد کی طرف لوٹا دیا، یہ نہیں کہ روح کو لوٹایا گیا، پھر روح کو کھینچا گیا، پھر لوٹایا گیا)......(۵) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملاء اعلیٰ کے امور میں مستغرق ہو جاتے ہیں، پھر جب کوئی سلام کرتا ہے تو آپ کا عقل وفہم آپ کی طرف لوٹ آتا ہے، پھر آپ سلام کنندہ کے سلام کا جواب عنایت فرماے ہیں، اس پر اشکال یہ ہے کہ روئے زمین پر ہر آن آپ پر بے شمار لوگوں کی طرف سے صلوٰۃ و سلام کا تحفہ پیش ہوتا رہتا ہے اور کسی وقت بھی یہ سلسلہ منقطع نہیں ہوتا تو اس سے لازم آتا ہے کہ سارے وقت کا سلام کے جواب میں مصروف و مستغرق ہو جانا، اس کا جواب یہ ہے کہ امورِ آخرت کو عقل سے نہیں سمجھا جا سکتا، اور احوالِ برزخ احوالِ آخرت کے زیادہ مشابہ ہیں، اس لئے ان کو بھی عقل سے نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔"

(کوثر المعانی الدراری فی کشف خبایا صحیح البخاری :۱۳/۹۳)

مبارک بن محمد جزائری سلفی (وفات:۱۳۶۴ھ)

شیخ صاحب کہتے ہیں:

"وصلوۃ الانبیاء الخ اپنی قبور میں انبیاء علیہم السلام کی نماز لذت اور روحانیت کے طور پر ہوتی ہے، مکلف ہونے کے طور پر نہیں ہوتی۔"

(رسالۃ الشرک و مظاھرہ صفحہ ۳۴۹)

محمد بن عبد اللطیف آلِ شیخ (وفات:۱۳۶۷ھ)

محمد بن عبد اللطیف، آلِ شیخ (محمد بن عبد اللطیف بن عبد الرحمن بن حسن بن محمد بن عبد الوہاب) کہتے ہیں:

ونعتقده ......انه حی فی قبره حياة برزخية ابلغ من حياة الشهداء المنصوص عليها فی التنزيل اذ هو افضل منهم بلا ريب وانه يسمع سلام المسلم عليه، ہمارا عقیدہ ہے یہ کہ...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں حیات برزخی (مخفی زیر پردہ حیات) کے ساتھ، اور یہ حیات شہداء کی حیات سے زیادہ قوی و زیادہ کامل ہے، کیوں کہ انبیاء علیہم السلام شہداء سے افضل ہیں تو ان کی حیات بھی افضل ہو گی...... اور اس حیات کی وجہ سے سلام کرنے والے کا سلام سنتے ہیں۔

(الدرر السنية فی الاجوبة النجدية :۱/۵۷۶، تحت عنوان: رسالة شيخ محمد بن عبد اللطيف الی اهل اليمن وغيرهم فی بيان عقيدة اہل نجد)

شیخ محمد امین شنقیطی مدرس مدینہ یونیورسٹی (وفات:۱۳۹۳ھ)

شیخ صاحب کہتے ہیں:

واما ما ثبت عنه صلی الله عليه وسلم من انه لا يسلم عليه احد الا رد الله علی روحه الخ دو حدیثیں ہیں جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ ثابت ہوتی ہے، ایک حدیث یہ ہے لا يسلم عليه احد الخ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو بھی سلام کرتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی روح کو اس کی طرف متوجہ کر دیتے ہیں اور

آپ سلام کا جواب دیتے ہیں، دوسری حدیث یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کر دیئے ہیں جو آپ کی امت کا سلام آپ کی طرف پہنچاتے ہیں (سلام سن کر جواب وہی دے سکتا ہے جو زندہ ہو) لیکن اس حیات کی حقیقت کو اہلِ دنیا نہیں جان سکتے، کیوں کہ یہ حیات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہے حالاں کہ آپ کی روح مبارک اعلیٰ علیین میں رفیق اعلی کے ساتھ شہداء کی ارواح کے اوپر ہے، پس یہ روح مبارک جو اعلیٰ علیین میں ہے اس کا تعلق اس بدن شریف کے ساتھ ہے جس کو زمین نہیں کھاتی۔ (یعنی بدن عنصری)، اور اس تعلق اور حیات کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں، مخلوق نہیں جانتی، جیسا کہ اس جیسی حیات کے بارے میں فرمایا ہے: ولکن لا تشعرون۔ اور اگر وفات کے بعد والی حیات اس حیات کی طرح ہوتی جس کو اہلِ دنیا پہچانتے ہیں یعنی محسوس اور لوزم دنیا والی حیات ہوتی تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نہ فرماتے مات، اور آپ کا دفن کرنا اور آپ کی جگہ خلیفہ بنانا جائز نہ ہوتا۔

(رفع ایهام الاضطراب عن آیات الکتاب صفحہ ۲۵)

شیخ صاحب نے حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھا:

”فالروح كانت هناک ولها اتصال بالبدن فی القبر واشراف عليه، وتعلق به بحيث يصلی فی قبره و يرد سلام من يسلم عليه۔

(حوالہ مذکورہ)

ترجمہ: روح اعلیٰ علیین میں ہے اور اس کا قبر میں بدن کے ساتھ اتصال اور تعلق ہے اور بدن پر اس کی شعائیں پڑتی ہیں جس کی وجہ سے آپ اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہیں اور سلام کرنے والے کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

عبد الله بن عبد الرحمن نجدی مساعد لرئيس القضاء فی مكة (وفات:۱۴۰۱ھ)

ایک حدیث میں ہے جو مسلمان مجھ پر سلام کرے گا، اللہ مجھ پر میری روح کو لوٹا دے گا اور میں سلام کا جواب دوں گا۔ اس حدیث کے متعلق شیخ صاحب کہتے ہیں:

”فيه مدح المسلم عليه والاخبار بسماعة السلام۔“ اس میں آپ صلی

اللہ علیہ وسلم پر سلام کرنے والے کی مدح ہے، اور اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سلام کرنے والے کا سلام سنتے ہیں۔

(مفید الانام و نور الظلام فی تحریر الاحکام لحج بیت اللہ الحرام:۲/۱۵۷)

شیخ صاحب فرماتے ہیں:

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کی روح چھٹے آسمان سے جدا ہو کر قبر میں آگئی تھی، بلکہ روح اپنے مستقر میں تھی اور اس کا بدن کے ساتھ اتنا قوی تعلق تھا جس کی بناء پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے نماز پڑھی۔

(حوالہ مذکورہ)

شیخ عطیہ بن محمد سالم سابق مدرس مدینہ یونیورسٹی و مسجد نبوی (وفات:۱۴۲۰ھ)

شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"والرسول صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ حیاۃ برزخیۃ کما ان الشہداء احیاء عند ربہم یرزقون۔"

(شرح الاربعین النوویۃ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں حیات برزخیہ (مخفی حیات) کے ساتھ، جیسا کہ شہداء زندہ ہیں اپنے رب کے نزدیک مقرب ہیں، ان کو رزق دیا جاتا ہے۔

شیخ بن باز / عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز مفتی اعظم سعودی عرب (وفات:۱۴۲۰ھ)

شیخ صاحب فرماتے ہیں:

لاشک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاتہ حی حیاۃ برزخیۃ اکمل من حیاۃ الشہداء الخ اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد برزخی حیات کے ساتھ زندہ ہیں جو شہداء کی حیات سے زیادہ کامل ہے لیکن یہ عالم دنیا کی جنس میں سے نہیں (کیوں کہ وہ محسوس حیات ہے اور قبر میں برزخی حیات مخفی باطنی حیات ہے) بلکہ یہ ایسی حیات ہے جس کی حقیقت کو اللہ تعالی کے ماسوا کوئی نہیں جانتا، اس

لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایامامن احد یسلم علی الخ جو کوئی مسلمان مجھ پر سلام کرے گا، اللہ تعالیٰ میری روح کو متوجہ کر دیں گے اور میں سلام کا جواب دوں گا۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ آپ کی روح آپ کے بدن سے جدا ہے، اس وجہ سے آپ میت ہیں لیکن سلام کے وقت آپ کی روح کو متوجہ کر دیا جاتا ہے اور عالم دنیا میں موت کا ورود جو نصوص سے ثابت ہے، یہ حیات برزخیہ کے لئے مانع نہیں جیسا کہ شہداء کی موت ان کی حیاتِ برزخیہ کے لئے مانع نہیں۔

(التحقيق والايضاح لكثير من مسائل الحج والعمرة والزيارة على ضوء الكتاب صفحہ ۹۶)

شیخ بن باز مزید لکھتے ہیں:

قد صرح الكثيرون من اهل السنة بان النبى صلى الله عليه وسلم حى فى قبره حياة برزخية الخ بہت سے اہلِ سنت علماء نے وضاحت سے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں حیات برزخیہ کے ساتھ جس کی حقیقت کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور یہ اہلِ دنیا کی محسوس حیات کی جنس سے نہیں، بلکہ یہ ایک الگ قسم ہے اور اسی حیات برزخیہ کی وجہ سے نعمتوں کی لذت سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور اسی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کرنے والوں کا سلام سنتے ہیں اور سلام کا جواب بھی دیتے ہیں، اور سلام وجواب کے وقت اللہ تعالیٰ آپ کی روح کو آپ کی طرف متوجہ کر دیتے ہیں جیسا کہ امام ابو داود نے حضرت ابو ہریرہ سے عمدہ سند کے ساتھ حدیث نقل کی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی مجھ پر سلام کرے گا، اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح کو متوجہ کر دیں گے اور میں سلام کا جواب دوں گا۔ اور اس مضمون کی احادیث بہت ہیں اور یہ حیات برزخیہ شہداء کی حیات سے کامل ترین ہے۔

(مجموع فتاوی ابن باز: ۳۸۶/۲)

بن باز نے کہا:

ان النبی لا یخرج من قبرہ الی یوم القیامة، لکن روحہ فی الجنة فی اعلیٰ علیین علیہ الصلوۃ و السلام ترد الی جسدہ الخ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک اپنی قبر سے باہر نہیں آئیں گے لیکن آپ کی روح جنت کے اندر اعلیٰ علیین میں ہے اور جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں سلام کے وقت آپ کی روح کو آپ کے جسد کی طرف متوجہ کر دیا جاتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مجھ پر سلام کرے گا، اللہ تعالیٰ میری روح کو میری طرف متوجہ کر دے گا اور میں سلام کا جواب دوں گا۔

(فتاوی نور علی الدرب لابن باز بعناية الشويعر:۶۹/۳)

شیخ محمد بن صالح العثیمین(وفات:۱۴۲۱ھ)

شیخ عثیمین فرماتے ہیں:

”الذی یظھر لی من الادلة الشرعیة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسمع سلامہ علیہ وانہ یبلغ ایاہ وکذلک ایضا اھل القبور اذا سلم علیھم فانھم یسمعون ۔“

ترجمہ: ادلہ شرعیہ سے جو چیز میرے سامنے ظاہر ہوئی، وہ یہ ہے کہ قبر کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا جائے تو سنتے ہیں، دور سے کیا جائے تو آپ کو پہنچایا جاتا ہے، اس طرح دوسرے اہلِ قبور پر جب قبر کے پاس سلام کہا جائے تو وہ بھی سنتے ہیں۔

(تحقیق عقیدہ حیات انبیاء:۴۷۷/۲)

شیخ محمد امین ہرری(مدرس مسجد حرام)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔(صحیح مسلم:۲۶۸/۲)

شیخ صاحب مذکورہ حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

”وھذا الحدیث یدل بظاھرہ علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم رای

موسى رؤية حقيقية فى اليقظة وان موسى عليه السلام كان فى قبره حيا يصلى فيه الصلوة التى كان يصلى بها الحياة الخ اس حدیث کا ظاہر دلالت کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موسی علیہ السلام کو بیداری کی حالت میں حقیقتاً دیکھا تھا، نیز یہ حدیث اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں زندہ تھے اور آپ اپنی قبر میں وہی نماز پڑھ رہے تھے جو اپنی زندگی میں پڑھتے تھے۔اور سب کچھ ممکن ہے ان میں سے کوئی چیز محال نہیں،اور یہ بھی صحیح ہے کہ شہداءزندہ ہیں اور ان کو ان کے رب کے پاس رزق دیاجاتا ہے جب شہداء کو یہ اعزاز حاصل ہے تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے بطریق اولی یہ حیات والا اعزاز و مرتبہ ثابت ہو گا۔اور انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا قبر میں نماز پڑھنامکلف ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کے اکرام وتکریم و تشریف کے طور پر ہے، کیوں کہ انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت خصوصا نماز محبوب تھی اور وہ اس کا بہت اہتمام والتزام کرتے تھے اور وفات تک ان کی یہی کیفیت رہتی تھی۔پس اللہ تعالیٰ نے ان کے اکرام کے طور پر ان کو شرف وعظمت بخشنے کے لئے موت کے بعد اسی حالت پر باقی رکھا جو ان کو دنیا میں پسند تھی۔پس انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نماز الہامی ہے جیسا کہ ملائکہ کی عبادت بھی الہامی ہے، تکلیفی نہیں۔یہ ایسے ہے جیسے ہمارے سانس کا سلسلہ الہامی ہے کہ خود بخود چلتا رہتا ہے حتی کہ ہمیں سانس روکنے کے لئے تکلف کرنا پڑتا ہے،سانس لینے کے لئے نہیں۔چنانچہ جنت میں اہلِ جنت اللہ کی تسبیح کریں گے تو وہ تسبیح سانس کی طرح الہامی ہو گی، قبور میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نماز بھی الہامی ہے۔

(الکوکب الوہاج شرح صحیح مسلم:۳۰۹/۲۳)

شیخ محمد بن خلیفہ تمیمی(مدینہ یونیورسٹی)

شیخ صاحب فرماتے ہیں:

”ان الذى يعتقده علماء السلف هو ان الانبياء احياء فى قبورهم حياة برزخية الخ علماء سلف کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور میں حیاتِ

برزخی کے ساتھ زندہ ہیں، مگر اس حیات کی کیفیت کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے زمین پر کہ وہ انبیاء کے اجساد کو کھائے۔

(حقوق النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی امته فی ضوء الكتاب والسنة : ۷۸۱/۲)

شیخ عبد الکریم الخضیر (مشہور عرب عالم و مصنف)

شیخ صاحب فرماتے ہیں:

فالنبی علیه الصلوة والسلام میت، وهو فی قبره علیه الصلوة والسلام منعم فی قبره فی حیاة برزخیة الخ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں (عالم دنیا کی موت کے اعتبار سے) میت ہیں، البتہ اپنی قبر میں حیات برزخیہ کے ساتھ زندہ ہیں اور آپ کو نعمتوں سے نوازا جاتا ہے......اور جب آپ پر کوئی سلام کرتا ہے قریب سے یا دُور سے ،اللہ تعالیٰ آپ کی روح کو اس طرف متوجہ کر دیتا ہے اور آپ سلام کا جواب عنایت فرماتے ہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حیات "حیات بزرخیۃ" ہے۔

(شرح بلوغ المرام للشیخ عبد الکریم الخضیر:۲۳/۳۹)

شیخ صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"حیاة الانبیاء اکمل من حیاة الشهداء بلا شك لكنها حیاة برزخیة ۔الخ انبیاء کی حیات شہداء کی حیات سے زیادہ کامل ہے لیکن یہ حیات برزخیہ ہے، روح بدن سے جدا ہے، اور یہ ایسی حیات ہے جس کی کیفیت اللہ ہی جانتا ہے، اس کی تفصیل وارد نہیں ہوئی۔ لیکن دنیا والی حیات سے مختلف ہے، اور یہ یقینی بات ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر موت کا ورود ہوا ہے، اور جب کوئی آپ پر سلام کرتا ہے تو آپ کی روح کو اس طرف متوجہ کیا جاتا ہے اور آپ سلام کا جواب دیتے ہیں۔

(شرح المؤطا : ۳۶/۵)

مجلة الجامعة الاسلامية (مدینہ منورہ)

مجلہ ”الجامعة الاسلامية “میں لکھاہے:

”واما ما ثبت عنه صلى الله عليه وسلم من انه لا يسلم عليه احد الا رد الله عليه روحه حتى يرد عليه السلام و ان الله وكل ملائكته يبلغون سلام امته فان تلك الحياة ايضا لايعقل حقيقتها اهل الدنيا لانها ثابتة له صلى الله عليه وسلم مع ان روحه الكريمة فى اعلى عليين مع الرفيق الاعلى فوق ارواح الشهداء فتعلق هذه الروح الطاهرة التى هى فى اعلى عليين بهذا البدن الشريف الذى لا تاكله الارض يعلم الله حقيقته ولا يعلمها الخلق ۔“

(مجلة الجامعة الاسلامية، شمارۃ۳، تحت عنوان:دفع ايها الاضطراب)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ سلم سے یہ حدیث ثابت ہے کہ جب کوئی مسلمان آپ پر سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کی روح کو اس طرف متوجہ کر دیتے ہیں اور آپ سلام کا جواب دیتے ہیں۔ یہ حدیث بھی ثابت ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتے مقرر کئے ہیں جو آپ کی امت کا سلام آپ کے پاس پہنچاتے ہیں۔ لیکن اس حیات کی حقیقت کو اہلِ دنیا نہیں سمجھ سکتے کیوں کہ قبر شریف میں آپ کا جسد (عنصری) حیات کے ساتھ ہے جب کہ آپ کی روح مبارک اعلی علیین میں رفیق اعلی کے پاس ہے اور شہداء کی ارواح کے اوپر ہے۔ پھر روح پاک جو اعلی علیین میں ہے اس کا بدن شریف کے ساتھ تعلق ہے جس بدن کو زمین نہیں کھاتی، اور اس تعلق کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں، مخلوق نہیں جانتی۔

مجله جامعة ام القرى (مکہ مکرمہ)

مجلہ میں لکھاہے:

”ثم قال القاضى ابن ابراهيم الزداغى للامير سعود بن العزيز و بلغنا عنكم انكم تقولون بعدم حياة النبى واخوانه من الانبياء عليهم السلام فى قبورهم فلما

سمع (الامیر سعود) ذکر النبی ارتعد و رفع صوته بالصلوٰۃ والتسلیم علیه، وقال معاذ اللہ تعالی (بل) نقول انه حی فی قبره وکذلک غیره من الانبیاء حیاۃ فوق حیاۃ الشهداء۔

(مجلہ جامعۃ ام القری، شمارہ:۱۹، تحت عنوان: دعوۃ الشیخ محمد بن عبد الوہاب)

ترجمہ: قاضی ابن ابراہیم الزداغی نے امیر سعود بن عبد العزیز کو کہا کہ ہمارے تک یہ بات پہنچی ہے کہ آپ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ان کی قبور میں حیات نہیں مانتے؟ جب امیر سعود نے یہ بات سنی تو وہ کانپ گئے اور بلند آواز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ وسلام پڑھنے شروع کر دیئے اور فرمانے لگے: اس بُرے عقیدے سے اللہ کی پناہ، بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے، ہم اس بات کے قائل ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے علاوہ دوسرے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور شہدا کی حیات سے اعلیٰ حیات کے ساتھ۔

مجلة البحوث الاسلامية (ریاض، سعودیہ)

مجلہ میں لکھاہے:

”وقال ابنه الشیخ عبد اللہ بن محمد ......والذی نعتقد ان رتبة نبینا محمد صلی اللہ علیه وسلم اعلی مراتب المخلوقین علی الاطلاق و انه حی فی قبره حیاۃ برزخیة ابلغ من حیاۃ الشهداء المنصوص علیها فی التنزیل، اذ هو افضل منهم بلا ریب وانه یسمع سلام المسلم علیه وتسن زیارته۔

(مجلة البحوث الاسلامية ،شمارہ: ۱۶، صفحہ ۱۹۰ ، عنوان: الشبه التی اثیرت حول دعوۃ الشیخ والرد علیهما)

ترجمہ: شیخ محمد بن عبد الوہاب کے بیٹے عبد اللہ نے کہا کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ علی الاطلاق تمام مخلوق سے اعلیٰ ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں حیات برزخیہ کے ساتھ زندہ ہیں اور شہداء کی حیات جو منصوص

ہے اس سے اعلیٰ ہے کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہداء سے بلاشبہ افضل ہیں اور آپ سلام کرنے والے کا سلام سنتے ہیں اور آپ کی قبر شریف کی زیارت مسنون ہے۔

اسی مجلہ میں لکھا ہے:

”والنبی صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ حیاۃ برزخیۃ یتمتع فیھا بنعیم الجنۃ۔“

(شمارہ:۳۷، صفحہ ۱۴۳)

ترجمہ: اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں حیات برزخیہ کے ساتھ زندہ ہیں جس کی وجہ سے آپ جنت کی نعمتوں سے نفع مند ہوتے ہیں۔

تنبیہ: اس مضمون کے حوالے حضرت مولانا منیر احمد منور دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب ”تحقیق عقیدہ حیاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام“ جلد دوم سے لئے ہیں۔ یہاں تک بزرگوں کے سن وفات بھی اسی کتاب سے منقول ہیں اور اکثر جگہ عربی عبارات کا ترجمہ بھی حضرت دام ظلہ کا ہی ہے۔

علمائے نجد کا عقیدہ، مزید حوالے

مسئلہ حیات الانبیاء علیہم السلام کی بابت علمائے نجد نے اپنا عقیدہ یوں بیان کیا:

”واما لکلام علی حیوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاعتقادنا فی ذلک اعتقاد سلف الامۃ و ائمتنا وھو الاسوۃ وھی انہ صلی اللہ علیہ وسلم قبض و دفن و زالت عنہ الحیوۃ الدنیا (الی قولہ) واما حیوۃ البرزخ فھو حی الحیوۃ البرزخیۃ وکذا الشھداء فلو کان حیا حیوۃ دنیویۃ لرفعوا الیہ الامر فیما جری بینھم۔“

(الدرر السنیۃ فی الاجوبۃ النجدیۃ :۱/۲۶۰، طبع مصر)

ترجمہ: بہر حال آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے بارے میں ہمارا اعتقاد ہے جو سلف امت اور ہماررے ائمہ کا اعتقاد ہے اور وہی اس میں ہمارے متقدا ہیں۔ وہ یہ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی ہے اور آپ کو دفن کیا گیا اور آپ کی دنیوی زندگی ختم

ہو گئی ہے (پھر آگے کہا) اور بہر حال برزخی زندگی تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہے، اور آپ حیات برزخیہ کے ساتھ زندہ ہیں اور ایسے ہی شہداء بھی زندہ ہیں، اگر آپ کی زندگی دنیا کی زندگی ہوتی تو اختلافی امور میں سلف آپ کی طرف مراجعت کرتے۔

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ نے "تسکین الصدور صفحہ ۲۶۵" میں مذکورہ عبارت نقل کر کے لکھا:

یعنی دنیوی تکلیفی اور حسی زندگی آپ کی ختم ہو چکی لیکن برزخی زندگی آپ کی ثابت ہے۔ نیز علماء نجد نے کہا ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ رتبہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام مخلوق کے مراتب سے اعلیٰ ہے، وہ اپنی قبر میں حیاتِ برزخیہ سے زندہ ہیں جو کہ حیات شہداء سے افضل و اکمل ہے اور سلام کہنے والے کا آپ سلام سنتے ہیں۔

(الهدية السنية والتحفة الوهابية النجدية صفحہ ۴۷، طبع مصر)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ کے شاگرد اور علمائے نجد کے روح رواں الشیخ محمد السید درویش (وفات: ۱۲۷۶ھ) نے لکھا:

"**فائدہ:** حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات برزخی ہے (حِسّی ہونے میں) حیاتِ دنیوی کے مشابہ نہیں ہے اور نہ وہ نیند کے مشابہ ہے اور نہ وہ باقی مخلوق کی حیات کی طرح ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے اجسام مبارکہ کو بوسیدہ ہونے اور فنا ہونے سے محفوظ رکھتا ہے اور ان پر ان کے ارواح کی روشنی بعض اوقات مخفی طریقہ سے لوٹاتا ہے کسی مقصد کے لئے۔ اور بہت سی احادیث وارد ہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں مثلاً ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی روح مبارک لوٹاتا ہے تاکہ آپ سلام کہنے والے کے سلام کا جواب دیں اور مثلاً بعض میں آتا ہے جس نے دُور سے سلام کہا اس کو فرشتے پہنچاتے ہیں اور جس نے قریب سے سلام کہا تو اس کو آپ خود سنتے ہیں اور مثلاً بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ آپ پر کیسے صلوٰۃ وسلام عرض کیا جائے گا۔ جب کہ آپ (مرنے کے بعد) بوسیدہ ہو جائیں گے (معاذ اللہ) تو آپ نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ حضرات ابنیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام کو کھائے تو یہ سب احادیث آپ صلی اللہ علیہ

وسلم اور دیگر تمام حضرات انبیاء کرام علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام کی حیات پر دلالت کرتی ہیں لیکن اُسی طرح جس طرح بیان ہوا، نہ جیسا کہ ہماری (حسی اور تکلیفی) زندگی ہے کیوں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ دیگر اموات کی طرح تھے کہ روح مبارک جسم اطہر میں نہ تھی اور جسم سے خارج ہوگئی۔ اگر آپ کی زندگی ہماری (محسوس اور تکلیفی) زندگی کی طرح ہوتی تو جب حضرات صحابہ کرام نے خلافت کے مسئلہ پر اختلاف کیا آپ اُن سے اس سلسلہ میں خطاب فرماتے الخ۔“

(اسنی المطالب فی احادیث مختلفة المراتب صفحہ ۲۹۸ طبع مصر)

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اس حوالہ کو نقل کرکے یوں تبصرہ کرتے ہیں:

”تسکین الصدور میں ہی بقدر ضرورت اس کی بحث موجود ہے کہ جو حضرات اس حیات کو جسمانی اور دنیوی کہتے ہیں اُن کی مُراد یہ ہے کہ روح مبارک کا اسی جسم اطہر سے تعلق ہے جو دنیا میں تھا اور جو حضرات اس کو برزخی کہتے ہیں، اُن کی مُراد یہ ہے کہ وہ حیات اہلِ دنیا کے لئے محسوس نہیں ہے اور اسی کو علماء عقائد نوع من الحیوۃ سے تعبیر کرتے ہیں لیکن اس پر دونوں فریق متفق ہیں کہ دُور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پیش کیا جاتا ہے اور نزدیک سے آپ خود بہ نفس نفیس سنتے اور جواب دیتے ہیں۔ رہا موصوف کا یہ کہنا کہ اگر آپ کی حیات ہماری زندگی کی طرح ہوتی تو آپ حضرات صحابہ کرام میں خلافت کے مسئلہ کا اختلاف رفع فرما دیتے اور ان سے خطاب فرماتے تو اس میں کلام ہے۔ اولاً: اس لئے کہ مسئلہ خلافت میں حضرات صحابہ کرام کا اختلاف آپ کے پاس نہ ہوا تھا، وہ اختلاف سقیفہ بنو ساعدہ میں ہوا تھا۔ ثانیاً: جمہور علماء کی تحقیق کے رُو سے روح کا اعادہ قبر میں ہوتا ہے، پہلے نہیں ہوتا اور بات بھی حیات فی القبر کی ہو رہی ہے۔ ثالثاً: اُمت کے جملہ اختلاف ونزاعات کا فیصلہ آپ اپنی تکلیفی زندگی میں کرتے رہے۔ جب آپ کی وفات ہوگئی تو ان اختلاف کا رفع کرنا زندہ اور مکلف اُمت کے کندھے پر ڈال دیا گیا، آپ پر ان کا رفع کرنا باقی نہ رہا۔“

(تسکین الصدور صفحہ ۲۶۷)

شرائط و ضوابط

مضامین لکھنے والے حضرات چند باتوں کا خیال رکھیں!

1) اہل علم کے ساتھ رائے کا اختلاف آپ کا حق ہے اور یہ حق آپ سے کوئی بھی نہیں چھین سکتا۔ لہٰذا آپ ہزار بار اختلاف رکھیں لیکن کسی کی ذات پہ کیچڑ اچھالنے کی کوشش نہ کریں۔

2) علمی تنقید کریں اور الفاظ کے چناؤ میں مہذب انداز اختیار کریں۔

3) تنقیدی انداز اپنانے کے لئے اگر آپ حضرات درجہ ذیل اکابرین کا انداز اپنائیں تو ان شاءاللہ آپ کی علمی تنقید کسی کی اصلاح کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے اور مخاطب سمجھے گا کہ مضمون نگار اللہ کے رضا کیلئے لکھ رہا ہے کسی کی ذات پہ نشتر لگانے کے لیے میدان میں نہیں اترا ہے۔

۱: امام اہل سنت شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

۲: قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ

۳: حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

۴: بحر العلوم سلطان المحققین علامہ خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ

۵: شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

4) مضامین میں احتیاط سے کام لے۔ حتی الوسع کوشش کریں کہ جہاں سے بھی آپ نے استفادہ کیا ہو، ان کا حوالہ ضرور دیں۔ ورنہ ایسی صورت میں آپ کے مضامین مجلہ راہِ ہدایت میں شائع نہیں ہوں گے۔

5) ہمارا مجلہ چونکہ خالص مسلکی ہے اس لیے عقائد و نظریات سے ہٹ کر کوئی صاحب بھی مضمون بھیجنے کی زحمت نہ کریں۔

6) مجلہ راہِ ہدایت میں صرف اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کے مضامین شائع ہوں گے۔

نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور

https://wa.me/03428970409